*

226185

*

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226339

UNIVERSAL
LIBRARY

TIGHT BINDING BOOK

22633.9

من يطع الله ورسوله يرشد ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا بعيدا

الحمد لله الذي اوضح الحق الصحيح بطبع الكتاب الفصيح اعني

ايضاح الحق الصريح في احكام الميت والضريح

مع تتميم جسيم

جامع النصيح لكل امر صحيح وتعليل المتصدع بالحق في كثير وقليل واذكر في الكتاب اسمعيل

في مطبع فاروقي دهلي كان معظما

الصدح

ترجمہ

۲۹۷ د ۱۱۱
۱۲ - ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی یحیی ویمیت وھو علی کل شئی قدیر
والصلوٰۃ والسلام علی اکرم الخلق محمد ن البشیر
النذیر الذی بعثہ اللہ الی الناس کافۃ وسماہ
بالسراج المنیر وعلی آلہ واصحابہ الذین فازوا
بنصرۃ الدین وکتب المشرکین بلسان المناظرۃ
وسیف التدبیر اما بعد مخفی نماند کہ درین جزو
زمان شورش اہل بدعت وطغیان بجدی رسیدہ
کہ در اکثر عبادات وعادات ومعاشرات و
معاملات سنت سنیہ جناب افضل البریات
علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات بانواع بدعات
ومنکرات مخلوط گردیدہ ہرچند این خلط قبیح در
اکثر عبادات وعادات راہ یافتہ اما در رسوم
متعلقہ باموات انواع شرک وبدعات بوجہے
متراکم گردیدہ کہ از سنت سنیہ بخبر نامے
باقی نماندہ بنابرین فضائل آب کمالات اکتساب

سب تعریف ثابت ہے خدا کو جو زندہ کرتا ہے اور
مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور تمامی درود
اور سلام بہترین خلایق یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خوشی
سنانیوالے اور ڈرانے والے ہیں بھیجا انکو اللہ نے طرف تمام
کے اور نلم رکھا انکا چراغ روشن اور تمام درود
انکی اولاد اور یارون پر جو پہنچے اپنے مطلب
دین اور سرنگون کرنے مشرکین کے ساتھ زبان مناظرہ
کرنیوالی کے پس بعد حمد وصلوٰۃ کے پوشیدہ نہ رہے کہ
عمل بدعتیون اور مشرکون کا اس حد کو پہونچا ہے کہ
وہ چال چلن اور میل کرنا کھانے اور پینے اور لین
روشن جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کہ بزرگ
کے ہین اوپر انکے درود اور سلام ساتھ سنت کے
اور بری باتین ملائی گئی ہیں جنکی برائی کی اکثر عبادتون اور
عادتون مین راہ پائی ہین متفقہ متواتین طرح طرح کی بدعتین
اور شرک اسطرح اکثر مسلمانون مین رائج ہوگئے ہین کہ سوائے اسم کے کچھ باقی نہین رہا

سلالہ خاندان ارباب معقول ومنقول نقاوہ
دودمان افاضل مخول مشفقی مکرمی مولوی تفضل علی
صاحب را خواہش تمیز فیما بین السنۃ والبدعۃ
در رسوم مذکور ہمبر سید بناء علیہ از بندہ
ضعیف الراجی رحمۃ اللہ الجلیل احقر العباد
محمد اسمٰعیل عفی عنہ استفسار این معنی فرمودہ پس
بندۂ ضعیف اجوبۂ مسائل مستفسرہ را در ضمن
چند اوراق مفصل ومدلل گردانیدہ وآن را
بالایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح
مسمیٰ نمودہ وآنرا بر یک مقدمہ ودو باب ویک
خاتمہ مرتب ساخت وما توفیقی الا باللہ وہو
حسبی ونعم وکیل **مقدمہ** در بیان حقیقت
بدعت وحکم آن وآن بر دو فصل ست **فصل اول**
در بیان حقیقت بدعت باید دانست کہ لفظ
بدعت کہ در حدیث شریف مستعمل گردیدہ
معنی آن ہم از حدیث شریف تحقیق باید کرد زیرا کہ
مثل مشہور ست تصنیف را مصنف نیکو کند بیان
پس می گوئیم کہ امام احمد وابو داؤد وترمذی و
ابن ماجہ از عرباض بن ساریہ رض نقل کردہ اند
قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھہ فوعظنا
موعظۃ بلیغۃ ذرفت منھا العیون ووجلت
منھا القلوب فقال رجل یا رسول اللہ

برگزیدہ خاندان اصحاب معقول اور منقول کے اور چنے ہوئے
گھرانے بڑے فاضلوں کے مشفق اور بزرگ میرے مولوی
تفضل علی صاحب کو خواہش جدا جدا معلوم کرنے سنت اور
بدعت کی درمیان سے رسمیں ذکر کی گئی کے ہیں بہم پہونچی
اسلیے اس بندۂ ضعیف امید وار رحمت خدائے بزرگ کا
حقیر زیادہ بندوں کا **محمد اسمٰعیل** عفی عنہ سے دریافت
اس امر کا فرمایا پس بندۂ ضعیف نے جواب مسئلوں
پوچھے گئے کا درمیان چند ورقوں کی مفصل ودلیل سے بیان کیا
اور اسکا نام **الایضاح الحق الصریح** فی احکام المیت
والضریح رکھا اور اسکو ایک مقدمہ اور دو باب اور
ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔ نہیں ہے توفیق مگر ساتھ اللہ کے
وہ ہی بس ہے اچھا کام بنانیوالا **مقدمہ** بیان میں حقیقت
اور حکم بدعت کے اور اسمیں دو فصل ہیں **فصل اول**
بیان میں حقیقت بدعت کے جاننا چاہیے کہ جس جگہ ہا
جہاں کہیں کہ لفظ بدعت کا حدیث شریف میں استعمال
ہوا ہے پس معنی اسکے بھی حدیث شریف ہی سے تحقیق کرنے
چاہئیں اسلیے مثل مشہور ہے کہ مصنف اپنی تصنیف کو
خوب بیان کرتا ہے پس کہتا ہوں میں کہ امام احمد وابو داؤد
اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض بن ساریہ رض سے نقل کیا ہے
کہا عرباض بن ساریہ رض نے **حدیث** کہا نماز پڑھی ہمارے
ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پھر منہ کیا
ہماری طرف پس نصیحت کی ہمکو بہت کہ رلا گئیں اس سے
آنکھیں اور ڈر گئے اس سے دل پس کہا ایک شخص نے اے رسول خدا

كان هذه موعظة مودع فاوصانا فقال
اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة
وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم
بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي و
سنة الخلفاء الراشدين المهديين
تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ و
اياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة
بدعة وكل بدعة ضلالة وبخاری ومسلم از
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نقل
کردہ اند قالت قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ما ليس منه
فهو رد ونیز بخاری ومسلم از انس ابن مالک
نقل کردند قال جاء ثلثة رهط الى ازواج
النبي صلى الله عليه وسلم يسئلون عن عبادة
النبي صلى الله عليه وسلم فلما اخبروا بها
كانهم تقالوها فقالوا اين نحن من النبي
صلى الله عليه وسلم فقد غفر الله له ما تقدم
من ذنبه وما تاخر فقال احدهم اما انا
فاصلي الليل ابدا وقال الاخر انا اصوم النهار
ابدا ولا افطر وقال الاخر انا اعتزل
النساء فلا اتزوج ابدا فجاء النبي
صلى الله عليه وسلم اليهم فقال انتم
الذين قلتم كذا وكذا اما والله اني...

گویا کہ یہ نصیحت وقت رخصت کی ہی پس وصیت فرمائی
ہمکو پھر فرمایا کہ وصیت کرتا ہوں مین ہمکو ساتھ ڈرنے کے
اللہ کے اور سننی اور تابعداری کرنی امام کی اگرچہ ہو غلام حبشی
پس تحقیق جو کوئی جیگا تم مین سے میرے بعد پس قریب ہے
کہ دیکھیگا اختلاف بہت پس لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ
خلیفون راشدا ور ہدایت یافتہ والونکا اور سنہ لو ساتھ اسکے
اور مضبوط پکڑو اسکو کچلیون سے اور بچو تم نئی باتون سے پس
تحقیق ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے
اور بخاری اور مسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے
ہین کہ **حدیث** کہا حضرت عائشہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے نکالی نئی چیز ہمارے
اس کام مین کہ نہین ہے اسمین سے پس وہ مردود ہے اور بخاری
اور مسلم حضرت انس ابن مالک سے بھی نقل کرتے ہین ۔
حدیث کہا انس نے کہ آئے تین شخص طرف خانہ ہائے بیبیون نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پوچھتے تھے عبادت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پس جب خبر
دی گئی اُس سے گویا کمتر جانا اُسکو پس کہا کہان ہین ہم پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم جیسے تحقیق بخش دیئے ہین اللہ نے اُنکے اگلے
گناہ اور پچھلے پھر کہا ایک نے اُنمین سے مین نماز پڑھونگا
رات بھر ہمیشہ اور کہا دوسرے نے مین روزہ رکھونگا ہمیشہ
اور نہ افطار کرونگا اور کہا تیسرے نے مین الگ رہونگا
عورتون سے پس نہین نکاح کرونگا کبھی پس آئے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم طرف اُنکے پھر فرمایا تم وہی ہو کہ کہا تھا تمنے
ایسا ایسا خبردار رہو تم قسم خدا کی تحقیق مین

لاخشاکم لله واتقی کمله لکنی اصوم واطر
واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب
عن سنتی فلیس منی ہرچند احادیث مرویہ درین باب
کثیر اند اما برین احادیث ثلثہ درین مقام
اکتفا کردہ شد تا احادیث دیگر ان را برآن
قیاس توان کرد پس باید دانست کہ از
احادیث ثلثہ مرقومہ چنان مستفاد گردیدہ کہ
بدعت بر دو وجہ می باشد **اوّل** آنکہ خود آن چیز
فی نفسہ محدث باشد و آن مفاد حدیث اوّل است
دوم آنکہ در امر ماثور چیزے از کمی و بیشی
یا ہیأت جدیدہ احداث کردہ باشد بالجملہ امر
ماثورہ را بر وجے ادا نمایند کہ برآن وجہ ماثور
نیست و آن مفاد حدیثین آخرین است
پس اوّل را بدعت اصلیہ می گوئیم و ثانی را
بدعت وصفیہ پس مفہوم این ہر دو قسم را
در دو بحث ایضاح باید کرد **بحث اوّل**
در تحقیق مفہوم بدعت اصلیہ باید دانست کہ
تحقیق مفہوم بدعت اصلیہ موقوف است
بر تحقیق مفہوم دو کلمہ از حدیث مسطور اوّل
مفہوم کلمہ محدثات و ثانی مفہوم کلمہ امور اما
تحقیق مفہوم کلمہ اولی پس باید دانست کہ لفظ
احداث مستعمل می شود بر استخراج چیزے جدید
و قبادر ازان در عرف آنست کہ خود

زیادہ ڈرنیوالا ہون نسبت تمھارے خدا سے اور بہت
متقی ہون بہ نسبت تمھارے واسطے خدا کے لیکن مین روزہ رکھتا
ہون اور افطار کرتا ہون اور نماز پڑھتا ہون اور سوتا ہون
اور نکاح کرتا ہون عورتون سے پس جو کوئی بیزار ہو میری
سنت سے پس نہین ہے مجھ سے ہرچند حدیثین اس باب مین
بہت روایت کی گئی ہین مگر انھین تین حدیثون پر اکتفا
کیا گیا ہے تو اگر حدیثون کو اسپر قیاس کرلین اب جاننا
چاہیئے کہ ان تینون حدیثون سے جو لکھی گئین کیا معلوم
ہوا کہ بدعت دو طرح پر ہے **پہلے** یہ کہ وہ چیز اپنی ذات سے
نئی نکلی ہوئی ہو اور یہ فائدہ حدیث پہلے کا ہے اور
دوسرے یہ کہ شرع کے کام مین کوئی بات کم زیادہ یا کوئی
صورت نئی پیدا کی ہو خلاصہ یہ کہ شرعی حکم کو اسطرح
سے ادا کرے کہ شرع مین اُسطور پر منقول نہین۔
اور یہ فائدہ دونو حدیث پچھلے سے نکلتا ہے پس اول کو
بدعت اصلی کہتے ہین اور دوسری کو بدعت وصفی پس مضمون
ان دونو قسمون کو دو بحث مین واضح کرنا چاہیے۔
بحث اوّل تحقیق مین مضمون بدعت اصلیہ کے جاننا
چاہیے کہ تحقیق مضمون بدعت اصلیہ کا موقوف ہے اوپر
تحقیق کرنے معنی دو لفظون ان حدیث کے اول معنی لفظ
محدثات کے اور دوسرے معنی لفظ امور کے پھر تحقیق معنی
لفظ اوّل کے اسطور پر جانا چاہیے کہ لفظ احداث استعمال
کیا جاتا ہے نئی چیز کے نکالنے پر اور جو سمجھا جاتا ہے اس سے
محاورہ مشہورین وہ یہ ہے کہ نہ آپ ...

آن چیز در زمان سابق موجود باشد و نه نظیر آن
مثلاً دوختن قبای نو و پختن نان تازہ و ساختن
شمشیر جدید را اہل عرف احداث لباس جدید و
طعام جدید و سلاح جدید نمی گویند پس گویا کہ وجود
نظیر شئی در زمان سابق در حکم وجود نفس آن شئی
پس اگرچہ نفس شئی جدید در زمان سابق حقیقۃً
موجود نہ بود اما حکماً موجود بود بوجود نظیر
خود پس محدث ہمان چیز است کہ در زمان
سابق نہ حقیقۃً موجود باشد و نہ حکماً زیرا کہ
آنچہ در زمان سابق خود موجود باشد آنرا از
قبیل سنت حقیقہ باید شمرد و آنچہ نظیر او در آن
زمان موجود باشد آنرا از قبیل سنت حکمیہ و
دلیل بر آن آنست کہ قیاس در احکام مشروعات
بحکم کریمہ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ
و احداث ممنوع بحکم احادیث مذکورہ پس احداث
غیر قیاس باشد و مراد از زمان سابق در ما نحن فیہ
زمان برکت نشان جناب سید المرسلین علیہ
الصلوٰۃ والسلام و زمان خلفاء راشدین و
صحابہ معظمین و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین
پس محدث ہمان چیز ست کہ در ان ازمنہ متبرکہ
نہ خود ش بوجود آمدہ باشد و نہ نظیر آن زیرا کہ
آنچہ خود ش یا نظیر او در زمان آن جناب بوجود
آمدہ باشد آنرا سنت اصلیہ باید شمرد و آنچہ خود ش

وہ چیز پہلے زمانہ مین موجود ہو اور نہ مثل اُسکے جیسے کہ
نئی قباسینی اور نئی روٹی پکانی اور نئی تلوار بنانے کو
محاورہ مشہور مین نکالنا نئے لباس اور نئے کھانے اور
نئے ہتھیار کا نہین کہتے ہین پس معلوم ہوا کہ موجود ہونا
مثل ایک چیز کا پہلے زمانہ مین حکم موجود ہونے ذات خاص
اُس چیز کا رکھتا ہے پس اگرچہ ذات خاص نئی چیز کے زمانہ
پہلے مین بیشک موجود نہ تھی لیکن حکم موجود مین تھی بسبب
موجود ہونے مثل اپنے کے پس نئی وہ چیز ہے کہ بیچ زمانہ پہلے
کے نہ حقیقۃً موجود ہوا اور نہ حکم مین اور مثل ہوا اُسکے
اِسلیے کہ جو کچھ پہلے زمانہ مین اب موجود ہوا اُسکو قسم
سنت حقیقیہ سے گنا چاہیے اور جو کچھ کہ مثل اُسکے
اُس زمانہ مین موجود ہو وہ سنت حکمیہ کی قسم سے ہے
اور دلیل اسپر یہ ہے کہ قیاس احکام مین شرعاً ثابت ہے
بحکم اِس آیہ کریمہ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ یعنی
قیاس کرو تم اے عقل والو اور احداث منع ہے بحکم حدیث کے پس
کے پس احداث علاوہ قیاس کے ہوگا۔ اور مراد پہلے زمانہ سے
اِس مقام مین کہ ہم مین زمانہ برکت کی نشانی جناب سردار رسولان
کے اوپر اُنکے درود اور سلام اور زمانہ خلیفون راشدین
اور صحابہ کرام اور تابعین کا ہے کہ وضامندی ہے اللہ تعالیٰ
کی ان سب پر پس محدث وہ چیز ہے کہ اُس زمانہ متبرکہ مین نہ آپ
وہ موجود ہوئی ہو اور نہ مثل اُسکے اِس لیے کہ جو چیز کہ وہ اپنی ذات
سے یا مثل اُسکے زمانہ پیغمبر خدا صلعم مین موجود ہوئی ہو
اُسکو سنت اصلیہ گنا چاہیے اور جو چیز کہ وہ آپ

یا نظیر او در زمان ثلثہ بوجود آمدہ باشد ملحق
بالسنۃ و دلیل بریں آنست کہ ما ممنوع ایم از
اتباع محدثات بحکم ایاکم و محدثات الامور کہ در حدیث
مرقومۃ الصدر واقع گردیدہ ما مامریم باتباع امور
مسطورہ بحکم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین المھدیین کہ در ہمان حدیث واقع گردیدہ
و بحکم آنچہ ترمذی از عبد اللہ بن عمر روایت کردہ
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل
حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من
اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع
ذلک وان بنی اسرائیل تفرقوا علی ثنتین
وسبعین فرقہ وستفترق امتی علی ثلث
وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ
قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ
واصحابی و نیز محدثات الامور شرست بحکم
شر الامور محدثاتھا کہ در حدیث مرقوم
الصدر واقع گردیدہ و قرون ثلثہ خیر اند بحکم
آنچہ بخاری و مسلم از عمران بن حصین روایت
کردہ اند قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین
یلونھم ثم ان بعدھم قوما یشھدون
ولا یستشھدون یخونون ولا یؤتمنون

یا مثل اسکے تینوں قرنوں میں موجود رہے ہو وہ ملحق بالسنۃ
ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ ہمکو ممانعت ہے پیروی محدثات سے
بموجب اس حکم کے کہ بچو تم نئے کاموں سے کہ حدیث اوپر والے
میں واقع ہے اور حکم کیے گئے ہیں ہم ساتھ پیروی کاموں لکھے گئے
کے بحکم حدیث کے کہ حدیث لازم پکڑو تم سنت میری کو اور سنت
خلیفوں رشد اور ہدایت پانیوالوں کو کہ اسی حدیث میں واقع ہوا
اور بحکم اسکے کہ جو ترمذی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ
کہا ابن عمر نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ
آوینگے زمانہ اوپر امت میری کے جیسا کہ آیا اوپر بنی اسرائیل
کے برابر برابر آنا جوتی کا ساتھ جوتی کے یہانتک کہ اگر تھا انمیں سے
کوئی آیا یا اپنے کو علی الاعلان البتہ ہوگا بیچ امت میری کے
بھی کوئی شخص کہ کریگا ایسا اور تحقیق بنی اسرائیل متفرق
ہوئے بہتر مذہبوں میں اور متفرق ہوگی امت میری اوپر
تہتر مذہبوں کے سب کے سب دوزخی ہیں لیکن ایک مذہب
یعنی صحابہ میرے کہا لوگوں نے کیا ہے وہ اے رسول
اللہ کے فرمایا وہ چیز کہ میں اسپر ہوں اور یار میرے اور
یہ بھی ہے کہ نئے کام بدترین ہیں بحکم اسکے کہ بدترین کاموں
کے نئے نکالے ہوئے انکے ہیں کہ حدیث اوپر والی میں واقع ہے
زمانہ تین بہتر ہیں بحکم اسکے کہ بخاری اور مسلم نے عمران بن حصین سے
روایت کی ہے کہ حدیث کہا عمران نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کہ بہترین امت میری زمانہ میرے کی ہے پھر وہ لوگ جو متصل ہیں انکے
پھر وہ لوگ جو متصل ہیں انکے پھر تحقیق بعد انکے ایک لوگ ہیں کہ گواہی دینگے
اور طلب کیے جاوینگے اور خیانت کرینگے اور نہ امانداری کرینگے

ویندرون ولا یوفون ویظهر فیهم
السمن پس محدث غیر سنت اصلیه وغیر ملحق
بالسنة باشد ومراد بوجود آن شئ یا نظیر او
در زمان آنجناب آنست که آنجناب بآن عمل
کرده باشند یا امر فرموده باشند ویا کسے دیگر
در آن زمان عمل کرده باشد و آنجناب باوجود
اطلاع بر آن انکار نه فرموده باشند ودلیل
بر آن آنست که همه اسلام اجماع دارند بر آنکه
هر سه اقسام مذکوره در سنته مندرج است
ومراد از وجود آن چیز یا نظیر او در قرون ثلثه است
که در قرنے از قرون مذکوره بلا نکیر لتعامل بر آن
جاری شده باشد وبے رد و قدح رواج
یافته باشد نه آنکه کسے او را بطریق ندرت بعمل
آورده باشد یا رد و انکار بر فاعلین آن
اگرچه جم غفیر باشند متوجه شده باشد که امثال
این امور اصلا از محدثات خارج نیست ودلیل
بر این آنست که مراد از کلمه ما در حدیث ما انا
علیه واصحابی اخلاق وسیرت صحابه بحکم
آنچه رزین از ابن مسعود روایت کرده است
انه قال من کان مستنا فلیستن بمن
قد مات فان الحی لا یومن علیه الفتنة
واولئک اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم کانوا
افضل هذه الامة وابرها قلوبا واعمقها

اور نذر مانینگے اور نہ وفا کرینگے اور ظاہر ہوگی انمین فربہی
پس محدث سوا سنت اصلیہ اور سوائے ملحق بالسنہ کے ہے
اور مراد موجود ہونے اُس چیز سے یا مثل اُسکی سے زمانۂ پیغمبر
خدا مین یہ ہے کہ آپنے اُسپر عمل کیا ہو یا حکم فرمایا ہو یا کسی اور
شخص نے اُس زمانہ مین عمل کیا ہو اور آپنے باوجود اطلاع کے
اُسپر انکار نہ فرمایا ہو اور دلیل اسپر یہ ہے کہ تمام مسلمان
اتفاق رکھتے ہین اسپر کہ یہ تینون قسمین جو ذکر کی گئی ہین
سُنّت مین داخل ہین اور مراد موجود ہونے ایک چیز یا
مثل اُسکی سے قرون ثلثہ مین یہ ہے کہ کسی زمانہ مین زمانون
مذکورہ سے بلا انکار عمل درآمد اُسپر جاری رہا ہو
اور بے رد اور قدح کے رواج پکڑا ہو نہ یہ کہ کوئی
اُسکو بطریق نادر کے عمل مین لایا ہو یا اُسکے کرنیوالون پر انکار
اور رد کیا ہو اگرچہ بہت لوگ موجود ہوئے ہون کہ مثل
ان کامون کے جنپر رد اور انکار ہوا ہو ہرگز محدثات
سے باہر نہین ہین اور دلیل اسپر یہ ہے کہ مراد کلمہ ما
سے بیچ حدیث ما انا علیه واصحابی کے خوے نیک اور
نیک صحابہ کی ہے بحکم اُسکے کہ رزین نے ابن مسعود سے
روایت کی ہے کہ حدیث مین تحقیق اُسنے کہا ہے کہ جو
کوئی ہو طریقہ پکڑنے والا پس چاہیے کہ طریقہ پکڑے
اُسکا جو مر چکا ہو پس تحقیق زندہ نہین ہے بیخوف
فتنہ سے اور وہ یار محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہین کہ تھے بہترین اِس اُمت کے اور نیک
زیادہ دلون کے اور گہرے علم مین ۔ ۔ ۔

علما واقلها تکلفا اختارهم الله تعالی
لصحبة نبیه ولاقامة دینه فاعرفوا
لهم فضلهم واتبعوهم علی اثرهم و
تمسکوا بهاما استطعتم من اخلاقهم
وسیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم
ومتبادر از لفظ سیرت که مضاف بقوم باشد
همین است که آن سیرت در ایشان مروج باشد
نه آنکه کسی از ایشان بطریق ندرت بر آن سیرت
باشد یا آنکه طعن و ملامت ایشان بر صاحب
آن سیرت متوجه شده باشد مثلاً خوردن گوشت
خام اهل عرف سیرت اهل هند نمی گویند هرچند
بعضے از ایشان بطریق ندرت خورده باشند
بخلاف اهل حبش که خوردن گوشت مذکور
در ایشان مروج است لهذا عادت مذکوره
در عرف از سیرت ایشان شمرده می شود ونیز
بحکم آنکه لفظ اصحابی جمع مکسر ست ومضاف
بیاے متکلم که آن معرفه است وجمع مکسر مضاف
بسوے معرفه مفید استغراق ست بحکم انچه
بخاری ومسلم از ابن مسعود رض در حدیث
تعلیم تشهد نقل کرده اند که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم
فرموده فانه اذا قال ای کلمة عباد
الله الصالحین اصاب کل عبد صالح
فی السماء والارض پس ازین حدیث

علم من اور کمتر بناوٹ مین پسند کیا تھا اُنکو اللہ تعالی نے
واسطے صحبت نبی اپنے کے اور واسطے قایم کرنے دین اپنے کے
پس جانو بزرگی اُنکی اور چلو اُنکے قدمون پر اور
تمسک پکڑو جہانتک ہوسکے اُنکی نیک خو اور نیک
خصلتون سے پس تحقیق تھے وہ اوپر راہ سیدھی کے اور
سمجھا جاتا ہے لفظ سیرت سے کہ مضاف ساتھ کسی قوم
کے ہو یہ کہ وہ خصلت اُنمین مروج ہو نہ یہ کہ
کوئی اُنمین سے بطریق نادر اُس خصلت پر ہو یا یہ کہ
طعن اور ملامتین اُنکی اُس خصلت والے پر متوجہ
ہوتی ہون مثلاً کھانا گوشت کچے کا محاورہ مشہور
مین خصلت ہندوستانیون کی نہین کہتے ہر چند بعضے
اُنمین سے بطور نادر رکھاتے ہون بخلاف حبش والون
کے کہ کھانا گوشت کچے کا اُنمین مروج ہے
اسلیے یہ عادت مذکورہ عرف مین اُنکی خصلت
سے گنی جاتی ہے اور یہ بھی ہے کہ لفظ اصحابی
جمع مکسر ہے اور مضاف طرف یاے متکلم کے کہ وہ
معرفہ ہے اور جمع مکسر مضاف طرف معرفہ کے
فائدہ دیتی ہے استغراق کا بحکم اُسکے کہ بخاری اور مسلم نے ابن مسعود رض
سے حدیث تعلیم تشہد مین نقل کیا ہے کہ پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حدیث

البتہ جب کہا کلمہ عباد اللہ الصالحین تو پہنچا
ہر بندہ نیک کو آسمان اور زمین
مین پس اِس حدیث سے

مستفاد گردیدہ کہ کلمہ عباد اللہ مفید استغراق
است پس کلمہ اصحابی ہم مفید استغراق باشد
و استغراق حقیقی در ما نحن فیہ باین صورت متحقق خواہد شد
کہ جمیع صحابہ بر آن سیرت باشند و استغراق
عرفی باین وجہ خواہد شد کہ اکثر از ایشان بر آن
باشند و باقی ساکت از انکار و رد ہمین
معنی را رواج می گویند و نیز از کلمہ خیر امتی
قرنی کہ در حدیث سابق واقع گردیدہ ہمین معنی
مستفاد می گردد چہ از نسبت خیریت
بسوے قرنی از قرون در عرف ہمین معنی
متبادر می شود کہ رسوم مروجہ آن قرن
خیر باشند نہ آنکہ ہر فعل ہر فردے از افراد آن
قرن خیر باشد مثلاً اگر کسے بگوید کہ اہل
شاہجہان آباد در زمان محمد شاہ بادشاہ
مسرف بودند اہل عرف از ان ہمین معنی
خواہند فہمید کہ رسوم مروجہ ایشان در
شادی و ماتم و مآکل و ملابس و مساکن
مشتمل بر اسراف بود گو کہ بعضے از ایشان بطریق
ندرت از رسوم مذکورہ مجتنب باشند
یا جم غفیر از دہاقین کہ سکونت در بلدہ مذکورہ
اختیار کردہ باشند از رسوم مذکور مجتنب باشند
و بنا بر ان اجتناب طعن و ملامت در آن زمان
بایشان متوجہ شدہ باشد چنانچہ کلمہ

یہ فائدہ نکلا کہ کلمہ عباد اللہ استغراق کا فائدہ دیتا ہے
پس کلمہ اصحابی بھی مفید استغراق کو ہوگا اور استغراق
حقیقی جسمین ہم ہین اسطرح ثابت ہوگا کہ سب صحابہ
اُس خصلت پر ہون اور استغراق عرفی اسطرح ہوگا
کہ اکثر اُنمین سے اُسپر ہون اور باقی خموش ہون
انکار اور اعتراض سے اور اسی مضمون کو رواج کہتے ہین
اور کلمہ خیر امتی قرنی سے بھی کہ پہلے حدیث مین واقع
ہے یہی معنی معلوم ہوتے ہین اسلیے کہ بھلائی کی
نسبت کرنے سے طرف کسی زمانہ کے زمانون سے
محاورہ مشہور مین یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہین مروج
اُس زمانہ کی اچھی ہون نہ یہ کہ ہر کام ہر شخص کا اشخاص
اُس زمانہ سے اچھا ہو مثلاً اگر کوئی کہے کہ رہنے والے
شاہجہان آباد کے زمانہ محمد شاہ بادشاہ مین فضول
خرچ تھے تو اہل محاورہ اُس سے یہی معنی سمجھینگے
کہ رسمین مروج اُنکی شادی غمی اور کھانے
اور پینے اور آرائستگی مکان مین متضمن خرچ
بیجا کے تھین گو کہ بعض اُنمین سے بہت کم اُن
رسمون مذکورہ سے بھی پرہیز کرتے ہون یا کہ
گروہ بڑے زمینداروں سے کہ رہنا شہر کا
پسند کیا ہو اُن رسمون سے بچتے ہون
اور بسبب اُس بچنے کے طعنے اور
ملامتین اُس وقت مین اُنپر عاید ہوتے
ہون چنانچہ کلمہ ——

هر الکذب کہ در روایت نسائی در حدیث
روا قع گردیدہ بران معنی دلالت صریحہ
دارد چہ لشم یوجد الکذب در مقام لشم
ر الکذب فرمودہ اند پس ازین کلمہ صریح صفائی
و دکہ امتیاز قرون ثلثہ از سایر قرون بعدم
لذب ست دران نہ بعدم تحقق آن و نیز
فتوی رئیس العلماء حضرت **شاہ**
د العزیز صاحب قدس سرہ
ستمداد را بمعنی طلب دعا از اموات
ہس بدعات شمردہ اند باوجود انچہ
ب استیعاب روایت کردہ کہ در زمان
رت عمر رض اعرابی طلب دعاء استسقاء
ر مبارک جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ
لام نمودہ پس باوجود تحقق این امر
ر دران قرن بنا بر آنکہ مروج دران
نہ گردیدہ از بدعات شمردہ اند باجملہ
فہوم محدث اینست کہ ہر چیز کہ در زمان
شان جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام
ان چیز بوجود آمدہ باشد و نہ نظیر آن در قرون
خود آن چیز بلا نکیر مروج گشتہ و نہ نظیر آن پس
یز محدث ست و این معنی در ذہن محفوظ
ہر جا کہ درین اوراق لفظ محدث مستعمل خواہد
ہین معنی مراد خواہد بود انتہی تحقق مفہوم

یتظر فیہم الکذب کہ روایت نسائی مین بیچ حدیث
مذکور کے واقع ہے اِس مضمون پر صریح دلالت کرتا ہے
اسلیے کہ ثم یوجد الکذب اِس جگہ بجاے ثم یتظر الکذب
نہین فرمایا پس اِس کلمہ سے صریح معلوم ہوا کہ مختار
ہونا قرون ثلثہ کا تمام زمانون سے بسبب نہ ظاہر ہونے
جھوٹ کے ہے اُنمین نہ اِس سبب سے کہ جھوٹ اُنمین
پایا ہی نہین گیا اور بحکم فتوی سردار علماؤن کے حضرت
شاہ عبد العزیز صاحب کے کہ مدد چاہنے
یعنی دعا طلب کرنے مردون سے قسم بدعت سے گنا ہے
باوجود اِسکے کہ صاحب کتاب استیعاب نے روایت
کیا ہے کہ بیچ زمانہ حضرت عمر رض کے ایک اعرابی
نے دعاے استسقا مزار مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم طلب کی ہے پس باوجود پائے جانے اِس
کام کے اُس زمانہ مین بسبب اِسکے کہ مروج اُس
زمانہ مین نہ تھا بدعتون سے گنا ہے حاصل کلام
خلاصہ مضمون محدث کا یہ ہے کہ جو چیز زمانہ برکت
نشان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ آیہ
وہ چیز موجود ہوئی ہو نہ مثل اُسکے اور قرون
ثلثہ مین نہ آپ وہ چیز بلا انکار مروج ہوئی
ہو نہ مثل اُسکے پس وہ چیز محدث ہے اور یہ مضمون
ذہن مین نگاہ رکھنا چاہیے جس جگہ اِس کتاب مین
لفظ محدث بولا جائیگا یہی مراد ہوگی
لیکن تحقیق سمجھا جاتا ہے

کلمہ ثانیہ یعنی لفظ امور پس باید دانست کہ مراد از امور
درین مقام امر دین ست چنانچہ کلمہ امرنا در حدیث
مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ بران دلالت
می کند زیرا کہ امر یکہ مزید اختصاص بانبیاء
علیہم السلام میدارد امر دین ست و نیز انچہ مسلم
از رافع بن خدیج نقل کردہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم فرمودند اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُکُمْ
بِشَیْءٍ مِنْ اَمْرِ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا
اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ رَاْیِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ دلالت
میدارد بر اینکہ اتباع سیرت سلف در غیر امر
دین واجب نیست پس احداث دران ممنوع
نباشد و حال آنکہ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ را
شر فرمودہ اند پس لابد مراد از لفظ امور
درین مقام امر دین باشد و مراد از امر دین
چیزیست کہ احکام شارع بدان متعلق
میتواند شد بحکم اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ اَمْرِ
دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِهٖ و امر دین بمعنی مذکور
باستقراء منحصر ست در عقاید حقہ و اخلاق
جمیلہ و مقامات و حالات و واردات
قلبیہ و اقوال لسانیہ و افعال جسمانیہ خواہ
از جنس عبادات باشد خواہ از جنس عادات
خواہ از جنس معاملات چہ امر شارع متوجہ
می شود باصلاح انسان ظاہرًا و باطنًا

کلمہ دوسرے یعنی لفظ امور کا پس جاننا چاہیے کہ
مراد امور یعنی کاموں سے اس جگہ کام دین کے مراد
ہیں جیسا کہ کلمہ امرنا اس حدیث میں کہ جسنے نئی
بات نکالی ہمارے اس کام ہمارے کے کہ نہیں ہے وہ
اسمیں سے پس وہ مردود ہے اسپر دلالت کرتا ہے
اسلیے کہ جو کام بہت خصوصیت نبیوں سے رکھتا ہے
وہ کام دین ہے اور بھی جو کچھ مسلم نے رفع
بن خدیج سے نقل کیا ہے کہ فرمایا ....
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اسکے نہیں کہ
میں آدمی ہوں جب حکم کروں تمکو کسی چیز کا کام دین
تمھارے سے پس لو اسکو اور جب حکم کروں تمکو کچھ
اپنی راے سے پس سوائے اسکے نہیں کہ میں آدمی ہوں دلالت
کرتا ہے اسپر کہ پیروی سیرت پہلوں کی سوائے کام دین کے
واجب نہیں ہے پس احداث اسمیں منع نہوے اور حال یہ ہے
کہ محدثات امور کو شر فرمایا ہے پس بالضرور مراد لفظ
امور سے اس جگہ امر دین ہوگا اور مراد امر دین سے
وہ چیز ہے کہ احکام خدا اور رسول اس سے متعلق ہو سکتے
ہوں بحکم اس حدیث کے کہ جب حکم کروں میں تمکو کچھ امر دین کا
پس لو اسکو اور امر دین ان معنون مذکور میں بتلاش گھیر لیا ہے
عقیدے صحیح اور اخلاق نیک اور مقامون اور احوال اور واردات
اور باطن زبانی اور کامون جسمانی میں خواہ قسم عبادات سے
ہون خواہ قسم عادت سے خواہ قسم معاملات سے اسلیے کہ حکم شارع
متوجہ ہوتا ہے ساتھ اصلاح آدمی کے ظاہر اور باطن میں

پس اصلاح ظاہر ادا حاصل می شود باصلاح عبادات
و عادات و معاملات کہ مرجع آن ہمہ افعال و
اقوال اختیاریہ است و اصلاح باطن او حاصل
می گردد بتکمیل عقل و تحصیل عقاید حقہ و تخلیہ قلب
از اخلاق رزیلہ و تحلیہ آن باخلاق حمیدہ و تنویر
آن بانوار مقامات عالیہ و واردات غیبیہ و حالات
قدسیہ و مراد از احکام شارع درین مقام احکام
سمعیہ ست یعنی احکامیکہ بدون اعلام شارع
اطلاع بران متصور نیست و عقل محض را دران
مدخل نہ و دلیل برین آنست کہ در شق ثانی حدیث
مسطور فرمودند وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ رَأْیِیْ
پس معلوم شد کہ مراد در شق اوّل کہ مقابل اوست
ہمین ست کہ رائے را دران دخل نباشد
و احکام سمعیہ بمعنی مسطور دو قسم ست
اوّل آنکہ چیزے را از امور مذکورہ
طلب نمایند و تحصیل آن ترغیب کنند
و یا باجتناب ازان امر فرمایند و تنفیر ازان
بعمل آرند باینوجہ کہ فلان عقیدہ از
ضروریات اصل دین ست یا تکمیلات
آن یا از مضرات اصل دین ست یا منقصات
آن مثلاً عقیدہ توحید از ضروریات اصل
دین ست بحکم آیات متواترہ و عقیدہ اثبات
قدر از تکملات دین ست بحکم احادیث متواترہ

پس آراستگی ظاہر اُسکی حاصل ہوتی ہے ساتھ آراستہ
ہونے عبادتون اور عادتون اور معاملون کے کہ انجام
ان سب کا کام اور باتین اختیاری ہین اور آراستگی
باطن اُسکی حاصل ہوتی ہے ساتھ پورا کرنے عقل اور
حاصل کرنے عقیدون برحق اور خالی کرنے دل کے
اخلاق بُرون سے اور آراستہ کرنے اُسکے اخلاق نیک سے
اور منور کرنے اُسکے ساتھ نورون مقامات بلند اور
واردات غیبی اور حالات قدسیہ کے اور مراد احکام
شارع سے اِس جگہ احکام سمعی ہین یعنی وہ حکم کہ بدون
معلوم کرانے شارع کے اطلاع اُسپر نہین ہوسکتی اور نہ
عقل کو اُسمین دخل نہین ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ بیچ شق
دوسری حدیث مذکور کے فرمایا ہے کہ جب حکم کرون تمکو
کچھ اپنی رائے سے پس معلوم ہوا کہ مراد پہلے شق مین کہ
مقابل اُسکے ہے یہ ہے کہ رائے کو اُسمین دخل نہو اور احکام
سمعی ان معنون مین دو قسم پر ہین اوّل یہ کہ کسی چیز
کو کامون مذکورکیے گیے سے طلب کرین اور اُسکے حاصل
کرنے مین رغبت دلاوین یا پرہیز کرنے کا اُس کام سے حکم
کرین اور اُس سے نفرت دلاوین اِسطرح پر کہ فلانا عقیدہ
ضروریات اصل دین سے ہے کامل کرنیوالا دین کا یا ضرر
پہنچانیوالا اصل دین مین سے یا ناقص کرنیوالا دین کا مثلاً
عقیدہ واحد جاننے خدا کا ضروریات اصل دین سے ہے
بحکم آیتون متواترکے اور عقیدہ اثبات تقدیر کا
کامل کرنیوالا دین کا ہے بحکم حدیثون متواترکے

وعقیدہ شرک وانکار قدر از مضرات اصل
دین ست ومنقصات آن بحکم آیات واحادیث
مذکورہ یا باین وجہ کہ فلان خلق محمود ست
شرعًا یا مذموم یعنی صاحب آن خلق محل
نزول رحمت حق ست یا مورد لعن او تعالیٰ
مثلاً رحیم القلب محل نزول رحمت الہیہ
است بحکم حدیث الراحمون یرحمہم
الرحمن الخ کہ در مشکوٰۃ است وقاسی القلب
مورد لعن بحکم حدیث ان العبد الناس
من اللہ القلب القاسی کہ در مشکوٰۃ
واقع ست یا باین وجہ کہ فلان مقام
موجب حصول قرب حضرت حق است
یا مورث بُعد از آنحضرت یعنی موجب ازدیاد
وجاہت عند اللہ است یا مورث عدم مبالات
آن جناب بہ نسبت صاحب آن مقام مثلاً
متوکل صاحب وجاہت ست عند اللہ
بحکم کریمہ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ
وبحکم حدیث یدخل الجنۃ من امتی سبعون
الفا بغیر حساب ھم الذین لا یسترقون
ولا یتطیرون وھم علی ربھم یتوکلون
کہ در مشکوٰۃ واقع است وحرص بر تتبع اسباب
موہومہ محقر ومہان بحکم حدیث من اتبع
قلبہ الشعب کلھا لم یبال اللہ بای واد

اور عقیدہ شرک اور انکار تقدیر کا ضرر پہونچانیوالا اصل
دین مین ہے اور ناقص کرنیوالا اُسکا بحکم آیتون اور حدیثون
مذکورہ کے یا اسطرح پر کہ فلانا خُلق اچھا ہے اور ذریعہ شرع کے
یا بُرا ہے یعنی اُس خُلق والا جگہ نزول رحمت الٰہی کا ہے
یا جگہ اُترنے لعنت خدا کا مثلاً رحیم دل جگہ نزول رحمت
الٰہی ہے بحکم حدیث کے کہ رحم کرنیوالے آدمی پر حق تعالیٰ
رحم کرتا ہے یہ پوری حدیث مشکوٰۃ مین ہے اور سخت دل
جگہ اُترنے لعنت کا ہے بحکم حدیث کے کہ تحقیق دور زیادہ
آدمیونکا اللہ سے سخت دل ہے یہ مشکوٰۃ مین واقع ہے
یا اسطرح پر کہ فلانا مقام سبب حاصل ہونے نزدیکی حق تعالیٰ
کا ہے یا باعث دوری کا اُس جناب سے یعنی سبب زیادتی
وجاہت کا ہے نزدیک اللہ کے یا باعث بے پروائی کا
حق تعالیٰ اکے ہے بہ نسبت اُس مقام والے کے مثلاً متوکل
صاحب وجاہت ہے نزدیک اللہ کے بحکم آیہ کریمہ کے کہ جو توکل کرے
پر اللہ وہ کافی ہے اُسکو اور بحکم حدیث کے داخل ہونگے
جنت مین امت میری سے ستر ہزار بیحساب وہ
ایسے لوگ ہین کہ نہ منتر پڑھواتے ہین اور نہ شگون لیتے ہین
اور اپنے خدا پر بھروسا کرتے ہین۔ کہ مشکوٰۃ مین واقع
ہے اور حرص کرنیوالا بہ سبب تلاش
کرنے اسباب خیال کیے گئے کے ذلیل اور
خوار ہے بحکم حدیث کے کہ جو کوئی کہ پیروی کرے
دل اُسکا ہر ہر شاخون کی نہین پرواہ رکھتا
خدا اُسکی کہ کس جنگل مین ؛

اھلکه که در مشکوٰة واقع است یا باین وجه که
فلان وارد جالب رضاے حضرت حق است یا
باعث سخط او تعالیٰ مثلاً تفرد یکه عبارت از
انقطاع علایق ماسوی الله است در باب
مودت و محبت جالب رضاے حق است بحکم کریمه
لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَلَوْ
كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ
اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ
و موالات اعداء حضرت حق باعث سخط او تعالیٰ
بحکم کریمه وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ
سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ یا باین وجه که فلان حال
متتبع حصول توجه خاص است از جناب او تعالیٰ
یا مستلزم انقطاع آن مثلاً حال توبه متتبع حصول
توجه خاص است از جناب او تعالیٰ بحکم حدیث اَللّٰهُ اَشَدُّ
فرحا بتوبة عبده حین یتوب الیه من احدکم
کان راحلته باَرض فلاة فانفلتت منه وعلیها طعامه
وشرابه فأیس منها فاتی شجرة فاضطجع فی ظلها
قد أیس من راحلته فبینما هو کذالك اذ هو

ہلاک کرے اُسکو کہ مشکوٰۃ مین واقع ہے یا اِسطرح پر کہ
فلانی بات جو دل مین پیدا ہو سبب رضامندی حضرت حق کا ہے یا
باعث غضب حق تعالیٰ مثلاً جو تنہائی کہ جنی اُسکے قطع کرنا تعلقات
کا ہی ماسوا کے خدا سے باب دوستی اور محبت مین باعث رضاے حق تعا
ہے بحکم آیہ کریمہ کے ۔ نہ پاوگیا تو اُس قوم کو کہ ایمان لائے
ہین ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے کہ دوست رکھتے ہون دشمنون
خدا اور رسول کو اگرچہ ہون باپ اُنکے یا بیٹے اُنکے یا بھائی
اُنکے یا کنبے والے اُنکے دلون مین ایمان اور مدد کی اُنکی روح اپنی سے
اور داخل کریگا اُنکو باغون مین کہ بہتی ہین نیچے اُنکے نہرین ہمیشہ
رہینگے اُسمین راضی ہوا اللہ اُنسے اور راضی ہوے وہ اللہ سے اور
دوستی مخالفون حق تعالیٰ کے باعث غضب الٰہی ہی بحکم آیہ کریمہ کے
اور دیکھیگا تو بہتون کو اُنمین سے کہ دوستی رکھتے ہین کافرون سے
البتہ برا ہے جو کچھ آگے بھیجا اپنے لیے اُنھون نے یہ کہ غضب ہوا اللہ
یا اِسطرح پر کہ فلانا حال باعث حاصل ہونے توجہ خاص حضرت
حق کا ہی یا لازم کرنیوالا ہے اُسکے انقطاع کا مثلاً حال توبہ کا کہ
حاصل کرنے توجہ خاص جناب باری کا ہے بحکم حدیث کے کہ
اللہ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے توبہ کرنے بندے اپنے سے جب
رجوع کرتا ہے طرف اُسکے بنسبت ایک تمھارے کے کہ ہو سواری
اُسکی زمین بیابان مین پس گم ہو گئی ہو اُس سے اور ہو اُسپر
اُسکے کھانا اور پانی اُسکا پس ناامید ہوا اُس سے پھر آیا طرف
درخت کے پھر لیٹ رہا اُسکے سایہ مین پس درمیان ایسے حال
ناامیدی کے تھا پھر اچانک ایسی حالت مین
کیا دیکھتا ہے کہ ناگہان وہ سواری

بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهُ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ
مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّكَ
اَخْطَاءَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ کہ در مشکوٰۃ واقع
شدہ است و مداہنت فی الدین کہ ملقب
بصلح کل است مستلزم انقطاع توجہ حضرت حق
بحکم حدیث قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ اَنْ اَقْلِبْ مَدِيْنَةَ
كَذَا وَكَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ
فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ
اِقْلِبْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَغَيَّرْ
فِيَّ سَاعَةً کہ در مشکوٰۃ واقع است یا باین وجہ کہ
فلان عبادت سبب علو درجات جنت است یا
فلان معصیت علت سقوط در درکات نار
مثلاً جہاد سبب علو درجات جنت است بحکم کریمہ
وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا
عَظِيْمًا دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وقتل مؤمن علت
سقوط در درکات نار بحکم کریمہ وَمَنْ يَّقْتُلْ
مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا یا
باین وجہ کہ فلان عادت عند اللہ مستحسن است
وفلان مستحسن مثلاً مراعات عدد وتر در استعمال
خوشبو وامثال آن مستحسن است بحکم حدیث
وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَ
مَنْ لَا فَلَا حَرَجَ کہ در مشکوٰۃ واقع است

آکھڑے ہوئے اُسکے پاس پس پکڑی مہار اُسکی پھر کہا
خوشی کے یا اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں ہوں رب تیرا چوک گیا
مشکوٰۃ میں واقع ہے اور سستی دین میں کہ لقب کی گئی ساتھ صلح کل کے
سبب منقطع ہونے توجہ پروردگار کا ہے بحکم حدیث کے حدیث فرمایا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وحی کی اللہ نے طرف جبرئیل کے کہ اُلٹ دے
شہر ایسے اور ایسے کو مع رہنے والوں اُسکے کے پس کہا اے
پروردگار تحقیق اُسمیں بندہ تیرا فلانا ہے کہ نہیں گناہ کیا
تیرا کسی دم کہا کہ پس فرمایا کہ اُلٹ دے اوپر اُسکے اور اوپر اُنکے
پس تحقیق مُنھ اُسکا نہیں متغیر ہوا میرے واسطے کسی وقت
مشکوٰۃ میں ہے یا اسطرح پر کہ فلانی عبادت سبب بلندی
درجات جنت ہے یا فلانا گناہ سبب گرنے کا درکات
دوزخ میں ہے مثلاً جہاد سبب بلندی درجات جنت کے
بحکم آیہ کریمہ۔ اور بزرگی دی ہے اللہ نے جہاد کرنیوالوں کو
اوپر بیٹھنے والوں کے نیک بڑا درجے اُس سے۔ اور مار ڈالنا
مسلمان کا باعث گرنے درکات دوزخ کا ہے
بحکم آیہ کے۔ اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جانکر پس
بدلا اُسکا دوزخ ہے ہمیشہ رہیگا اُسمیں یا اسطرح پر فلانی
عادت نزدیک اللہ کے نیک ہے اور فلانی عادت بد
ہے مثلاً رعایت گنی وتر کی استعمال خوشبو وغیرہ میں
اور مانند اُسکے نیک ہے بحکم حدیث کے کہ
حدیث اور جو کوئی خوشبو لگائے چاہیے کہ
بعدد وتر لگائے جسنے کیا ایسا البتہ نیکی کیا اور جسنے نہ کیا
پس نہیں گناہ اُسپر یہ حدیث مشکوٰۃ میں واقع ہے۔

وخوردن بدست چپ مستهجن بحکم حدیث لا یاکل احدکم بشمالہ فان الشیطان یاکل بشمالہ یا بانیوجہ کہ فلان معاملہ نافع است در معاد یا مضر مثلاً معاملہ تجارت بصدق و امانت نافع است در معاد بحکم حدیث التاجر الصادق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین و معاملہ بوضد در معاد بحکم کریہ الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس و دیگر عبارات شارع را کہ در باب ترغیبات و ترہیبات اخرویہ مستعمل میگردد بر عبارات مسطورہ قیاس باید کرد و مستفاد ہمہ عبارات مستعملہ در مقام ہمین مضمون راجع میگردد کہ فلان امر از امور مذکور در معاد نافع است یا ضار پس محل تحقیق اینکہ فلان مسئلہ در نفس الامر حق است یا باطل یا اینکہ فلان خلق عرفاً محمود است یا مذموم یا اینکہ فلان مقام یا وارد یا حال مورث کمال نفسانی است یا نقصان آن یا اینکہ فلان عبادت یا عادت یا معاملہ مشتمل بر مصالح دنیویہ است یا بر مضار آن و امثال آن از تحقیقات و تدقیقات کہ بغرض از اغراض اخرویہ تعلق نمیدارد از ما نحن فیہ یعنی مبانی احکام مذکورہ خارج است و احکام مذکورہ را احکام تکلیفی مانند قسم ثانی آنکہ چیزی را

اور کہانا بائین ہاتہ سی برا ہی بحکم حدیث کے کہ حدیث نہ کہا وی کوئی تمہارا بائین ہاتہ اپنے سے پس تحقیق شیطان کہاتا ہے ساتہ بائین ہاتہ اپنی کے) یا اسطرح پر کہ فلانا معاملہ نفع دیتا ہی آخرت مین یا مضرت مثلاً معاملہ سوداگری ساتہ سچ اور امانت دار کے نفع دیتا ہے آخرت مین بحکم حدیث کے کہ —

حدیث سوداگر سچ بولنے والا امانت دار ساتہ نبیون اور صدیقون اور شہیدون اور نیکبختون کی ہی اور معاملہ سود کا مضرت دیتا ہے آخرت مین بحکم آیۃ کی (جو لوگ کہاتی ہین سود نہین اوٹہنی کی قیامت کو مگر جیسے کہ کہڑا ہوتا ہی وہ شخص کہ جسکے عقل کہو دیتا ہے شیطان چھوکر) اور عبارتون خدا اور رسول کو کہ بیچ مقدمے رغبت دلانے اور ڈرانی آخرت کی مستعمل ہوی ہین اوپر عبارتون مذکور کے قیاس کرنا چاہئے اور حاصل سب عبارتون کا کہ استعمال کے گئے ہین اس باہمین ساتہ ایسی مضمون کے رجوع کرتا ہے کہ فلانا کام ایسا ذکر کیا گیا ہے قیامت مین نافع ہے یا مضر پس محل تحقیق سہا کی کہ فلانا مسئلہ درحقیقت سچ ہے یا جہوٹ یا یہ بات کہ فلانی نیک خصلت اچہی مشہور ہے یا بری یا یہ کہ فلانا مقام اور حال فلانا الہام عالی کمال نفسانی ہے یا نقصان اور سکا یا یہ کہ فلانی عبادت یا عادت یا معاملہ بالا ہوا مصلحت دنیا پر ہے یا مضرت دنیا پر اور مانند اسکے وہ تحقیقات اور بارکیان کہ ساتہ کسی مطلب کے مطلب کی آخرت علاقہ نہین رکہتے ہین اس لفظ سے

رکن عبادتی از عبادات یا معاملہ از معاملات
قرار دہند یا از شرط و لوازم او شمارند یا
از ہیئت مکملہ او تعین فرمایند و این قسم احکام
را وصفے مے نامند کہ تفصیل آن انشاء اللہ
تعالیٰ عنقریب در بحث ثانی مذکور خواہد شد
پس مراد ازامر دین در ینمقام ہمین حکم سمعے
است اعم ازانیکہ حکم تکلیفے باشد یا حکم وصفی
پس خلاصہ مفہوم بدعت اصلیہ چنین باشد کہ
ہر عقیدہ و مقامے و حالے و واردے و
عبادتے و عادتے و معاملہ کہ محدث باشد
یعنے مذکور و صاحبش از نافع در معاد
فہمیدہ در تحصیل آن سعی نماید یا مضر را آن
دانستہ ازان اجتناب ورزد یا از ارکان
و شروط و لوازم عبادتی یا معاملہ قرار دادہ
بعمل آرد یا از منافات آن شمردہ ازان
اجتناب ورزد پس آنرا بدعت اصلیہ میگوئیم
پس از کلمہ محدثات الامور کہ در حدیث اول
از احادیث ثلثہ مرقومہ بصدر واقع گردیدہ
مراد ہمین معنے است **بحث دوم در**
تحقیق مفہوم بدعت و صیغہ
مخفے نماند کہ مدار این بحث بر حدیث ثانی
است از احادیث ثلثہ مرقومہ یعنی حدیث

رکن کسی عبادت کا عبادتوں سے یا کسی معاملہ کا معاملوں
سے مقرر کریں یا شرط اور لوازم اوسکی یا کہیں یا کہ صورت
کامل کرنیوالی اوسکے معین فرماویں اور اس قسم کی
احکام کو وصف کہتے ہیں تفصیل انکی ان شاء اللہ تعالیٰ
عنقریب بحث دوسری میں ذکر کیجائیگی پس مراد
دین سے اسجگہہ یہی حکم سمعی ہی عام اس سے کہ حکم
تکلیفے ہو یا حکم وصفے پس خلاصہ معنی بدعت اصلیہ
ایسے ہونگے کہ جو عقیدہ اور مقام اور حال اور وارد
اور عبادت اور عادت اور معاملہ کہ محدث ہو
یعنے نیا نکالا ہوا یعنے ذکر کئے گئے کے ہو اور صاحب اوسکا
اوسکے تئیں نافع قیامت میں جانکر حاصل کریں
اوسکے کوشش کرے یا مضر آخرت میں سمجھکر اوس سے
پرہیز کرے یا یہ کہ رکن اور شرط اور لازم کسی عبادت
یا معاملہ کا قرار دیکر عمل میں لاوے یا کہ خلاف
اوسکے سمجھکر پرہیز کرے پس اسکو بدعت اصلیہ کہتے
ہیں اور کلمہ محدثات الامور سے کہ پہلے حدیث میں تینوں
حدیثوں مرقومہ بالا سے واقع ہے مراد یہی معنے ہیں گے

بحث دوسری بیان تحقیق کرنی اور جان لینے بدعت وصفیہ مین

پوشیدہ نرہے کہ مدار اس بحث کا اوپر حدیث
دوسرے کے ہے تینوں حدیثوں لکھے گئیں سے
یعنے یہ حدیث کہ حدیث جو کوئی نئے بات
نکالی اسکام ہمارے مین ایسی کہ نہین ہے اوسمین سے

فهو مرد باید دانست که تحقق مفهوم بدعت
وصفیه موقوف است بر تحقیق مفهوم سه کلمه
از حدیث مسطوره اول مفهوم کلمه احداث و
ثانی مفهوم کلمه امرنا و ثالث مفهوم کلمه ما موصوله
اما تحقیق مفهوم کلمتین اولین پس در بحث
اول مذکور کرده شد و اما تحقیق مفهوم
کلمه ثالثه پس باید دانست که مدلول ما موصوله
چیزیست و آن هر مفهوم صادق می آید اما
در موارد استعمال اکثر مخصص می باشد
بدو وجه اول از جهة صله خود و ثانی از
جهة نظر سیاق و سباق آن و از جهة تامل در
حال متکلم و سامع و از جهة رعایت مواقع و
موارد کلام مثلا اگر کسے بگوید که جاہل را
نمی باید که در کار و بار علما چیزے را که
متداول در ایشان نباشد احداث نماید پس
چنانکه تخصیص چیز محدث مذکور بعد قید اول
در میان علما منطوق کلام مذکور است
همچنین متبادر در عرف از کلام مذکور همین است
که جاہل را از احداث همان چیز منع کرده اند
که از جنس مقدمات علمیه باشد که علما بجهت علم
خود بآن اهتمام میکنند و ارباب دانش از
جهت دانش خود بآن اشتغال مینمایند مثل
تصنیف کتاب جدید یا اختراع طرز نو

پس وہ مردود ہے جاننا چاہیئے کہ تحقیق مضمون
بدعت وصفیہ کے موقوف ہے اور پر تحقیق مضمون
تین کلمون کی حدیث لکھی گئی سی اول مضمون سمجھ لینا
کلمہ احداث اور دوسرے مضمون کلمہ امرنا اور تیسری
مضمون کلمہ ما موصولہ پس تحقیق مضمون دو کلمون پہلے
کے بیچ بحث اول کی ذکر کیے گئے اور تحقیق مضمون کلمہ
تیسرے کی پس چاہیئے جاننا کہ مدلول ما موصولہ کا
چیز ہے اور آن ہر مفہوم صادق می آید اما
اور ہر معنے کی صادق آتے ہے مگر اکثر ہون استعمال مین
اکثر خاص کے جاتے ہے دو طرح سے اول سبب صلہ
اپنے کے اور دوسری سبب نظر کرنیکے آگے اور پیچھے
اوسکے اور سبب غور کے بیچ حال کہنے والے اور سننی
والے کے اور سبب رعایت موقع اور محل گفتگو کی
مثلاً اگر کوئے کہے کہ جاہل کو لایق نہین کہ بیچ کار و بار
علما کی اوسچیز کو کہ جاری اونمین نہین ہے پیدا کرے پس
جیسیکہ خاص ہو جانا کسی چیز محدث مذکور کے ساتھ
واسطے نہ بیان کرنی درمیان علما کی ظاہر اس کلام سی
مذکور ہے اسیطرح سمجھا جاتا محاورہ مشہور مین اس
کلام سی مذکور ہی ہی کہ جاہل کو نکالنے سے ایسے چیز کی
منع کیا ہے کہ قسم مقدمات علمی سی ہو کہ علما بسبب علم
اپنے کے اہتمام اوسکا کرتے ہین گی اور اہل عقل سبب
دانشمندی اپنی کے مشغول اوسمین رہتے ہین جیسی کہ
تصنیف کرنا نئی کتاب کا یا نکالنا نئے طرز کا ہی

زیادا انواع تقریر و تحریر و مطالعہ مناظرہ
یا استخراج مسائل جدیدہ نہ از اختراع لباس جدید و طعام
جدید و مسکن جدید و امثال آن امور یکہ تعلق بمقدمات علمیہ
منیدارد گو کہ علماء ہم بنا بر قضاء حوایج بشریت باین
اشتغال ورزیدہ باشند ہمچنین از حدیث مسطور ہم مستفاد
عرف ہمین معنی متبادر میگردد کہ عرف کہ احداث
کنندہ امر اینہا چیزیرا کہ انبیا علیہم السلام بنا بر
منصب نبوت بتعلیم آنچہ اہتمام نمایند پس آنچیز
دنیاست پس دنیا مقام تفحص باید کرد کہ انبیاء
علیہم السلام بہ بیان کدام چیز در باب امور
دین اہتمام میفرمایند پس میگویم چنانچہ
ترغیب نفس امور نافعہ در معاد و تنفیر از نفس
امور ضارہ در آن از خواص منصب نبوت است
چنانکہ در بحث اول مذکور گردید و آزاد دین
میگویند و آن مشترک است در جمیع ادیان
سماویہ بحکم کریمہ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصّٰى
بِهٖ نُوحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا
بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى ہمچنین تجدید
حدود امور مذکورہ و تشخیص صور خاصہ آنکہ در
منفعت و مضرت اخرویہ دخل داشتہ باشند
از خواص منصب رسالت است و آزا شریعت
و منہاج نامند و آن مختلف میباشد باختلاف
رسل بحکم کریمہ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

ہے لفظ تحریر پر تقریر اور مطالعہ اور مناظرہ ہی
یا نکالنا مسئلون نئے کا نہ کہ نکالنے لباس نئے اور کہانے
نئے اور مکان نئے سے اور مانند اسکے ایسے کامون سے
کہ علاقہ مقدمات علمی سے نہین رکھتے اگرچہ علما بھی بسبب
رواکرنے حاجتون بشری کی سانھ اوسکی شغل رکھتی
ہون اسطرح حدیث مرقوم سے بیچ فہم اہل عرف کے
یہی معنے متبادر ہوتے ہین کہ جو کوئی نکالی بیچ کام
انکے کے ایسے چیز کہ انبیا علیہم السلام بسبب عہدہ نبوت کے
تعلیم اوسچیز کا اہتمام کرتے ہین پس وہ چیز مردود یعنی
ناجائز ہے اب جگہہ تلاش کرنا چاہیئے کہ نبی علیہ السلام
سانھ بیان کسچیز کے مقدمہ امور دین مین اہتمام کرتی
ہین پس کہتا ہون مین کہ جیسے رغبت دلانے
خاص کامون فائدہ مند کی آخرت مین اور نفرت
دلانی نفس کامون مضر کے اوسمین خاصہ منصب نبوت کا
ہے جیسا کہ پہلے بحث مین ذکر ہوا اور اوسکو دین کہتے ہین
اور یہ مشترک ہی سب دینون آسمانی مین بحکم آیہ شریفہ
کے کہ (مقرر کیا واسطے تمہارے دین سے کہ وہ وصیت کی تھی
سانھ اوسکے نوحکو اور وہ کہ وحی کی ہمنے طرف تیرے اور
کہ وصیت کی تھی ہمنے سانھ اوسکے ابراہیم اور موسیٰ اور
عیسےٰ کو) اسطرح معین کرنا حدون کام ذکر کئی گئی کا اور
خاص کرنا صورتون خاص اوسکا کہ منفعت اور مضرت
آخرت مین دخل رکھتا ہو خاصہ مرتبہ رسالت کا ہے اور اسکا
شریعت اور منہاج نام رکھتے ہین اور یہ مختلف ہوتا ہے

مثلاً ترغیب بتعیین نماز و نکاح و تنفیر از شرک و زنا
از باب تعلیم اصول دین است و تحدید نماز بتعیین
اوقات و اعداد رکعات و شروط و امثال آن
و تحدید نکاح بتعیین ایجاب و قبول و حضور و شہود
و لزوم مہر و امثال آن و تحدید شرک بطہیرہ
و حلف باسم غیر اللہ و تحدید زنا بتعیین محلی کہ
از ملک و شبہ آن خالی باشد و تعیین حد آن
از جلد و رجم و امثال ذلک اینہمہ از باب تشریع
است پس چنانکہ تحقیق بحث اول موقوف
بر تفصیل امور دین بود ہمچنین تحقیق این بحث
موقوف بر تفصیل ابواب تشریع است پس
میگوئیم کہ تعیین صور خاصہ تحدید حدود معینہ
برای اصول دین از جہت شارع بدو طریق
متحقق میگردد اول بطریق لزوم یعنی بانیکہ
تعیین فرماید کہ اصل مذکور بدون این صورت
خاصہ اصلاً در نظر شارع معتبر نیست یا کالعدم
است و ثانی بطریق تکمیل یعنی بانیوجہ تعیین
فرماید کہ ہرگاہ اصل مذکور در این صورت
خاصہ متحقق گردد در نظر شارع نہایت مستحسن و
ممدوح باشد پس صورت معینہ در استحسان
شرعی داخل و از انہا در اصل تحقق آن اصل
مذکور و ہر واحد از قسمین بوجوہ متعددہ
میباشد چند از ان بطریق تمثیل در اینمقام ذکر کردہ

مثلاً ترغیب دلانی خاص نماز اور نکاح کے اور نفرت
دلانی شرک اور زنا سے قسم سکھانی اصول دین سی ہے
اور حد باندہنے نماز کی ساتہ معین کرنے وقتون اور
گنتے رکعتون اور شرطون کے اور مانند ہکے اور حد
باندہنے نکاح کے ساتہ معین کرنے ایجاب اور قبول
اور موجود ہونے گواہون اور لازم ہونی مہر کے اور
مثل انکی اور حد باندہنے شرک کی ساتہ تنگون اور قسم
کہانیکے ساتہ نام غیر خدا کے اور حد باندہنے زنا کی ساتہ
تعین ایسی جگہہ کے کہ ملک اور شبہ ملک سے خالی ہو اور
معین کرنے حد اوسکے کوڑی لگانی اور سنگسار کرنے سے
اور مانند اسکے یہہ سب قسم شرع شریف سی ہین پس جیسے کہ
تحقیق بحث پہلی کے موقوف اوپر تفصیل کامون دین کے
ہے ہیطرح تحقیق اس بحث کی موقوف اوپر تفصیل اقسام
شرع شریف کے ہی پس کہتا ہون کہ معین کرنا صورت
خاص کا اور مقرر کرنا حدون معین کا واسطی اصول دین کے
جانب خدا اور رسول سے دو طرح ثابت ہوتا ہی اول
بطریق لازم ہونیکے یعنے ہطرح مقرر فرما دین کہ اصل ہمہ
کام مذکور بغیر اسصورت خاص کے ہرگز نظر شارع مین
معتبر نہین ہے یا مانند ہونیکے ہے اور دوسری بطریق
کامل ہونیکے یعنی ہطرح سے معین فرماتین کہ جسوقت یہ
اصل کام مذکور اگر اسصورت خاص موجود ہوگا تو نظر شارع
مین نہایت بہتر اور اچہا ہوگا پس وہ صورت معین حسن
شرعی مین داخل کہتے ہی بہ حقیقت ثبوت اوس اصل

مذکور مین در دو قسمون کے کہ ہر یک ان دو قسمون سے کہ ہطرح مذکور ہوا

یشود مثلا از انجملہ تعیین اجرای امر یست از
امور دین یا بطریق لزوم مثلا تعیین قیام و
قرءۃ و رکوع و سجود امثال آن بہ نسبت نماز
و تعیین ایجاب و قبول بہ نسبت نکاح یا بطریق
تکمیل مثلا تعیین قومہ و جلسہ و تسبیحات بہ نسبت
نماز و تعیین قدری زائد از اصل و ربا
ادای قرض حسنہ بر تقدیر یکہ شرط نکردہ باشند
و از انجملہ است تعیین اوقات یا بطریق لزوم
مثلا اوقات خمسہ برائے ادای صلوات و ماہ
رمضان برائے صیام و ذی الحجہ برائے حج و حولان
حول برائے زکوۃ وغیرہ و وقت اذان جمعہ برائے
معاملات و اول شوال و دہم ذی الحجہ برائے تعید
یا بطریق تکمیل مثل تعیین لیالی رمضان و
لیلۃ نصف شعبان برائے قیام و وقت نصف
آخر از شب برائے تہجد و وقت ارتفاع شمس
برائے اشراق و ایام بیض و ستہ شوال و روز
عرفہ و عاشورہ و پانزدہم شعبان برائے
صیام و ماہ رمضان برائے عمرہ و روز ہفتم
از ولادت مولود برائے عقیقہ و پنجشنبہ و دوشنبہ
برائے سفر و امثال آن از موضعیکہ تو وقت
اوقات در آن از جہت شارع واقع گردیدہ
کہ عدد احصای آن ممکن نیست و از انجملہ
است تعیین امکنہ یا بطریق لزوم مثل تعیین

ہین مثلا اونہین سی ہے معین کرنا جاری کرنیکو ایک کام
کے کامون دین سے بطریق لازم ہونی کی جیسی معین کرنا
قیام اور قرارۃ اور رکوع اور سجود کا اور مانند اسکے
نسبت نماز کی اور مقرر کرنا ایجاب اور قبول کا نسبت نکاح کے
یا بطریق کامل کرنیکے جیسے معین کرنا قومہ اور جلسہ اور تسبیحون کا
بہ نسبت نماز کی اور معین کرنا کچہ زیادہ اصل سی قسم ادا کرنے
قرضہ حسنہ مین اوسصورت مین کہ شرط نکیا ہو اور اونہین سی
ہے مقرر کرنا وقتون کا لازم ہونیکی طرح جیسے پانچون وقت
وسطی ادا نماز کی اور مہینہ رمضان کا واسطی روزہ کے
اور مہینہ عید کا واسطے حج کے اور گذرنا برس کا واسطی
زکوۃ وغیرہ اور وقت اذان جمعہ کے واسطے روکنی معاملون
کے اور پہلی تاریخ ماہ عید اور دسوین بقر عید کے واسطے عبادت
کے یا بطریق کامل ہونیکے طرح جیسے معین کرنا راتون رمضان کا
اور رات نصف ماہ شب برات کی واسطے نماز شب کے اور وقت
آدہی رات کے بعد کا واسطے نماز تہجد کے اور وقت بلند ہونے
سورج کا واسطی نماز اشراق اور ایام بیض اور چہ دن ماہ عید
کے اور نو ذی الحجہ اور عاشورہ کا اور پندرہوین ماہ شعبان کے
واسطے روزہ کی اور مہینہ رمضان کا واسطے عمرہ کے
اور دن ساتوان پیدائش بچہ سے واسطے عقیقہ کی اور دن
جمعرات اور پیر کا واسطے سفر کے اور مانند اسکی اونون جگہون
سے کہ معین کرنا اوقات کا اوسمین شارع کے جانب سے
واقع ہوا ہے کہ گہٹانا گنتے اونکیا ممکن نہین ہے۔ اور اونہین سے
معین کرنا مکانون کا بطریق لازم ہونیکے جیسے تعیین

مکان طاہر غیر مقابر و حمامات برای نماز
و مصار برای نماز جمعہ و اعیاد و مساجد برای
اعتکاف و مواقیت احرام و حرم و کعبہ و عرفات
و منا و مزدلفہ و صفا و مروہ برای حج و عمرہ
و غیر مساجد برای معاملات یا بطریق
تکمیل مثل تعیین مساجد برای نماز فرض و عقد
نکاح و بیوت برای نفل و تلاوۃ قرآن و
مواضع مخصوصہ از حرمین برای دعا و مسجد
جامع برای نماز جمعہ و صحرا برای نماز عید و
استسقا و دفن اموات و مقابر برای زیارت
آخرت و استغفار برای اہل آن و مساجد ثلثہ
برای سفر بسوی آن بجہت تحصیل منفعت
اخرویہ و امثال آن از توقیتات مکانیہ کہ
در کثرت و تعدد احصا مثل توقیتات زمانیہ
است و از انجملہ است تعیین اعداد یا بطریق
لزوم مثل اعداد رکعات فرایض و اعداد
صیام در فرایض و کفارات و اعداد مساکین
در باب کفارات و اعداد اشواط و جمار در باب
حج و اعداد شہود و ضربات جلدہ در باب معاملات
و حدود و تعیین سہ حیض یا مدت سہ ماہ یا چہار
ماہ و دہ روز یا مدت حمل برای عدت یا چہار
ماہ برای ایلاء یا سہ روز برای خیار و امثال ذلک
یا بطریق تکمیل مثل تعیین اعداد رکعات

تعیین مکان پاک کی سوای مقبرہ اور حمام کی واسطے نماز
کے اور شہر کے واسطے نماز جمعہ اور عیدونکی اور مسجدونکی واسطے
اعتکاف کی اور مقاماتؔ احرام باندھنی کی اور حد حرم کی
اور کعبہ اور عرفات اور منا اور مزدلفہ اور صفا اور مروہ
واسطے حج اور عمرہ کی اور سوای مسجدونکی واسطے معاملونکی
یا بطریق کامل ہونیکی جیسی تعیین کرنا مسجدونکا واسطے نماز
فرض اور عقد نکاح کے اور گھرونکا واسطے نماز نفل اور
تلاوت قرآن کی اور مکانات خاص کے اور مکہ و مدینہ واسطے
دعا کے اور مسجد جامع کا واسطے نماز جمعہ کے اور جنگل کا واسطے نماز
عید اور استسقا اور دفن مردونکی اور قبرستان کا
واسطے یاد کرنے آخرت اور طلب بخشش مردونکی اور
مسجدون تینون کا واسطے سفر کے طرف اونکی بجہت
حاصل کرنی نفع آخرتکے اور مانند اسکے تعینات مکانیہ
کہ کثرت اور گنتی مین مانند کرنی تعینات وقتیہ کے ہین اور
اونمین سے ہی تعین عدد ونکا یا بطور لازم ہونیکی جیسی
گنتی رکعتونکی فرضونمین اور گنتی روزون کی فرضون
اور کفارون مین اور گنتی مسکینونکی کفارہ کی باب مین
اور گنتی طوافون اور کنکریونکی حج کی بامین اور تعداد
گواہونکی اور مارنی کوڑونکی معاملات اور حدودمین
اور تعین تین حیض یا مدت تین مہینہ کی یا چار مہینہ دس
دن کے یا مدت حمل کے واسطے عدت کے یا چار مہینہ واسطے
ایلا یعنے قسم کہانیکے یا تین دن واسطے خیار بیع اور مانند انکے
یا بطور تکمیل کے جیسے معین کرنا گنتی رکعتون کا

در نوافل و تسبیحات و ارکان نماز و بعد از
فراغ آن و در صلوات التسبیح و همچنین تعیین
ستہ شوال و ثلثہ و رہر ماہ در باب صوم
و رعایت عدد و تر در جمیع عادات و امثال
این و توقیت عدد دراہم بر توقیت زمانیہ
و مکانیہ در کثرت و عدم احصار قیاس باید کرد
و از انجملہ است تعیین بعضی جوارح فاعل بعضے
افاعیل و بعضے دیگر برای بعضے دیگر خواہ
بطریق لزوم خواہ بطریق تکمیل مثل تعیین
قلب برائے نیت در باب عبادات و کنایات
طلاق و امثال و لک و برائے رضا در باب
معاملات و تعیین لسان در باب قبولہ و انعقاد
عقود و معاملات و تعیین اعضا منعقدکانہ در باب
سجود و امثال آن و از انجملہ است
تعیین ہیئات بوجہین مذکورین مثل استقبال
قبلہ و ستر عورت و استوار قامتہ و دست
بستن در قیام و سائر ہیئات مشروعہ از
تعدیل ارکان و امثال آن در باب صلوٰۃ
و ہیئات احرام و رمل و سعی بین المیلین
و تلبیہ و رمی جمار و امثال آن در باب حج
و تقدیم جانب یمین بریسار در جمیع عبادات
و عادات و امثال ازاوضاع مسنونہ در سائر
عبادات و از انجملہ است تعیین مقدمات

نفلون مین اور تسبیحون کو ارکان نماز مین اور
بعد فراغت اوسکے اور صلوٰۃ التسبیح
مین اور ایسا ہی معین کرنے چھ دن عید کے
چاند کے اور تین دن ہر مہینے کے روزہ کی باب مین
اور لحاظ گنتے وتر کے سجدونون مین اور مانند اسکو
اور تعین کرنا کسی عدد کو بھی پر تعین کرنے زمانی کے
در مکان بیچ کثرت اور نہ گہیریکی کے قیاس کرنا
چاہیئے اور انمین سے ہے معین کرنا بعض اعضا فاعل کا ساتھ
بعضے کا ہونکے اور بعضے کا ساتھ بعضے کا ہونکے اور کے بطور
لزوم کے یا بطور تکمیل کے جیسے معین کرنا دل کا ساتھ نیت
کے عبادت مین اور کرنا زبان کا طلاق مین اور مانند اسکی اور
واسطے رضا مندی کے معاملون مین اور معین کرنا زبان کا ساتھ
کے باہمین منعقد ہونے معاملات مین اور معین کرنا ساتھ
عضو زانو کا سجدے کے باب مین اور مانند اسکے اور
اونہین مین سے ہی معین کرنا صورتون کا ساتھ دونو طرح
ذکر کی گئی کی جیسی منہ کرنا قبلہ کیطرف اور ڈھانکنا
شرمگاہ کا اور سیدھا کرنا قد کا اور ہاتھ باندھنا وقت
کھڑے ہونے کے اور تمام صورتین کہ پائی گئی ہین شرع
سے جیسے تعدیل کرنی کی اور مثل اسکی نماز کی بابت مین
اور صورتین احرام باندھنے کے اور ہاتھ ڈھانکنے اور ڈورنے
درمیان صفا اور مروہ اور لبیک کہنی اور کنکر مارنے اور مانند
اسکی جسکے باہمین مقدم کرنا داہنی جانب کو بائین پر سب عبادتون
اور عادتون مین اور مانند اسکے وضعون مسنون سے تمام

مقدمہ خواہ بطریق لزوم باشد کہ آنرا شرط
میگویند خواہ بطریق تکمیل کہ آنرا تمہیدات
می نامند مثل غسل یا وضو یا تیمم برائے نماز عموماً
و برائے نماز جمعہ و عیدین خصوصاً و برائے نماز
جنازہ و حمل میت و مس مصحف و قرارۃ قرآن و عقد
احرام بلکہ برائی سایر عبادات و مثل تقدیم
اذان و اقامت و سنن و ہیات و اذکار
مسنونہ قبل تکبیر تحریمہ رباب نماز و تقدیم
تنظیف و تطہیر و تعطیر و تجدید لباس و خطبہ
در نماز جمعہ و تقدیم سحور و رباب صیام و تقدیم
خطبہ خطبۂ اذن ولی یا سید و حضور شہود
در باب نکاح و تقدیم سوم و اجازت ولی یا سید
یا مالک یا موکل مشتری در باب معاملات و تقدیم
بسملہ در سایر عبادات و عادات و تقدیم استخارہ
و خطبہ بر سایر امور عظام و امثال آن از
امور کہ برائی توطیہ امور دیگر مشروع است
و از انجملہ است تعین لوازم متاخرہ بوجہین
مذکورین مثل تلقین اذکار مسنونہ بعد از سلام
و سنن روایت ستاخرہ و ملازمت جلوس
اطلوع آفتاب در رباب صلوۃ و طواف وداع
و التزام مقام ملتزم و تشبث باستار کعبہ
و تقبیل استانہ آن و شرب از زمزم در حجت
قہقری و زیارت مسجد نبوی و مسجد قبا

پہلے کا خواہ بطریق لازم ہونیکے ہو کہ اوسکو شرط کہتے ہین
یا بطریق کامل ہونیکی کہ اوسکا تمہیدات نام رکھتے ہین
جیسے غسل یا وضو یا تیمم واسطے نماز کی عموماً اور واسطے
نماز جمعہ اور عیدین کے خاص کر اور واسطے نماز جنازہ
اور اوٹھانی میت کی اور ہاتھ لگانی اور پڑھنے قرآن
کے اور باندھنے احرام کے بلکہ واسطے تمام عبادتون اور
مانند پہلی کہنی اذان اور تکبیر اور سنتون مقررہ اور ذکر مسنون
کے پہلے تکبیر تحریمہ نماز کے باب مین اور مقدم کرنا
صفائی اور پاکیزگی اور خوشبو اور لباس نئے اور خطبہ کا نماز جمعہ مین
اور پہلی کہانا سحری کا روزہ کی باب مین اور مقدم ہونا
منگنے اور خطبہ نکاح اور اجازت ولی یا مالک کا حاضر ہونا گواہون
کا نکاح کے باب مین اور پہلے چکانا کسی شی کا اور اجازت دینے
یا مالک غلام یا مالک مبیع یا موکل خریدار کی معاملات کی
باب مین اور پہلے کہنا بسم اللہ کا تمام عبادتون اور
عادتون مین اور مقدم کرنا استخارہ اور خطبہ کا اوپر تمام
کامون بڑیکے اور مانند اسکے اون کامونکی واسطے تمہید
اور کامونکے شروع مین ثابت ہوئی ہین اور اونمین سے
معین کرنا لوازم پچھلونکا دونو طرح ذکر کئے گئے سے جیسے
کہ تعین و کرون سنت کی گئی کی ہچھی سلام کی اور سنتین مقررہ
پچھلے اور لازم پکڑنا بیٹھنے رہنی کو طلوع سورج تک نماز کی باعث
اور طواف رخصت لازم پکڑنا مقام ملتزم اور لپٹنا پردہ
کعبہ کو اور چومنا اوسکی چوکھٹ کا اور پینا پانی زمزم کا اور جلدنا
اولٹی پاؤن اور زیارت مسجد نبوی اور مسجد قبا کی

در باب حج و لزوم مہر و دعا برکت دعوت
ولیمہ و تجہیل قدری از مہر در باب نکاح و لزوم عدت
در باب طلاق و لزوم قبض در ہبہ و بیع الصرف
و امثال آن از لوازم عبادات و معاملات
کہ بجہت تعیین شارع ثابت گردیدہ و از انجملہ
است تعیین مصارف اموال و محال افعال
مثل تعیین مصارف زکوۃ و تذویر و کفارات
و صدقہ عید الفطر در باب صدقات و تعیین
مؤمنات غیر محرمات در باب نکاح و تعیین
اموال غیر محرمہ للنفس ہا در باب بیع و تعین
اولی الامر در باب اطاعت و از انجملہ است
تعیین مقادیر مثل تعیین قلتین و عورۃ و حب
استبرء بہ نسبت ذکور و اناث و مقدار زکوۃ
و نصاب آن و مقدار صدقہ عید الفطر و قدیر
و تعیین مساوات در اموال ربویہ در صورت
تبادل و امثال آن و از انجملہ است تعیین
الفاظ خاصہ در مواضع مخصوصہ مثل تعیین
اذان و اقامۃ برای فرایض و استعاذہ و
بسملہ در باب قرارۃ و تعیین قرارۃ قرآن
در قیام و تعیین سورہ فاتحہ خصوصاً در جمیع
رکعات و صورتی دیگر عموماً در رکعتین اولین
از فرایض و تعیین تسبیحات در رکوع و سجود
و تشہد در قاعدہ و درود و دعا در قعدہ

حج کے باب میں اور لازم ہونا مہر اور دعا کے برکت اور
دعوت ولیمہ اور پہلی اور کرنا کچھ مہر سے باب نکاح میں اور لازم
ہونا عدت کا طلاق کے باب میں اور لازم ہونا قبضے کا
اور ہبہ صرف میں اور مانند اسکے اور لوازم عبادتوں اور
معاملوں کے کہ بسبب تعین شارع کے ثابت ہوئے ہیں گی اور انمیں سے
ہے معین کرنا جاے خرچ ماونکا اور محل کاموں کے جیسے تعین مصارف
زکوۃ اور نذر اور کفارہ اور صدقہ عید کے صدقات کی باب
اور معین کرنا عورتوں مسلمانکا سوا محارم کی گیتوں کے نکاح کی
باب میں اور معین کرنا مالونکا کہ اپنی ذات میں حرام نہوں واسطے
بیع کے اور معین کرنا اولوالامر کا باب اطاعت میں اور اونمیں
سے ہے معین کرنا اندازوں ہر شی کا جیسے معین کرنا قلتین
کا اور ستر کا کہ واجب ہے دھانکنا اوسکا عورت اور مرد کو اور
مقدار زکوۃ کی کہ چالیسواں حصہ اور نصاب اوسکے
جسقدر پر واجب ہوتی ہے اور مقدار صدقہ عید کے اور
مقدار فدیہ کے اور معین کرنا برابر کے کاموں میں جیسے
صورت مبادلہ کے اور مانند اوسکے اور اونمیں سے
معین کرنا لفظوں خاص کا جگہوں خاص میں جیسی معین کرنا اذان
اور تکبیر کا واسطے فرضوں کی اور اعوذ اور بسم اللہ کا قرارۃ
میں اور معین کرنا قرارۃ قرآن کا حالت قیام
میں اور معین کرنا سورہ فاتحہ کا خاص کر سب رکعتوں
میں اور کسی سورہ دوسرے کا عموماً دو رکعتوں پہلے میں
فرضوں کی اور معین کرنا تسبیح کا رکوع اور سجود میں اور
التحیات کا قاعدہ میں اور درود اور دعا کا قعدہ اخیر

اخیرہ وتعیین اذکار مخصوصہ قبل نماز وبعد
آن وتعیین تلبیہ در احرام وتکبیرات در ایام تشریق
وتعیین صریح وکنایہ در باب طلاق وتعیین
الفاظ ایجاب وقبول در باب نکاح وسائر معاملات
وتعیین اسماء الٰہی وصفات او تعالی در باب
حلف وتعیین ادعیہ مخصوصہ در صباح ومسا
ونوم ویقظہ ودر اوقات نعمت ونقمت ودر
اوقات حصول افتتاح وعروض اخران و
ہجوم مضار وامثال آن بالجملہ در ہر سانحہ از
سوانح رنج وراحت ذکری خاص یا دعای مخصوص
تعیین فرمودہ اند واز انجملہ است تعیین
اذکار وادعیہ مثل تعیین جہر واذان واقامت
وقرارت صلوٰۃ جہریہ وتلبیہ وتکبیرات ارکان
صلوٰۃ وعیدین وتعیین سر در غیر مواضع
مذکورہ لاسیما در دعا واز انجملہ است تعیین
اجناس برای اموال وتعیین بعضی اموال مثل
تعیین اجناس بعضی اموال در باب زکوٰۃ وبوا
واجناس اربعہ از بہایم مع تعیین عمر مخصوص
وسلامت از عیوب در باب اضحیہ واز انجملہ
است تعیین در باب لباس والوان مثل
تعیین لباس حریر وزربور ورسیم ودر
سرخ وزرد برای نسوان واز انجملہ
است تعیین باب تشہیر واعلان مثل تعیین قرابیض

اخیر میں اور معین کرنا ذکروں خاص کا پہلے نماز کی اور بعد
اوسکے اور معین کرنا لبیک کا احرام میں اور تکبیروں کا ایام
تشریق میں اور معین کرنا صریح اور کنایہ کا باب طلاق میں
اور معین کرنا الفاظ ایجاب وقبول کا نکاح کے باب میں اور
سب معاملوں میں اور معین کرنا ناموں اور صفتوں
حق تعالیٰ کا قسم کے باب میں اور معین کرنا دعاؤں
مخصوص کا بیچ صبح اور شام اور سونے اور جاگنے کی اور
بیچ وقتوں نعمت اور صدمہ کی اور بیچ وقتوں حاصل
ہونی خوشی اور لاحق ہونے غموں اور زیادہ ہونے
مصیبتوں کی اور مانند اسکی خلاصہ یہ کہ بیچ جن واقعہ کے
موقع رنج وراحت سی کوئی ذکر خاص یا دعای خاص
معین فرمائی ہی اور اونمیں سی ہی معین کرنا صفت ذکروں
اور دعاؤں کی جیسے معین کرنا پکار کر اذان اور تکبیر کا
سے اور پڑہنا قرآن کا نمازوں فجر اور مغرب اور عشا میں اور
پکار کر کہنا لبیک اور تکبیروں ارکان نماز عید اور در
بقر عید کا اور معین کرنا چپکے کا سوا مقاموں ذکر کئے گئے کے
خصوصاً دعاؤں اور اونمیں سی ہی معین کرنا جنسوں
بعضے مالوں کا اور معین کرنا بعضے مالوں کا مانند معین کرنے
جنسیں بعضی مالوں کے زکوٰۃ اور سود کی مقدمہ میں اور معین کرنا
چاروں جنس کا چوپاؤں سے ساتھ تعیین عمر خاص اور سلامت ہونیکے
عیبوں سے قربانی کی باب میں اور اونمیں سے ہی معین کرنا لباس
اور رنگوں کا جیسی معین کرنا لباس ریشمی اور زربفت سونیکا چاندیکا
اور رنگ سرخ اور زرد وسلی عورتوں کی اور اونمیں سے ہی باب

سرخ اور زرد کا جیسے معین کرنا فرض

عبادات وصلوٰۃ جنازہ ومقاتلہ کفار و
اقامت حدود وعقد نکاح باعلان و
نوافل وعبادات وزیارت قبور بشرط کتمان
وازانجملہ است تخصیص بعضی افعال باجتماع
وبعضے بانفراد مثل صلوٰۃ جمعہ وعیدین وصلوٰۃ
خمسہ وتراویح وصلوٰۃ خسوف وکسوف
واستسقا وصلوٰۃ جنازہ وحج وجہاد ونکاح
مشروع است باجتماع ونوافل وغیر نوافل
مذکورہ وزیارت قبور مشروع است بانفراد
وازانجملہ است تعیین طرق جبر نقصان
مثل تعیین قضا وفدیہ ومثل ہالک یا قیمت
آن درصورت تلف مغصوب یا اتلاف و
ودیعت مثل ودیعت نفس یا اعضا درصورت
جنایۃ خطا وامثال آن وازانجملہ است
تعیین آثار وثمرات در ابواب عبادات
یا معاملات یا جنایات مثل فراغ ذمہ در دنیا
واستحقاق اجر خاص در عقبےٰ در ابواب
عبادات وحلت تمتع وثبوت نسب در ابواب
نکاح ولزوم عدت در باب طلاق ومثل
ثبوت ملکیت در باب بیع ولزوم حدود
وتعزیرات وکفارات در باب جنایات
بالجملہ این وجوہ مذکورہ وامثال آن از
تحدیدات شرعیہ از ابواب تشریع است کہ

عبادتوں اور نماز جنازہ اور لڑائی کافروں اور
قایم کرنے حدود اور عقد نکاح کا ساتھ شہر کے اور نفل
عبادتوں اور زیارت قبروں کا ساتھ پوشیدگی اور تنہائی کے
اور اوقات ہی خاص کرنا بعض کاموں کا جمع ہوکر
اور بعضے کا تنہا جیسے کہ نماز جمعہ اور نماز دونو عیدوں کی
اور نماز پنجگانہ اور تراویح اور نماز سورج گہن اور چاند گہن
اور نماز طلب مینہہ اور نماز جنازہ کی اور حج اور جہاد
اور نکاح مشروع ہے جمع ہوکر اور نفل اور غیر نفل کر کے گئے
اور زیارت قبروں کی بطور سنت کی جائز ہے تنہا اور پوشیدہ
ہے معین کرنا اُن سمونکا جو پورا کرتے ہیں نقصان کا
جیسے کہ معین کرنا قضا اور فدیہ کا اور مثل شی ہالک ہونے
والی کے یا قیمت اُسکے بیچ صورت تلف ہونی شی غصب کے
گئے کے یا تلف کرنے امانت کے جیسی دیت جانی یا اعضا
کے بیچ صورت نقصان خطا کی اور مانند اسکے اور معین
ہے معین کرنا نشانیوں اور نتیجوں کا بیچ مقدمہ عبادتوں
یا معاملوں یا نقصانوں کی جیسے فارغ الذمہ ہونا
دنیا میں اور مستحق ہونا ثواب خاص کا آخرت میں
عبادتوں کے باب میں اور حلال ہونا فائدے اور لذت
کا اور ثابت ہونا نسب کا کا حل کے باب میں اور لازم
ہونا عدت کا طلاق کے باب میں اور ثابت ہونا ملک کا بیع کے باب میں
اور لازم ہونا حدوں اور تعزیروں اور کفارے کا نقصان
اور گناہونکی باب میں حاصل کلام کا یہ کہ دونو جہتیں ذکر
کی گئی اور مانند اسکے جو حدود شرعیہ ہیں سب

در کریمہ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا
وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ
الظّٰلِمُونَ و در حدیث اِنَّ اللّٰهَ حَدَّ حُدُودًا
فَلَا تَضِيعُوهَا باَن اشارہ فتہ و در تنقیم
بابی است نہایت طویل الاذیال و دقیق
المآخذ کہ جولان گاہ علمائے بامعین است
و آن باب حفظ مراتب امور دینیہ و رعایت
مدارج احکام شرعیہ است بیانش آنکہ چنانچہ
ہر گاہی کہ عالم ربانی در امری از امور شرعیہ
کہ مرکب از امور کثیرہ باشد تامل نماید دلائل
شرعیہ متعلقہ آن امر را در ذہن خود جمع کند
لا بد بر و واضح میگردد کہ ہر چند جمیع امور
مذکورہ در نظر شارع مستحسن و مرغوب است اما
اہتمام او بعضے را نسبت بہ نسبت بعضے
دیگر مثلاً ہر چند نماز بجمیع ارکان و ہیات و شروط
خود مطلوب است اما اہتمامیکہ بارکان و
شروط آن متعلق است بغیر آن نیست و اہتمامیکہ
بطہارت متعلق است باستقبال قبلہ نیست
ولہذا استقبال قبلہ در بعضے اوقات ساقط
میگردد بخلاف طہارت و اہتمامیکہ بقرأۃ
فاتحہ متعلق است بسورہ دیگر و لہذا در
رکعتین آخرین قرأۃ سورہ ساقط میگردد
و ہمچنین ہر گاہی کہ عالم ربانی کہ وسیع العلم

بیچ آیت شریف کے ہے۔ یہہ ہین حدین اللہ کی نہ تجاوز
کرو انسے اور جو کوئے تجاوز کریگا حدون خدا سے پس وہ
ظاہر ہے۔ اور بیچ حدیث شریف کی کہ حدیث تحقیق
اللہ نے مقرر کئے ہین حدین پس نہ ضایع کرو انکو اسمیں
اشارہ ہوا ہے اور اسجگہہ ایک بات نہایت دراز دامن
اور باریک ہے گرفت ہین کہ وہ میدان و ڈرنیکا
عالمون بانیکا ہے اور وہ باب نگاہ رکھنا ہے مرتبونکے امور دین
مین اور رعایت کرنا درجونکی ہر احکام شرعے کی بیان
اوسکا یہ ہے کہ جسوقت عالم ربانی بیچ ایسی کسی کام کے
کا مون شرعی کی وہ بہت کامونسے مرکب ہو تامل کرے اور
دلیلین شرعی متعلق اوسی کام کی ہین اپنی ذہن مبین
اونکی اکٹھا کرے تو ضرور اوسپر واضح ہوگا کہ ہر چند
سب کام ذکر کئے گئے نظر مین شارع کے بہتر اور مرغوب ہین
مگر اہتمام بعض کامونکا زیادہ ہے نسبت بعض کے مثلاً ہر چند نماز
ساتہ تمام رکنون اور شرطون اور صورت اپنی کے مقصود
ہے مگر جو اہتمام کہ ساتہ ارکان اور شرطون اوسکے متعلق
ہے اور تعمیر شرط کی اونکی نہین اور جو اہتمام کہ ساتہہ
طہارت کی متعلق ہی ساتہ استقبال قبلہ کی نہین ہے اسلئے
منہہ کرنا طرف قبلہ کے بعضے وقت ساقط ہوتا ہی
برخلاف طہارت کی اور جو اہتمام کہ پڑہنی فاتحہ کا ہی
متعلق دوسری سورت کا نہین ہے اسلئے دو رکعتون اخیر
مین پڑہنا سورۃ کا ساقط ہوتا ہے اور اسیطرح جسوقت
عالم ربانی کہ زیادتے علم

و لطیف الذہن باشد و در مجموع سیرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم تامل میفرماید لامحالہ براو واضح
میگردد کہ ہرچند انچہ سیرت مذکور بر آن مشتمل
است ہمہ از قبیل سنت نبویہ است مگر آنکہ ہر فعل را
ازان موقعی است در باب تعلق اہتمام آنجناب
باو کہ دیگر یرانہ و نہ عینی بملاحظہ قراین حالیہ
و مقالیہ آنجناب لابد میگردد و یعنے امتیاز
درمیان متہم بایشان و غیر متہم بایشان و
درمیان اہم و مہم ذہن نشین او میشود و
انچہ قابل تعلیم و ترویج است ازان بانیم تبہ
نیست متمیز میگردد مثلا اہتمامیکہ بہ ترمیم و
تعمیر مساجد و فراہم کردن اسباب آبادی
آن متعلق است بمقابر نیست و انچہ در باب
اجتماع مسلمین در مساجد از قسم تاکید بر آن و
تہدید بر ترک آن و اظہار رضامندی بوقوع
آن و ناخوشی بفقد آن و بیان منافع تحقق
آن و مضار عدم آن و امثال آن ازانچہ
ترغیب و ترہیب تعلق دارد سی و اہتمام
باید کرد و بزیارات قبور نباید کرد و انچہ در باب
ایصال منفعت بسوی میت از قسم ترغیب و
ترہیب و تاکید و تشہیر و ترویج و التزام در مقدمہ
نماز جنازہ باید کرد بدیگر ادعیہ نباید کرد و انچہ
بمطلق دعا باید کرد تصدق عن المیت

اور پاکیزگی ذہن کی رکھتا ہو اور بیچ تمام خواص خصلت
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تامل کرے ضرور امر پر اضح ہوگا
کہ ہرچند جو خصلتیں ذکر کی گئی مثال ہیں مع قسم سنت
سی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیں مگر ہر کام کے لئے اوسمیں سے
ایک موقع ہے بیچ مقدمہ متعلق ہونے اہتمام پیغمبر صلعم کی کہ
دوسرے کام کرنی نہیں ہے اور یہہ مضمون ملاحظہ کرنی
قرینون حالی اور مقالی پیغمبر صلعم سی واضح ہوتا ہے یعنے
فرق درمیان اہتمام والی کا سونسی اور غیر اہتمام والیکے
اور درمیان یاد اہتمام والی اور کم اہتمام والیکے اوسے
سے ذہن نشین اوس کے ہوتا ہے اور جو کام قابل سکھانی اور
رواج دینی کے ہے اوس کام سی جو اوس مرتبہ مین نہیں ہے
تیز کیا گیا ہوتا ہے مثلا جو اہتمام کہ بنانی اور مرمت کرنی
مسجدون اور اکہنی کرنیمین اسباب آبادی اوسکے متعلق ہے
ساتھ مقبرونکی نہین ہے اور جو کچھہ کہ بیچ مقدمہ جمع ہونے
مسلمانونکی مسجدون مین تاکید اور ڈرانی سی پر ہوتی ہے
اسکے کے اور ظاہر کرنے رضامندی کے ساتھ واقع ہونی
اوسکی اور ناخوشی ساتھ نہ واقع ہونے اوسکی سی اور بیان منافع
جمع ہونیکا مسجدونمین اور نقصان نہ جمع ہونیکا اور نہ
اسکی جو کچھہ رغبت دلانی اور ڈرانی کی ساتھ تعلق
رکھتا ہے کوشش اور اہتمام کرنا چاہیئے زیارت قبر و نکانہ
چاہیئے کرنا اور جو کچھہ بمقدمہ پہونچانی نفع کی مردہ کے
اگیقسم سے ہے رغبت دلانی اور ڈرانی اور تاکید کرنی اور تشہیر
کرنا اور رواج دینے اور لازم پکڑنے نماز جنازہ کے مقدمہ مین چاہیئے

نباید کرد و آنچہ بتصدق مذکور باید کرد بیان
ثواب عبادات از نماز و روزہ و تلاوت
و ذکر نباید کرد و آنچہ در باب اقامت جہاد از
قسم سعی جسمانی و نفسانی یعنے ترغیب و تالیف
تدبیر و صرف اوقات عزیزہ در تمہیدات
آن و امثال آن از مساعی بلیغہ باید کرد
در باب تعلیم علوم غیر ضروریہ و التزام خلوات
و ضبط اوقات بانواع عبادات و ریاضات
و اذکار و مراقبات نباید کرد و آنچہ در باب
مزاولۃ اسلحہ و سائر آلات حرب سعی و کوشش
باید کرد و در باب جمع کتب و بنا مدارس و
خانقاہات نباید کرد و آنچہ در باب دعوت
عوام الناس بسوی ظاہر کتاب و سنت سعی
باید کرد و در باب دعوت دانشمندان فنون
بسوی مسائل غریبہ قیاسیہ و مباحث عمیقہ
کلامیہ و اشارات دقیقہ صوفیہ نباید کرد
بالجملہ ہر کسیکہ بسیرت نبویہ و سنت قرون
ثلثہ مشہود لہا بالخیر مہارت داشتہ باشد انمنہج
براو پوشیدہ نخواہد ماند حاصل کلام آنکہ
مباحث تشریعی باوجود کثرت شعب و تعین وجوہ
و ابواب راجع میشود بابتحدیدات و باب حفظ مراتب
امور ملت پس از کلمہ ما موصولہ کہ در حدیث
مذکور واقع گردیدہ ہمین معنے مراد است

نہ چاہئی اور جو کچھ یہ ساتہ خیرات ذکر کی گئی کی چاہئی سا
پہونچانی ثواب عبادت کے نماز اور روزہ اور تلاوت
قرآن اور ذکر اللہ سے نہ چاہئے اور جو کچھ ہیچ مقدمہ قایم
کرنے جہاد کی اقسام کوشش جسمانی اور نفسانی کی یعنی
رغبت اور الفت دلانا اور تدبیر کرنا اور صرف کرنا وقت
عمدہ کا ہیچ آرستگی اوسکیلے اور جو مانند اوسکے ہے بہت
کوشش کرنا چاہئے ہیچ مقدمہ سکہانی علوم غیر ضروری اور
لازم پکڑنے خلوتون اور ضبط کرنے وقتون کے ساتہ قیام
عبادت اور مجاہدہ اور ذکر اور مراقبہ کے نہ چاہئے
اور جو کچھ ہیچ مقدمی استعمال ہتیارون اور تمام آلون لڑائی
کے کوشش اور محنت چاہئے بمقدمہ جمع کرنے کتابون اور
بنانی مدرسون اور خانقاہون کے نہ چاہئے اور جو کچھ بلانے
عام لوگون کے طرف ظاہر قرآن اور حدیث کی کوشش چاہئے
ہیچ مقدمہ بلانی دانشمندون اور علوم کیطرف مسئلون عجیب
قیاسی اور ایسی بحثون علم عمیقہ کلام اور اشارتون باریک
صوفیونکی نہ چاہئے حاصل کلام کا یہہ ہے کہ جو کوئی کہ ساتہہ
خصلت پیغمبر اور طریق تینون قرنون کے کہ گواہی دیگئے ہے
ساتہ بہترے انکی مہارت رکہتا ہو یہ بات اوسپر پوشیدہ
نرہیگی خلاصہ کلام یہہ ہے کہ بحثین تشریع کے باوجود کثرت
شاخون اور یقین ہونے وجہون کے طرف انہین دو باب کے
رجوع کرتے ہین ایک باب تعیینات حدود کا ہی اور دوسرا
باب حفظ مرتبہ لنکا کام دین ہے پس کلمہ ما موصولہ کی ہیچ حدیث
ذکر کیگئے کے واقع ہوا ہی یہہ معنی مراد ہین ؛ —

پس معنی حدیث مذکور برین تقدیر چنین باشد
کہ ہر کہ احداث کند در امر دین چیزیرا از قسم
تجدیدات یا بتغیر موقع امری از امور دین
پس آنچیز رد است پس خلاصہ مفہوم بدعت
وصفیہ چنین باشد کہ ہر تجدیدی در امری از امو
دین محدث باشد یا ہر تغیر موقعی کہ بر ان
امری از امور دین محدث باشد وصاحبش
آن خصوصیت را مدار اعتبار آن امر دین
در نظر شارع دانستہ یا متعلق استحسان شرعی
شمردہ بعمل آرد یا آن خصوصیت را مبطل
اصل عمل قرار دادہ یا سبب سقوط آن اصل
از مرتبہ ازمراتب قبول فہمیدہ ازان اجتناب
ورزد پس ہمانا بدعت وصفیہ میگویند مخفی
نماند کہ از ملاحظہ تعریف ہر دو قسم بدعت
چنان ظاہر میگردد کہ اصل مدار مطلق بدعت
بر عقیدہ است یعنے چیزرا کہ عند اللہ نافع
نیست نافع پندارد یا آنچیز را کہ مضر نیست
مضر پندارد و این را بدعت حقیقیہ یا فعلیہ
و در ینمقام قسمی دیگر ہست از بدعت کہ آنرا
بدعت حکمیہ میگوئیم بیانش آنکہ چیزے از
محدثات باشد صاحب او ہر چند اعتقاد نفع اور
معاملہ کہ کرد او نداشتہ باشد اما با او چنان
شد کہ با امور نافعہ یا ضارہ

پس معنی حدیث ذکر کیے کی اس تقدیر پر طرح ہونگے
جو کوئی پیدا کری کام دین مین ایسی چیز کہ وہ قسم معین کسی
کیسکا دین ہی ہو یا تغیر دینی موقعہ مین کیسیکام کے ہو پس وہ چیز
مردود ہو پس خلاصہ مضمون بدعت وصفیہ کا ایسا ہوگا کہ
جو حد کسی کام مین امور دین کے نئی نکالی گئی ہو یا جو تغیر
موقع کہ ہو کسی کام کے کامون دین کے سے نئی نکالی ہوئی ہو
اور صاحب اوسکا اوس خصوصیت کو مدار اعتبار اوس
کام کا شارع کے نظر مین جانکر یا متعلق خوبی شرعی شمار
کر کی عمل مین لاوی یا اوس خصوصیت کو باطل کرنیوالا اصل
کام کا قرار دیوی یا سبب گرنے اوس اصل کا کسی مرتبہ
مین مراتب قبول سی سمجھکر اوس پر ہیز کری پس اوسکو
بدعت وصفیہ کہتے ہین شیخ زہے کہ ملاحظہ تعریف دونو
قسم کی بدعت سی ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ اصل مدار مطلق
بدعت کا عقیدہ رہے یعنے اوسچیز کو کہ عند اللہ نفع
نہین ہی مفید جانی یا اوسچیز کو کہ مضر نہین ہے
مضر سمجھی اسکو بدعت حقیقیہ سمجھا جاتی اور
اس مقام مین ایک اور قسم کی بدعت
ہے کہ اوسکو بدعت حکمیہ کہتے ہین بیان
اوس کا یہہ ہے کہ جو چیز کہ نئے نکالے ہوئے مو
اور صاحب اوسکا ہر چند اعتقاد نفع اور
ضرر کا نہ رکھتا ہو لیکن اوس سے وہے معاملہ
کرے کہ جو مفید یا مضر کامون

شرعیہ باید کرد مثلاً چنانکہ در محافظت خصوصیت
روز اضحیٰ در باب اضحیہ باوجود امکان آن در
یومین لاحقین بنا بر ادراک فضیلت سعی باید
کرد کہ باوجود گرانی قیمت بسبب وفور رغبت
وتعسر حصول بسبب قلت وقلت فرصت بسبب
اشتغال باداے صلوٰۃ عید وآداب آن و
کثرۃ اشتغال بسبب ملاقات اقربا واحباب و قلت
منفعت گوشت اضحیہ بہ نسبت محتاجین بسبب
وفور آن دران روز بالجملہ باوجود عوایق و
موانع خصوصیت روز مذکور را از دست ندہند
بخصوصیت روز وفات در باب تصدق عن المیت
کہ باوجود تحقیق تنگدستی در آن ایام یا ہجوم
امراض یا سنوح سفر یا عروض موسم برشکال
یا امثال آن از موانع وعوایق خصوصیت
روز مذکور را از دست ندہند بلکہ معاملہ مذکور
بعمل آرند وباز دیادہ مرض بسبب اشتغال
در سرانجام دادن آن التفات ننمایند وتاخیر
سفر روا دارند ورنج فراہم کردن سامان
برشکال کہ محافظت طعام مذکور بآن توانند شد
برخود گوارا کنند وتلخ بیتاب در گل ولا روا
دارند وتخلل اوقات تعلم وتعلیم احکام دین
وفقدان اطمینان در عبادات وفوت جماعات
قبول کنند وبفوت خصوصیت مذکورہ راضی

شرعی سی کرنا چاہیئے مثلاً جیسے کہ بیچ نگاہ رکھنی خصوصیت
دن بقرعید کے قربانی کی باب مین باوجود ہوسکنے
قربانیکے دو دن پچھلون مین بسبب پانی بزرگی کی مین
دن بقرعید کی یہہ کوشش کرنی چاہیئے کہ باوجود زیادتی
قیمت کے بسبب کثرت رغبت اور مشکل ہم پہونچنے
اسکے بسبب کمی جنس اور کمی فرصت کی بسبب شغل ادائے نماز
بقرعید اور آداب اوسکی اور کثرت شغل بسبب ملاقات اقربا اور
دوستون کی اور کم ہونے نفع گوشت قربانی کی سے محتاجون کو
بسبب کثرت اوسکی اوسدن خلاصہ یہہ کہ باوجود کثرت روکنے
والون اور منع کرنیوالونکے خصوصیت اوسدن مذکور کو
بچھوڑنا چاہیئے اسیطرح خصوصیت روز وفات کو بیچ مقدمہ
صدقہ دینی کی میت کی طرف سی کہ باوجود ہونے تنگدستی کی اوس
زمانہ مین یا ہجوم بیماریون کے یا واقع ہونی سفر کے یا پیش آنے
موسم برسات کی یا مانند اسکی اور روکنے والے اور منع کرنیوالے
چیزین ہون خصوصیت اوسدن مذکور کو ہاتھہ سی نہین دینے
بلکہ معاملہ فرض لینی کا عمل مین لاتی ہین اور سانہ زیادہ ہونے
مرض کے بہ سبب مشغول ہونی کی سرانجام مین اوسکی التفات نہین
کرتے اور تاخیر سفر کی روا رکہتی ہین اور رنج جمع کرنے سامان
برسات کا کہ محافظت کہانی ذکر کیئے گئے کے اوس سے ہوسکی اوپر
گوارا رکہتے ہین اور آلودہ کرنا کپڑون کا کیچڑ پانی مین روا رکہتے
ہین اور خلل وقتون سیکھنے اور سکہانی احکام دین مین
اور کہونا اطمینان کا عبادتون مین اور فوت ہونا جماعتون کا
قبول کرتے ہین اور چہوڑنے خصوصیت مذکور پر راضی

نہ شوند اگرچہ بافضیلت یوم مذکور بر سایر ایام
اعتقاد نداشتہ باشند وچنانکہ زن بیوہ باوجود
کثرت شبق وشدت افلاس بسبب موت
زوج کہ متکفل حوایج بشریہ او بود وباوجود
عروض وحشت وحدت بمفارقت مونس
خود از زنا اجتناب می نماید واین اجتناب
در مدایح او شمردہ میشود ودر مقام اثبات عفت
او ذکر کردہ میشود ہمچنین باوجود امور مذکورہ
از نکاح ثانی احتراز نماید یا این احتراز را
از مدایح او شمردہ شود یا در مقام اثبات کمال
عفت او ذکر کردہ شود اگرچہ بقبح نکاح ثانی
اعتقاد نداشتہ باشد وچنانکہ در مقدمہ عقد
نکاح حضور شہود واذن ولی را از شرائط
صحت او میشمارند چنانکہ عقد مذکور را بران
موقوف میدارند اگرچہ در تاخیر آن انواع
مضرات محتمل الوقوع باشد ہمچنان عقد
مذکور را بر استطاعت جہیز یا ولیمہ موقوف
دارند کہ وجود احتمال فقدان کفو یا فوت اولیاء
یا غیبوبت ایشان در سفر بران اقدام ننمایند
یا برای سر انجام کردن جہیز یا ولیمہ معاملہ
مدانیت باوجود اشتمال آن بر مضرات
معاش ومعاد مثل لحوق افلاس ولزوم بوا
بعمل آرند یا قباحت سوال حالی یا مآلی را

نہین ہوتی اگرچہ فضیلت دن ذکر کی گئی کے اور دنون پر
اعتقاد نہ رکہتی ہون - اور جیسے کہ عورت بیوہ باوجود کثرت
خواہش اور شدت مفلسے کے کہ بسبب مرجانے خاوند کے
کہ وہ ضامن حاجتون انسانی کا اوسکی تہا اور باوجود
پیش آنی وحشت تنہائی کے بسبب جدائی غمخوار اپنی کے
زنا سے بچتے ہے اور یہہ بچنا اوسکا تعریف مین گنا جاتا ہے
اور مقام ثابت کرنے عفت اوسکی مین ذکر کیا جاتا ہی اور
اسیطرح باوجود باتون ذکر کے گئے کے نکاح دوسرے سے
پرہیز کرتے ہے یا تو یہہ پرہیز کرنا اوسکی تعریف مین گنا جاتا ہے
یا مقام ثابت کرنے کمال پرہیزگاری اوسکی مین ذکر کیا جاتا ہے
اگرچہ برائی دوسرے نکاح کی معتقد نہو اور جیسا کہ مقدمہ
نکاح مین موجود ہونا گواہون کا اور اجازت ولی کو شرطون
مین صحت سے گنتے ہین جیسے نکاح مذکور کو اسپر موقوف
رکہتے ہین اگرچہ انکی دیر مین طرح طرح کی مضرتون کے واقع
ہونیکا احتمال ہو اسیطرح نکاح مذکور کو اوپر مقدور جہیز
یا ولیمہ کے موقوف رکہتی ہین جیسا کہ درصورت موجود
ہونے احتمال نہونے کفو کے یا فوت ہونے ولے کے
یا غایب ہونے انکی سفر مین اوسپر جرات نہین کرتے
یا سرانجام کرنا جہیز اور ولیمہ مین معاملہ قرض کا باوجود
شامل ہونے اوسکے اوپر ضرر دینا اور آخرت کی مثل
لاحق ہونے مفلسے اور لازم آنے سود کے عمل مین لاتے
ہین یا خرابی سوال کی صورت بنانے یا زبان سے
کہنے

برخود گوارا کنند واز رسم مذکور دست بردا
نشوند گو کہ بوجوب آن اعتقاد نداشتہ
باشند باجملہ اقسیم بدعات را بدعت
حکمیہ وعملیہ میگوئیم پس مفہوم مطلق بدعتہ
چنین باشد کہ ہر امری از امور مذکورہ
در بحث اول یا ثانی کہ محدث باشد
وصاحبش آنرا از امور دین قرار دادہ
بعمل آرد یا باو معاملہ امور دینیہ نماید پس
ہمان چیز بدعت ست وچون مفہوم بدعت
منقح گردید پس باید دانست کہ در ہمین مقام
چند فواید نافع ست کہ آنرا در ضمن چند
مسائل ذکر باید کرد فائدہ اولے
در بیان انچہ در بدعت حقیقیہ داخل ست
وآن مشتمل بر چند مسایل ست مسئلہ
اولے باید دانست کہ مسئلہ وحدت وجود
وشہود ومبحث تنزلات خمسہ وصادر اول
وتجدد امثال وکمون وبروز وامثال ان
از مباحث تصوف وہمچنین مسئلہ تجرد
واجب وبساطت او تعالے بحسب ذہن
یعنے تنزیہ او تعالے از زمان ومکان
وجہت وماہیت وترکیب عقلی ومبحث عینیت
زیادۃ صفات وتاویل متشابہات و
اثبات رویت بلا جہت ومحاذات

اوپر اپنے گوارا کرتے ہین اور رسم مذکور کے گئے سے ہاتھہ
نہین اوٹھاتی اگرچہ اوسکے واجب ہونیکا اعتقاد نرکھتے
ہون خلاصہ یہہ کہ اس قسم کے بدعتونکو بدعت حکمیہ اور
عملیہ کہتے ہین پس مضمون مطلق بدعت کا اسطرح پر
ہوگا کہ جو کام کامون مذکر کئے گئے سے بحث پہلے یا دوسرے
مین کہ نئی نکالی ہوئی ہون اور صاحب اوسکا اونکو
کامون دین سی قرار دیکر عمل مین لاوے یا ساتہہ اوسکے
معاملہ کامون دین کا کرے پس وہ چیز بدعت ہی اور
جب معنی بدعت کے صاف معلوم ہو چکے پس جانا چاہیے
کہ اسمقام مین کئی فائدے مفید ہین کہ انکو درمیان کے
کے ذکر کرنا چاہیئے فائدہ پہلا - بیچ بیان اوسکے کہ
جو بدعت حقیقیہ مین داخل ہے اور وہ شامل ہر اوپر کے
مسئلون کے مسئلہ پہلا جاننا چاہیئے کہ مسئلہ
وحدت وجود اور شہود کا اور بحث تنزلات خمسہ اور
صادر اول اور تجدد امثال اور کمون اور بروز
کے اور مانند اوسکے بحثون تصوف سی اور سیطرح
مسئلہ مجرد ہونے حق تعالی اور بسیط ہونا اوسکا
ذہن مین یعنی پاک ہونا حضرتے کا زمان اور مکان
اور طرف اور ماہیت اور ترکیب عقلی سی اور بحث
عین ذات ہونے یا زیادہ ہونے صفات کے
اور تاویل متشابہات اور ثابت کرنا دیدار کا بغیر
طرف اور محاذات کے ۔

واثبات جوہر فرد و ابطال ہیولی وصورت
ونفوس وعقول یا بالعکس کلام در مسئلہ
تقدیر وکلام وقول بصدور عالم بر سبیل
ایجاب واثبات قدم عالم وامثال آن
از مباحث فن کلام والٰہیات و فلاسفہ ہم
از قبیل بدعات حقیقیہ ست اگر صاحب آن
اعتقادات مذکورہ را از جنس عقاید دینیہ
میشمارد والا درین جزو زمان در بدعات
حکمیہ البتہ مندرج ست چہ سعی در ادراک
حقیقیہ آن و اہتمام بتنقیح آن ومعدود شدن
صاحب آن در زمرۂ علماء دین وحکمائے
ربانیین وتمدح بآن در مقام ذکر کمالات
دینیہ در عرف عوام بلکہ در کلام خواص ہم
دایر وسایر ست مسئلہ ثانیہ سعی در
در تحصیل مقام فنای علمی والسلاخ وضمحلال
وانکشاف مغیبات مثال وواردات
وجد وحال وغیبت واستغراق وسکر وشطح
وعقد ہمہ در باب تاثیرات کونیہ ونفسیہ
واشراف خواطر والقای گرمی در قلوب حضار
وعلم دعوات اسمار یا بترک جلالی وجمالی
از قبیل بدعات حقیقیہ ست چہ ہر کہ باین
امور اشتغال مینماید آن را از جنس امور یکہ
موروث قرب الی اللہ باشد میشمارد بلکہ

اور ثابت کرنا جوہر فرد اور باطل کرنا ہیولے اور صورت
اور نفوس اور عقلون کا یا بالعکس اسکے اور گفتگو مسئلہ تقدیر
اور کلام مین اور گفتگو ساتہ صادر ہونے عالم کے اوپر
طریق وجوب کے اور ثابت کرنا کہ عالم قدیم ہے اور مانند
اسکے بخشون علم کلام اور الٰہیات فلاسفہ سے سب
بدعات حقیقیہ کے قسم سے ہے اگر صاحب اوسکا اعتقادون
ذکر کے گئے کو قسم عقیدون دینیہ سے گنے ورنہ اس زمانہ
مین البتہ بیچ بدعات حکمیہ کے داخل ہین اسلیئے کہ
کوشش بیچ معلوم کرنے حقیقت انکے اور اہتمام
ساتہ پاکیزگے اوسکے اور گنا جانا صاحب اُن فنون کا
زمرہ علمائے دین اور حکمائے زمانے سے اور تعریف ساتہ
اسکے مقام ذکر کمالات دینیہ مین مہاورہ مشہور عام
بلکہ عام خاص لوگونکے گفتگو مین بہی شایع اور مشہور
ہے مسئلہ دوسرا۔ کوشش کرنے بیچ حاصل کرنے
مقام فنائے علمی اور انسلاخ اور ضمحلال اور منکشف ہونے
غائب چیزین عالم مثال کے اور حاصل کرنے واردات
وجد اور حال اور از خود رفتگے اور استغراق اور بیہوشے
اور شطح اور پیدا کرنے تاثیرات کے عالم کون اور
نفوس انسانی مین اور مطلع ہونے مضمون دلون پر
اور ڈالنے گرمے دل حاضر ہونیوالون مین اور حاصل
کرنے علم دعوات اسمار کے بترک جلالے وجمالے قسم بدعتون
حقیقے سے ہے اسلیئے کہ جو کوئی ساتہ ان کاموں کے مشغول
رہتا ہے اوسکو اوس قسم کی کامونین کہ باعث قرب خدا ہین گنتے

اکثر ہمین امور را حقیقت احسان کہ در شرع
مطلوب است میدانند مسئلہ ثالثہ
تعیین اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات
و اربعینات و نوافل عبادات و تعیین
اوضاع اذکار از جہر و اخفا و ضربات و
اعداد و مراقبات برزخیہ و التزام طاعات
شاقہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است بنسبت
اکثر طلاب کہ آنرا اصل کمال شرعی یا از مکملات
آن میدانند اما بنسبت خواص کہ آن را
محض از قبیل وسائل دانستہ در تعلیم و ترویج آن
سعی می کنند پس از قبیل بدعات حکمیہ باشد
آری اخص الخواص کہ محض بنا بر ہدایت چند
از اجنیار کہ نفوس ایشان در مرتبہ قصوی
از عناوت یا عصیان واقع شدہ اند اگر بتعلیم
امور مذکورہ کردہ باشند و ایشان را بہمان
این باغ سبز لبوی دام اطاعت حق
کشیدہ باشند و صرف بنا بر اصلاح استعداد
ناقصہ ایشان بقدر حاجت و ضرورت
بطور وسائل بی التزام و ترویج و اہتمام
بکار بردہ باشند و وقت حصول مقصود آنرا
ترک دادہ باشند پس ہر چند تعلیم امور مذکورہ
کہ از ایشان در بعضے احیان بنسبت بعضی
اذہان بحسب اتفاق در رعایہ مصلحت وقت

اکثر انہین کا مونکو حقیقت احسانکی کہ شرع مین مقصود ہے
جانتے ہین مسئلہ تیسرا معین کرنا وظیفون اور ذکرون
اور ریاضتون اور تنہائیون اور چلون اور نفل عبادتونکا
اور معین کرنا وضعون ذکر کا پکار کر اور بہ شدید اور
ضربون اور عددون اور مراقبون برزخیہ کا اور
لازم پکڑنا عبادتون مشکل کا سب قسم بدعت حقیقی
سے ہے بہ نسبت اکثر طالبون کے کہ اسکو اصل کمال
شرعی یا مکملات شرعی سی جانتے ہین مگر بہ نسبت
خاص لوگون کے کہ اسکو محض قسم وسیلہ سی جانکر
بیچ تعلیم اور رواج دینے اسکے کوشش کرتے ہین
پس قسم بدعتون حکمیہ سی ہوگا ہان بہت خاص لوگ
کہ فقط واسطے ہدایت چند عیبونکے کہ نفس اونکے مرتبہ
نہایت مین کندی یا سرکشی مین واقع ہوی ہین اگر
تعلیم کامون ذکر کئے گئے کی کی ہو اور اونکو یہہ باغ سبز
دکہاکر طرف حال عبادت حقتعالے کے کہینچا ہو اور
محض واسطے درستی استعداد ناقص اونکے بقدر حاجت
اور ضرورت بطور وسیلہ کے بے لازم پکڑنے اور
رواج دینے اور اہتمام کرنیکے کام مین لائی ہون
اور وقت حاصل ہونے مقصد کے اوسکو ترک
کیا ہو پس ہر چند تعلیم ان کامون ذکر کئے گئے
کے کہ اولنے بعض وقت بنسبت بعضے
ذہنون کے اتفاقاً واسطے مصلحت
وقت کے ۔

برجود آید بنسبت ایشان از قبیل بدعات
نباشد اما کلام درین مقام در اکثر اہل زمانست
کہ آنرا مثل شریعت مستمرہ و طریقہ مسلوکہ میشمارند
مسئلہ رابعہ تعیین اعداد و اشخاص و اوقات
و اجناس در باب ختم و توشہ و عقد محافل
سماع صوفیہ و محافل کتاب خوانی و مرثیہ
و ماتم و ساختن تعزیہ و شدہ و علم و عقد
ذکر شہادت حضرت امام در ایام عاشورے
و تعیین چہلم و سیوم و اعراس و تداعی
بر اجتماع در باب زیارت قبور و تعیین
اوقات برای آن و مراقبہ بران و قراءۃ
قرآن بر سبیل اجتماع بران و تعیین اوقات
تصدق عن المیت و التزام قرارۃ فاتحہ
و اخلاص و تعظیم آن و تعیین جنس آن و
مصرف آن و استمداد از اہل قبور و تقبیل
قبور و طواف آن و آستانہ بوسی و قیام
روبروے آن بجہت تعظیم و انداختن چادر
و گل و غلاف بر آن و غسل دادن قبور و روشنے
نمودن و اجتماع کردن بہ نیت تقرب
بر آن و تعیین نماز ہول برای اموات
و اذان بر قبور بعد فراغ از دفن و امثال
ازامور بیشمار ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است
بہ نسبت اہل زمان کہ اینہمہ امور را التعبد

ظہور مین آوے بہ نسبت اونکی قسم بدعت سی ہونگی
مگر گفتگو اسجگہہ اکثر اہل زمانہ مین ہے کہ انکے تئین مانند
شریعت جاری اور طریق مستقیم کے جانتے ہین۔
مسئلہ چوتھا تعین کرنا عددون اور شخصون
اور وقتون اور جنسون کا مقدمہ ختم اور توشہ
اور منعقد کرنا مجلسون راگ صوفیون کا اور مجلسون
کتاب خوانی اور مرثیہ اور ماتم کا اور بنانا تعزیہ
اور شدہ اور علم کا اور منعقد کرنا ذکر شہادت
امام حسینؓ عاشورے کے دن اور معین کرنا چہلم اور
سیوم اور عرسون کا اور بلا کر اکٹھے کرنا لوگون کا
زیارت قبور کے باب مین اور معین کرنا وقتون کا
واسطے انکے اور مراقبہ کرنا اوپر اور قرآن پڑہنا
جمع ہوکر اوپر اور معین کرنا وقتون خیرات کا میت کے
طرفسے اور لازم پکڑنا پڑہنا فاتحہ اور سورۂ اخلاص کا
اور تعظیم کرنا صدقہ فاتحہ دی ہوئی کا اور معین کرنا جنس
اوسکے اور مصرف اوسکا اور مدد چاہنے اہل قبور سی اور بوسہ
دینا قبرونکا اور طواف کرنا اونکا اور چوکھٹ چومنی اور
کہڑے رہنا روبرو اونکے واسطے تعظیم کے اور ڈالنا چادر
پہولونکا اور غلاف کا اوپر اور غسل دینا قبرونکا اور روشنی
کرنی اور مجمع کرنا بہ نیت حاصل ہونے قرب خدا کے اوپر
اور معین کرنا نماز ہول کا واسطے مردون کے اور اذان
دینی قبرون پر بعد فراغت کے دفن کی اور مانند اسکی کاموں
بہت سے سب قسم بدعتون حقیقیہ سی ہر بنسبت اس زمانہ والونکی کہ

بعمل می آرند مگر بہ نسبت بعضے خاص الخواص کہ
نزد ایشان این امور مذکور محض لغو یا شند
وفقط بنا بر موافقت اہل زمان بعمل می آرند
کہ امور مذکورہ بہ نسبت ایشان از قبیل
بدعات حکمیہ باشد اگر از شبہات شرعیہ و
منکرات دینیہ نباشد مسئلہ خامسہ
استحسانات اکثر متاخرین از فقہا و صوفیہ
کہ محض بنا بر ظن حصول بعضے منافع دینیہ
و مصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیلے از
دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع
می نمایند یا تحدید اصلے از اصول دینیہ تجدد
خاصہ احداث می کنند تا ترویج امر کے
حامل در قرون سابقہ نبود بر روی کار
می آرند یا احتمال امر یکہ در آن از منہ
مروج نبود بعمل می آرند مثل نماز معکوس
و وجوب تقلید شخصی معین از ائمہ مجتہدین
و ہبۂ ثواب عبادات احیا برای اموات
بخلاف نیابت در عبادات مالیہ کہ آن
ثابت الاصل است و مثل تحدید ذکر کلمۂ
تہلیل باوضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات
و جلسات و تحدید مکثیر بعشر فی العشر
و ترویج انزوا بنا بر اشتغال بعبادت و مطالعہ
کتب و ترویج مسایل قیاسیہ و کشفیہ و استغراق

کرتے ہین مگر بہ نسبت بعضے بہت خاص لوگونکے کہ نزدیک
اونکے یہہ کام ذکر کئے گئے محض لغو ہوتے ہین مگر
بسبب موافقت اہل زمانہ کے عمل مین لاتی ہین پس یہہ کام
مذکورہ بہ نسبت اونکی قسم بدعت حکمیہ سے ہین اگر ممنوعات
شرعی اور منکرات دین سے نہین ہین مسئلہ پانچوان
پسندیدگی اکثر پچھلونکے فقیہون اور صوفیون سے کہ بسبب
بسبب گمان حاصل ہونے بعضے منفعتون دین اور
مصلحت شرعی کے بغیر تمسک ساتھ کسی دلیل کے
دلیلون شرعی سے عبادتون یا معاملون مین نئی
پیدا کرتے ہین یا معین کرنا کسی اصل کا اصلون دین
سے ساتھ حدون خاص کے نیا پیدا کرتے ہین تاکہ رواج
اوس کام کا کہ گم تہا پہلے قرون مین ظہور مین لاوین
یا مٹانا اوسکام کا کہ اوس زمانہ مین مروج تہا عمل مین
لاوین جیسے کہ نماز معکوس یا واجب کرنا تقلید کسی
شخص معین کا ائمہ مجتہدین سی اور بخشنا ثواب عبادتون
زندون کا واسطے مردون کے بخلاف نایب ہونیکی
عبادتون مالی مین کہ وہ ثابت ہے اصل مین اور جیسے
کہ حد باندہنے ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ وضعون
خاص کے عددون اور ضربون اور جلسون سے اور حد
باندہنے پانی کثیر کے ساتھ دہ در دہ کے اور رواج دینا
گوشہ نشینی کا واسطے شغل عبادت اور مطالعہ کتابونکے
اور رواج دینا مسئلون قیاسی اور کشفی کا اور ڈوب جانا

بجمیع ہمت خود در آن و احتمال ظاہر کتاب و
سنت مگر بطریق تبرک و تیمن و احتمال امر معروف
و نہی عن المنکر و عدم مبالات باقامۃ جہاد
لسانی و سنانی و امثال این امور محدثہ
شان ااختراع میکنند باز آنرا در احکام
شرعیہ و عبادات دینیہ و مناقب ایمانیہ مندرج
میسازند ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ ست و آنچہ
در مقام عذران میگویند کہ ہرچند این امر
محدث ست اما مشتمل بر مصلحتے از مصالح دینیہ ست
یا اصل آن در شرع ثابت ست اگرچہ خصوصیت
مذکورہ محدث باشد پس مجرد این عذر ہو
مذکورہ را از حد بدعات خارج نمی گرداند
آری تحقیق آنکہ این بدعت حسنہ ست یا قبیحہ
پس عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ در فصل ثانی
مذکور خواہد شد و اکثر قدما کہ قیاس را قبیح
کردہ اند از لفظ قیاس ہمین معنی مذکور مراد
داشتہ اند نہ قیاس شرعی کہ حمل النظیر علی النظیر
ست **فائدہ ثانیہ** در بیان آنچہ در بدعت
حکمیہ مندرج ست و آن مشتمل ست بر چند
مسائل **مسئلہ اولے** استغراق ہمہ در
تحصیل بحر علوم الٰہیہ بہ تتبع مسائل غریبہ
علوم عربیہ کہ در فہم کتاب و سنت کہ مبنای
آن بر محاورات عرفیہ ست نہ بر لطائف

ساتہ تمام ہمت اپنی کے اوسمین اور گم کرنا ظاہر قرآن
اور حدیث کا مگر بطور تبرک کے اور برکت کے اور چھوڑنا
امر معروف اور نہی منکر کا اور بے پرواہی کرنے ہیچ قیام
کرنے جہاد زبانی اور شمشیر کے اور مانند ان کامون
نئے کے کہ اونکو بکالتے ہین پہر اونکو بیچ حکمون شرعی اور
عبادتون دینی اور وصفون ایمانی مین داخل کرتے ہین
سب قسم بدعتون حقیقی سے ہے اور جو کچھہ مقام عذر مین
کہتے ہین کہ ہرچند یہہ کام نئے ہین مگر لے ہوئے ہین
اور پر مصلحت کے مصلحتون دین سے یا اصل انکی شرع مین
ثابت ہے اگرچہ یہہ خصوصیت مذکورہ نئی ہو پس
نزا یہہ عذران کامون مذکورہ کو حد بدعتون سی باہر
نہین کرتا ہان بتحقیق اسکے کہ یہہ بدعت حسنہ ہے
یا قبیحہ یعنی نیک ہے یا بد پس عنقریب انشاء اللہ تعالے
دوسری فصل مین ذکر ہوگی اور اکثر اگلی لوگون نے
کہ قیاس کو برا کہا ہے لفظ قیاس سے یہہ معنے مذکور مراد
رکھی ہین نہ قیاس شرعی کہ وہ قیاس کرنا مثل کا ہے
اور پر مثل کے **فائدہ دوسرا** بیچ بیان اوسکے جو
بدعت حکمیہ مین داخل ہے اور وہ ملا ہوا ہے کیئے
مسئلون پر **مسئلہ پہلا** ڈوب جانا بالکل حال
کرنے بحر علون الٰہیہ مین ساتہ پیروی مسئلون نادر
اور علمون نادر کے کہ سمجھنے قرآن اور حدیث مین
کہ بنائے اوسکے اوپر محاورون مشہور کے ہے
نہ بار یکیون ۔

شعر بہ چندان دخل نمی دارد و مثل تدقیق
زاید در دقایق منطقیہ و الٰہیات و طبعیات
فلسفیہ و تعمق زائد در قواعد اصولیہ و کلامیہ
و اسفار فقہیہ مہارت ابواب دانشمندی
از فن مناظرہ و جدل و باب توجیہ طرق
در آمد مر کلام غیر بر سبیل ابطال و یا توجیہ
و طرق سد ابواب در آمد مخالف از باب
تقیید و تحدید و توجیہ تاویل و امثال آن
از امور یکہ مجیبان دانشمند بعمل می آرند
و در میان امثال خود بآن تفاخری می نمایند
و در تحصیل احاطہ نوادر اشعار و قواعد عروض
و در ضبط مسائل فرضیہ فقہیہ متوہم الوقوع
و در اشتغال بریاضیات دفن تواریخ و فن
تکشیر و نقوش و امثال آن از فنون نادرہ
ہمہ از قبیل بدعات حکمیہ است بنسبت عقلاء
اہل زمان کہ حصول امور مذکورہ را از جنس
قربات اللہ و محامد شرعیہ میدانند اما عمر
گرانمایہ را در تحصیل امور مذکورہ بوجہی ضائعت
مینمایند کہ طالب حق اوقات عزیزہ خود را
در تفتیش اصول دین و تحقیق احکام شرع
متین صرف مینماید و بآن اضاعت عمر
انواع مفاخرات و مباہات می نمایند و از
جنس مدایح و مناقب میشمارند چنانچہ بتوح

شعر پر کچھ ایسا دخل نہیں کہتے اور مثل تحقیق باریکیون
زیادہ بیچ و قیقون منطق اور الٰہیات اور طبعیات حکیمونکے
اور بہت غور بیچ قاعدون اصولیون اور متکلمون اور
کتابون فقیہون مین اور پیدا کرنے مہارت باتون
عقلمندی مین فن مناظرہ اور لڑائی سی اور توجیہ اور
رستون آنی سی کلام دوسرے مین اوپر طریق باطل کرنیکے اور
یا توجیہ اور طریقون بند کرنے دروازون آنی مخالف کی یا
قید لگانی یا حد باندہنی اور توجیہ اور تاویل سی اور مانندے
اون کامون سے کہ جواب دینی والی عقلمند عمل مین لاتی ہین اور
درمیان ہمسرون اپنی کی بسبب اسکے فخر کرتی ہین اور بیچ تحصیل
کرنی نادر بیتون اور قاعدون علم عروض کی اور بیچ ضبط
کرنی مسئلون فرضی فقہیہ کی واقع ہونا اونکا فقط وہمی ہے
اور مشغل کرنی فن ریاضی اور فن تواریخ اور فن تکشیر اور نقش لکھنے مین اور مانند
اوسکے فنون نادرہ مین سب قسم بدعت حکمی سی ہین بہ نسبت عقلاء
اس زمانہ کی کیونکہ حاصل کرنی ان کامونکو جو ذکر ہوی قسم
نزدیکی خدا اور تعریفون شرعی سی نہین جانتے مگر عمر بیش
قیمت کو حاصل کرنی ان کامون مذکورہ مین اسطرح ضائع
کرتے ہین کہ جیسے طالب خدا اوقات عزیز اپنے تفتیش
اصل دین اور تحقیق احکام شرع متین مین صرف کرتے ہین
اور اس ضایع کرنے عمر پر طرح طرح کے فخر اور مفاخرے
ہین اور قسم تعریف اور توصیف سے
گنتے ہین چنانچہ تفسیر بفین ۔

باین سفاہت و اسراف عمر در میان ایشان
جاریست و امثال این سفیہا مسرفین عمر را
بسبب حصول این امور مذکورہ بنظر توقیر
و اجلال مے بینند اگرچہ ذرۂ از طلب راہ
دین ندشتہ باشند و تخمی از خشیتہ کہ
شعار علما رست در دل نکاشتہ و جوی
از علم و عمل از خرمن سنت نہ برداشتہ
و قاعدین این فنون را بنظر حقیر و اہانت
می بینند اگرچہ بشعار طلب حق معلم باشند
و بتفتیش سنت وابستہ و بلباس تقوی
لابس سبحان اللہ اینحال عقلاء زمانہ ہست
کہ خود را در زمرۂ علما می شمارند و وای
بر حال سفہا یعنی جہال طلبہ علم کہ جہل مذکور
را عین علم میدانند و اسراف و سفاہت
را عین قربت و عبادت و ہمین سفہا و
مسرفین را علما مستندین می شمارند پس
این امور مذکورہ بہ نسبت ایشان از اقبح
بدعات حقیقیہ ہست و افحش منکرات شرعیہ
و انچہ در باب طلب علم و افادہ علما در
سنت وارد گشتہ ہمین قدر ہست کہ چنانکہ
سپاہیان اطاعت شعار و خدمتگاران
کارگذار کہ ملازمان سلاطین کبار
و متعلقان سرکار امراء عالیمقدار میباشند

ساتھ اس بیوقوفی اور ضایع کرنے عمر کے درمیان انکے
جاری ہین اور ایسی بیوقوفون ضایع کرنیوالون عمر کے
تئین بسبب حاصل کرنے ان کامونکے بنظر عزت اور
بزرگے کے دیکھتے ہین اگرچہ کچہ بہی طلب راہ دین کے
نرکہتے ہون اور کوئی بیج خوف خدا سے کہ طریق علما کا
ہے دلمین نہ بویا ہو اور جو بہرہے علم اور عمل کا کہلیان
سنت سی نہ حاصل کیا ہو اور حاصل کرنیوالون ان
فنون کو بنظر حقارت اور اہانت دیکہتے ہین اگرچہ
طلب خدا کے نشان رکہتی ہون اور تلاش سنت مین
سرگرم ہون اور لباس پارسائی کا پہنے ہون سبحان اللہ
یہہ حال عقلمندون زمانہ کا ہی کہ اپنے تئین گروہ مین
علما کے گنتے ہین اور افسوس اوپر حال احمقون یعنی
جاہل طالب علمونکے کہ اس جہل مذکور کو عین علم جانتے
ہین اور اسراف عمر اور بیوقوفے کو عین قرب خدا اور
عبادت اور انہین احمقون اور مسرفونکو عالم قابل سند
کے گنتے ہین پس یہ کام مذکورہ بہ نسبت انکی بدترین
بدعتون حقیقے سے ہے اور برا زیادہ تر برائیون شرعی
سے اور جو کچہ مقدمہ طلب علم مین اور بیج فائدہ پہنچانے
علما کے عوام کو حدیث مین آیا ہے وہ اسیقدر ہے
کہ جیسے سپاہی بندگے شعار اور خدمتگار کارگذار کہ
نوکر بادشاہون بڑے اور ملازم سرکار امیرون عالیقدر
کے ہوتے ہین ۔

شب و روز در تفتیش احکام مندرجہ
پروانجات کہ در باب نظم و نسق کار و بار
ایشان صادر گردیدہ مشغول میماند و
بجرد اطلاع بر احکام مذکورہ در سرانجام
دادن مہمات مطلوبہ بسرگرم میگردند لیکن
ازینکہ تحریر پروانجات بتواحی ہندوستان
در زبان فارسی مروج است و بر بعضی
اصطلاحات آئین احکام مشتمل میباشد
و بعضی از ایشان بزبان فارسی مہارت
می دارند و بعضی نہ ہمچنین بعضی از اصطلاحات
مندرجہ بسبب ملاقات باحضار دربار اطلاع
می دارند و بعضی نہ بنابران چنانکہ بر ذمہ
ناواقفان مذکورین سرانجام کردن احکام
مذکورہ لازم است ہمچنین تفتیش آن از
واقفان نیز لازم چنانکہ بر ذمہ واقفان
امتثال احکام مذکورہ لازم است ہمچنین
اعلام ناواقفان نزد ہرگاہ کہ ناواقفان
بر آن احکام مطلع گردیدند ایشان ہم
مثل جماعت اول واقف گردیدند گو بصنعت
خط و کتابت مہارت نداشتہ باشند پس
اعلام ناواقفان دیگر بر ذمہ ایشان ہم
لازم گردید و ہمہ ہا در مقدمہ اطاعت اصل
حاکم و امتثال احکام او متساوی اند کسی از

رات دن تلاشین حکمون مندرج پروانون کے کہ
مقدمات بندوبست کار و بار مین اونکے وارد ہوتی
ہین مشغول رہتی ہین اور اطلاع پاتی ہے احکام
مذکور پر بیچ سرانجام کامون طلب کیے گئے کے سرگرم
ہوتے ہین لیکن اس سبب سے کہ لکہا جانا پروانون کا
اطراف ہندوستانہین بیچ زبان فارسی کے مروج ہے
اور اوسپر بعضے اصطلاحون قواعد احکام کے مشتمل
ہوتا ہے اور بعضے اونکے زبان فارسی مین مہارت
رکہتے ہین اور بعضے نہین رکہتی اور اسیطرح بعضے
اصطلاحات مندرجہ پر بسبب ملاقات حاضر ہونی دربار
کے اطلاع رکہتی ہین اور بعضے نہین اسلیئے جیسا کہ
اوپر ذمہ ناواقفون ذکر کیے گئے کے سرانجام کرنا
حکمون مذکور کا لازم ہے اسیطرح تلاش اون کے
واقفون سے بہی لازم ہے اور جیسے کہ اوپر ذمہ
واقفون کے تعمیل حکمون مذکور کے لازم ہی اسیطرح
آگاہ کرنا ناواقفون کا بہی اور جب ناواقف اوس
احکام پر مطلع ہو گئے تب وہ بہی مثل جماعت اول کے
واقف ہو گئے گو صنعت لکہنے پڑہنے مین مہارت
نرکہتے ہون پس آگاہ کرنا اور ناواقفون کا اوپر
ذمہ انکے بہی لازم ہوا اور سب بیچ مقدمہ فرمانبردار
اصل حاکم کے اور بجالانے اوسکے حکمون کے
برابر ہین کوئے اون مین

ایشان بسبب واقفیت مذکورہ اصل حاکم
نشدہ و دیگرے بسبب شنیدن احکام خواز
زبان شخص اول از زمرہ نوکران او نگردیدہ
بلکہ ہمہ ہا را باید کہ در سرانجام کردن مہمات
مذکورہ کوشش نمایند واز گفتگوی فضول
کہ در امتثال احکام مذکورہ چندان دخل
ندارد اجتناب ورزند ہمچنین بندگان
حق جل وعلا را باید کہ دایما در تفتیش
احکام مندرجہ قرآن مجید مستغرق
الہمت باشند لیکن از بسکہ قرآن مجید
در زبان عربی است و مشتمل بر اصطلاحات
شرعیہ پس آنانکہ بلسان مذکور مہارت
ندارند و بر اصطلاحات مسطورہ مطلع
نشدہ اند لابد بر ذمہ ایشان استفسار
اینمعنی از ماہران لسان عربی و واقفان
سیرۃ نبوی لازم آمد و اعلام ناواقفان
بر ذمہ واقفان واجب گردید بعد اطلاع
بر احکام شرعیہ امر بالمعروف و نہی
عن المنکر بر ذمہ ہمہ کس واجب شد واحتراز
از تدقیقات زائدہ شعار عبودیہ شمردہ شد
وتقلید محض بہ نسبت انبیا علیہم السلام
ہمہ کس را لازم آمد باجملہ تقلید نبی امی
فخر ماست تاج لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ

اونمین سے بسبب واقفیت مذکور کے اصل حاکم نہیں
ہوگیا ہے اور دوسرا بسبب سننے حکمون اپنے کے
زبان شخص اول سے اوسکے نوکرون سے نہین
ہوگیا ہے بلکہ سبکو چاہیئے کہ سرانجام کرنے مہم
مذکورہ مین کوشش کرین اور گفتگوی بیکار سے کہ
بجا لانے حکمون مذکور مین چندان دخل نہین رکھتے
بچین ایسا ہی بندگان حق تعالی کو چاہیئے کہ ہمیشہ
تلاش حکمون مندرج قرآن شریف مین دلسے مشغول
رہین لیکن اس سبب سے کہ قرآن مجید زبان عربی
مین ہے اور ملا ہوا ہے اصطلاحون شرعی پر پس
وہ لوگ کہ زبان مذکور مین مہارت نہین رکھتے
اور اصطلاحون مذکور پر مطلع نہین ہوی ہین ضرور
اونکے ذمہ پر دریافت اس معنے کا جاننے والون
زبان عربی اور واقفون خصلت پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم سے لازم پڑا اور آگاہ کرنا ناواقفون کا
اوپر ذمہ واقفون کے واجب ہوا اور بعد
اطلاع کے احکام شرعی پر امر معروف اور
نہی منکر اوپر ذمہ سب کے واجب ہوا اور بچنا
باریکیون زاید سے طریقہ عبودیت گن گیا
اور تقلید صرف بہ نسبت نبیون کے کہ اون پر
سلام ہو سب پر لازم آئے خلاصہ یہہ کہ تقلید نبی
امی کی فخر ہمارا ہے اور تاج ترجمہ البتہ تحقیق ہے
واسطے تمہارے بیچ رسول خدا کے ۔

اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ بر سر داریم
وخلعت نَحْنُ اُمَّۃٌ اُمِّیَّۃٌ لَا نَکْتُبُ وَلَا
نَحْسِبُ در بر از زمرہ فنون دانشمندی
وصنایع فضیلت نمائی بیزاریم واز مایدہ
سنتہا نبویہ ذلہ بردار وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی
ذٰلِکَ حَمْدًا کَثِیْرًا مسئلہ ثانیہ
اہتمام بلیغ بحافظت اوضاع محدثہ در باب
زی ولباس و در باب رفتار وگفتار و در
باب تعیین اوقات خلوۃ وجلوۃ وہیات
نشست و برخاست وتحیۃ وملاقات
وتشخیص افعال واقوال مخصوصہ در باب
تعظیم واکرام وخطاب وکلام وتخصیص بعضے
ایام بعقد محافل ہم مشربان مجالس یاران
موانس وعقید تمندان حقیقے واخلاص کیشان
تحقیقے وامثال آن کہ در ارباب مناصب
شرعیہ مثل علما وقضاۃ واولاد وتلامذہ
ایشان یا در مقلدان کبرای صوفیہ
مثل سجادہ نشینان مشایخ کرام ومریدان
ایشان یا در مدعیان مقام ترک وتجرید
مثل خانقاہ نشینان وسرگروہان
آزادان قلندریہ ومداریہ وجلالیہ
اتباع ایشان کہ محض بنا بر تحفظ شعار
منصب خود واسلاف خود ورعایت

پیروی اچھی ۔ سر پر رکھتے ہین ہم اور خلعت
حدیث کہ ہم گروہ ناخواندہ ہین نہ ہم لکھتے ہین
اور نہ حساب جانتے ہین ۔ بیچ بغل کے تمام فنون
عقلمندی اور کاریگریون فضیلت ظاہر کرنیوالے
سے بیزار ہین ہم اور خوان سنت نبوی سی جھوٹھا
اوٹھانیوالے ۔ اور تعریف کرتے ہین اللہ کے اسپر
بہت تعریف ۔ مسئلہ دوسرا اہتمام بہت
ساتہ نگہبانی نئی وضعون کے بیچ مقدمہ وضع
اور لباس کے اور چلنے اور گفتگو کرنیکے اور معین
کرنے وقتون تنہائی اور مجمع مین بیٹہنے کے اور صورتون
بیٹہنے اوٹہنے اور سلام اور ملاقات کی اور معین کرنا
کامون اور باتون خاص کا بیچ تعظیم اور تکریم اور
بولنے اور بات کرنیمین اور خاص کرنا بعضے دنونکا
ساتہ منعقد کرنے مجلس ہمنشین اور یاران غمخوار
اور معتقدان حقیقے اور اخلاص مندون تحقیقے اور
مانند انکے کہ بیچ منصب دارون شرعی مثل عالمون
اور قاضیون اور اولاد اور شاگردون انکی یا بیچ
مقلدون بڑے صوفیون کے مانند سجادہ نشینون
مشایخ بزرگ اور مریدون اونکے یا بیچ دعوے
کرنیوالون مقام ترک اور تنہائی کے مانند خانقاہ کے
بیٹہنے والونکے اور سردار آزادون اور قلندرون اور
مداریون اور جلالیون اور پیرون انکی کہ محض واسطے
محفوظ رکہنی طریق منصب اپنے اور بزرگون اپنی اور حمایت

امتیاز خود و کبرا خود از سائر مسلمین مروج
گردیدہ مثل اجتناب از نکاح باوجود استطاعت
محض بنا بر حفظ عنوان درویشی یا احتراز
از مکاسب معاشیہ باوجود فراغت اوقات
از ضروریات معادیہ و معاشیہ باوجود
عروض افلاس و سنوح حاجات بحدی کہ
باعث تحمل مذلات سوال حالی و قالے
گردند بس باوجود اینہمہ محض بنا بر حفظ
عنوان خاندان مکاسب را از جنس
بواعث لحوق عار و موجبات عود شناعت
شمردہ ازان اجتناب می ورزند اگرچہ
آنرا از ممنوعات شرعیہ نمی دانند و مثل
احداث تعظیمات قولیہ و فعلیہ در مقام
سلام علیک و مصافحہ عند الملاقات
و مثل اعتنا رشدید بستر و یج القاب مشعرہ
بر مناصب شرعیہ رفیعہ مثل مولوی فلانی
و شاہ فلانی و امثال آن از امور بسیار
کہ تعداد آن در ینجا دراق خیلے متعذر
مینماید ہمہ از جنس بدعات حکمیہ است بہ نسبت
عقلاء ایشان کہ امور مذکورہ را باوجودے
کہ از جنس لغو و لاطایل دانستہ اند محض
بنا بر حفظ عنوان خاندان بعمل می آرند
و اما بہ نسبت سفہاء ایشان کہ امثال

ممتاز رہنے اپنے اور بزرگون اپنے کے تمام مسلمانون سے
مروج ہوا ہے جیسے بچنا نکاح سے باوجود مقدور کے
فقط واسطے حفاظت طریق درویشی کے یا بچنا
کسب معاش سے باوجود فراغت اوقات کی ضروریات
آخرت اور زندگانی سے اور باوجود پیش آنی مفلسی
اور واقع ہونے حاجتون کے سانہ اس حد کے کہ سبب
اوٹھانی ذلتون سوال بطور صورت بنانی یا زبان سے
کہنے کا ہو دین پس باوجود اس سبکے محض واسطے محافظت
طریق خاندان کے کسب کو نیکو سبب جنس سے لاحق
ہونے عار اور باعث رجوع ہونے طعن کا جانکر اوس سے
پرہیز کرتے ہین اگرچہ اسکو ممنوعات شرعی سی نہین جانتے
اور مانند بنا نکالنے تعظیمون زبانی اور فعلی بجاے
سلام علیک اور مصافحہ وقت ملاقات کے اور مثل اہتمام
بہت رواج دینے القاب کے وہ فتنہ کرنیوالے اور
منصب شرعے بلند کے ہین جیسے مولوے فلانے
اور شاہ فلانے اور مانند اسکے کامون بیشمار سے کہ
گنتے اونکے اس چند ورقون مین مشکل ہے سب قسم
بہ نسبت عقلمندون انکے کے بدعتون حکمی سی ہے
کہ کامون مذکور کو باوجود اسکے کہ قسم لغو اور بیکار
سے جانتے ہین محض واسطے نباہنے طریق
خاندان کے عمل مین لاتے ہین اور یہ نسبت
بے وقوفون انکے کہ مثل ۔

این سفاہات را عین کمالات دانستہ
اہتمام بحافظت این اشیا رحدثہ بیش
از بیش بر روے کار می آرند پس امور مذکورہ
بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات حقیقیہ
کہ از عنوانات مناصب شرعیہ شمردہ میشود
و اما انچہ از عنوانات امور معاشیہ شمردہ میشود
مثل وردی سپاہیان و امثال ایشان
پس از ما نحن فیہ خارج ست مسئلہ ثالثہ
التزام بعضے مباحات شرعیہ محض بنا بر تقلید
آبا و اجداد و بنا بر موافقہ اقران و اخوان
بدون ظن حصول منفعتے از منافع اخرویہ و یا
غرضے از اغراض دنیویہ ہمہ از قبیل بدعات
حکمیہ ست و بہ نسبت اکثر اہل زمان اما بہ نسبت
بعضے از ایشان پس از قبیل شرک و بہ نسبت
بعضے از قبیل بدعت حقیقیہ و بہ نسبت بعضے
از قبیل امور معاشیہ و بہ نسبت بعضے از امور
لہویہ بتفصیل این اجمال آنکہ چنانکہ ہر چند
شارع جل جلالہ بعضے احکام شرعیہ را
بنا بر رعایت بعضے مصلح معاشیہ یا معادیہ
مقرر فرمودہ ست مثل تعیین صلوٰۃ برائے
توجہ الی اللہ و رخص مسافر برای دفع مشقت
و عدہ برائے استبرار رحم و امثال آن
اما عباد را باید کہ قطع نظر از مصالح کردہ

اس بیوقوفی کو عین کمال جانکر اہتمام نگہبانے
ان چیزون نئی کا زیادہ حد سے کام مین لاتے ہین
پس کام مذکور بہ نسبت انکی قسم بدعت حقیقے سے ہین
کہ نشان منصبون شرعی سے گنے جاتے ہین اور
جو کچھہ کہ نشانیون کام دنیا سے شمار کیے جاتے ہین
جیسے وردی سپاہیون کی اور مانند اسکے پس
بحث ہمارے سے کہ ہم اوسمین بحث کرتے ہین ہاہر
ہے مسئلہ تیسرا لازم پکڑنا بعضے جایز کامون
شرعے کا کہ صرف واسطے پیروے باپ دادون کے
اور واسطے موافقت ہمسرون اور بہائیون کے
کرتے ہین اگرچہ گمان حصول کسی نفع کے نفعون
آخرت سے یا کسے غرض کے غرضون دنیا سے نہو
یہہ سب قسم بدعت حکمیہ سی ہے بہ نسبت اکثر لوگون
اس زمانہ کی اور بہ نسبت بعضون کے اونسے قسم شرک
سے اور بہ نسبت بعضونکے قسم بدعت حقیقے سے اور
بہ نسبت بعضونکے قسم کامون معاش سی اور بہ نسبت
بعضون کی کامون کہیل اور لغو سے ہے تفصیل
اس اجمال کی یہہ ہے جیسے کہ ہر چند شارع جل شانہ نے
بعضے حکمون شرعی کو واسطے رعایت بعضے مصلحتون
دنیا یا آخرت کے مقرر فرمایا ہے جیسے تعیین نماز
کیواسطے متوجہ ہونے طرف خدا کے اور رخصت مسافر
واسطے دور کرنے مشقت کے اور عدہ واسطے پاک کرنے
رحم کے اور جو مانند اسکی ہی مگر بندونکو چاہیئے کہ قطع نظر

در محافظۂ نفس صورۃ احکام شرعیہ سعی
بلیغ نمائید و بنا بر ظن حصول مصلحت مرعیہ
در غیر صور معینہ بالکل وجہ ہرگز در اقامت
صورۃ مذکورہ مداہنت نہ نمایند
و تبدیل و تغییر را در آن راہ ندہند مثلاً
در محافظۂ صورۃ نماز اگرچہ عاجل از
معنے حضور باشد سعی بلیغ باید کرد و مراقبہ
معینہ ذاتیہ را اگرچہ سراسر پر از معنے
حضور باشد در عوض او استعمال نباید کرد
و در سفر بے مشقت اعراض از رخص شرعیہ
نباید کرد و در صنایع شاقہ مثل حدادۃ
و امثال آن کہ بمراتب اشق از سفر باشد
رخصی مذکورہ را استعمال نباید نمود و در تقدیر
یقین بخلو رحم از علوق عدت نباید گذاشت
بالجملہ صور احکام شرعیہ در باب اطاعت
شارع قطع نظر از مصالح مرعیہ خود مقصود
لذاتہا گردیدہ ہمچنین بعضے از عقلاء تجربہ کار
بعضے از اشیاء مباحہ را بنا بر بعضے مصالح
معاشیہ ترویج می نمایند پس کسانیکہ
طالب مصالح مذکورہ میباشند صورۃ
مروجہ را اقرب طرق حصول مصالح
مذکورہ دانستہ بعمل می آرند آخر شدہ شدہ
در عوام الناس دایر و سایر می گردد

نگہبانی اصل صورت حکموں شرعی مین کوشش بہت
کرین اور بہ سبب گمان حاصل ہونی مصلحت رعایت
کی گئی ہے ماسوائے صورت مقررہ کے اچھی طرح پر وجہ پر
قایم کرنی صورت مذکور مین سستی نکرین اور تبدیل اور
تغیر کو اوسمین دخل نہ دین جیسے ہے حفاظت صورت نماز کی
اگرچہ خالی ہونے حضور قلبی سی ہو کوشش تمام چاہیئے
اور مراقبہ معیت ذاتی کا اگرچہ سراسر بھرا ہوا معنے
حضور سی ہو نماز کے بدلے نہ لاوین اور سفر بے مشقت
مین موہنہ پھیرنا رخصتون شرعی سے نہ چاہیئے اور
کامون مشقت مین مثل کام لوہاری اور مانند اوسکے
کہ بہت مشکل سفر سے ہو رخصت مذکور کا استعمال نکرنا
چاہیئے اور بر تقدیر یقین خالی ہونے رحم کے منے
لینے علقہ سے عدت چھوڑنی نہ چاہیئے خلاصہ یہ کہ صورت
احکام شرعی کے فرمان برداری شارع مین قطع نظر
مصلحتون رعایت کی گئی سے بالذات مقصود
ہوی ہے اسیطرح بعضے عقلمند تجربہ کار بعضے چیزون
مباح کو بسبب بعضے مصلحتون دنیا کے رواج دیتے
ہین پس جو لوگ کہ طلبگار مصلحت مذکور ہوتے
ہین صورت مروجہ کو نزدیک ترین رستون
حاصل کرنے مصلحت مذکور کا جانکر عمل مین لاتے
ہین آخر ہوتے ہوتے عوام لوگون مین وہ رواج
مروج اور مشہور ہوتا ہے ۔

ومصلحت مذکورہ در اکثر ناس رو باختفا می آرد
وصورۃ مروجہ مسلم خواص وعوام میشود در اکثر
اشخاص در محافظۃ نفس آنصورۃ مروجہ قطع نظر
برشتمال او بر مصلحت مذکورہ جد وجہد
بلیغ مینمایند چنانچہ اگر مصلحت مذکورہ از
صورۃ مسطورہ مفقود گردد بلکہ در التزام
آن لحوق انواع مضرات منظر آید ہرگز از
از دست ندہند وہمچنین اگر برای حصول
مصلحت مذکورہ طریقی دیگر غیر صورت
مروجہ میسر الحصول باشد ہرگز تبدیل
آن روا ندارند وتارک صورۃ مذکورہ
درمیان ایشان آنقدر مطعون وملام
گردد کہ تارک اصل مصلحت آنقدر مطعون
وملام نگردد ولہذا درین ہنگام آنصورت
مروجہ را رسم میگویند مثلاً عقلاء سلف
بنا بر ایصال ثواب صدقات بسوے
اموات اطعام طعام مقرر کردہ بودند
وازینکہ محتاجین اقربا در باب مصارف
مطلق صدقات مقدم اند بر غیر اقربا
بنا بران محتاجین اقربا را تقدیم میکردند
واین امر شدہ شدہ درین زمان بحدے
رسیدہ کہ در باب تقسیم طعام سیوم وچہلم
واعراس درمیان اقربا بمعنی تصدق

اور مصلحت مذکور اکثر لوگون مین پوشیدہ ہوجاتی
ہے اور صورت رواج پائی ہوئی سب خاص اور عام
مین مسلم ہوتی ہے اور اکثر لوگ حفاظت خاص اوس
صورت مروجہ مین قطع نظر سے ہونے اوسکے مصلحت
مذکور پر بہت کوشش حد سی زیادہ کرتے ہین
جیسے کہ اگرچہ مصلحت مذکور اوسصورت مسطور مین
سے جاتی رہے بلکہ لازم پکڑنے اوسکے مین ہر طرح
طرح طرح کی مضرتون کا نظر آوے ہرگز اوسکو ہاتہ سے
نہین چہوڑتے اسیطرح اگر واسطے حاصل ہونے مصلحت
مذکور کے رستا دوسرا سوای صورت مروجہ کے
آسان حصول مین ہو ہرگز تبدیل اوسکی جایز نہین رکھتے
اور ترک کرنیوالا صورت مذکور کا درمیان اونکے
اسقدر محل طعنہ اور ملامت کا ہوتا ہے کہ چہوڑنیوالا
اصل مصلحت کا اسقدر طعنہ دیا گیا اور ملامت کیا گیا
نہین ہوتا ہے پس اسوقت اوسصورت مروجہ کو
رسم کہتے ہین مثلاً پہلے عقلمندون نے واسطے پہونچانے
ثواب خیرات کی طرف میتون کی کہانا کہلانا مقرر
کیا تہا اور چونکہ محتاج اقربا دینے مین ہر صدقات کی
غیر اقربا پر مقدم ہین اس نظر سے محتاج اقربا کو تقدیم
کرتے تہے اور یہ کام ہوتی ہوتی اس زمانہ مین اس حد کو
پہونچا کہ بانٹنی کہانا سیوم اور چہلم اور عرسون مین
درمیان اقربا کے معنے صدقہ کے ۔

عن المیت وقضاء حاجت محتاجین اصلا
ملحوظ نیست حتی کہ اگر لفظ تصدق عن المیت
وقضاء حاجت محتاجین بر زبان رانند
اغلب کہ اکثر اقربا را اہل عزت طعام مذکور
را قبول ننمایند بلکہ آنرا بمثابہ سب وشتم
در حق خود تصور کنند وتقسیم طعام بحدے
مسلم خاص وعام گردیدہ کہ اگر شخصی
انواع صدقات برای اموات خود نماید
اما تقسیم طعام بطریق مروج بعمل نیارد
بحدی مطعون وملام گردد واگر گاہے
تصدق برای ایشان بعمل نیارد لیکن
تقسیم مذکور بطریق مروج نماید ہرگز کسے
از طعن وملامت بسوی او عاید نگردد پس تقسیم
طعام مذکور درین زمان از قسم رسوم است نہ از قسم
عبادات پس کسیکہ آنرا از قسم رسوم دانستہ
بعمل می آرد در حق او از قسم بدعات حکمیہ است
وکسیکہ آنرا موجب ثواب اموات دانستہ
بعمل می آرد در حق او از قسم بدعات
حقیقیہ ست وکسیکہ آنرا باعث توجہ ارواح
اموات وجالب رضای ایشان دانستہ
بعمل می آرد وباز توجہ ارواح ایشان بہا
سبب قضای حوایج خود وعلۃ حصول
مقاصد خود میداند وہمچنین ترک رسوم

میت کی طرف سے اور ادا کرنا حاجت محتاجونکا بالکل
خیال میں نہیں ہے یہانتک کہ اگر لفظ صدقہ میت یا حاجت
روائی محتاجون کا زبان پر آوے تو غالب ہے کہ اکثر اقربائے
اہل عزت اوس کھانے مذکور کو قبول نکرین بلکہ اوسکو
مانند تبرا اور برا کہنے کے اپنے حق مین تصور کرین اور
تقسیم کھانے کے اس حد مین مسلم خاص اور عام
ہوئی ہے کہ اگر کوئی شخص طرح بطرح کے صدقے واسطے
مردون اپنے کے کرے مگر تقسیم کھانیکے بدستور مروج
عمل مین نہ لاوے نہایت لایق طعنہ اور ملامت کے
ہوتا ہے اور اگر کبھی خیرات واسطے اونکے نہ کرے
لیکن تقسیم مذکور بطور رواج کے کرے ہرگز کسیطرح
طعن اور ملامت اوسکے طرف نہین آتا ہے پس تقسیم
کھانے کی اس زمانہ مین قسم رسمون سے ہے نہ قسم
عبادتون سے پس جو کوئی اسکو قسم رسم سے
جانکر عمل مین لاوے اوسکے حق مین قسم بدعتون
حکمیہ سے ہے اور جو کوئی اسکو باعث ثواب
مردون کا جانکر عمل مین لاوے اوسکے حق مین
قسم بدعتون حقیقی سے ہے اور جو کوئی اسکے
تئین سبب توجہ ارواح مردون کا اور باعث
رضامندی اونکا جانکر عمل مین لاوے اور پھر
توجہ ارواح اونکے کو سبب روا ہونے حاجتون
اپنے کا اور سبب برآنے مقصدون اپنے کا
جانے اور اسیطرح چھوڑنے رسمون مذکور کو

مذکورہ را مورث طرد و لعن ایشان
فہمیدہ و آنرا موجب نکبت و بال و علت
برہمی مقاصد خود و پریشانی مطالب
خود دانستہ ازان اجتناب ورزد در حق
او از قسم شرک ست و کسیکہ بنا بر حاصل
کردن معرفت و روشناسی در سرکار
امیری از امرا بطریق اہدا طعام مذکور
بتقریب سیوم و چہلم بعمل می آرد در حق او
از قسم امور معاشیہ ست و کسیکہ محض
بنا بر اجتماع احبا بسبب اتفاق در بعض
اوقات تقریبات مذکورہ را بر روی کار
مے آرد در حق او از قسم لہو ست پس اگر
مبلغ خطیر دران صرف کند در حد اسراف
داخل خواہد گردید بالجملہ معنی رسم ہمین
ست کہ امری محدث از مباحات شرعیہ
در میان اکثر طوائف انام عوام بطریق
التزام مروج بحدی شدہ باشد کہ تارک
آن امر در میان اکثر ایشان مطعون
و ملام گردد و تعامل در آن امر در میان
اکثر ناس بنا بر مجرد تقلید اسلاف یا
موافقت اقران و اخوان قطع نظر از
حصول منفعت و لحوق مضرت جاری
شدہ باشد پس ہمین امر را رسم میگوئیم

مذکور کو باعث دوری اور لعن اونکا سمجھے اور اوسکے
تئین سبب مصیبت اور وبال اور موجب برہم ہونے
مقصدون اپنے اور پریشانی مطلبون اپنے کا
جانکر اوس سے پرہیز کرے اوسکے حق مین قسم
شرک سی ہے اور جو کوئے بہ سبب حاصل کرنی
ملاقات اور آشنائی کے سرکار مین کسی امیر کے
امیرون سے بطور ہدیہ کے کہانا مذکور بتقریب
سیوم اور چہلم سے بہیجے اوسکے حق مین قسم کامون
معاش سی ہے اور جو کوئی صرف واسطے جمع ہونے
دوستون کے بسبب اتفاق بعضے وقت تقریبون
مذکور ظہور مین لاوے اوسکے حق مین قسم کہیل سے
ہے پس اگر روپیہ بہت اوسمین صرف کرے حد اسراف
مین داخل ہوگا خلاصہ معنی رسم کے یہہ ہین کہ جو کام
نیا مباحون شرعی سے درمیان اکثر عام
لوگون کے بطریق لازم پکڑنے کے مروج ہو
حد کو ہوا ہو کہ ترک کرنیوالا اوسکام کا درمیان
اکثر اونکے طعنہ دیا گیا اور ملامت کیا گیا
ہوتا ہے اور عملدرآمد اوسکام مین بیچ اکثر
لوگون کے بسبب محض پیروی بزرگون کے
یا موافقت ہمسرون اور بہائیون کے قطع نظر
حاصل ہونے نفع یا لاحق ہونے ضرر کے جاری
ہوا ہو پس اسی کام کو ہم رسم کہتے ہین ۔

پس باید دانست کہ ہمہ سوم شادی و ماتم
و ولادت و ختنہ و رسومیکہ از عنوانات
شرافت در عوام الناس شمردہ میشود
مثل مغالات در باب مہر یعنے کثرت مقدار
و مثل اجتناب از حرف و صنایع در باب
مکاسب باوجود احتیاج بسوی آن
و مثل احتراز زن بیوہ از نکاح ثانے
و مثل استنکاف از اشتغال بحوایج خود
از بیع و شرار و برداشتن اسباب خود
بر دوش و همچنین استنکاف پیرزادہا
و مولوی زادہا از زری و لباس سپاہیان
از حمل سلاح و امثال آن ہمہ از قبیل
بدعات حکمیہ ست بہ نسبت اکثر ناس

مسئلہ رابعہ اتباع انبیاء علیہم السلام
در احکام مختصہ منفوس شریفہ ایشان
یا در زلات صادرہ از مقتضے بشریت
ایشان یا در احکام مختصہ ببعضے از
افراد امتیان ایشان بنص ایشان
مثل عدم انتقاض وضو بنوم و حلت
ما فوق الاربع در باب نکاح کہ مخصوص
بانجناب است و مثل استغفار برای مشرک
و نماز بر جنازہ منافق کہ بطریق زلت
واقع گردید و مثل امتناع از نکاح ثانے

پس جاننا چاہیئے کہ تمام رسمین شادی اور غمی اور پیدا
ہونے اور ختنہ کے اور جو رسمین کہ علامات شرافت
سے عوام الناس مین گنے جاتے ہین جیسے زیادتے
مہر کے باب مین یعنے بہت ہونا مقدار کا اور مثل پرہیز
کرنے کے پیشون اور کاریگرون سے باب کسب
مین باوجود احتیاج کی طرف اوسکے اور مانند بچنے
عورت بیوہ کے نکاح دوسرے سے اور مانند برا
جاننے مشغول ہونے کو اپنے حاجتون مین خرید
فروخت سے اور اوٹھانے اسباب اپنے سے کندہی
اور اسیطرح کردہ جاننا پیرزادون اور مولوی زادونکا
وضع اور لباس سپاہیون کا اوٹھانی ہتیار سے
اور مانند اسکے سب بدعتون حکمیہ سے ہے بہ نسبت

مسئلہ چوتھا اتباع نبیون کا
اکثر لوگون کے کہ ادپر اونکے سلام ہو ساتہ اون حکمون کے کہ
خاص ہین اونکے ذات شریف سے یا لغزشون
مین کہ بمقتضائے انسانیت صادر ہوئے ہین
اونسے یا اون حکمون مین کہ خاص ہین بعضے افراد
امت اونکی سے نص کے ساتہ جیسے نہ ٹوٹنا وضو کا
سونے سے اور حلال ہونا زیادہ چار عورتون
سے نکاح کے باب مین کہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہے اور مانند طلب مغفرت مشرک
اور نماز اوپر جنازہ منافق کے کہ بطور لغزش واقع
ہوئے ہے اور مانند منع ہونے نکاح دوسرے کے

کہ مختص بازواج مطہرات است واجتناب
از اخذ صدقات واجبہ از زکوت وصدقہ عید
الفطر ونذر وکفارات کہ مختص بہ بنے
ہاشم است وکفایت شہادت شاہد واحد
در مقام شہادت شاہدین کہ مختص
بذی الشہادتین است وحکم قطعے بدخول
جنت کہ مختص معضی صحابہ واہل بیت است
وامثال این امور از اقبح بدعات حقیقیہ
است اگر اعتقاد بعموم احکام مذکورہ داشتہ
باشد واتباع زلات باعث حصول ثواب
دانستہ باشد واز بدعات حکمیہ است اگر
فقط عمل بآن کردہ باشد بشرطیکہ آن
عمل از ممنوعات شرعیہ نباشد مثل نکاح
مافوق الاربعہ ومثل جمیع زلات مسئلہ
خامسہ اقتدار صحابہ وتابعین وتبع
تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین
در امور یکہ از بعضی ایشان بطریق ندرۃ
صادر شدہ وبحد رواج وتعامل تلا نکیر
نرسیدہ ودلیل از کتاب وسنت وقیاس
صحیح منقول از مجتہدین برآن قایم
نگردیدہ مثل استمداد از اہل قبور کہ از
اعرابی در زمان امیر المؤمنین حضرت
عمر رض منقول است ومثل زیارت قبور

کہ خاص ساتہ بیویون پاک انحضرت کے ہے اور بچنا
صدقون واجب زکوۃ اور صدقہ عید اور نذر اور
کفارہ سے کہ خاصہ بنی ہاشم کا ہے اور کافی ہونا
گواہی ایک گواہ کا مقام گواہی دو گواہون مین کہ
خاص ہے ساتہ ذوشہادتین کے اور حکم قطعے
داخل ہونے جنت کا خاص ہے ساتہ بعضے صحابہ
اور اہل بیت کے اور مثل ان کامون کے بدترین
بدعتون حقیقے سے ہے اگر عقیدہ عام ہونے
ان حکمون مذکور کا رکہتا ہو اور پیروی کرنے کو
لغزشون کے باعث حصول ثواب کا جانتا ہو
اور بدعتون حکمیہ سے ہے اگر فقط عمل اوسپر کیا ہو
بشرطیکہ وہ کام ممنوعات شرعیہ سے نہو مثل نکاح
زیادہ چار سے اور مانند سب لغزشون کے
مسئلہ پانچوان پیروی صحابہ اور تابعین
اور تبع تابعین کے کہ رضامندی ہو اللہ کے
اون سب پر اون کامون مین کہ بعضون انکے
سے بطور نادر ظہور مین آئے اور ساتہ حد رواج
اور عمل درآمد بغیر انکار کے نہ پہونچے اور سپر دلیل
قرآن اور حدیث اور قیاس صحیح کہ نقل کیا گیا ہو
مجتہدون سے قایم نہوے جیسے مدد مانگنے اہل
قبور سے کہ ایک اعرابی سے زمانہ خلافت امیر المومنین
عمر رض مین نقل کے گئے ہے اور مثل زیارت
قبرون کے

در حق نساء منقول از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حکم
بحلۃ متعہ وجواز مسح رجلین در وضو
منقول از ابن عباس و نواختن عود
از عبد اللہ بن جعفر و حکم بحلۃ مطلقہ ثلثہ
بمجرد نکاح ثانی خالی از وطی منقول از
سعید بن المسیب و ہمچنین در امور یکہ
ہر چند دران از منہ ظاہر شد لیکن انکار
اہل حق در ہمان از منہ بران متوجہ گردید
مثل جلوس امراء بر تخت حکومت و قیام
ملازمان روبروی آن منقول از معاویہ
بن سفیان و جلوس بر منبر در خطبہ منقول
از ایشان و سایر بنی امیہ و برداشتن
دست برای دعا در خطبہ جمعہ منقول از بعضے
رؤسائے بنی امیہ و بنا بر منبر در عید گاہ و تقدیم
خطبہ بر صلوٰۃ منقول از ایشان و امثال
آن از امورے کہ دران وقت ظاہر شدہ
اما انکار اہل حق بران متوجہ گردیدہ ہمہ از
قبیل بدعات حقیقیہ است اگر فاعلش ازا
از قبیل ملحق بالسنۃ شمردہ اقتدا ایشان
مینماید والا از قبیل بدعات حکمیہ ست اگر
از ممنوعات شرعیہ نباشد مسئلہ سادسہ
باید دانست کہ ہر چند در شرع شریف بسیارے
از افعال و اقوال و اخلاق از شعب کفر و نفاق

بیچ حق عورتون کی کہ نقل کی گئی ہے حضرت عائشہ سے
اور حکم حلال ہونی متعہ کا اور جایز ہونے مسح دونو
پانون کا وضو مین نقل کیا گیا ہے ابن عباس سے اور بجانا
عود کا عبد اللہ بن جعفر سے اور حکم حلال ہونی تین طلاق
دی گئی کا بمجرد نکاح دوسرے کے بی جماع کی نقل کیا گیا ہے
سعید بن مسیب سے اور اسیطرح اون کامون مین کہ ہر چند
اوس زمانہ مین ظاہر ہوی لیکن انکار حق والون کا اوسی
زمانہ مین اوسپر ہوتا رہا جیسے بیٹھنا امیرون کا تخت حکومت
پر اور کھڑے رہنا نوکرون کا روبرو اونکے نقل کیا گیا ہے
معاویہ بن سفیان سے اور بیٹھنا اوپر منبر کے خطبہ
مین نقل کیا گیا ہے اونسے اور تمام بنی امیہ سے اور
اوٹھانا ہاتہ واسطے دعا کے اندر خطبہ جمعہ کے نقل کیا گیا
ہے بعض سردارون بنی امیہ سے اور بنانا منبر کا
عید گاہ مین اور مقدم کرنا خطبہ کو اوپر نماز کے
نقل کیا گیا ہے اونسے اور مانند انکی اون کامون
سے کہ اوسوقت ظاہر ہوی مگر انکار اہل حق کا
اوسپر ہوتا رہا سب قسم بدعتون حقیقی سے ہین
اگر کرنیوالا اوسکا اونکو ملحق بسنت شمار کرکے
پیروے اونکے نکرے ورنہ قسم بدعت حکمیہ سے
ہے اگر ممنوع شرعی نہو **مسئلہ چھٹا**۔
جاننا چاہیئے کہ ہر چند شرع شریف مین بہت
سے کام اور باتین اور خصلتین شاخون
کفر اور نفاق سے۔

شمردہ اند اما از اطلاق لفظ کافر و منافق
بر شخصی خاص ہمین متبادر میشود کہ عقیدہ کفر
و نفاق میدارد ہمچنین باید فہمید کہ ہر چند
ہزاران ہزار امور از قسم بدعت ست کہ
پارہ ازان بطریق نمونہ در ینمقام ذکر کردہ شد
اما از اطلاق لفظ مبتدع یا صاحب بدعت
بر شخصی خاص ہمین معنی فہمیدہ میشود کہ شخص
مذکور عقیدہ بدعت میدارد پس بنا بر
ارتکاب اقسام باقیہ از بدعت حقیقیہ و
جمیع اقسام بدعت حکمیہ مرتکب آنرا مبتدع
و صاحب بدعت نتوان گفت پس چنانکہ
از معدود کردن بعضی افعال و اقوال و
اخلاق از شعب کفر و نفاق مقصود ہمین است
کہ سامعین ازان اجتناب نمایند نہ آنکہ
انچہ در قرآن مجید از احکام کفار و منافقین
از قسم قتل و نہب و سبی و ترقیق و وضع
جزیہ کہ در حق کفار وارد شدہ و حرمت
صلوۃ جنازہ و ممنوعیت زیارت قبور
ایشان و نہی از استغفار برای اموات
ایشان کہ در حق منافقین وارد شدہ
بر صاحب افعال و اقوال و اخلاق مذکورہ
مطلقا اجرا باید کرد ہمچنین از تعداد اقسام
بدعت مدین مقام مقصود ہمین ست کہ

گنے گئے ہین مگر بولنے لفظ کافر اور منافق سی اور شخص
خاص کے یہی سمجھا جاتا ہے کہ عقیدہ کفر اور نفاق کا رکھتا
ہے اسیطرح چاہیئے سمجھنا کہ ہر چند ہزارون ہزار کام
قسم بدعت سی ہین کہ تھوڑا سا اونسی بطریق نمونہ
کے اسجگہہ ذکر کیا گیا ہے مگر بولنے لفظ مبتدع یا صاحب
بدعت سی اور شخص خاص کے یہی معنی سمجھی جاتی ہین
کہ شخص مذکور عقیدہ بدعت کا رکھتا ہے پس بہ نسبت
کرنے باقی اقسام بدعت حقیقی سے اور تمام اقسام
بدعتون حکمی سی کرنیوالے اوسکیکو مبتدع اور صاحب
بدعت نہ چاہیئے کہنا پس جیسا کہ گنے بعضے کامون
اور باتون اور خصلتون کے شاخون کفر اور نفاق
سے مقصود یہے ہے کہ سننے والی اوس سی پرہیز
کرین نہ یہہ کہ جو کچھہ قرآن شریف مین حکمون کافرون
اور منافقون سے جیسے قتل اور غارتگری
اور بندی پکڑنے اور غلام بنالنے اور جزیہ مقرر
کرنے سے کہ کافرون کے حق مین وارد ہوا ہے
اور حرام ہونے نماز جنازہ اور منع ہونے
زیارت قبور اونکے اور ممانعت مغفرت چاہنے
مردون اونکے کے کہ بیچ حق منافقون کی وارد
ہوئی ہے اوپر صاحب کامون اور صاحب
باتون اور صاحب خصلتون مذکور کے ہے
جاری کرنے چاہیئے اسیطرح گنے اقسام بدعتون
سے اسجگہہ مقصد یہے ہے کہ —

سامعین از جمیع اقسام مذکورہ اجتناب
نمایند وراہ سنت خالصہ اختیار کنند
نہ آنکہ انچہ در حدیث شریف از احکام
مبتدعین واہل بدعات از قسم حبط اعمال
ایشان وحرمت توقیر ایشان واجتناب
از عیادت ایشان واحتراز از مجالسۃ و
مخالطت ایشان وممنوعیت ابتدا و مفاتحۃ
در کلام وسلام بایشان بر مرتکب قسمی از
اقسام مذکورہ مطلقاً اجرا نمایند حاشا
کسے از منصفان حق طلب این راہ افراط
وغلو پیماید نعوذ باللہ من ذلک فائدہ تنبیہ
در بیان انچہ در بادی نظر مشتبہ ببدعت
میشود وفی الحقیقت دران داخل نیست و
آن مشتملست بر چند مسائل مسئلہ اولے
جمع قرآن وترتیب سور ونماز تراویح بہیئۃ
مخصوصۂ اذان اول برائے نماز جمعہ و
اعراب قرآن مجید ومناظرۂ اہل بدعت
بدلائل نقلیہ وتصنیف کتب حدیث وتفسیر
قواعد نحو وتقیید رواۃ حدیث واشتغال
باستنباط احکام فقہیہ بقدر حاجت ہمہ از
قبیل ملحق بالسنت ست کہ در قرون مشہود لہا
بالخیر مروج گردیدہ وبآن تعامل بلا نکیر
دران قرون جاری شدہ چنانچہ برہمہ

سننے والے تمام اقسام مذکورہ سے پرہیز کرین اور
طریقہ سنت خالص کا اختیار کرین نہ یہہ کہ جو کچھہ
حدیث شریف مین حکمون مبتدعین اور اہل بدعت
سے قسم ضایع ہونے اعمال اونکے اور حرام ہونے
تعظیم اونکے اور بجنا بیمار پرسی اونکی اور پرہیز کرنا
ہمنشینے اور اختلاط سے اونکے اور ممانعت شروع
کلام اور سلام علیک سے سابقہ اونکے ہے اور پر فاعل
کسے قسم کے اقسام مذکورہ سے مطلقا جاری کرین
خبردار کہ کوئی منصف حق چاہنے والا یہہ زیادتی
اور حد سے بڑہنے کے چلے پناہ مانگتے ہین ہم
سابقہ خدا کے اس سے **فائدہ تنبیہ** ایسے بیان
اوسکے کہ ظاہر نظر مین مشابہ سابقہ بدعت کی
ہوتا ہے اور حقیقت مین داخل بدعت نہین ہے
اور مشتمل ہوا ہے چند مسئلون پر **مسئلہ پہلا**
جمع کرنا قرآن کا اور ترتیب سورتون کے اور
نماز تراویح صورت خاص پر اور اذان پہلی واسطے
نماز جمعہ کے اور زیر وزبر قرآن شریف کے اور
مناظرہ اہل بدعت سے سابقہ دلیلون نقلیے کے
اور تصنیف کرنا کتابون حدیث کا اور بیان کرنا
قاعدون نحو کا اور پرکہنا راویون کو حدیث کی اور
شغل نکالنا حکمون فقہ کا بقدر حاجت کے ہے قسم ملحق
سنت سی ہی کہ زمانہ مین اون لوگون کے کہ گواہی دی گئی
بہتری کی اونکی مروج ہوا اور عمل در آمد اوپر بلا انکار اون

زمانون مین جاری ہوا جیسا کہ اور امور مذکورون +

فن تاریخ پوشیدہ نیست آری ہر شئی را از
اشیاء رمحمد وحہ و شرعیہ مرتبہ ست از مراتب
مہمیت و اہمیت و شرافت و اشرفیت و
حسن و احسنیت کہ از تغیر آن مرتبہ بدعت
لازم می آید قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا
مثلاً ترتیبی کہ در آیات قرآن فیما بینہا و در
تعوذ و بسملہ و سورہ فاتحہ و سایر سور قرآنی
در نماز واقع ست بمراتب اہم ست از ترتیب
اسورہ فیما بینہا کہ اول از قسم سنت حقیقیہ
و ثانی از قسم ملحق بالسنۃ مثلاً ہر کسیکہ در
قرارۃ صلوۃ تقدیم سورہ بر فاتحہ یا در مطلق
قرارۃ تقدیم سورہ بر بسملہ یا تقدیم بسملہ
بر تعوذ یا قرارۃ سورہ واحدہ بتقدیم و تاخیر
آیات بعمل آرد زجر شرعی بحدی باو متوجہ
خواہد گردید یا حرمان از ادراک فضیلت
قرارۃ قرآن بوجہی لاحق حال او خواہد شد
کہ بعدم رعایت ترتیب سور در قرارۃ قرآن
عشر عشیر آن نخواہد شد پس کسیکہ ترتیب
سور را مثل ترتیب اول دانستہ سعی بلیغ
در رعایت آن یا انکار شدید بر عدم رعایت
آن نماید البتہ ترتیب مذکور بہ نسبت او
از قبیل بدعۃ خواہد گردید و اگر در زمانی از
ازمنہ رعایت ترتیب سور بر وجہ مذکور

فن تاریخ کے پوشیدہ نہیں ہے ہاں واسطے ہر چیز کے
چیزون نیک شرعی سی ایک مرتبہ ہے مراتب اہتمام
اور کمال اہتمام اور خوبی اور کمال خوبے اور بہتری
اور کمال بہتری سے کہ تغیر و بدلنے اوس مرتبہ سے
بدعت لازم آتی ہے آیۃ البتہ بنایا ہے اللہ نے
واسطے ہر چیز کے اندازہ ۔ مثلاً جو ترتیب کہ ہے
آیتون قرآن کے آپسمین اور اعوذ اور بسم اللہ اور
سورہ فاتحہ مین اور تمام سورتون قرآن شریف کے
نماز مین واقع ہے وہ بمرتبہ کمال اہتمام کے ہے ترتیب
سورتون سے آپسمین کہ ترتیب پہلے قسم سنت حقیقی
سے ہے اور ترتیب دوسری قسم ملحق سنت سے مثلاً جو کوئی
نماز مین پڑہنا سورہ کا سورہ فاتحہ پر مقدم کری یا مطلق
قرآن پڑہنے مین مقدم کری سورہ کو بسم اللہ پر یا مقدم
کری بسم اللہ کو اوپر اعوذ باللہ کے یا پڑہنے کسی سورہ
مین آگی پیچے کرنا آیتون کا عمل مین لاوے تو زجر و توبیخ
شرعی اوس جی کا اوسپر جاید ہوگا یا محروم ہونا فضیلت
پڑہنے قرآن سی اسطرح پر لاحق حال ہوگا کہ بسبب
نہ رعایت کرنے ترتیب سورتون کے پڑہنے قرآن مین
عشر عشیر بہی اوسکا نہوگا پس جو کوئی ترتیب سورتونکو
مثل ترتیب آیتونکے جانکر کمال کوشش اوسکی رعایت مین
یا انکار سخت اوپر نہ رعایت کرنے اوسکے کے کرے
البتہ ترتیب مذکور بہ نسبت اوسکے قسم بدعت سے ہوگی اور
اگر کسے زمانہ مین زمانون سی رعایت ترتیب سورتونکی

مروج گردد البتہ انکار کردن بر ایشان
دران باب از جملہ احیاء سنت و اخمال بدعت
شمردہ خواہد شد و بر ذمہ اہل حق لازم خواہد
گردید کہ در مجامع عامہ عایت ترتیب مذکور را
فروگذارند تا افراط اہل زمان فرو نشیند
ہمچنین نماز تراویح را بہیئت مخصوصہ مساوی
بہ تہجد بنا باید شمرد چنانچہ قول ثانی تراویح
یعنی امیر المومنین فاروق اعظم فَالَّتِیْ
یَنَامُوْنَ عَنْہَا اَفْضَلُ مِمَّنْ یَّقُوْمُوْنَ
بِہَا بران دلالت صریح میدارد **مسئلہ**
ثانیہ احکام مستنبطہ مجتہدین سابقین خواہ
باینوجہ باشد کہ فلان امر واجب است یا مندوب
یا مباح یا مکروہ یا حرام یا باینوجہ باشد کہ
فلان امر رکن فلان امر ست یا شرط او
یا ہیئت مکملہ او یا سبب او یا لازم او
یا اثر او یا ثمرہ او یا منافی او یا عوض او
و امثال آن و مراد از امر اعم ست از انکہ
از جنس عقائد عقلیہ باشد یا امور قلبیہ یا افعال
جوارح از عبادات یا عادات یا از معاملات
ہمہ از قبیل سنت حکمیہ ست ہرگز در قسمی از
اقسام بدعت داخل نیست چہ حکم مذکور
از قبیل محدثات اصلا نیست چہ جائیکہ از
بدعات باشد اما بہ سہ شروط **اول** آنکہ

مروج ہوئے والبتہ انکار کرنا اونپر سباب مین قسم زندہ
کرنے سنت اور گم کرنے بدعت سی گنی جائی گی اور اوکا
ذمہ اہل حق کے لازم ہوگا کہ مجمعون عام مین رعایت
ترتیب مذکور کو چھوڑین تو زیادتی اہل زمانہ کے کچھ
کم ہو اور اسیطرح نماز تراویح کو صورت خاص پر
برابر تہجد کے نہ چاہیے گنا جیسا کہ قول معین کرنیوالے
تراویح امیر المومنین عمر فاروق کا حدیث افضل
ہین اون سے کہ قایم ہوتے ہین ساتھ اسکے۔
اسپر صریح دلالت کرتا ہے **مسئلہ دوسرا**
حکم نکالے ہوئے مجتہدون پہلے کے خواہ اسطرح
ہون کہ فلان حکم واجب ہی یا مستحب یا مباح یا مکروہ
یا حرام یا اسطرح پر ہو کہ فلان کام رکن فلانی کام کا
ہے یا شرط اوسکے یا صورت مکملہ اوسکے یا سبب
اوسکا یا لازم اوسکا یا اثر اوسکا یا نتیجہ اوسکا یا
مخالف اوسکے یا عوض اوسکا ہے یا مانند اور مراد
امر یعنے کام سے عام ہے اس سے کہ قسم عقیدون
عقلے سے ہو یا کامون قلبے یا کامون ماتحت
پانو وغیرہ اعضاے جسمانے سے قسم عبادتون
یا عادتون یا معاملون سے سب جنس سنت
حکمیہ سے ہے ہرگز کسے قسم مین اقسام
بدعت سے داخل نہین ہیں اسلیئے کہ حکم مذکور قسم
محدثات سے بالکل نہین ہے پھر کیا وجہ کہ
بدعتون سی ہو مگر ساتھ تین شرطونکی **اول** یہہ کہ

قیاسیکہ استنباط احکام مذکورہ بان کردہ
باشد فی نفسہ صحیح باشد و شرائط صحت قیاس
در کتب اصول فقہ مفصلا مذکور ست پس
قیاسیکہ فی نفسہ صحیح نباشد ہرگز مقبول
نیست اگرچہ از مجتہدین سابقین منقول
باشد مثل قیاس عبادات بدنیہ بر عبادات
مالیہ در باب نیابت احیا از اموات کہ صریح
الفساد ست چہ علۃ دخول عبادت بدنیہ
در امور دینیہ اتعاب نفس امارہ ست در طاعت
حق جل ذکرہ و اظہار تذلل عبودیت و
اکتساب کیفیات آن افعال در جذر مزاج
روحانی مثل اکتساب کیفیات اخذیہ و ادویہ
در جذر مزاج جسمانی و مثل اکتساب ملکات
نفسانیہ بمزاولۃ و افاعیل جسمانیہ و نیابت
درین امور متعذر ست والا لازم آید کہ
در باب تادیب حیوان و صبیان و نسوان
و تہذیب اخلاق ایشان و در باب اکرام
و توقیر کبار و در باب اکل و شرب و جماع
و تداوی و در باب تعلم علوم و صنایع و
حرف و ورزش جسمانی و در ریاضت نفسانی
و مراقبات و اشغال نیابت جاری باشد
و ثمرات اشیار مذکورہ از نائب بمنیب
انتقال کند و ھو محال بحسب العادۃ

جس قیاس سے احکام مذکور کو نکالا ہو وہ اپنے
ذات سے صحیح ہو اور شرطین صحت قیاس کے
کتابون اصول فقہ مین مفصل ذکر کی گئی ہین پس
جو قیاس کہ بذاتہ صحیح نہین ہے وہ ہرگز مقبول
نہین ہے اگرچہ مجتہدون پہلون سے منقول ہو مثل
قیاس عبادت بدنی کے اوپر عبادت مالی کی
بیچ مقدمہ نیابت زندون کے مردون کیطرف
کہ فساد اسکا ظاہر ہے اسلئے کہ سبب داخل ہونے عبادت
بدنی کا دین کی کامون مین رنج مین ڈالنا نفس امارہ کا
ہے بندگی حق تعالی مین اور ظاہر کرنا ذلت بندہ ہونیکو
اور حاصل کرنا کیفیت اون کامون کا بیچ اصل مزاج
روحانی کی مانند حاصل کرنے کیفیتون غذاون اور دواؤن
کے اصل مزاج جسمانی مین اور مانند حاصل کرنے استعدادون
نفسانی کے بواسطہ کرنے کامون جسمانی کی اور نیابت
ان کامونمین مشکل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ بیچ مقدمہ
ادب سکھانی حیوان اور بچون اور عورتون کے اور
درست کرنے خصلتون انکے اور بیچ مقدمہ تعظیم اور
توقیر بڑونکے اور بیچ مقدمہ کھانی اور پینے اور جماع کرنی
اور دوا کرنیکے اور بیچ مقدمہ سیکھنے علمون اور صنعتون
اور پیشون اور ورزش جسمانی اور ریاضت نفسانی
اور مراقبون اور شغلون کے نایب ہونا جاوے ہو
اور فائدے چیزون ذکر کے گئی کے نائب سے طرف اوسکے
کہ جسکا نائب ہے انتقال کرین - اور یہہ محال ہے بحسب عادت

الالٰہیۃ وان کان ممکنا بحسب قدرتہ تعالٰی
وعلۃ دخول عبادت مالیہ در امور دینیہ
رفع حاجت مفالیس و ذوی الحاجات است
ونظم سیاست مدینہ وحفظ ضعفاء اہل ملۃ
از ہلاک و تلف ونیابت در امثال این امور
عرفا و شرعا جاریست مثل قضاء دیون
والیفای حقوق اہل و عیال واجیران و
نوکران ومثل سیاست مدینہ بفصیل
خصومات وتعزیر دزدان وقطاع الطریق
ومثل سیاست ملۃ بتعلیم علوم وامثال
آن کہ نیابت دران جاریست وسر انجام
دادن مہمات مذکورہ کہ از نایب صالح رشدہ
منسوب بمنیب میگردد وثمرات آن مثل
فراغ ذمہ از دیون وحقوق ونیکنامی
بسر انجام دادن مہمات وترقی منصب
روبروے سلاطین بمنیب عاید میگردد
پس قیاس احدہما علی الآخر در باب نیابت
قیاس بلا علۃ جامعہ ست بالجملہ حکمیکہ
بقیاس فاسد مستنبط باشد از قبیل بدعات
ست اگرچہ صاحب آن معذور باشد
نہ از قبیل سنت حکمیہ ہر آئینہ قائس نظیر
حکم خود فہمیدہ بر آن قیاس کردہ ست
فی الحقیقت نظیر او نیست پس در نفس الامر

الٰہی کی اگرچہ ممکن ہے بحسب قدرت اوسکے کی اور سبب داخل
ہونے عبادت مالی کا کامون دین مین رفع ہونا حاجت
مفلسون اور اہل حاجتون کا ہے اور بندوبست سیاست
شہر اور محافظت ضعیفون اہل دین کی ہلاک اور تلف
ہونے سے اور نیابت مثل ان کامون مین عرفًا اور شرعًا
جاری ہے جیسے ادا کرنا قرض کا اور پورا دینا حق اہل وعیال
اور ہمسایون اور نوکرون کا اور مانند سیاست شہرون کے
ساتھ فیصلہ کرنے مقصون اور سزا دینے چورون اور
راہزنون کے اور مانند سیاست مذہب کے ساتھ سکھانی
علمون کے اور مانند اسکے کہ نیابت انمین جاری ہی
اور سرانجام دینا ان کامون مذکورہ کا کہ نائب سے
واقع ہوتا ہے نسبت کیا گیا طرف اوسکی کہ جسکا نائب ہے
ہوتا ہے اور نتیجہ اوسکا مثل فارغ الذمہ ہونے کے
قرض اور حقون سے اور نیکنامی ساتھ سرانجام
ان کامون کے اور ترقی عہدہ کے نزدیک بادشاہ
کے ساتھ منیب کے رجوع ہوتے ہے پس قیاس ایک کا
دوسرے پر مقدمہ نیابت مین قیاس بغیر علت جامع کے
ہے خلاصہ یہہ کہ جو حکم قیاس فاسد سے نکالا گیا ہو
قسم بدعت سے ہے اگرچہ وہ نکالنے والا معذور ہو
نہ قسم سنت حکمیہ سے اسلئے کہ جو کچھ قیاس کرنیوالا
نظیر حکم اپنے کے سمجھکر اوسپر قیاس کیا ہے حقیقت
مین نظیر اوسکے نہین ہے پس حقیقت مین

محدث باشد و وقتیکہ حکم مذکور را از احکام
شرعیہ شمردہ شد پس محدث در امر دین
باشد و ہمین ست معنی بدعت و شرط ثانی
آنکہ قایس از مجتہدین باشد نہ از مقلدین
و وجہش آنکہ ہر چند وجود نظیر شے در نص
در حکم وجود نفس آن شئی ست اما ادراک
آنکہ فلان چیز نظیر فلان چیز ست پس
موقوف ست بر فطانتہ بالغہ زیرا کہ مراد
از نظیر در ماخن فیہ مشارک اوست در علتہ
حکم نہ مشابہ او در اوصاف باقیہ بلکہ متمیز
علتہ از سایر اوصاف عمدہ ارکان اجتہاد
ست چہ بسا می باشد کہ شخصی چیزے را
نظیر چیز دیگر بسبب کمال مشابہت قرار داد
حکم اصل را بر فرع جاری مینماید حالانکہ فی الحقیقتہ
چیز مذکور نظیر او نیست بنا بر عدم مشارکت
در علت حکم پس اجرا حکم بر آن چیز فی الحقیقتہ
از قبیل محدثات ست اگرچہ شخص مذکور آن را
از قبیل سنت حکمیہ میشمارد مثلا بادشاہے
باتباع خود امر فرمودہ کہ زید را اعزاز و اکرام
کنند و زید در نفس الامر باعتبار صورت
و سیرت و حرفہ موصوف ست باوصاف
کثیرہ کہ از انجملہ علم ست و مدار حکم عزت
و اکرام ست و عمرو با او در صورت و سیرت

محدث ہوگی اور جسوقت کہ حکم مذکور کو احکام شرعی
سے گنا گیا پس محدث کام دین مین ہوگا اور یہی
معنی بدعت کے اور شرط دوسری یہہ ہے
کہ قیاس کرنیوالا مجتہدون سے ہو نہ مقلدون سے
اور وجہ اوسکی یہہ ہے کہ ہر چند وجود مثل ایک چیز کا
نص مین بیچ حکم وجود اوسی چیز کے ہے لیکن معلوم
ہونا کہ فلانی چیز مثل فلانی چیز کے ہے موقوف ہے
اوپر عقل کامل کے اسلیئے کہ مراد نظیر سے اس گفتگو ہمارے
مین شریک اوسکا ہے علت حکم مین نہ مشابہ اوسکے
وصفون باقی مین اور ملکہ پہچاننے علت کا تمام
وصفون سے عمدہ رکن اجتہاد کا ہے اسلیئے کہ
بہت ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک چیز کو مثل چیز
دوسریکے بہ سبب کمال مشابہت کے قرار دیکر
حکم اصل کو اوپر فرع کے جاری کرتا ہے اور حال
یہہ ہے کہ حقیقت مین چیز مذکور نظیر اوسکے نہین ہے
بہ سبب نہ شریک ہونیکے علت حکم مین پس جاری
کرنا حکم کا اوسچیز پر حقیقت مین قسم محدثات سی ہے
اگرچہ وہ شخص مذکور اوسکو قسم سنت حکمیہ سے گنتا ہے
مثلا ایک بادشاہ نے ساتہ نوکرون اپنے کے
حکم فرمایا کہ زید کے عزت اور تعظیم کرین اور زید حقیقت
مین باعتبار صورت اور خصلت اور پیشہ کے موصوف
ہے ساتہ بہت وصفون کے کہ اونمین سی ایک علم ہے اور مدار
حکم عزت اور تعظیم کا ہی اور عمرو ساتہ اوسکی صورت اور خصلت

وحرفہ وصنعت وسن ونسب مشابہتہ
تمام میدارد اما جاہل ست و بکر با او در جمیع
امور مذکورہ مخالفت میدارد اما عالم است
پس بکر باوجود ہنقدر مخالفت نظیر زید است
پس حکم بادشاہی کہ باکرام زید صادر گردید
مشتمل ست بر اکرام بکر نیز حکما و عمرو باوجود
مشابہتہ تامہ نظیر زید نیست پس اکرام او
مندرج حکم بادشاہی نیست بلکہ مخالف
اوست پس کسی کہ حکم چیزے را بر نظیر
آن چیز اجرا کند لابد ملکہ ادراک مدارک اصل
حکم داشتہ باشد والا ممکن کہ در ورطہ
مخالفت حکم سلطانی گرفتار گردد وہمین ملکہ
ادراک مدارک اصل حکم را ملکہ اجتہاد میگویند
پس مسائل مستنبطہ غیر مجتہدین کہ بقیاس خود
برآوردہ اند مترددست در آنکہ از قبیل سنت
حکمیہ باشد یا از جنس بدعات حقیقیہ چہ حکم
مستنبط را البتہ از احکام دین می شمارند
وہر گاہ کہ چیزے مترددباشد درمیان سنتہ
حقیقیہ وبدعت حقیقیہ باعتبار ضعف روایت
جانب بدعت او را ترجیح میدہند واحتراز
ازو لازم می شمارند چنانچہ شیخ ابن الہمام
در فتح القدیر وصاحب مجالس الابرار بان
تصریح فرمودہ اند پس وقتی کہ چیزی مشکوک

اور پیشہ اور صنعت اور عمر اور نسب مین مشابہت
تمام رکھتا ہے مگر جاہل ہے اور بکر ساتھ اوسکے سب
باتون مذکورہ مین مخالفت رکھتا ہے مگر عالم ہے
پس بکر باوجود اسقدر مخالفت کے مثل زید کی ہے
پس حکم بادشاہی کہ ساتھ تعظیم زید کے وارد ہوا ہے
ملا ہوا ہے تعظیم بکر پر بھی اور عمرو باوجود مشابہت
تمام کے مثل زید کے نہین ہے پس تعظیم اوسکے داخل
حکم بادشاہی کی نہین ہے بلکہ مخالف اوسکے ہے
پس جو کوئی کہ حکم ایک چیز کا اوپر مثل اوسکی کے
جاری کرے ضرور ہے استعداد معلوم کرنے مدارک اصل
حکم کا رکھتا ہو ورنہ ممکن ہے کہ بیخبر مخالفت
حکم بادشاہی کے گرفتار ہووے اور اسی ملکہ
دریافت مدارک اصل حکم کو ملکہ اجتہاد کہتے ہین پس
مسئلے نکالے ہوئے غیر مجتہدون کے کہ اپنے
قیاس سے نکالی ہین مشکوک ہین اسمین کہ قسم سنت
حکمی سے ہون یا قسم بدعت حقیقی سے اسلئے کہ حکم
نکالے ہوئے کو البتہ حکم دین سے گنتے ہین اور
جسوقت کہ کوئی چیز مشکوک ہو درمیان سنت حقیقی
اور بدعت حقیقی کے باعتبار ضعف روایت کے
تو جانب بدعت اوسکیکو ترجیح دیتے ہین اور پرہیز
اوس سے لازم گنتے ہین جیسا کہ شیخ ابن ہمام نے
فتح القدیر مین اور صاحب مجالس الابرار نے ساتھ
اوسکے تصریح کے ہے پس جسوقت کہ کسی چیز مین

باشد درمیان سنته حکمیه و بدعته حقیقیه
جانب بدعت او البته راجح خواهد گردید
واز جنس بدعات حقیقیه البته شمرده خواهد شد
باجمله مسائل مستنبطه مجتهدین سابقین
که مسلم الاجتهاد اند بقیاسات صحیحه بشک
از قبیل سنت حکمیه ست واما تخریجات
متاخرین فقهاء مثل تحدید ماء کثیر بعشر
فی العشر بنا بر قیاس بر زمین متعلقه چاه
ومثل حکم باستحباب تکلم بالفاظ دالة بر نیت
در باب عبادات بنا بر قیاس بر تکلم الفاظ
عقود در باب معاملات ومثل حکم بوجوب
تقلید مجتهدی معین از مجتهدین سابقین
وحکم بالتزام بیعت شیخی معین از شیوخ طریقت
بنا بر قیاس بر اطاعت امام وقت و
التزام بیعت او ومثل حکم بجواز تقبیل قبر
بنا بر قیاس بر تقبیل میت که از آنجناب
صلے الله علیه وسلم منقول ست به نسبت
عثمان بن مظعون واز جناب صدیق اکبر
رضی الله عنه به نسبت آنجناب صلے الله علیه وسلم
منقول ست ومثل حکم بجواز هبهٔ ثواب
عبادات برائے اموات بنا بر قیاس بر هبهٔ
اعیان برائے احیاء بخلاف مسئله نیابت
عن المیت که آن در عبادات مالیه مسلم است

ہو کہ قسم سنت حکمی سے ہی یا بدعتون حقیقے سے
جانب بدعت اوسکے البتہ غالب ہوگی اور قسم
بدعت حقیقے سے گنی جائیگے خلاصہ یہہ کہ مسئلے نکالے
ہوئے مجتہدون پہلون کے کہ اونکا اجتہاد تسلیم
کیا گیا ہے قیاسون صحیحہ سے بیشک قسم سنت حکمے
سے ہین اور نکالے ہوئے پچھلے فقیہون کے
مانند حد باندہنے پانی بہت کی ساتہ دہ در دہ کے
بسبب قیاس کے اوپر زمین متعلقہ کوئین کے اور
مثل حکم مستحب ہونے کی کلام ساتہہ لفظون دلالت
کرنیوالون کے نیت پر عبادت کے باب مین بسبب
قیاس کرنے اوپر کلام لفظون عقدون بیع وغیرہ
معاملات کے باب مین اور مثل حکم واجب ہونے تقلید
ایک مجتہد معین کے مجتہدون پہلون سے اور
حکم لازم ہونے بیعت کسی شیخ معین کے شیخون
طریقت سی بسبب قیاس کرنے اوپر اطاعت
امام وقت اور لازم ہونے بیعت اوسکے اور مانند حکم
جایز ہونے بوسہ قبر کے اوپر قیاس بوسہ میت کے کہ آنحضرت
صلے الله علیه وسلم سے نقل کیا گیا ہے بہ نسبت عثمان بن
مظعون اور جناب ابوبکر صدیق رضہ سے بہ نسبت آنحضرت
صلے الله علیه وسلم کے نقل کیا گیا ہے اور مانند حکم جایز
ہونے بخشش ثواب عبادت واسطے مردونکی اوپر قیاس
بخشش مال اسباب وغیرہ واسطے زندونکے بخلاف مسئلہ
نیابت کیونکہ میت کیطرف سے کردہ عبادات مالی مین مسلم ہے۔

ودر عبادات بدنیہ مختلف فیہ ومثل حکم
بہ منسوخیتہ احادیث دالہ بر حرمت مزامیر
بنا بر قیاس بر منسوخیتہ حرمت استعمال
ظروف خمر وامثال آن از تخریجات غیر
محصورہ کہ منقول از متاخرین فقہا وصوفیہ
ست وکتب فقہ وسلوک بآن مملو ومشحون
واکثر اتباع ایشان ہمین تخریجات محدثہ
را احکام شریعت واسرار طریقت می نگارند
ہمہ از قبیل بدعات ست ودلائل ایشان
ہمہ از قبیل لطایف شعریہ ونکات مخیلہ
ست کہ ہرگز احکام مذکورہ را از حد بدعت
خارج نمیگرداند ودر دائرہ شریعت ایمانیہ
وطریقہ احسانیہ داخل نمیکند شرط ثالث
آنکہ مرتبہ سنت حکمیہ کہ بمراتب فروتر از سنتہ
حقیقیہ وملحق بالسنتہ ست محفوظ دارد
بیانش آنکہ ہر چند مسائل اجتہادیہ کہ
مجتہدین سابقین مسلم الاجتہاد آن را
بقیاسات صحیحہ استنباط کردہ باشند از قبیل
سنت حکمیہ ست اما فکر بشری را در آن
دخل عظیم ست واحتمال خطا در آن گنجایش
دارد بخلاف سنت حقیقیہ وملحق بالسنتہ کہ
حفاظت ربانیہ وکفالت رحمانیہ بآن متعلق
گردیدہ پس لا بد آن ہمہ سراسر شعشعہ

اور عبادات بدنی مین مختلف فیہ اور مانند حکم منسوخ
ہونے اون حدیثون کے کہ دلالت اوپر حرام ہونے
مزامیر کے رکھتے ہین بسبب قیاس کرنی اوپر منسوخ ہونے
حرمت برتنون شراب کے اور مانند اوسکے اور بیشمار
نکالی ہوی بہت سی کہ نقل کی گئی ہی پچھلے فقیہون
اور صوفیون سی اور کتابین فقہ اور سلوک کے اوس سے
بھری ہوئی ہین اور اکثر پیرو اونکے انہین باتونکو
کہ نئے نکالے ہوی ہین احکام شریعت اور رہبر
طریقت کے لکھتے ہین تمام قسم بدعت سی ہین اور
دلیلین انکی سب قسم لطیفون اشعار اور باریکیون
قوت خیالی سی ہین کہ ہرگز حکمون مذکور کو حد بدعت سے
باہر نہین کرتے ہین اور گھیرے شریعت ایمانی اور طریقہ
احسانی مین داخل نہین کرتے ہین **شرط تیسرے**
وہ ہے کہ مرتبہ سنت حکمی کو کہ بہت درجی کم سنت
حقیقی اور ملحق بالسنتہ سی ہی نگاہ رکھی بیان اوسکا
یہہ ہے کہ ہر چند مسئلے اجتہادی کہ ایسی مجتہدون
پہلون نے کہ جنکا اجتہاد مسلم ہے قیاسون صحیح سے
نکالے ہون قسم سنت حکمیہ سے ہین مگر فکر آدمی کو
اوسمین دخل بڑا ہے اور احتمال خطا کا اوسمین
گنجایش رکھتا ہے بخلاف سنت حقیقی اور ملحق
بالسنتہ کے کہ حفاظت الٰہی اور ضمانت خداوندی
اوس سے متعلق ہے پس بالضرور وہ تمام
سر بسر ایک پرتو ا ہے ۔

ست از شعشعات باب غیور کہ ظلمات ضلال
بآن مضمحل ست وخفاش وہم وخطا از آن
دور دور پس لابد رعایت اختلاف مرتبتین
پیش نظر باید داشت و این رعایت اختلاف
مراتب را در ضمن بتمثیلے ایضاح مینمایم پس
میگویم چنانکہ سلاطین عدالت شعار بنا بر
نظم ونسق کارخانہ سلطنت وسیاست
رعایا دو قسم سرشتہ کاروبار بروی کار
مے آرند قسم اول آنست کہ مرکز دائرہ
سلطنت ہمانست ومدار اصل سیاست
بر آن وآن سرشتہ حکومت ست مثل
تعیین آئین سیاست وامراء جنود وحکام
بلدان ونائبان ایشان وتقسیم جنود بلدے
وعساکر بجماعات وتعیین امیرے کبیر بر سر
ہر عسکر وامیرے صغیر بر سر ہر جماعت
وتقسیم اقالیم باضلاع واضلاع ببلدان وقرے
وبلدان بمحلات وتعیین امیری کبیر بر ہر ضلع
وامیرے صغیر بر ہر بلدہ وگذر بانی بر ہر
محلہ بارسال فرامین وپروانجات مشتملہ
بر قوانین آئین واحکام سیاست بسوے
امراء اجناد ومصار مشتملہ بر مامور کردن
ایشان باجرائے آن احکام بطریق جبر
وحکومت وارسال اشتہارات بنام

ہے شعاعون پروردگار سے کہ تاریکے گمراہی کے
اوس سے مضمحل ہوتے ہے اور چمگدڑ وہم اور چوک کے
اوس سے دور دور رہتے ہے پس ضرور رعایت
اختلاف دونو مرتبون کے پیش نظر چاہیئے
رکھنی اور اس رعایت اختلاف مرتبون کو بیچ ضمن
ایک مثال کی واضح کرتا ہون پس کہتا ہون میں
کہ جیسے بادشاہ عدل والے واسطے بندوبست
کارخانہ بادشاہے اور دیدبہ رعایا کے سرشتہ
کاروبار دو قسم کا ظہور مین لاتی ہین قسم پہلی
وہ ہے کہ مرکز دائرہ سلطنت کے وہی ہے اور مدار
اصل دیدبہ کا اوسی پر اور وہ ہی سرشتہ حکومت ہے
جیسے کہ معین کرنا قاعدون سیاست کا اور امیرون لشکر کا
اور حاکمون شہر کا اور اونکے نائبون کا اور تقسیم کرنا
لشکر کا ساتھ عساکر اور جماعتون کے اور معین کرنا
بڑے بڑے امیرون کا ہر لشکر پر اور چھوٹے چھوٹے امیرونکا
ہر جماعت پر اور تقسیم کرنا ملکون کا ساتھ ضلعون کے اور
ضلعون کا ساتھ شہرون اور قصبون کی اور شہرونکا
ساتھ محلون کی اور معین کرنا امیر بڑی کا ہر شہر مین اور
گذربان کا ہر محلہ مین ساتھ بھیجنے فرمان اور پروانون
کے جو لی ہوی ہین اوپر قاعدون اور قانون اور
حکمون سیاست کی طرف امیرون لشکر اور شہرون کی
ملے ہوئے اوپر حکم جاری کرنے احکام اون پروانجات کے
کہ بطور جبر اور حکومت کے ہین اور بھیجنے اشتہارون کی نام

سپاہیان اجناد و رعایای امصار متعلقہ
براحکام سیاست و مامور ساختن ایشان
بامتثال احکام مندرجۂ اشتہارات و اطاعت
حکام خود در مقدماتیکہ بریاست و سیاست
تعلق میدارد و امثال این امور کہ بر مہرہ
فن ریاست و سیاست پوشیدہ نیست
وقسم ثانی آنست کہ بنا بر تتمیم قسم اول
و تکمیل آن و تمہید مقدمات آن تعیین
فرمودہ اند مثل تعیین چوبداران و ہرکارہ
برائے رسانیدن فرامین و اشتہارات
بسوے امرا و رعایا و مثل تعیین عقلای
اہل گیاست و فطانت در اجناد و ضلاع
کہ از قوالب قوانین و آئین و اشارات
فرامین و مفاد ی اشتہارات باصول
مقاصد پے برند و احکام نظایر ستنباط
نمایند و مہم را از اہم و قبیح را از اقبح تمیز دہند
و امرا را بطریق مشورہ و رعایا را بطریق
تربیت بران آگاہ سازند و مثل تعیین
مدبرین و ارباب سلیقہ و مہارۃ کہ نظر
بمصالح زمان و مکان و اشخاص کردہ
طریقی انسب برائے اجرائے احکام سلطانی
تعیین کنند و امرا را بطریق مشورہ بران
آگاہ سازند یا طریقے اسہل برائے امتثال

سپاہیون لشکر اور رعایا شہرون کے کہ ملی ہوی حکومت
سیاست پر اور حکم کرنے اوپر انکے ساتہ بجالانی حکمون
اشتہار کے اور تابعدار حاکمون اپنی کی اون مقدمات
مین کہ ریاست اور سیاست سے تعلق رکہتی ہین اور مثل ان
کامون کے کہ اوپر واقفون فن ریاست کی پوشیدہ نہین ہین
اور قسم دوسری وہ ہے کہ واسطے پورا کرنے قسم اول
اور کامل کرنی اوسکی اور آراستہ کرنے مقدمات اوسکے
معین کی ہے جیسے تعین کرنا چوبدارون اور
ہرکارون کا واسطے پہونچانے فرمانون اور
اشتہارون کے طرف امیرون اور رعیت کے
اور جیسے معین کرنا عقلمندون اہل سمجہہ اور بوجہہ کا
لشکرون اور ضلعون مین کہ قالب قاعدون اور
قانون اور اشارتون فرمان اور روانگی اشتہارون
سے ساتہ اصل مقصد کے کہوج لیجاوین اور احکام
نظیرون سے نکالنے کرین اور مہم کو کمال مہم سے
اور بُرے کو کمال بد تر سے جُدا کرین اور امیرونکو
بطور مشورہ اور رعایا کو بطور تربیت کی اوپر
آگاہ کرین اور جیسے معین کرنا تدبیر جاننے والون
اور اہل سلیقہ اور مہارہ کا کہ نظر اوپر مصلحتون
وقت اور مکان اور شخصون کے کرکے رستہ مناسب
واسطے جاری کرنے حکمون بادشاہی کے معین کرین
اور امیرونکو بطور مشورہ اوسپر مطلع کرین یا کوئی
رستہ آسان واسطے بجالانے — حکمون

احکام سلطانیہ تعیین کنند و رعایا را بطریق
شفقت بران ترغیب کنند و مثل تعیین
منشیان ارباب بلاغت و ماہران زبان
آئین و اصطلاحات فرامین و لسان مستعمل
در حضور سلطانی و محاورات دائرہ و سائرہ
در ملازمان بادشاہے کہ بخواندن آئین
و فرامین و نوشتن عرایض بحضور سلطانی
خدمت امراء و معونت رعایا نمایند
و مثل تعیین محافظان دفتر و تاریخ نویسان
وقایع کہ تواریخ ورود فرامین سلطانی
و وقایع امراء اجناد و اضلاع و احکام مستنبطہ
عقلاء و مصالح نافعہ مدبرین و نکات مہمہ
منشیان را مرتب کردہ در دفاتر و کتب
محرر نمایند تا در حق امراء و عقلاء و مدبرین
و منشیان متاخرین نافع باشد پس ہر چند
این ہر دو قسم در کارخانہ سلطنت مندرج
ست اما قسم اول را بہ نسبت قسم ثانی
مرتبتے ہست کہ بر ہیچ یکے از عقلاء
پوشیدہ نیست مثلاً ہر کس را از احاد سپاہیان
و رعایا احکام مندرجہ فرامین را تحقیق
باید کرد و در جمیع جنود و اضلاع و اقالیم شہیر
باید نمود و در ہر جماعت و گذر اشتہارات
بر سر چوبے بلند تعلیق باید کرد و در ہر کوچہ

حکمون بادشاہی کی معین کرین اور رعایا کو بطور شفقت
اوسپر رغبت دلاوین اور جیسے معین کرنا منشیون
صاحب بلاغت اور ماہرون زبان قانون اور اصطلاح
فرمانون اور زبان مستعمل دربار شاہی اور محاورون
جاری اور مشہور ملازمان بادشاہی کہ پڑہنے
قانون اور فرمانون اور لکہنے عرضیون در بار
بادشاہی مین خدمت امیرون کی اور مدد رعایا کے
کرین اور جیسے معین کرنا محافظ دفترون اور تاریخ
لکہنے والون اور خبرین لکہنے والون کا کہ تاریخ
وارد ہونے فرمانون بادشاہے اور حال امیرون
لشکر اور ضلعون کا اور احکام نکالے ہوئے عقلمندون
کے اور مصلحتین مفید تدبیر کرنیوالونکی اور نکتے مہم
منشیون کے مرتب کرکے دفتر اور کتابون مین
لکہنے کرین تاکہ ہیچ حق امیرون اور عقلمندون اور مدبرون
اور منشیون پچہلون کے مفید ہون پس ہر چند
یہہ دونو قسمین کارخانہ سلطنت مین داخل ہین مگر
پہلے قسم کو بہ نسبت دوسرے قسم کے وہ رتبہ ہے کہ
اوپر کسی عقلمند کے پوشیدہ نہین ہے مثلاً ہر ایک کو
افراد سپاہیون اور رعیت سے احکام فرمان
کے تحقیق کرنے چاہے اور تمام لشکر اور ضلعون
اور ملکون مین مشہور کرنا چاہیئے اور ہر جماعت
اور رستون مین اشتہارات ایک لکڑی بلند پر
لٹکانے چاہیئین اور ہر کوچہ -

وبازار بزبان منادیان بآواز بلند اعلان
باید کرد ودر محفل ومجلس ذکر آن باید ساخت
وہر کاتب وامی را تفتیش آن باید نمود اگر
خود زبان دان ست فبہا والا از زبان
دانی دیگر ہر کہ بدست آید بی تعیین احدے
تحقیق باید کرد وہرگز بتحصیل زبان دانے
موقوف نباید داشت وہرکس وناکس را
از سپاہیان واحاد رعایا تمیز امیر عسکر
خود از سائر امرا عساکر ورئیس جماعت
سائر روسا جماعات وناظم ضلع
خود از سائر ناظمان ضلاع وفوجدار بلدہ
خود از سائر فوجداران بلاد وگذر بانان
محلہ خود از سائر گذر بانان محلات لازم
آمد والتزام اطاعت حاکم خود بالتعیین
در جمیع احکام متعلقہ حکومت نہ آنکہ در بعضے
احکام مذکورہ اطاعت حاکمی نمایند ودر بعضے
دیگر اطاعت حاکمی دیگر واظہار انتساب
خود بحاکم خود بخصوصیتہ در مقام حاجت
خواہ باقرار لسان باشد کہ از جماعت
فلانیم نہ از جماعت فلانی یا از گذر فلانیم
نہ از گذر فلانی خواہ بکتابت قلم در کاغذ
معاملات خواہ باظہار شعار آنجماعت
مخصوصہ ولباس بحیثیتے کہ از سایر جماعات

اور بازار مین زبان پکارنیوالون سے بآواز بلند مشہور
کرنا چاہیئے اور مجلسون اور محفلون مین ذکر اوسکا چاہیئے
کرنا اور ہر لکھے اور بن پڑہے کو تالاش اوسکے چاہیئے
کرنے اگر خود زبان جانتا ہے بہتر ہے ورنہ کسیے اور
زبان جاننے والی سے جو کوئی ہاتہ آوی بی تعین کسیے
ایک کی تحقیق کرلے اور ہرگز اوپر حاصل کرنے زبان
جاننے والے معین کے موقوف نہ چاہیئے رکہنا اور
ہر کسیکو سپاہیون عہدہ دار وغیرہ اور افراد رعایا سے
پہچان امیر لشکر اپنے کے تمام امیرون لشکرون سے
اور سردار جماعت اپنی کے تمام سردارون اور جماعتون
سے اور ناظم ضلع اپنے کے تمام ناظمون اور ضلع سی اور
فوجدار شہر اپنے کے تمام فوجدارون اور شہری اور گذربانان
محلہ اپنے کے تمام گذربانون اور محلون سے لازم آئے
اور لازم پکڑنا تابعداری حاکم معین اپنے کا سب حکمون
متعلقہ حکومت مین نہ یہہ کہ بعضے احکام مذکورہ مین
تابعداری ایک حاکم کے کرے اور بعض دوسرے مین
تابعداری حاکم دوسرے کے اور اظہار نسبت اپنی کا
ساتہ حاکم اپنے کے خاص کر مقام حاجت مین خواہ
باقرار زبانی ہو کہ فلانی جماعت سے ہین ہم نہ فلانے
جماعت سے یا فلانی گذر سے ہین ہم نہ فلانی
گذر سے خواہ لکہنے قلم سے کاغذون معاملہ مین
خواہ ظاہر کرنے وضع اوس جماعت خاص سے
لباس مین اسطرح کہ تمام جماعتون سے

امتیاز حاصل شود همه از ارکان انسلاک
خود در سلک ملازمان بادشاهی و رعایا
سلطنت و همچنین تعیین عساکر بتعداد اشخاص
و تعیین اضلاع و محلات بتحدید حدود که
اینقدر اشخاص از منتسبان فلان امیرانند
واینقدر از منتسبان فلان و ازین مقام
تا بفلان مقام از متعلقات فلان است
واز ینمقام تا بفلان مقام از متعلقات فلان
همه از ارکان نظم و نسق سلطنت است
بخلاف قسم ثانی که هرکس را از عوام سپاهیان
و احاد رعایا بتحقیق کردن احکام مستنبطه
عقلاء و مصالح معینه مدبرین و لطائف
و محاورات منشیان دفاتر و وقایع
نگاران ضرور نیست و تشهیر امور مسطوره
در جماعات جنود و مجامع امصار و معلق
ساختن دفاتر مذکوره در هر گذر بطریق
اشتهار و منادی کردن آن در کوچه
و بازار و تذکره آن در محفل و مجلس و افتادن
هر واقف و ناواقف در پی تفتیش آن
خارج ست از محافظت آئین سلطنت
بلکه اگر باوجود عقل و فطانت تعمداً این امر
ازو صادر گردد غلبه جرمی باو عاید گردد
و نوعی از بغی باو منسوب شود والا بکمال

فرق حاصل ہو سب کنون داخل کرنی اپنی سی ہے
لڑی نوکرون بادشاہی اور رعیت بادشاہی مین
اور اسیطرح معین کرنا لشکر کا ساتہ گنتی شخصون کے
اور معین کرنا ضلعون اور محلون کا ساتہ مقرر کرنی
حدون کی کہ اتنی شخص منسوب فلانی امیر سی ہین
اور اتنی فلانی امیر سے اور اسمقام سی فلانی مقام تک
تعلق فلانی کا ہے اور اس مقام سے فلانی مقام
تک تعلق فلانی کا سب ارکان بندوبست سلطنت
کے ہین بخلاف قسم دوسرے کے کہ ہر ایک کو عام
سپاہیون اور افراد رعایا سے تحقیق کرنا حکمون
نکالی ہوی عقلمندون کا اور مصلحتون معین کے
ہوی مدبرون کا اور لطیفون اور محاورون
منشیون دفتر اور وقایع نویسون کا ضرور نہین ہے
اور مشہور کرنا کامون مذکور کا جماعتون لشکر
اور مجمعون شہر مین اور لٹکانا دفتر مذکور کا ہر رستے
مین بطور اشتہار اور منادی کرنے اوسکے
ہر کوچہ اور بازار مین اور ذکر اوسکا ہر محفل اور مجلس
مین اور پڑنا ہر واقف اور ناواقف کا درپے
تلاش اوسکے باہر ہے محافظت قانون سلطنت
سے بلکہ اگر باوجود عقل اور سمجھ کے دانستہ یہہ کام
کسے سے واقع ہو غالب ہے کہ گناہ اوسکی
طرف عود کرے اور ایک قسم کی بغاوت
ساتہ اوسکے نسبت کیجاوے ورنہ کمال

حماقت وسفاہت متسم خواہد گردید وہمچنین
تعیین شخصے معین از طرف خود بدون تعیین
حکام از چوبداران وہر کارہا کہ اگر فرمان
سلطانی بمعرفت اور سد قبول باید کرد
واگر بمعرفت غیر او از ہر کارہای معتبرین
برسد قبول نباید کرد و یا تعیین شخصے از
عقلاء فاہمین وماہرین ومدبرین کہ احکام
مستنبطہ او یا مصالح نافع مستخرجہ او باید شنید
واحکام ومصالح دیگرے اگرچہ از جنس عقلاء
ومدبرین باشد نباید شنید واگر احیانا از بعضے
عقلاء ومدبرین عند الحاجت حکمی از احکام
مستنبطہ او یا مصلحتے از مصالح مستخرجہ
او استفسار نمود وآن را بعمل آورد دلیل بار دیگر
از کسی دیگر استفسار ننماید وبر آن عمل نکند
بلکہ دائما خود را از منتسبان ہمان شخص اول
شمارد ودر ہر محفل ومجلس اظہار انتساب خود
باو ونفی انتساب بغیر او لازم نماید وہر گاہ
کہ نام ونسب خود را در کواغذ معاملات
بنویسد این نسبت را ہمدران مندرج
سازد مثلا باینوضع بنویسد منکہ فلان
ابن فلان ملازم حضور والا منسلک در
رسالہ فلان ام ودر برابر آن اینہم بنویسد
تربیت یافتہ فلان کہ در مقدمات خود

نادانی اور حمق کی سات نشانمند ہوگا اور اسیطرح
معین کرنا کسی شخص خاص کا اپنی طرفسے بغیر معین کرنی
حاکموں کے قسم چوبداروں اور ہر کاروں سے کہ اگر فرمان
بادشاہی معرفت اوسکی پہونچی قبول چاہیئے کرنا اگر
معرفت غیر اوسکے ہر کاروں معتبر سے پہونچی قبول
نکرنا چاہیئے یا معین کرنا کسے شخص کا عقلمندون
سمجھدار اور واقفون اور مدبرون سی کہ حکم نکالی
ہوی اوسکی یا مصلحتین مفید نکالی ہوی اوسکی سنے
چاہیئین اور احکام اور مصلحتین دوسرون کی اگرچہ
جنس عاقلون اور مدبرون سی ہون نچاہیئے سنین
اور اگر کبھی بعضے عقلمندون اور مدبرون سی وقت حاجت
کوئی حکم حکمون نکالی ہوی یا کوئی مصلحت مصلحتون
نکالی ہوی اوسکی سی دریافت کرکے عمل مین لاوے
بار دیگر کسی دوسری سی دریافت نکرے اور اوسپر
عمل نکرے بلکہ ہمیشہ اپنی تئین نسبت کے گیون اوسے
شخص اول سی گنی اور ہر مجلس اور محفل مین ظاہر کرنا نسبت
اپنی کا ساتھ اوسکی اور نفی نسبت کی ساتھ غیر اوسکے
لازم جانی اور جسوقت نام اور نسب اپنا کاغذون
معاملہ مین لکھی اس نسبت کو بھی اوسمین درج کری مثلا
اسطرح لکھے کہ مین فلان بیٹا فلانی کا ملازم حضور والا
رسالہ فلانے مین نوکر برابر اوسکے یہہ ہے
لکھے کہ تربیت یافتہ فلانے کا کہ اپنے
مقدمات مین ٭

بر مشورہ و مصلحت فلانی عمل می نمائیم و امثال
این امور ہمہ مبنی بر ملاہت و نادانی است
بالجملہ التزام اتباع شخصے معین از عقلاء و مدبرین
در باب اخذ احکام استنباطیہ و مصالح نافعہ
از ارکان انسلاک کسی در سلک متعلقان
بادشاہی نیست ہمین قدر ضروری است
کہ ہرگاہ کہ بسوی چیزے از احکام و مصالح
مذکورہ حاجتی پیش آید از عاقل و مدبری
کہ بدست آید تفتیش آن نماید اما از اول
ہمت بستن بر آنکہ اگر حاجتے بسوے امور
مذکورہ مرا پیش خواہد آمد از فلانی بالخصوص
یا از کسے از ایشان بالعموم خواہم پرسید
پس اصلا از ضروریات انسلاک مذکورہ
نیست و اما تحصیل انتساب خود بشخصے معین
از ایشان و اظہار اختصاص قولا و فعلا
و اہتمام بامتیاز خود از منتسبان دیگران
پس سفاہت در سفاہت ست و اگر این
دعوی با او منضم گردد کہ رعایت اختصاص
مذکور از احکام مندرجہ آئین سلطانی
و فرامین بادشاہی ست در نصورت
اظہار اختصاص مذکور از اقبح جرایم شمردہ
خواہد شد و اگر ہوشیار منصف در ہمقام
تامل عمیق فرماید البتہ بر و واضح خواہد دید

مشورت اور مصلحت فلانی پر عمل کرتا ہون اور مانند ان
کامونکی سب بنا کہی گئی ہے نوقوفی اور نادانی پر ہین خلاصہ
یہہ کہ اتباع ایک شخص معین کا عاقلون اور مدبرون سے
بمقدمہ قبول کرنی احکام نکالی ہوئی اور مصلحتون مفید کے
رکن داخل ہونی کسی شخص سے سلسلہ ملازمون بادشاہی
مین نہین ہے اسیقدر ضروری ہے کہ جسوقت طرف
کسے کام کے حکمون اور مصلحتون مذکورسی حاجت پیش
آوے ہر عاقل اور مدبر سے کہ تا تہ لگے دریافت کری
اے پر پہلے سے ہمت باندہنی اسپر کہ اگر کوئی حاجت
کسے کام کے کامون مذکور سے مجکو پیش آوی گے
فلانی شخص سے خاص کر یا کسے اونمین سی عموماً
پوچھونگا مین پس بالکل ضروریات ملازمی مذکورسی
نہین ہے اور حاصل کرنا نسبت اپنی کا ساتہ
شخص معین کے اونمین سے اور ظاہر کرنا خصوصیت کا
کہنے مین اور کامون مین اور اہتمام جدا ہونے
اپنے کا نسبت کیے گئے دوسرون سے پس
نادانی اور کمال نادانی ہے اور اگر یہہ دعوا بھی
اوسکے ساتہ ملایا جاوے کہ رکھتا اس خصوصیت
کے حکمون داخل آئین بادشاہی سے ہے اسصورت
مین اظہار اس خصوصیت مذکورہ کا مدبرترین
گنا ہون سے گنا جاے گا اور اگر ہوشیار
منصف اس جگہہ تامل بغور کرے البتہ اوسپر
واضح ہوگا۔

که اوامر عقلاء و مدبرین در حق احاد الناس
اصلا واجب الاطاعت نیست بلکه طریق
آن اینست که ایشان امراء را بران آگاه
سازند و آن امراء اگر مناسب وقت
دانند آنرا در عوام الناس بوجهی از وجوه
اجرا کنند پس باین طریق احکام مذکوره
بنسبت عوام الناس در ایام امارت
آن امیر واجب الاطاعت میگردد چون
این تمثیل مهد شد پس باید دانست که
حضرت مالک علی الاطلاق و ملک
بالاستحقاق جلت قدرته بنا بر نظم و نسق
ملت حق دو کارخانه عظیم قایم فرموده
اول آنست که مدار شیوع ملت بر آنست
و آن کارخانه ست که بشان ملکیه تعین
دار د یعنے تکلیف بندگان خود بسوے
اطاعت خود بطریق جبر و الزام که چار
و ناچار آنرا قبول باید کرد و طوعا و کرها
ربقه اطاعت در گردن خود باید انداخت
و مرکز این کارخانه منصب رسالت است
و فروع آن مناصب اولی الامر ست
از خلفاء راشدین و ائمه عادلین و امراء
جنود مجاهدین و قضاة امصار مسلمین
و نواب ایشان از مصدقین و محتسبین

کہ احکام عاقلون اور مدبرونکی بیچ حق افراد لوگوں کے بالکل
واجب الاطاعت نہین ہین بلکہ طریقہ اوسکا یہہ ہے
کہ یہہ امیرونکو اوسپر مطلع کرین اور وہ امیر اگر مناسب
وقت سمجھین اوسکو عوام الناس مین کسی طریق سے
جاری کرین اسطرح پر احکام مذکور بہ نسبت
عوام الناس کے زمانہ حکومت اوس امیر مین
واجب الاطاعت ہوتے ہین اور جب یہہ
مثال بیان کے گئے پس جانا چاہیئے کہ
حضرت مالک مطلق اور بادشاہ مستحق
جل شانہ نے واسطے بندوبست مذہب حق کے
دو کارخانہ عظیم قایم فرمائے ہین اول
یہہ کہ مدار مشہور ہونے دین کا اوسپر
ہے اور وہ ایسا کارخانہ ہے کہ ساتھہ
شان بادشاہے کے تعلق رکھتا ہے
یعنے تکلیف دینے اپنے بندون کو طرف
بندگے اپنے کے بطور جبر اور الزام کے کہ
چار و ناچار اوسکو قبول کرین اور بخوشے
یا کراہت رسی بندگی کی اپنی گردن مین ڈالین
اور مرکز اس کارخانہ کا عہدہ رسالت ہے
اور شاخین اوسکی عہدہ حکام کا ہی خلیفون
راشد اور امامون عادل اور امراء لشکر
مجاہدون اور قاضیون شہر مسلمانون اور
نائبون انکے صدقہ جمع کرنیوالون اور محتسبون سے

پس فرمان عالیشان یعنی قرآن موضح البیان
وپروانجات علیہ وشتہارات جلیلہ از احادیث
قدسیہ اولا بسوی رسول مقبول خود وحی
فرمود وقوانین وآئین بنا بر ایضاح مضامین
فرامین کہ مسمی بسنت نبویہ ست در دل ہدایت
منزل او الہام نمود وثانیا بمباعی نائبین
مذکورین در ہمہ اقطار واکناف عالم شایع
وذایع گردانید وہمہ بندگان خود را باطاعت
او ونائبان او جبرًا مکلف گردانید یعنی ہر کہ گردن
خود را در اطاعت نہد در دنیا مامون ودر
عقبے از اہل نجات معدود ست وہر کہ گردن کشی
نماید در دنیا مباح الدم ودر عقبی مطرود وہمہ
اعمال او باطل ومساعی او مردود وبنا بر علیہ جہاد
کفار وقتال بغاۃ وقتل مرتدین واقامت حدود
وتعزیرات بر فساق وامثال آن از احکام سیاست
از عمدار کان دین شمردہ شد وکارخانہ ثانی بمثابہ متممات
اول ومکملات اوست وآن کارخانہ است
کہ بشان ربوبیت تعلق دارد یعنی مہیا
کردن امور یکہ بندگان را در باب امتثال
احکام الٰہیہ واتباع سنت نبویہ بآن
احتیاج پیش می آید ومرکز این کارخانہ
منصب حکومت ست وفروع آن مناصب
علماء واولیا رست از قرار ومحدثین کہ

پس فرمان عالی شان یعنی قرآن روشن بیان
ہے اور پروانجات جلیلہ اور شتہارات عالی
حدیث قدسیہ ہین کہ پہلے طرف رسول مقبول
اپنے کے وحے فرمائے اور قاعدے اور قانون
واسطے وضح کرنے مضمون فرمانون کے کہ نام
اونکا سنت نبوی ہے دل ہدایت کی جگہ اوسکے
مین القا کیا اور دوسرے دفعہ سات کو شش
نائبون مذکور کے تمام اطراف عالم مین شایع
اور مشہور کیا اور سب بندون اپنونکو ساتھہ
پیروی پیغمبر اور نائبون او سیکے جبرًا تکلیف دیے
یعنے جو کوئے گردن اپنے بندگی مین رکھے دنیا
مین امن دیا گیا اور آخرت مین نجات والون سے گنا جاتا
ہے اور جو کوئی گردن کشی کری دنیا مین خون اوسکا
مباح اور آخرت مین مردود ہی اور سب کام اوسکی باطل اور
کوشش اوسکی نامقبول ہی اسلیئے جہاد کافرون سے
اور لڑائی باغیون سی اور قتل کرنا مرتدونکا اور قایم کرنا
حدود اور تعزیرون کا گناہگارون پر اور مانند اسکی احکام سیاست کے
عمدہ رکنون دین سے گنی گئی ہین اور کارخانہ دوسرا مانند پورا
کرنیوالون اور کامل کرنیوالون کارخانہ اول کی ہی اور وہ
کارخانہ ہی کہ ساتھہ شان ربوبیت کی تعلق رکھتا ہی یعنے
آراستہ کرنا اونکا مونکا کہ بندونکو بجالانی حکم الٰہی اور پیروی
سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین احتیاج اوسکی رہتی ہی اور
مرکز اس کارخانہ کا منصب حکومت ہی اور شاخین اوسکی منصب

علماء اور اولیا رست از قرار ومحدثین کہ ۔۔۔ کارخانہ کے کارپردازون اور محدثون سے کہ

احکام الٰہیہ و احادیث نبویہ بجمیع امت میرسانند
و مجتہدین شریعت کہ احکام قیاسیہ استنباط
مینمایند و شیوخ طریقت کہ بنا بر نظر بمصالح
وقت تدبیرے برائے اجرائے سنت اختراع
میفرمایند و ائمہ لغت و تفسیر و عربیہ کہ
نکات محاورات و قوانین زبان دانی
ایضاح می نمایند و واضعین کتب فقہ
و جامعین فتاوی و مصنفین رسائل
سلوک و مؤلفین کتب عربیہ احکام مجتہدین
و تخریجات مقلدین و کلمات مشایخ و
اقوال علماء عربیہ را مرتب کردہ در دفاتر
مبسوطہ محررہ مینمایند پس اول را کمال
خلافت و امامت میگویند و ثانی را کمال
علم و ولایت و ہر چند منشا ان ہر دو
کمال توجہ عنایت الٰہیہ ست بہ تربیت
بندگان خود و ہبوط اصلے آن ہر دو قلوب
انبیا ست علیہم الصلوٰۃ والسلام اما
اول نوریست قوے الاشراق کہ از آفتاب
سلطنت الٰہیہ بر مرآۃ رسالت پرتو انداختہ
و ازان بطریق انعکاس تمام عالم را
فراگرفتہ و شب کفر و فساد را استیصال
کردانیدہ و روز اسلام و نظام دارین را
جلوہ گر نمودہ و ثانی آب زلالی ست کہ

حکم الٰہی اور حدیثیں پیغمبر کے تمام امت کو پہونچاتی ہیں اور
مجتہدین شرع کے کہ احکام قیاسی نکالنی کرتی ہیں اور شیخ
طریقت کی کہ بنظر مصلحتون وقت کی کوئی تدبیر واسطی
جاری کرنے سنت کے نکالتے ہیں اور پیشوا علم لغت
اور تفسیر اور عربیت کے کہ باریکیان محاورون کے
اور قاعدی زبان سمجھنی کے واضح کرتے ہیں اور بنانیوالے
کتابین فقہ اور جمع کرنیوالے فتوون کے اور تصنیف
کرنیوالے رسالی سلوک اور تصوف کے اور جمع کرنیوالے
کتابین عربی کہ احکام مجتہدونکی اور باتین نکالی ہوئے
مقلدون کی اور کلمات مشایخون کے اور قول علماء
عربیت کی مرتب کرکے دفترون دراز مین لکھتے ہیں پس
پہلے کو کمال خلافت اور امامت کہتے ہیں اور دوسری کو
علم اور ولایت اور ہر چند منشا ان دونو کمالون کا
متوجہ ہونا عنایت خدا کا ہے ساتہ تربیت بندون
اپنون کے اور جای نزول اصلے ان دونو کی دل
نبیون کی ہین کہ اوپر درود خدا کا اور سلام اسے پر
پہلا ایک نور ہے بہت روشن کہ آفتاب سلطنت
الٰہی سے آئینہ رسالت پر سایہ ڈالا ہے اور اوس سے
بطور عکس کے تمام عالم کو گھیرا ہے اور رات کفر
اور فساد کو نابود کیا اور دین اسلام
اور انتظام دونون جہان کو ظاہر
کیا اور دوسرا پانی شیرین
ہے کہ ۔

که از ابر ربوبیت باریده واز فوار حکمت
انبیا جوش زده واز ان بحیاض قلوب
خواص مجتمع شده ولکام تشنگان اب طلب
بحسب مدارج ایشان رسیده پس لابد
مرتبه اول را بر ثانی محفوظ باید داشت
واهتمامیکه باول باید کرد به ثانی نباید نمود
مثلاً هر فردی را از افراد انسان خواه عالم
باشد خواه جاهل خواه عاقل باشد خواه سفیه
خواه کاتب باشد خواه امی تفتیش مضامین
ظاهر کتاب وسنت وتحقیق آن خواه بفکر خود
خواه باستفسار آن از دیگرے لازم آمد
والتزام اطاعت انبیاء واولی الامر بالتعیین
از اول امر بر جمیع امت واجب شده ومجاهره
بانتساب خود بایشان ضرور افتاد واحتراز
از تشبیه بکفار واختلاط مبتدعین ومشارکت
بغاة از ارکان دین شمرده شد واشاعت
ظاهر کتاب وسنت بسیف وسنان ومناظره
وبیان وتشهیر آن در جمیع قری وبلدان
از ارکان دین معدود شد وتعیین واعظ
که در جمیع مجامع ومساجد بر سر منابر بآواز بلند
بسوی آن دعوة نمایند وتعیین محتسبین
که در هر کوچه وبازار بجبر وقهر بسوی آن کشند
از افضل عبادات معدود کرده شد بخلاف

بدلی ربوبیت سے برسا ہے اور فوارہ حکمت
نبیون سے جوش مارا اور وہان سے حوض دلون
خاص لوگون مین جمع ہو کر حلق پیاسون پانی
طلب کرنیوالون مین موافق درجون اونکے کے
پہونچا پس ضرور فوقیت اول کو دوسرے پر
نگاہ رکھنا چاہیئے اور اہتمام پہلے کا کرنا چاہیئے دوسرے سے
بچا ہیئے مثلاً ہر شخصکو افراد انسان سے خواہ عالم ہو
خواہ جاہل خواہ عقلمند ہو خواہ بیوقوف خواہ لکھا پڑھا ہو
خواہ اُن پڑھ دریافت کرنا مضمون ظاہر قرآن
اور حدیث کا اور تحقیق اوسکی اپنی فکر سے خواہ
پوچھکر دوسرے سے لازم ہوئی ہے اور لازم پکڑنا
پیروی نبیون اور حاکمون کا بالتعیین پہلے اسکے
تمام امت پر لازم ہوئی اور ظاہر کرنا اپنی نسبت
طرف اونکے ضروریات سے پڑا اور بچنا مشابہت
کافرون اور بدعتیون اور شریک ہونی باغیون
سے رکن دین سے گنا گیا اور مشہور کرنا ظاہر
قرآن اور حدیث کا ساتھ تلوار اور نیزہ اور مناظرہ
اور بیان کے اور شہرت دینے اوسکے تمام قصبون
اور شہرون مین رکن دین سے گنا گیا ہے اور
معین کرنا واعظون کا کہ تمام مجمعون اور مسجدون
مین بر سر منبر بآواز بلند اس طرف کلو بلاوین اور معین
کرنا محتسبون کا کہ نیوالونکا کہ ہر کوچہ اور بازار مین بجبر اور قہر
اوسطرف کو کھینچین افضل عبادات مین گنا گیا ہی برخلاف دوسرے

قسم ثانی کہ ہر کس را تحقیق احکام قیاسیہ
واشغال صوفیہ و قوانین عربیہ ضرور نیست
وارادہ و تقلید شخصی معین از مجتہدین و
مشایخ در ارکان دین بلکہ ہمین قدر کافیست
کہ وقتی کہ حاجتی پیش آید از کسی از ایشان
استفسار کردہ شود نہ آنکہ ارادہ و تقلید او
مثل ایمان بالانبیاء از ارکان دین شمردہ
شود و لقب حنفی و قادری بمشابہ لقب
مسلمان و سنی اظہار کردہ شود و امتیاز
از شافعیان و چشتیان مثل امتیاز از کفار
و روافض از لوازم تدین شمردہ شود و
انتقال را از مذہبی بمذہبے یا طریقہ بطریقہ
مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و
ہتک معدود کردہ شود یا دعوی اجتہاد
و ولایت را مثل دعوی نبوت یا دعوے
امامت بطریق بغی بر امام حق باعث
قتال و اہانت قرار دادہ شود امانمی بینی
کہ باطاعت قاضی جبر کردن میرسد
نہ بر اطاعت مجتہد کہ رد حکم قاضی واحد
قاضی دیگر را ہم نمیرسد چہ جائے احقاق
را بخلاف حکم مجتہد کہ بر ہر کسے قبول آن
واجب نیست لاسیما وقتیکہ آنکس خود
مجتہد باشد کہ او را تقلید مجتہد اول اصلا

دوسری قسم کی کہ ہر کسیکو تحقیق حکمون قیاسی اور
شغلون صوفیہ اور قاعدون عربیہ کی ضرورت
نہین ہے اور مرید ہونا اور مقلد ہونا کسے شخص معین کا
مجتہدون اور مشایخون سے ارکان دین مین سے
نہین ہے بلکہ اسیقدر کافی ہے کہ جسوقت حاجت
پیش آوی کسی سی ان کو کوئین سی پوچھہ لے نہ یہہ کہ
مرید اور مقلد ہونا مانند ایمان کی سات نبیون کے
رکن دین سی گنا جاوے اور لقب حنفی اور قادری مانند
لقب مسلمان اور سنی کی ظاہر کیا جاوے اور فرق
شافعیون اور چشتیون سے مانند فرق کافرون اور
رفضیون کی لازمہ دین سی گنا جاوے اور نقل کرنا ایک
مذہب سے طرف دوسری مذہب کے یا ایک طریقہ سے طرف
دوسرے طریقہ کی مانند مرتد اور باغی اور مبتدع ہونیکی
سبب قتل اور ہتک عزت کا ہووے یا دعوا مجتہد اور
ولی ہونیکا مثل دعوی نبوت یا دعوی امامت بطور بغاوت
امام برحق پر باعث قتل اور ذلیل کرنیکا قرار دیا جاوے
آیا نہین دیکھتا تو کہ ساتہ فرمان بردار قاضی کی جبر
کرنا پہونچتا ہے نہ فرمانبرداری مجتہد پر کہ رد کرنا حکم
ایک قاضی کا دوسرے قاضے کو بہی نہین پہونچتا
چہ جائے کہ ہر ایک کو رعیت سے بخلاف حکم مجتہد
کے کہ ہر کسیکو قبول کرنا اوسکا واجب نہین ہے
خصوصًا جسوقت کہ وہ شخص خود مجتہد ہو کہ اوسکو
تقلید مجتہد پہلے کے بالکل ۔ درست

جایز نیست وبغی بر امام حق اگرچہ آن باغی
لیاقت امامت داشتہ باشد اصلا جایز
نیست بخلاف دعوی اجتہاد کہ وقتیکہ ملکہ
اجتہاد حاصل شود لابد دعوی اجتہاد باید کرد
وتقلید را از گردن خود دور باید انداخت
بالجملہ غرض از ایں کلام آنکہ اشتغال بہ تفتیش
ظاہر کتاب وسنت وتعلم وتعلیم آن خواہ
بخواندن باشد خواہ باستماع مضامین آن
وسعی در اشاعت آن از جنس اکل وشرب
ولباس است کہ مدار زندگانی بر انست
واشتغال باحکام فقیہ معتبرہ واشغال
صوفیہ نافعہ از قبیل مداوۃ ومعالجہ است
کہ عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند
وبعد از ان بکار اصلے خود مشغول باشند
وعنوان وشعار خود محمدیہ خالصہ وسنن
قدیم باید داشت نہ تمذہب بمذہب
خاص وانسلاک در طریقہ مخصوصہ بلکہ
مذاہب وطرق را مثل دکاکین عطارین
باید شمرد وخود را از منسلکان جند محمدی
پس چنانکہ سپاہیان را عنوان سپہ گری
شعار است واعلاء کلمہ سلطانی کار وبار
وقتے کہ بر دوائے محتاج میشوند از ہر دکانے
کہ بدست آید میگیرند وبقدر حاجت بعمل

درست نہیں ہے اور بغاوت امام برحق کی اگرچہ وہ
باغی لیاقت امامت کی رکھتا ہو بخلاف دعوی اجتہاد
کے کہ جسوقت ملکہ اجتہاد کا حاصل ہو ضرور دعوی اجتہاد
کرنا چاہیئے اور تقلید کو گردن اپنے سے دور چاہیئے
ڈالنا خلاصہ یہہ کہ غرض اس کلام سے یہہ ہے
کہ شغل دریافت ظاہر قرآن اور حدیث کا اور
سیکھنا اور سکھانا اوسکا خواہ پڑہنے سے ہو
خواہ سننے مضمونوں اوسکے سے اور کوشش
اوسکے مشہور کرنے میں قسم کھانے اور پہننے سے
ہے کہ مدار زندگانی کا اوسپر ہی اور مشغول ہونا
ساتھ حکموں فقیہ معتبر اور شغلوں صوفیہ کے جو
مفید ہیں قسم دوا اور علاج سے ہے کہ وقت
ضرورت بقدر حاجت عمل میں لاوے اور بعد اوسکے
اپنے اصلے کام میں مشغول ہوں اور سرنامہ
اور لباس اپنا محمدی خالص اور طریقہ سنت
ہمیشہ چاہیئے رکھنا اور اختیار نکرنا مذہب کسی
مذہب خاص اور داخل ہونا طریقہ خاص میں
بلکہ سب مذہبوں اور طریقوں کو مثل دوکان
عطاروں کی گنا چاہیئے اور اپنی تئیں داخل
لشکر محمدی کرنا چاہیئے پس جیسا کہ سپاہیوں کو
سرنامہ سپہ گری لباس ہے اور بلند کرنا کلمہ بادشاہی کا
کاروبار اور جسوقت دوا کی محتاج ہوتی ہیں جس دوکان
سے کہ ہاتہ آوی لیتے ہیں اور بقدر حاجت استعمال

می آرند و باقی را برای وقت ضرورت
نگاه میدارند و بکار و بار خود مشغول
میباشند همچنین محمدیہ خالصہ را شعار خود
باید کرد و اقامت ظاہر سنتہ را کار و بار
خود باید داشت و احکام فقہیہ صحیحہ را
و اشغال صوفیہ معتبرہ را کہ خالی از شوب
فساد و بدعت باشد بقدر حاجت استعمال
باید کرد و زاید از حاجت بآن توغل نباید
کرد حاصل کلام آنکہ احکام فقہیہ کہ مجتہدین
سابقین بسلم الاجتہاد آنرا بقیاسات
صحیحہ استنباط نموده اند بیشک از قبیل
سنت ست اما از جنس سنتہ حکمیہ کہ در جنب
سنتہ حقیقیہ بجوے نمے ارزد پس افراط
و غلو دران از قبیل بدعت است ؛

مسئلہ ثالثہ مسایل اجماعیہ امت
محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتسلیمات
در ہر قرن کہ بوجود آید ہمہ از قبیل مطلق
سنت ست چہ مستند آن مسایل در
نفس الامر یا سنتہ حقیقیہ ست یا ملحق
بالسنتہ یا سنتہ حکمیہ و آنہم از قبیل مطلق
سنتہ ست ولیکن در اینمقام نکتہ ایست
بس باریک کہ الیضاح آن درین جزو
زمان بر ضرور ست و آن ادراک امتیاز

کرتے ہین اور باقی کو واسطے ضرورت کی نگاہ رکھتے
ہین اور اپنے کار و بار مین مشغول رہتی ہین اسیطرح
محمدیون خالص کو طریقہ اپنا کرنا چاہیئے اور قایم
رکھنے ظاہر سنت کو کار و بار اپنا چاہیئے کرنا اور
حکمون فقہ کو جو صحیح ہون اور شغلون صوفیون
معتبر کو جو خالی آمیزش فساد اور بدعت سی ہون
بقدر حاجت استعمال کرنا چاہیئے اور زیادہ حاجت
سے اوسمین مشغول نہ رہے حاصل کلام یہہ ہے کہ
احکام فقہ مجتہدون پہلونکے کہ جنکا اجتہاد مسلم ہے
اون حکمون کو قیاسون صحیح سے نکالا ہو بیشک
قسم سنت سے ہین مگر قسم سنت حکمیہ سے کہ
مقابل سنت حقیقی کے جو برابر ہے نہین پس زیادتی
اور مبالغہ اوسمین قسم بدعت سے ہے ۔

مسئلہ ثالثہ مسایل اجماعیہ امت محمدیہ
کہ اون پر افضل درود اور سلام ہو جس زمانہ
مین کہ ظاہر ہون سب قسم مطلق سنت سی
ہین اسلئے کہ سند اون مسئلون کی حقیقت
مین یا سنت حقیقی ہے یا ملحق بالسنتہ یا سنت
حکمیہ اور وہ بہی قسم مطلق سنت سے ہے
اور لیکن اسجگہہ ایک نکتہ بہت باریک ہے
کہ واضح کرنا اوسکا اس زمانہ مین بہت
ضرور ہے اور وہ معلوم کرنا فرق کا

٭ ٭ ٭

است در ہمیقام اجماع ورواج بیانش انکہ
در بعضے احیان بعضے از محدثات از قسم
علوم وارادات یا افعال واقوال بنابر
مصلحت وقت در اہل زمان بطریق عادت
رایج میگردد واختلاف ایشان آنرا از
اختلاف خود بطریق رسم تلقی مینمایند
وہمچنین بر آن مدت طویلہ میگذرد وبعد
مرور دہور شدہ شدہ آن امر در رسوم
مسلمہ خواص وعوام مندرج میگردد وبترک
آن طعن اخوان وملامت اقران متوجہ
میگردد پس جمہور انام بنابر خوف لحوق
طعن وملامت ومحافظت آن جد وجہد
می نمایند وبعد انقضاء مدت مدیدہ چون
در تفتیش اصل آن از شرع کلام واقع
میگردد وغیر از رواج مذکورہ ہیچ اصلے
بدست نمی آید وچون منشاء آن رواج
تفتیش کردہ میشود غیر از استحسان بعضے
از اختلاف ہیچ واضح نمیگردد حالانکہ حکم
شرعی آن امر بسبب اختلاف زمان
مختلف گردیدہ چہ در زمان اختلاف مرتبہ
التزام ورواج نرسیدہ بود ودر زمان
اخلاف بسبب التزام واشتہار بحد بدعت
حقیقیہ یا حکمیہ رسیدہ وہمین معنی را

ہے درمیان اجماع اور رواج کے بیان اوسکا
یہہ ہے کہ بعضے وقت بعضے باتین نئی قسم
علمون یا ارادون یا کامون یا باتون سے
بسبب مصلحت وقت کی زمانہ کے لوگون مین بطور عادت
کے رواج پکڑتے ہین اور پچھلے اونکے اگلون سے
سے بطور رسم کے قبول کرتے ہین اور اسیطرح اوسپر
مدت دراز گذرتے ہے اور بعد گذرنے زمانون
کے ہوتے ہوتے وہ کام ایسے رسمون مین جو مسلم ہے
درمیان خاص وعام کے داخل ہوتا ہے اور اوسکے
ترک کرنیوالے پر طعنے بہائیون اور ہمسرون کے
متوجہ ہوتے ہین پس تمام خلقت بسبب خوف
لاحق ہونے طعنے اور ملامت کے محافظت اوسکی مین
کوشش کرتے ہی اور بعد گذرنے مدت دراز کے
جسوقت ہیچ تلاش اوسکے اصل کی شرع سی گفتگو
آتی ہے تو سوای رواج مذکور کے کچھہ اصل نہین پاتہ
لگتے ہے اور جب منشا اوس رواج کا دریافت کیا جاتا ہے
تو سوائے بہتر سمجھنے بعضے اختلاف پہلے لوگون
سے کچھہ ظاہر نہین ہوتا حالانکہ حکم شرعی اوس
کام کا بسبب اختلاف زمانہ کے مختلف ہوتا ہے
اسلیئے کہ زمانہ پہلے لوگون مین اختلاف مرتبہ
لازم ہونے اور رواج پکڑنے مین نہ پہونچا تہا
اور زمانی پچھلون مین بسبب لازم پکڑنے اور شہرت
پانے کے بدعت حقیقی یا حکمی کے حد کو پہونچگیا اور اسی باتکو

رواج میگوئیم و در بعضے احیان امر حدیث
پیش می آید و اہل زمان در پی تفتیش
اصل آن از دلائل دینیہ و تحقیق حکم آن
از معالم شرعیہ بنظر استقلال مے افتند
و بعد از تامل و تفکر در اصول دینیہ دلیلے
صحیح از دلائل شرعیہ کہ بر حکم شرعی آن
امر دلالت داشتہ باشد بر جمیع اہل زمان
واضح میگردد و بنا بر وضوح آن دلیل
بر ثبوت حکمی از احکام شرعیہ بر آن امر
ہمہ مجتہدان آن زمان اتفاق مینمایند
این اتفاق را اجماع میگوئیم چون ایں مقدمہ
ممہد شد پس باید دانست کہ مجرد رواج
چیزے کہ در مابعد قرون ثلثہ متحقق
شدہ باشد آنچیز را از حد بدعت
خارج نمیگرداند بخلاف اجماع کہ انعقاد
اجماع در ہر قرن کہ واقع شود مسئلہ
اجماعیہ را در دائرہ سنتہ داخل میگرداند
و دلیل بر آن اینست کہ مستند در باب
اجماع ہمین کریمہ ست وَمَنْ يُّشَاقِقِ
الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ
مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا
پس در کریمہ مذکورہ لفظ سبیل را بسوی

رواج کہتے ہین ہم اور بعضے وقتون مین کوئی کام نیا
پیش آتا ہے اور لوگ زمانہ کے درپے تلاش اوسکے
اصل کے دلیلون دینیہ سے اور تحقیق اوسکی حکم
نشانیون شرعی سے بنظر استقلال کے ہوتے ہین
اور بعد تامل اور فکر کے اصلون دین مین کوئی
دلیل صحیح دلیلون شرعی سی کہ اوپر حکم شرعی اوس
کام کے دلالت رکھتی ہو تمام اہل زمانہ پر روشن
ہوتے ہے اور سبب واضح ہونی اوس دلیل کی اوپر
ثبوت کسی حکم کے حکمون شرعی سی اوسکام پر سب
مجتہد اوس زمانہ کے اتفاق کرتے ہین اوس اتفاق کو
اجماع کہتے ہین اور جب یہہ مقدمہ بیان ہوا
جانا چاہیئے کہ ہر رواج کسے چیز کا کہ پیچھے قرون
ثلثہ کے ثابت ہوا ہو اوسچیز کو حد بدعت سی
باہر نہین کرتا بخلاف اجماع کے کہ منعقد ہونا
اجماع کا جس زمانہ مین واقع ہو مسئلہ اجماعی کو
دائرہ سنت مین داخل کرتا ہے اور دلیل اوپر
یہہ ہے کہ سند در باب اجماع کے یہہ آیہ شریفہ ہے
ترجمہ آیت شریف اور جو کوئے
خلاف کرے رسول کا بعد اسکے کہ ظاہر
ہوئے اوسکو ہدایت اور پیروے کرے
سوای راہ مسلمانون کے سپرد کرینگے ہم اوسکو
وہی طرف جو اوسنے پکڑی ہے اور ڈالین گے اوسکو جہنم مین
اور بری جگہہ پہونچا۔ پس آیہ شریف مذکور مین لفظ

سبیل کو حرف

مؤمنین اضافت فرمودہ اند ولفظ مؤمنین
مشتق ست وقاعدہ مقرر ہست کہ نسبت
چیزے بسوی مشتق دلالت میکند بر سببیت
ماخذ آن مثلاً حکم بادشاہ وحکم قاضی ہمون
حکم را میگویند کہ از جہت سلطنت وحکومت
صادر شدہ باشد نہ از جہت مشورہ
راہ سلاطین وراہ امرا وراہ سپاہیان
وراہ علما وراہ مشایخ واطبا ہمون
امور را میگویند کہ اشخاص مذکور ان امور را
از جہت سلطنت وامارۃ وسپہ گری
وعلم ومشیخت وطبابت اخذ کردہ باشند
نہ مثل اکل وشرب وجماع وخواب و
بول وبراز وامثال آن از حاجت بشریہ
کہ آن را راہ اشخاص مذکورین نمی گویند
چنانچہ آیہ کریمہ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ
اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ بر آن دلالت میدارد چہ مراد
از سبیل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در ہمیقام امور
تبلیغیہ ست چنانچہ لفظ ادعوا الی اللہ علے
بصیرۃ بر آن دلالت میدارد وچون
اینمقدمہ ممہد شد پس باید دانست کہ مراد
از راہ مومنین در کریمہ مذکورہ امور ایست
کہ مؤمنین آنرا از جہت ایمان اخذ کردہ
باشند نہ از جہت رسم وعادۃ دان مسائل

مومنین کے اضافت فرمائی ہے اور لفظ مومنین
مشتق ہے اور قاعدہ مقرر ہے کہ نسبت ایک چیز
کے طرف مشتق کی دلالت کرتی ہی اوپر سبب ہونے
معنے مصدر کے اوسکیے مثلاً حکم بادشاہ اور حکم قاضی
اوسی حکم کو کہتے ہین کہ سلطنت اور حکومت کی
سبب سے صادر ہوا ہو نہ بہ سبب مشورہ کے اور
راہ بادشاہون اور راہ امیرون اور راہ سپاہیون
اور راہ عالمون اور راہ مشایخون اور راہ طبیبون کی
اونہین کامونکو کہتے ہین کہ اشخاص مذکور نے
اون کامونکو بہ سبب سلطنت اور امیری اور سپہ گری
اور علم اور مشیخت اور طبابت کے لیا ہو نہ بہ مثل
کہانی اور پینے اور جماع کرنے اور سونے اور موتنے
اور رگنے کے اور مثل اسکی حاجتون انسانی کے
اونکو راہ اشخاص ذکر کئے گئے کی نہین کہتے ہین
چنانچہ آیۃ شریفہ ترجمہ آیت شریف بلاتا ہون مین
طرف اللہ کے اوپر بصیرت کے مین اور تابعدار میرے
اسپر دلالت کرتی ہے کہ مراد راہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
سے ہمجگہہ حکم پہونچالی گئی ہین چنانچہ بلاتا ہون مین
طرف اللہ کے اوپر بصیرت کے اسپر دلالت رکھتا ہے اور
جب یہہ مقدمہ آراستہ ہوا پس جانا چاہیئے کہ مراد
مؤمنین سے آیۃ مذکور مین وہ کام ہین کہ مسلمانون
نے اونکو بہ سبب ایمانکی لیا ہو نہ بہ سبب رسم اور عادت
کے اور وہ مسئلہ ❊ اجماع ❊

اجماعیہ ست نہ رسوم مروجہ چنانچہ حدیث
مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ مُشعر آن
دلالت میدارد چہ مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ فرمودہ اند
نہ مَا تَعَامَلَ بِہِ الْمُسْلِمُوْنَ پس معنی حدیث
چنین باشد کہ چیزے را کہ مسلمین از جہت
اسلام یعنی از جہۃ انقیاد پیغمبر و اتباع
اوامر نہ از جہۃ رسم و عادت نیک دانند
پس آنچیز نزد خدا نیک ست و امّا آنکہ
ہر رسم مسلمین کہ در قرنے از قرون
متاخرہ رواج پذیر شدہ باشد در سنتہ
مندرج گردد پس باطل محض ست چنانچہ
حدیث اِنَّ الدِّیْنَ بَدَءَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ
کَمَا بَدَءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ وَھُمُ الَّذِیْنَ
یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ
مِنْ سُنَّتِیْ کہ ترمذی از طریق عمرو ابن
عوف نقل کردہ بر ہمینے دلالت میدارد
چہ مفاد حدیث مذکور ہمین ست کہ رسوم
مروجہ قرون متاخرہ مستلزم فساد
سنت ست و البطال آن منجر صلاح
و حاصل کلام آنکہ مسائل اجماعیہ ہر قرن
از قبیل سنتہ ست و رسوم مروجہ قرون
متاخرہ از جنس بدعت مسئلہ رابعہ
اشتغال بعلوم آلیہ مثل علوم عربیہ بقدر

اجماعی ہین نہ رسمین رواج پائے ہوئے جیسا کہ
ترجمہ حدیث جس چیز کو دیکھا مسلمانون نی اچھا
پس وہ نزدیک اللہ کی بھی اچھی ہے ۔ اسپر دلالت
کرتے ہے اسلئے کہ جس کو دیکھا مسلمانون نی فرمایا
نہ جو کچھ کہ کیا مسلمانون نی پس معنی حدیث کے
اسطرح ہونگے کہ جس چیز کو مسلمان بسبب اسلام یعنی
براہ فرمانبرداری پیغمبر اور پیروی حکمون اوسکے کے
نہ بسبب رسم اور عادت کی نیک جانین پس وہ چیز
نزدیک خدا کے نیک ہے اور یہہ کہ ہر رسم مسلمانون مین
کہ کسی زمانہ مین پچھلے زمانون سے رواج پکڑے سنت
مین داخل ہوگی پس باطل ہی بالکل جیسا کہ ترجمہ
حدیث تحقیق دین شروع ہوا ہے غریب اور
عنقریب ہوگا جیسا کہ شروع ہوا تہا پس خوشوقتی
ہے اسلئے غریبون کے اور وہ لوگ ہین کہ اصلاح کرتی
ہین اوسچیز کے جو فاسد کردی ہی لوگون نی میری
میرے سنت سے ۔ کہ ترمذی نی طریق عمرو بن
عوف سی نقل کی ہے اسبات پر دلالت رکہتی ہی
اسلئے کہ خلاصہ حدیث مذکور کا یہی ہے کہ رسمین مروج
زمانہ پچھلے کی باعث لازم ہونے فساد سنت کی ہیں
اور باطل کرنا اون رسمون کا سبب اصلاح سنتون کا
ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ مسئلے اجماعی ہر زمانہ ہیں
سنت ہے ہین اور رسمین مروج پچھلے زمانہ کی قسم بدعت سے
مسئلہ چوتہا مشغول ہونا سانہ ان علمون کے کہ وہ آلہ

ضرورت کہ در فہم معنے ظاہر کتاب و سنت
بکار آید و باشغال صوفیہ بقدر حاجت
مثل تحریک لطائف ستہ بذکر خفی و
مثل یاد داشت سے بپاس انفاس و
دوام ملاحظہ بسوے قلب کہ در تحصیل
حقیقت احسان کہ مفاد ظاہر کتاب و
سنت ست منفعت بخشد و مزاولۃ
الآت حرب مثل توپ و بندوق و تمنچہ
بقدر کفایۃ کہ در قتال کفار بکار آید
از جنس بدعت نیست زیرا کہ ہر چند
امور مذکورہ از قسم مخترعات و محدثات
ست اما از امور دین نیست اگر کسے
او را از قبیل امور دین شمردہ بعمل خواہد
آورد البتہ بہ نسبت او از قبیل بدعات
خواہد گردید و معنے شمردن آن از امر
دین آنست کہ نفس وجود این امور را
قطع نظر از وسیلہ بودن آنہا ہم از
محامد دینیہ قرار دہد بتفصیل این اجمال
آنکہ وسایل امور دینیہ بر دو قسم ست قسم
آنست کہ خود ہم از جنس محمد و حات شرعیہ
باشد مثل تحصیل صفۃ طہارت بوضوء
و غسل اگرچہ از وسایل صلوۃ ست اما
خود ہم از محامد شرعیہ ست لقولہ تعالے

ضرورت کی کہ سمجھنے معنے ظاہر قرآن اور حدیث مین
کام آوی اور ساتھ شغل صوفیون کے بقدر حاجت کے
مانند متحرک کرنے چھہ لطیفون کے ساتھ ذکر خفے کے اور
مانند یاد داشت کی کہ نام اوسکا پاس انفاس ہی اور
ہمیشہ ملاحظہ کرنا طرف دل کی کہ حاصل کرنی حقیقت
احسان مین کہ مفاد ظاہر قرآن اور حدیث کا ہے
نفع بخشتا ہے اور مشق آلات لڑائی کا مانند توپ اور
بندوق اور تمنچہ کے بقدر ضرورت کے کہ لڑائی
کافرونمین کام آوے قسم بدعت سے نہین ہی اسلیئے
کہ ہرچند کام ذکر کئے گئے قسم نئے نکالے ہوؤن
اور نئے پیدا کئے ہوؤن سے ہین اور کامون دین
سے نہین ہین مگر وسیلون کامون دین ہی سے ہین
اگر کوئی انکو قسم کامون دین ہی گن کر عمل مین لاوے
البتہ بہ نسبت اوسکے قسم بدعت ہی ہونگے اور معنے
شمار کرنے انکے امر دین سے یہہ ہین کہ ذات خاص
ان کامونکو قطع نظر وسیلہ ہونے انکے سے خوبیون
دین سے قرار دیوے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ
وسیلے کامون دین کے دو قسم پر ہین ایک قسم وہ
کہ بذاتہ بہے قسم خوبیون شرعے سے ہو جیسے حاصل
کرنا صفت پاکے کا ساتھ غسل اور وضو کے
اگرچہ وسیلون نماز سے ہے مگر بذاتہ
بہے خوبیون شرعے سے ہے بسبب
فرمانے اللہ تعالے کے۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ
وقولہ علیہ السلام اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وتلاوت قرآن مجید اگرچہ از وسائل
تدبر ست اما خود ہم عبادت عظمی ست
واشتغال بحدیث وسیرۃ نبویہ اگرچہ
از وسائل عمل و اتباع سنت ہست اما
خود ہم از مشاغل محمودہ ست واعتکاف
اگرچہ از وسائل ادراک جماعت وسباب
تعمیر اوقات بذکر الٰہی ست اما خود ہم
از جنس طاعت ست وامثال آن از
امور غیر محصورہ وعلامت انقسام آنست
کہ حصول انقسیم وسائل بر تقدیر خلو
از مقاصد باطل محض بحسب نظر شارع
نیست یعنی اگرچہ صاحب آن تحصیل
نفس وسائل را قصد کردہ وحصول
مقاصد را ملحوظ نداشتہ باشد منفعتے
از منافع دینیہ اگرچہ اقل قلیل باشد
حاصل کردہ باشد مثلا تجدید وضو وغسل
برای تحصیل نفاست دوامت بر طہارت
اگرچہ در ان وقت نیت صلوۃ نباشد
نیز از امور محمودہ شرعیہ ست وموجب
حصول اجر اخروی وقسم ثانی آنست
کہ خود آن وسائل اصلا از جنس عبادات

آیۃ شریف تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے توبہ
کرنیوالوں کو اور دوست رکھتا ہے پاکیزگی چاہنے
والونکو۔ اور فرمانے پیغمبر علیہ السلام کے کہ پاکیزگی
آدھا ایمان ہے۔ اور پڑھنا قرآن شریف کا
اگرچہ وسیلوں فکر اور غور سے ہے مگر بذاتہ بھی
عبادت بڑے ہے اور مشغول ہونا ساتھ علم حدیث
اور خصایل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ وسیلوں
عمل اور پیروی سنت سی ہے مگر خود بھی شغلوں
نیک سے ہے اور اعتکاف اگرچہ وسیلوں پانے
جماعت اور اسباب زندہ رکھنے وقتوں سی ساتھ
ذکر الٰہی کی ہی مگر خود بھی قسم عبادت سی ہے۔
اور مانند اسکی بہت سی کام ہین اور علامت اس قسم کے
وہ ہے کہ حصول ایسی وسیلوں کا بر تقدیر خالی ہونے
کے مقصدون سے بالکل باطل اور بے اصل نظر شارع
مین نہین ہی یعنی اگرچہ کرنیوالی ان کامون نے
حاصل کرنا ذات وسیلوں کا قصد کیا ہو اور حاصل
کرنے مقصدون کا لحاظ نکیا ہو تو بھی کچھ نہ کچھ فائدہ منفعتون
دین سے اگرچہ کمتر حاصل ہو گا مثلا نیا وضو یا غسل کرنا
واسطے حاصل کرنے خاص پاکیزگی ہمیشہ کے اگرچہ اوس وقت
نیت نماز کے نہو تو بھی نیک کامون شرعی سے
ہے اور سبب حاصل ہونے اجر آخرت کا اور
قسم دوسرے وہ ہے کہ خود وہ وسیلے
بالکل قسم عبادت سے۔

نیست اگرچہ بنا بر نیت توسل لعبادۃ
از قسم طاعات بالعرض گردید مثل سفر
برای حج و رفتن در بازار بنا بر نیت دخول
بمسجد و کشیدن دلو از چاہ بنا بر نیت
وضو و نوشتن عرائض بسوی حکام بنا بر
سفارش ذوالحاجات و سایر حرف
و صنایع بنا بر صرف آنہا در اعانت
دین یا خدمت محتاجین پس نفس سیاحت
بلدان و سیر بازار و کشیدن آب از چاہ
و تحصیل مہارت در نوشت و خواند عرائض
و سایر صنایع مثل حدادت و صباغت
و خیاطت و امثال آن اصلا از جنس
طاعات نیست بلکہ یا از قبیل لہو است
یا از قبیل امور معاشیہ کہ شدت
جد و انہماک در ان موجب قسوۃ قلب
ست و مورث غفلت روح و باعث
نکرت از عالم قدس پس امور مذکورۃ
الصدر از قسم ثانی ست نہ از قسم
اول پس ہر کہ آنرا از قبیل اول قرار دہد
آن امور بہ نسبت او از قبیل بدعت
حقیقیہ اصلیہ میگردد و نیز باید دانست
کہ وسایل بر دو قسم ست قسمے است
کہ استعانت بآن بنا بر تکمیل مقاصد است

نہیں ہین اگرچہ بسبب نیت وسیلہ گردانے
عبادت کے بالعرض عبادت کے قسم سے
ہوتے ہین جیسے سفر واسطے حج کے اور جانا
بازار مین بہ نیت داخل ہونی مسجد کے اور کھینچنا
ڈول کنوئین سے بہ نیت وضو کی اور لکھنا عرضیان
کا طرف حاکم کے واسطے سفارش حاجتمندون کے
اور تمام پیشے اور تمام صنعتین واسطے صرف اونکے
مددگاری دین اور خدمت محتاجون مین پس
خاص سفر شہرون مین اور پھرنا بازار کا اور کھینچنا
پانی کنوئین سے اور حاصل کرنا مہارت لکھنے اور
پڑھنے عرضیون اور تمام صنعتون مین مانند صنعت
لوہار اور رنگریز اور درزی اور مثل اسکے بالکل قسم
بندگے سے نہین بلکہ یا قسم کہیل سے ہے یا قسم کاسبان
معاش سے کہ بہت کوشش اور دوڑ پھرنا اور سہین
باعث سختی دل کا ہے اور بسبب غفلت روح کا
اور موجب مخالفت کا عالم قدس سے پس کام
ذکر کئے گئے اوپر کے قسم دوسرے سے ہین
نہ قسم پہلے سے پس جو کوئی انکو قسم پہلے سے
قرار دیوے وہ کام بہ نسبت اوسکے قسم بدعت
اصلے حقیقے سے ہوتے ہین اور چاہیئے جاننا
کہ وسیلے بہ دو قسم پر ہین ایک قسم
وہ ہے کہ مدد لیوے اوسنے سبب کامل
ہونے مقصدون کا ہے

یعنی مقاصد مذکورہ بہ نسبت حصول خود
بآن وسائل حسنی و کمالی در نظر شارع
پیدا میکند کہ بدون وساطت آن وسیلہ
حسن او مفقود میگردد مثل غسل و تجدید
لباس و تعطر برائے نماز جمعہ و عیدین و صعود
بر منذنہ و اذان و اقامت و تعیین
مسجد برائے جماعت و انسلاک در جماعت
و تسویہ صفوف برائے نماز و وضو برائے
اذکار و نظر در مصحف و تحسین صوت
برائے تلاوۃ و تلاوت برائے تدبر و اقامت
امام و اطاعت او و برائے جہاد و امثال
آن از امور غیر محصورہ کہ برائے تکمیل
حصول عبادات مقصودست کہ فقدان
آن وسائل باعث نقصان حسن مقاصد
در نظر شارع میگردد قسم ثانی آنست
کہ استعمال آن بنا بر احتیاج فاعل و عجز او
از ادراک مقصد و نقصان او از مرتبہ
لیاقت ادراک مقصد واقع میگردد
و حصول مقصد بدون وساطت
وسائل ہیچگونہ منقضے در حسن مقصد
کمال او نیز ساند و بوجہ من الوجوہ
باعث سقوط مرتبہ فاعل آن نسبت به
شخصے کہ آن مقصد را بواسطہ وسائل

یعنے مقصد ذکر کئے گئے بسبب حاصل ہونے اونکے ذریعہ
کے نظر شارع مین ایسی خوبی اور کمال پیدا کرتے ہین
کہ بیوسیلے اونکے وہ خوبی نہین ہوتی مثلاً نہانا
اور کپڑے نئے بدلنے اور عطر لگانا واسطے نماز
جمعہ اور عیدون کے اور چڑہنا اوپر جگہہ بلند کے
واسطے اذان کے اور اذان اور تکبیر اور تعیین
مسجد واسطے جماعت کے اور داخل ہونا جماعت
مین اور برابر کرنا صفون کا واسطے نماز کے اور
وضو واسطے ذکر اور دیکہنے قرآن کے اور خوش
آوازی واسطے تلاوت قرآن کے اور تلاوت قرآن
واسطے فکر معانی کے اور مقرر کرنا امام کا اور اطاعت
اوسکے واسطے جہاد کے اور مانند اسکی بہت سی کام
کہ واسطے پورا کرنے اصل عبادت کے مقصود ہین
کہ نہونا اون وسیلون کا سبب نقصان خوبی کا
مقصد اونکے نظر شارع مین ہوتا ہے اور قسم دوسرے
وہ ہے کہ استعمال اوسکا واسطے محتاج بگے فاعل اور
عاجز ہونے اوسکے دریافت مقصد سے یا ناقص
ہونے اوسکے مرتبہ دریافت مقصد سے و وقوع مین
آتا ہے اور حاصل ہونا مقصد کا بیواسطے وسیلون کے
کچہہ نقصان خوبی مقصد اور کمال اوسکے مین
نہین پہونچاتا اور کسیطرح سے سبب گرنے مرتبے
اوسکے کرنیوالیکا بہ نسبت اوس شخص کے کہ
اوس مقصد کو بواسطہ وسیلون کے۔

حاصل کردہ باشد ہرگز نمیگردد مثل
کشیدن آب چاہ برای وضو پس شخصیکہ
بر لب دریا نشستہ وضو بجا آوردہ ست
ہرگز طہارۃ او بوجہ من الوجوہ انقص از
طہارت شخصی کہ آب از چاہ کشیدہ وضو
بجا آوردہ ست نخواہد شد و از ہمین
باب ست استعمال عینک در حق ضعیف البصر
و تفحص مصحف معرب بنسبت امی و تعلیم تہجی
در حق اطفال و استعمال آلات دور دست
در حرب مثل تیر و تفنگ و منجنیق و توپ
بندوق و امثال آن بہ نسبت عدو بعید
و علامت این قسم آنست کہ وقتیکہ مقصد
بوجہ من الوجوہ حاصل شدہ باز استعمال
وسائل لغو و لاطایل شمردہ میشود یا طریقے
دیگر از طرق حصول مقصد پیش آید بآں
توقف در اخذ مقصد و انتظار حصول وسیلہ
یا تکمیل آن از سفاہت معدود میشود و ذکر
استعانت بوسائل در مقام تمدح بحصول
مقاصد یا اثبات فضیلت بعضے بر بعض بنا بر
استعانت بوسائل در سلک جماعت منسلک
کردہ میشود و مثلاً تہجی کلمات قرآن بعد ازانکہ
مہارت در قراءۃ حاصل شدہ خواہ بہ تہجی خواہ
بغیر تہجی لغو محض ست و وقتی کہ مسلمے در صف

حاصل کیا ہو نہین ہوتا ہے مثل کہینچنے پانی کنوئین
سے واسطے وضو کے پس جو شخص لب دریا پر بیٹھکر
وضو کرتا ہے ہرگز طہارت اوسکی کسیطرح سے
ناقص طہارت اوس شخص سی کہ پانی کنوئین
سے کہینچکر وضو کرتا ہے نہین ہوتی اور اسی
قسم سے ہے استعمال عینک کا واسطے ضعیف
بینائی والی کے اور تالاش قرآن زیر زبر کے لیے
کے بہ نسبت اُن پڑہ کے اور سکہانا حرف
تہجی کا بیچ حق لڑکون کی اور استعمال ہتیارون
دور دراز کا لڑائی مین مانند تیر اور تفنگ اور
ڈہیلے اور توپ اور بندوق اور مانند اسکی
بہ نسبت دشمن دور کے اور نشانی اس قسم کی
یہہ ہے کہ جسوقت مطلب کسیطرحسی حاصل ہوجاوے
پہر استعمال وسیلون کا لغو اور بیکار گنا جاتا ہے
یا کوئی اور رستہ رستون حاصل کرنے مقصد سے
برآمد ہو پہر توقف حاصل کرنی مقصد مین اور انتظار
پورا کرنی یا حاصل کرنی کا اُن وسیلون کے
بیہودگی مین گنا جاتا ہے اور ذکر مدد گاری وسیلونکا
مقام تعریف حاصل کرنی مقصدون مین یا ثابت
کرنی بزرگی بعضونکے بعضون پر بسبب مدد جاہی کے
ساتہ وسیلون کے جماعت مین شمار کیا جاتا ہی مثلاً
کلمون قرآن کی بعد اسکی کہ مہارت پڑہنے قرآنمین حاصل
ہوئی ہو خواہ ساتہ ہجونکی خواہ بغیر ہجون کے بالکل لغو ہے

ادھر جو قوت کہ سلمان صف

جہاد شمشیر ہندی در کمر میدارد و کافرے
بوجہی قریب اوشدہ کہ زیر شمشیر او را
توان گرفت پس در ینصورت توقف
کردن در کشتن او بنا بر انتظار بدست
آمدن تیر و تفنگ یا بنا بر انتظار بدست آمدن
شمشیر اصفہانی سفاہت محض است و
ہمچنین مثلاً زید و عمرو ہر دو تلاوۃ قرآن
در مصحف مجید نمودند اما عمرو بسبب ضعف بصر
استعمال عینک میکند پس ذکر استعمال
عینک در مقام ذکر مدایح تلاوت قرآنی
کہ سبحان اللہ عمرو بچہ اوب تلاوۃ قرآن
میکند کہ تجدید وضو کردہ در مسجدی
بخشوع و خضوع نشستہ و مصحفے کشادہ
و عینک بر بینی نہادہ میخواند یا بیان اینکہ
ہر چند زید و عمرو در مہارت تلاوۃ قرآن
و تجوید حروف و خشوع و خضوع و تدبر و حسن
صوت مساوی اند اما عمرو در باب تلاوت
افضل است زیرا کہ استعمال عینک می نماید
یا در مصحف معرب میخواند محض حماقت است
چون این مقدمہ مہد شد پس باید دانست
کہ امور مذکورہ یعنے علوم آلہیہ و اشغال صوفیہ
و آلات مخترعہ اقسام ثانی اند کہ بنا بر عجز
اہل زمان از ادراک مقاصد بہ استعمال و ستا

جہاد میں تلوار ہندی کمر میں رکھتا ہو اور کوئی کافر
اسطرح پر قریب اوسکے آیا کہ نیچے تلوار کے اوسکو
پکڑ سکتا ہے پس اسصورت میں توقف کرنا اوسکی قتل
میں بانتظار رہنا تا آنی تیر و تفنگ کے یا بانتظار رہنا
آنے تلوار اصفہانی کی نادانی محض ہے اور اسیطرح
مثلاً زید اور عمرو دونو نے تلاوت قرآن کی دیکھکر
مصحف شریف میں کی مگر عمرو بسبب ضعیف بینائی کے
استعمال عینک کا کرتا تہا پس ذکر استعمال عینک کا
مقام تعریف پڑہنے قرآن میں کہ سبحان اللہ عمرو
کس ادب سی تلاوت قرآن کی کرتا ہے کہ نیا وضو
کرکے مسجد میں ساتہ عاجزے اور تضرع کے بیٹہکر
اور قرآن کہولکر اور عینک ناک پر رکہکر پڑہتا ہے
یا یہہ بیان کرنا کہ ہر چند زید و عمرو دونو مہارت
تلاوت قرآن اور پڑہنے حرفون اور عاجزی
اور تضرع اور فکر معانے اور خوش آوازی میں
برابر ہین مگر عمرو باب تلاوت میں بہتر ہے
اسلئے کہ استعمال عینک کا کرتا ہے یا قرآن
زیر زبر والے میں پڑہتا ہی محض
بیوقوفی ہے جب یہہ مقدمہ بیان کیا گیا
پس جانا چاہیئے کہ کام مذکور یعنے علوم آلہیے
اور شغل صوفیون کے اور ہتیار بنالی ہوئے
قسم ثانے سے ہین کہ بسبب عاجز ہونے
اہل زمانہ کی پانی مقصدون سے جانب استعمال کی

مذکورہ احتیاج افتاده نه از قسم اول که مکملات
علم قرآنی و متممات مقامات احسانی و
مستحبات جهاد باشد پس هر که آن را از
قسم اول شمارد و در عین مناقب علمای
محسنین و مجاهدین آنرا مذکور کند و فضلیت
بعضے ایشان بر بعض دیگر بآن اثبات
نماید و در باب تحقیق احق بالامامت
مثلا علوم مذکوره را داخل دلیل این همه امور
بر نسبت او از قسم بدعت حقیقیه وصفیه
خواهد گردید و نیز باید دانست که مزاولت
الآت حرب اهم ست از سایر وسائل
والیق ست بترویج و اعلان چه آن
وسائل جهاد ست و بنای جهاد بر ترویج
و اعلان ست بعد ازان علوم الهیه است
و اما اشغال صوفیه پس الیق ست بآنها
و کتمان که در ست بکار دل با یار و خلوة
در انجمن در باب امثال این امور قولیست
ماثور پس بنا بر خانقاهات برای آن
تداعی بر اجتماع آن محمود نیست و احفظ
مراتب امور دین بعید بلکه اصول مقاصد
احسانیه را در اثنار تذکیر کتاب و سنت
القا باید کرد و اشغال طرق را بطالبین
آن بدون نظر استقلالی و بدون التزام

مذکور کے حاجت پڑے نہ قسم اول سی کہ کامل کرنیوالون
علم قرآنی اور پورا کرنیوالون مقامات احسانے اور مستحبون
جہاد سے ہو پس جو کوئے کہ اوسکو قسم اول سی گنی اور
وقت تعریف عالمون نیک اور مجاہدون مین اوسکو
ذکر کرے اور بزرگے بعض انکی کی بعض دوسرون پر
ثابت کرے اور اثبات استحقاق امامت مین علمون
مذکور کو داخل کرے تو یہہ سب کام اوسکے نسبت
قسم بدعت حقیقے و صفے سے ہوگا اور یہہ بھی
جاننا چاہیئے کہ مزاولت ہتیارون لڑائی کا
اہتمام زیادہ ہے تمام وسیلون سے اور
بہت لایق تر ہے رواج دینے اور مشہور کرنے مین
اسلئے کہ وہ وسیلون جہاد سے ہے اور بنیاد
جہاد کے اوپر رواج دینے اور مشہور کرنے کے ہے
اور بعد اسکے علم الٰہی ہین اور شغل صوفیون کے
پس لایق ہین ساتھ پوشیدگے اور مخفے رکھنے
کے کہ ہاتھ کام مین اور دل یار مین اور تنہائی مجلس
مین بیچ مثل ان کامون کے قول ہے منقول
بزرگون سے پس بنانا خانقاہون کا واسطے اوسکے
اور بلانا لوگونکا اوپر اجتماع اوسکی بہتر نہین ہے اور
محفوظ رکھنے مرتبون کام دین سے بعید ہے بلکہ
اصل مقصدون احسانے کو درمیان یاد دلانی قرآن
اور حدیث کے دلمین ڈالنا چاہئے اور شغل طریقونکی طالبون
اوسکیکو بغیر نظر مستقل اور بغیر لازم کرنے

وضع خاص و بدون تمیز طریقہ از طرق
از غیر آن و بدون دعوت بسوی آن
تعلیم باید کرد تا در ضمن اشتغال بامور
معاشیہ و معادیہ خود بآن مزاولت تمام
پس کسیکہ محافظت مراتب مذکورہ نماید
امور مذکورہ بہ نسبت او در قسم از اقسام
بدعت وصفیہ مندرج خواہد گردید و نیز
باید دانست کہ اعتقاد اینکہ فلان چیز
از اصول مقاصد یا از متممات آن یا
از وسایل ضروریہ است ہر چند امر
مبطن ست و مدار بودن شئی از قسم
بدعت یا سنت برہمان ست اما
بعضے معاملات ظاہرہ ہم تلو اعتقاد
در ینباب میباشد مثلاً تعداد علوم آلہیہ
در سلک علوم شرعیہ و تمدح بآن و ابتہاج
صاحب آن بانسلاک در سلک علماء محمدیہ
در کتاب و سنت یا بشارت دادن دیگری
او را باین انسلاک و توقیر آن در مقام
توقیر علماء و تحقیر فاقد آن اگرچہ اطلاع
بر احکام دین بطریق مجرد استماع از علماء
یا بطریق خواندن ترجمہ قرآن و حدیث
داشتہ باشد مثلاً شخصے زید در علوم آلہیہ
مہارۃ تامہ میدارد و چندان بر احکام دین

وضع خاص اور بغیر جدا کرنے کسے طریقہ کے طریقون
غیر اوسکے سے اور بے دعوت کے طرف اوسکی تعلیم کرنی
چاہئین تو کہ باوجود مشغول ہونے کامون دنیا اور
آخرت اپنی مین ساتہ اوسکی مشق کرین پس جو کوئی
کہ محافظت مرتبون ذکر کئے گئے کے نہ کرے تو کام مذکور
بہ نسبت اوسکی کسی قسم مین اقسام بدعت وصفیہ سے
داخل ہونگے اور یہہ بہی جاننا چاہیئے کہ اعتقاد اس امر کا
کہ فلانی چیز اصول مقصدون یا پورا کرنیوالون اوسکے
یا وسیلون ضرورے اوسکے سے ہے ہر چند یہ بات
ایک امر پوشیدہ ہے اور مدار ہونے ہر چیز کا
قسم بدعت یا سنت سے اسے پر ہے مگر بعضے
معاملے ظاہر ہے واضح کرنیوالے اعتقاد کے
اسباب مین ہوتے ہین مثلاً گنتی علمون الٰہی
کے بیچ لڑے علمون شرعی کے اور تعریف کرنی
ساتہ اوسکے اور خوش ہونا صاحب اوس علم کا
بسبب منسلک ہونے سلک عالمون تعریف کئے
گیون مین بیچ قرآن اور حدیث کے یا خوشخبرے دینے
دوسرے کو اوسکو اس داخل ہونے کے عالمون مین اور
عزت کرنے اوسکے مقام عزت عالمون مین اور بیعزتے
کرنے گم کرنیوالون ان علوم کی اگرچہ اطلاع احکام دین پر
بطور سنی کے عالمون سے یا بطور پڑہنے ترجمہ قرآن اور حدیث
کے رکہتے ہون مثلاً ایک شخص زید نام علمون الٰہی مین
مہارت تمام رکہتا ہو اور کچہہ بہت حکمون دین پر

اطلاع نمیدارد و عمرو بر احکام دین بطریق
مذکورہ اطلاع میدارد و از علوم الٰہیہ
آشنائی نمیدارد پس زید را از قسم علما
شمردن و عمرو را از قسم جہال در باب
توقیر و اجلال یا در باب اعتبار کلام
در مقدمہ افتاء و امر بالمعروف یا در مقدمہ
تقدیم در باب امامت صلوۃ یا بانیکہ
اگر زید در مقدمہ مناظرہ در احکام دین
زبان درازی کند از قسم تادیب شمردہ
شود و اگر بالعکس شود از سوء آداب معدود
کردہ شود پس امثال این معاملات امور
مذکورہ را از جنس بدعات حکمیہ میگرداند
و بہمین قیاس باید بلکہ از ان بمرتبہ
کثیرہ در باب اشغال صوفیہ **مسئلہ**
خامسہ اشتغال بعلم طب و حساب و ہندسہ
و قدرے از مسائل علم ہیئت مجردہ
و منطق مجرد از خلط امور عامہ قدرے
از زبان فارسی از قسم نظم و نثر و تاریخ
کہ در امور معاشیہ بکار آید و ہمچنین تحصیل
حرف و صنایع و اختراع طعمہ جدیدہ
و البسہ جدیدہ و آئینہ جدیدہ و اسلحہ
جدیدہ و امثال آن از امور معاشیہ باعتبار
اصل خود از جنس بدعت نیست چہ ہر چند

اطلاع نہ کہتا ہو اور عمرو پر احکام دین کے بطور ذکر کئے
گئے کے اطلاع رکھتا ہے اور علوم الٰہی سے واقفیت
نہیں کہتا پس زید کو قسم علما سے گنا اور عمرو کو قسم
جاہلوں سے باب عزت اور بزرگے مین یا در باب اعتبار
کرنے بات کی یا ہیچ مقدمہ فتوے دینے اور امر بالمعروف
کے یا مقدم کرنے مین واسطے امامت نماز کے
یا اسطرح پر کہ اگر زید در باب مناظرہ احکام دین کے
زبان درازے کرے تو قسم ادب سکھانی سے
شمار کیا جاوے اور اگر اولٹا ہو تو بے ادبی
مین گنا جائے پس مثل ان معاملون کی کامون
مذکور کو قسم بدعت حکمی سے کرتے ہین اور اسطرح
قیاس کرنا چاہیئے بلکہ اس سی زیادہ سے گئے
گذرے مرتبہ مین شغلون صوفیہ کے مقدمہ میں
قیاس کرنا چاہیئے **مسئلہ پانچوان**
مشغول ہونا ساتہ علم طب اور حساب اور
ہندسہ اور کچھہ مسئلون نرے علم ہیئت اور
قواعد منطق کے کہ خالی ہون آمیزش امور عامہ
سے اور کچھہ زبان فارسی قسم نظم اور نثر اور تاریخ کے
بیچ کامون معاش کے کام آوے اور اسطرح حاصل کرنا
پیشون اور صنعتون کا اور نکالنا کہانون نئے
اور لباسون نئے کا اور آئینہ نیا اور ہتیار نئے اور مثل
اسکے کامون معاش سے باعتبار اصل اپنے
کے قسم بدعت سے نہین ہے ہر چند

بعضے ازان از قسم محدثات باشند اما نه کسے
اورا از امور دین میشمارد و نه با و معامله
امور دینیه میکند مثلا طبیب و سیاق دان را
کسے از علماء دین نمی شمارد و با و معامله
علما نمی نماید آری بعضے از سفهاء زمان
اهل منطق و هیئت را در تعداد علما معدود
میکنند و در ضمن علوم ممدوحه شرعیه این
هر دو علم را میشمارند پس بر نسبت ایشان
اشتغال باین هر دو علم از قسم بدعت حقیقیه
خواهد شد اما نه قسم اشخاص که در حماقت پایه تمیز
قصوے رسیده باشند کمتر یافته میشوند
بنا علیه ببدعت این امور مطلقا حکم کرده
نمی شود آرے انهماک در امثال این امور
بلکه سایر امور دنیویه و استغراق همت
در ان موجب قساوة قلب و موجب بعد
عن الله و باعث نسیان تذکر جلال حضرت
حق و سبب تکدر روح است که حدیث
اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرَ اللّٰهِ
تَعَالٰی وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا وَمُتَعَلِّمًا بر آن دلالت
میدارد هرچند این کلام از مبحث ما نحن فیه
یعنی تحقیق معنے بدعت و سنت خارج است
اما کلام چون باین رسید لابد ذکر نکته
کثیر النفع در ینمقام لازم آمد بیانش آنکه

بعضے انکے قسم نئے کاموں سے ہوں اور نہ کوئی اوسکو
کاموں دین سے گنتا ہے اور نہ ساتھ اوسکے معاملہ
کاموں دین کا کرتا ہے مثلاً طبیب اور سیاق جاننے والے کو
کوئی علمای دین سے نہیں گنتا ہے اور اوس سے معاملہ
علما کا سا نہیں کرتا ہاں بعضے بیوقوف زمانہ کے
اہل منطق اور ہیئت کو شمار علما میں گنتے ہیں اور قسم
علموں تعریف کے گئے شرعیہ سے ان دونو علموں کو
گنتے ہیں پس بر نسبت انکی شغل کے ساتھ ان دونو
علموں کے قسم بدعت حقیقے سے ہوگا اسے پر
اس قسم کے اشخاص کہ بیوقوفی میں اس درجہ نہایت کے
ہوں کمتر پائے جاتے ہیں اسلئے بدعت ہونے
ان کاموں کا حکم مطلق نہیں کیا جاتا ہے ہاں بہت
شغل مثل ان کاموں میں بلکہ تمام کاموں دنیا میں
اور ڈوبو دینا ہمت کا اسمیں سبب سخت دلکا ہے اور
باعث دوری کا خدا سے اور سبب بھول جانے یاد
حضرت حق کا اور باعث مکدر ہونے روح کا ہے کے
حدیث میں ہے ترجمہ **حدیث** دنیا لعنت کی گئی ہے
اور لعنت کیا گیا ہے جو کچھ اوسمیں ہے مگر ذکر اللہ تعالے کا
اور جو چیز کہ نزدیک کرے اوس سے اور صاحب علم
اور علم سیکھنے والا + اوسپر دلالت رکھتے ہے
ہرچند یہہ گفتگو بحث اوس کلام سے کہ ہم اوسمیں
ہیں یعنی تحقیق معنی بدعت اور سنت سے باہر ہے مگر جب
کلام اسجگہہ پہونچا ضرور ذکر کرنا باریکی کا کہ بہت فائدہ مند ہے

+ اسمقام پر کلام مصنف میں کچھ اجمال ہے

تحصیل مہارت در فن شعر مثلا بچند وجہ
میباشد بعضے اشخاص بنا بر نیت نیک مہارت
آن فن حاصل میکنند مثل تحصیل ملکہ تالیف
مناجات رب العالمین و لغت سید المرسلین
و مناقب عباد مقبولین و ہجو کفار متمردین
و نظم احکام دین و امثال آن از امور نافعہ
در اسلام و بانیوجہ عبادت بالعرض میشود
و بعضے بنا بر تحصیل معاش بآن اشتغال
می ورزند مثل منشیان امرا و معلمان
صبیان پس نسبت ایشان از امور مباحہ
ست و بعضے بنا بر تحصیل تعلے و ترفع و
استکبار و تحقیر سادہ لوحان باین اشتغال
میکنند و بانیوجہ بہ نسبت ایشان از اقبح
معاصی شمردہ میشود و بعضے بنا بر قضاء شہوت
لسانی بذکر محاسن نساء و امارد و بیان
خط و خال و غنج و دلال و ناز و انداز و شراب
و کباب و چنگ و رباب و بیان اوضاع اعلام
و جماع و رقص و سماع و امثال آن از امور
مہیجہ شہوت بآن اشتغال مینمایند و بانیوجہ
بہ نسبت ایشان از قبیل زنا و لسانی شمردہ
میشود و بعضے بنا بر التذاذ و نفس ادراک مضامین
نفیسہ مخیلہ و معانی عمیقہ مولفہ و اشارات
دقیقہ و کنایات خفیہ و متانت عبارات و

حاصل کرنا مہارت کا فن شعر مین مثلا کئی طرح پر ہوتا ہی
بعضے اشخاص بسبب نیک نیتی کے مہارت اس فن کے
حاصل کرتے ہین مانند حاصل کرنے ملکہ کہنے مناجات رب
العالمین اور تعریف پیغمبر خدا اور مناقب بندون مقبول
اور ہجو کافرون سرکش اور نظم کرنے حکمون دین کی
اور مانند اسکے کامون فائدہ مند سے اسلام مین اور
اسوجہ سے یہہ عبادت بالعرض ہوتی ہے اور بعضے
بسبب حاصل کرنی معاش کی اسمین شغل کرتے ہین جیسے
منشی امیرونکے اور معلم لڑکون کے پس بہ نسبت دونکے
کامون جایز سے ہے اور بعضے بسبب حاصل کرنے
بڑائی اور بلندی اور تکبر کرنے اور حقیر جاننے بن پڑھون
کے اسمین شغل کرتے ہین اور اس سبب سے بہ نسبت اونکے
بدترین گناہون سے گنا جاتا ہے اور بعضے واسطے
ادا کرنے شہوت زبان کے ساتہ ذکر حسن عورتون
اور لڑکون کے اور بیان کرنے خط اور خال اور غنچہ
دہنے اور شیرین لبی اور ناز اور انداز اور شراب اور
کباب اور چنگ اور رباب اور بیان کرنا وضعون
اعلام اور جماع اور ناچ اور راگ کے اور مانند اسکے
باتون اوٹہانیوالی شہوت سے شغل کرتے ہین اور
اسوجہ سے بہ نسبت اونکی قسم زنا زبانی سی گنا جاتا ہے
اور بعضے واسطے اوٹہانے لذت کے ساتہ دریافت
مضمونون نفیس خیالی اور معانی گہرے تالیف کئے گئے اور
اشارتون باریک اور کنایتون پوشیدہ اور مضبوط عبارتون اور

وسلامت محاورات وجزالت تراکیب و
لطافت تشبیہات ورشاقت استعارات
وعذوبت الفاظ وخوبے استخوان بندے
ورعایت صنایع لفظیہ ومعنویہ وامثال
آن ازامور یکہ تعلق ببلاغت وفصاحت
دارد بآن اشتغال مینمایند ومدار التذاذ
ایشان ہمین امور مذکورہ ست نہ مضمون
خاص از مضامین بلکہ ہر مضمون کہ لیاقت
جریان امور مذکورہ داشتہ باشد ہمان
مضمون جولان گاہ افکار ایشان ست
خواہ از باب مناجات ونعت ومنقبت
باشد خواہ از باب ہجو ومدح وخواہ از باب
مضامین شوقیہ باشد خواہ بہاریہ وخواہ
سیر انبیاء باشد خواہ قصص اولیا وخواہ
حکایت صالحین باشد خواہ افسانہای
سلاطین الغرض ایشانرا از تلفیق کلام
خود غیر از لذات خیالیہ چیزے دیگر غرض
نمی باشد حال ایشان در حرکت خیالیہ
مثل حال مفرجان بساتین ست کہ ایشان
را بجائی رسیدن منظور نمیباشد بلکہ مقصود
اصلے نفس حرکت میباشد درضمن ملاحظہ
الوان مختلفہ واشکال رنگارنگ بہر سمتے
کہ متحقق شود وبہر بوستانی کہ گذر

اور سلامتی محاورون اور مضبوطی ترکیب اور لطافت
تشبیہون اور زیبائش استعارون اور شیرینے لفظون اور
خوبی استخوان بندی اور رعایت صنعتون لفظے اور
معنوے کے اور مانند اسکے اون کامون سے کہ
تعلق ساتہ فصاحت اور بلاغت کے رکہتے ہین اور
اونہی مشغول ہوتے ہین اور مدار انکے لذت کا یہی کام ذکر کیے گئے
ہین نہ کوئے مضمون خاص مضمونون سے بلکہ ہر
مضمون کہ لیاقت جارے ہونے کامون مذکور کے
رکہتا ہو وہے مضمون چوگان فکرون اونکی کا
ہے خواہ قسم مناجات اور تعریف پیغمبر اور مناقب
اولیا سے ہو خواہ قسم ہجو اور تعریف سے خواہ قسم
مضمونون شوقیہ سے ہو خواہ بہاریہ سے خواہ
عادت نبیون سے ہو خواہ قصے ولیونکے خواہ
حکایت نیک بختونکے ہو خواہ قصے بادشاہونکے
غرض اونکو ترتیب اور جمع کرنے کلام اپنے سے
سوائے لذت خیالے کے اور کچہہ غرض نہین
ہوتے ہے حال اونکا حرکت لذت خیالی مین
مانند حال سیر کرنیوالون باغکے ہے کہ اونکو کسی جگہہ
پہونچنا منظور نہین ہوتا ہے بلکہ مطلب اصلی
ذاتے حرکت کرنا ہے واسطے دیکہنے رنگون
مختلف اور شکلون رنگارنگ کے جسطرف کو
اتفاق پڑے پڑے اور جس باغ مین
گذر ہو۔

افتد افتد چنانچہ کریمہ وَالشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُمُ
الْغَاوُوْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ
وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ۝ کاشف
حال ایشانست بانیوجہ بہ نسبت ایشان
از قبیل لہو ست و از مکروہات شرعیہ
بلکہ از اضر شیا رست در باب تحصیل
حقیقت احسان و ترک آن از شعایر
ایمان ست و متمات احسان کہ کریمہ
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَهُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ
خٰشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَهُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ
وحدیث مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُ
مَا لَا یَعْنِیْهِ بر آن دلالت میدارد و مزاولت
حساب و ہیئت و ہندسہ و منطق را بر مزاولت
شعر قیاس باید کرد کہ اکثر بنا بر اغراض
مختلفہ واقع میگردد پس حکم این مزاولت
مثل حکم آن اغراض ست در حسن و قبح و
علامت این مزاولت اکتفاست بر قدر
حاجت نہ افراط و تعمق دران و در بعضے
احیان بنا بر مجرد میلان بسوی لذت فکر
کہ از استحصال مجہولات عددیہ بطریق متعینہ
و حساب خطائین و عکس و تبدیل و جبر و مقابلہ
و از استحصال سوالات مشکلہ حسابیہ و از
تخیل حیثیات اشکال ہندسہ و ہیئت و از

ہو ہو جیسے کہ آیۃ قرآن شریف مین ترجمہ آیۃ شریف
شاعر پیروے کرتے ہین اونکی گمراہ کیا نہین
دیکھتا تو کہ تحقیق وہ ہر جنگل مین سرگردان ہین
اور البتہ وہ کہتے ہین جو کچھ نہین کرتے ۔ ظاہر
کرنیوالی حال اونکی کی ہے اور اسی سبب بہ نسبت اونکی
قسم کہیل سی ہی اور مکروہات شرعی سی بلکہ بہت مضر
چیزون سے حاصل کرنے حقیقت احسان مین اور چھوڑنا اسکا
علامات ایمان سے ہے اور کامون بیفائدہ کا ہے
سے کہ آیۃ قرآنی آیت شریف تحقیق رستگار ہوئے
مسلمان جو اپنے نماز مین گڑگڑاتے ہین اور جو لوگ کہ
لغو سے مونہہ پھیرتے ہین ۔ اور حدیث ترجمہ حدیث پیغمبر
خوبی اسلام آدمی سی چھوڑنا کامون بیفائدہ کا ہے
اشیر دلالت رکھتی ہے اور مشق حساب اور ہیئت اور
ہندسہ اور منطق کو اوپر مشق شعر کے قیاس چاہیئے کرنا
کہ اکثر بسبب غرضون مختلف کے واقع ہوتے ہے
پس حکم اس مشق کا مثل حکم اون غرضون کی ہے
بھلائی اور برائی مین اور علامت اس کوشش کے
اکتفا کرنا ہے اوپر مقدار حاجت کے نہ زیادتی حد سے
اور بہت غور اوسمین اور بعضے وقتون مین فقط بسبب
شوق لذت فکر سے کے کہ حاصل کرنے نامعلوم عددون
سے بطور معین اور حساب خطائین اور عکس اور تبدیل
اور جبر اور مقابلہ اور نکالنے سوالون مشکل حسابی سے اور
خیال کرنے حیثیتون شکل ہندسہ اور ہیئت سے اور

النساق براہین قاطعہ آن واز ایصال
بدیہیات جلیہ بسوی نظریات عمیقہ بطریقے
کہ احتمال خطا وغلط را در آن گنجایش
نباشد واز استعلام امور یکہ ادراک آن
از عرف وعادات بعید ترمینماید مثل
محدود ابجہات ومقادیر کواکب واوضاع آن
بہ نسبت سفلیات وارتفاع عمارات عالیہ
وجبال شامخہ وعروض انہار واعماق
ابحار وامثال آن واز استعمال آلات
اسطرلاب واکتناہ مفہومات فایزہ وتحدید
تصورات نظریہ وتمیز اجزاء عقلیہ و
تفتیش اجزاء عقود وتنقیح حقیقت اذعان
ومتعلق آن وتحقیق لوازم قضایا وطرق
تالیف اقیسہ وتحلیل وترکیب وتصویر مباحث
صناعات خمسہ الحصول ملکہ تقیید وتوجیہ
ودفع ومنع دخل ونقض وقلب ومعارضہ
وامثال آن از امور یکہ جولان گاہ افکار
اذکیہ تواند شد حاصل میشود ومزاولت امور
مذکورہ متحقق میگردد وانہماک قوت عقلیہ
در مفہومات واستغراق قوت فکریہ تعمقات
بمراتب اقوی ست از انہماک قوۃ حاسہ
در ملاذ جسمانیہ وقوت مخیلہ در مضامین شعریہ
والحان موسیقیہ وملاہی شطرنج وامثال

اور انتظام دلیلون قاطعہ اوسکے سے اور پہونچنے
بدیہات روشن سی طرف نظریات گہرے کے اسطرح پر
گمان غلطے اور خطا کا اوسمین گنجایش نرہی اور معلوم
کرنے اون کامون سے کہ دریافت اونکا عادت سی بہت
دور دکہائی دیتا ہے مانند محدود ابجہات اور مقدار
ستارون کی اور وضعین اونکے بہ نسبت نیچے والون کے
اور بلندے عمارتون بلند اور پہاڑون اونچی اور
اور چوڑائی نہرون اور گہراؤ دریاؤن کے اور مثل
اسکے اور استعمال کرنے آلات اسطرلاب اور دریافت
کرنے حقیقت مضمونون پہونچے ہوون اور حد باندہنے
تصورات نظری اور جدا کرنے اجزاے عقلے اور
دریافت کرنے اجزا منعقد ہونے قضیہ اور صاف
کرنے حقیقت یقین اور متعلق اوسکے اور تحقیق کرنے
لوازم قضیون اور طریقے مرکب کرنے قیاسون اور
جدا کرنے اور مرکب کرنے اور صورت بنانے بحثون
صنعت خمسہ کے اور وہ حاصل کرنا استعداد قید لگانے
اور توجیہ کرنے اور دفع کرنے اور منع کرنے اور نہ دخل
دینے اور نقض اور قلب اور معارضہ اور مانند اسکی اون کامون
سے کہ میدان دوڑنے فکر تیز ذہن والون کا ہی حاصل
ہوتے ہے اور مزاولت کامون ذکر کیے گئے کی ثابت
ہوتی ہی اور مشغولی قوت عقلے کی بیچ مضمونون کی
اور ڈوب جانا قوت فکری کا گہراؤ مین بہت مرتبون زیادہ
ہے مشغولی قوت حسی سے لذتون جسمانی پر اور قوت

خیال سے مضمونون شعر سے اور آواز موسیقی اور کہیل شطرنج وغیرہ مین اور مانند اسکے

انچہ مبادین معقولات نہایت اوسع ست
ازبساتین مخیلات وحشوش محسوسات ولذت
عقلیہ بغایت الطف ست از لذات خیالیہ
حسیہ چہ باد پای قوۃ متفکرہ بمدارج اسرع
ست از استر قوۃ مخیلہ وخر قوۃ حاکیہ
نظر بمراتب الذ ست از داد وش خیال و
خرفشار حواس پس انہماک دران بمراتب
اقوی باشد بہ نسبت انہماک در اخرین وادخل
باشد درجذر قلوب وابعد باشد از شریعت ایمان
کہ طریقہ سلوک اسلاف امین ست واقصی
باشد در روش ہمان کہ بدعت مخترعہ اخلاف
متفلسفین است واضر باشد در تحصیل حقیقت
احسان کہ افنار ارادہ قلبیہ وقطع علایق
ماسوی الہ از جذر قلب واعراض از التذاذ
بغیر اللہ خلاصہ اوست واغلظ حجب باشد
در باب تحصیل اطمینان بمعارف انبیاء عم
کہ طموح بصر بصیرت بسوی فیض نازل از
خطیرۃ القدس کہ بقوالب شریعت وسبل
سنت بروز نمودہ از شرایط اوست سبحان
اللہ سخن از کجا تا کجا رسید غرض آنکہ مومن
پاک مہر از بدعت وشرک ابا باید کہ ملت
حنیفیہ بیضا را از الوث امور مذکورہ حتی
الامکان پاک دارد ولذت آنرا در دل خود

اسکے اسلئے کہ بعد ان معقولات کا نہایت چوڑا ہے اور لذت
عقلے نہایت لطیف ہے لذت خیالی اور حسی سی اور گھوڑا
تیز رفتار قوت متفکرہ کا کئے درجہ زیادہ دوڑنیوالا ہے
خچر قوت متخیلہ اور گدہے قوت محیلہ جسے سے
اور زیادہ قوت حسے اور دوڑ دھوپ عقل کے
بہت مرتبون زیادہ لذیذ ہے بہا گنے خیال اور
بھوہدہ چلنے گدہے حواس سے پس مشغول اوسمین بہت
مرتبون قوی ہوگے بہ نسبت مشغولے کام خیال
اور حواس کے سے اور بہت داخل ہوگے تہ دلمین اور بہت
دور ہوگے شریعت ایمان سے کہ راہ چلنے اگلون بن
پڑ ہونگی ہی اور بدرجہ نہایت ہوگی سرگردانی
کہ بدعت نکالی ہوئی پچھلون فلاسفہ کی ہی اور بہت
مضر ہوگے حاصل کرنے حقیقت احسان مین کہ فنا کرنا
ارادہ دلی اور منقطع کرنا علاقون ماسوے خدا کا تہ دل
سے اور موہنہ پھیرنا لذتون غیر خدا کے خلاصہ اوسکا
ہے اور بہت پہاری پردہ ہوگا حاصل کرنے طمینان
ساتھ معرفت نبیون علیہ السلام کے کہ طمع بینائی عقل کے
طرف فیض اوترنیوالے خطیرہ قدس سے کہ قالبون شریعت
اور صورت سنت مین ظہور کیا ہے شرطون اوسکی سے ہے
سبحان اللہ بات کہان سے کہان پہونچی غرض یہ ہے کہ مسلمان
پاک بیزار شرک اور بدعت کو چاہیئے کہ دین حنیفے روشن کو
بجاستون کام مذکورسی حتے المقدور پاک رکھے
اور لذت اوسکے کو اپنے دلمین ۔

جای ندہد و بر قدر حاجت ازان اکتفا
نمودہ اوقات عزیزہ خود را در تعمقات
زائدہ ضایع نگرداند کہ هَلَكَ الْمُتَعَمِّقُوْنَ
حدیث نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام است
و تلبس امور مذکورہ را بنا بر ضرورت قضاء
حاجت شمارد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا
لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا
اللّٰهُ **فصل ثانی در بیان حکم بدعت**
باید دانست کہ تحقیق حکم بدعت موقوف
ست بر تمہید چند مقدمات مقدمہ اولے
باید دانست کہ خلاصہ مفہوم بدعت از تمہید
کلام **فصل اول** چناں مستفاد گردیدہ کہ
ہر عقیدہ و مقامے و واردی و حالی و
قولے و فعلے کہ از جنس عبادات باشد
یا عادات یا معاملات و ہمچنین تقیید و
تعیین امور مذکورہ بقیود و حدود معینہ
و ہمچنین تشخیص موقع آن امور از تشہیر
اعلان باستر و کتمان با اہتمام و عدم
اہتمام یا التزام و عدم التزام کہ نہ ثابت
بکتاب باشد و نہ بہ سنت و نہ باشتہار
و رواج در قرون ثلثہ و نہ باجماع اہل حق
و نہ بقیاس صحیح منقول از مجتہدین سابقین
مسلم الاجتہاد و صاحب آنرا از امر دین شمارد

جگہ نہ دی اور بقدر حاجت اوس سے اکتفا کرے اور
اوقات عزیز اپنی بیچ باریکیون زاید کے ضایع نکرے کہ
ترجمہ حدیث ہلاک ہوے بہت غور کرنیوالے۔ حدیث
نبے امی علیہ السلام مین ہے اور شغل کامون مذکور کا
واسطے ضرورت حاجت روائی کے شمار کرے۔
ترجمہ آیۃ شکر ہے خدا کا کہ راہ دکہائی ہمکو طرف اوسکے
اور نہ تہی ہم کہ راہ پاتے اگر نہ راہ دکہاتا ہمکو اللہ۔

فصل دوسری بیچ بیان حکم بدعت کے

جاننا چاہیئے کہ تحقیق حکم بدعت کے موقوف ہے اوپر
بیان کئی مقدمون کے **مقدمہ پہلا**۔ چاہیئے
جاننا کہ خلاصہ مضمون بدعت کا بیان کلام **فصل پہلے**
سے ایسا ظاہر ہوا کہ جو عقیدہ اور مقام اور جو وارد اور
حال اور جو بات اور کام کہ قسم عبادتون سے ہو
یا عادتون اور معاملون سے اور اسیطرح قید
لگانے اور معین کرنا کامون مذکور کا ساتہ قیدون اور
حدون معینہ کے اور اسیطرح معین کرنا موقع اون
کامون کا شہرت دینے اور ظاہر کرنے سے
یا پوشیدہ اور چہپا کرنے سے یا اہتمام اور نہ اہتمام
کرنے سے یا لازم پکڑنے اور نہ لازم پکڑنے سے کہ
نہ ثابت قرآن سی ہو نہ حدیث سی اور نہ مشہور اور
مروج ہوا ہو قرون ثلثہ مین اور نہ اجماع اہل حق کا
ہوا ہو اوسپر اور نہ قیاس صحیح نقل کیا گیا ہو اوسپر
مجتہد پہلون سے کہ جنکا اجتہاد مسلم ہی اور کرنیوالا اوسکا اوسکو کام دین

دیا یا او معاملہ امور دینیہ کند پس ہمان امر را
بدعت میگوئیم و در اکثر مواضع کتاب و سنۃ
لفظ بدعت بر ہمین معنی مستعمل میشود
مثل آیۃ کریمہ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ
الرُّسُلِ چہ پر ظاہر ست کہ خود آنجناب در زمان
سابق موجود نبود و نہ شریعت آنجناب
بخصوصہا بلکہ نظیر آنجناب و وصف رسالت
و نظائر شریعت آنجناب از شرایع متقدمہ
در زمان سابق متحقق بودند بنا علیہ از
ذات آنجناب و شریعت آنجناب بدعت
نفی کردہ شد پس معلوم شد کہ در باب نفی
بدعیت شئی وجود نظیر آن شئی ہم در زمان
سابق کفایت میکند و در احادیث متواترہ
بدعت امقابل سنت ذکر فرمودہ آن را
نکوہش کردہ اند و از اتباع آن نہی بلیغ
نمودہ و در حدیث عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي
وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ
و حدیث مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي
سنت خلفاء راشدین و سیرت صحابہ
مکرمین را در باب وجوب اتباع در اوقات
ظہور بدعات مقارن خود مذکور ساختہ
و در حدیثی کہ ترمذی از طریق ابی سعید
خدری رضہ روایت کردہ قَالَ قَالَ

یا ساتہ اوسکی معاملہ کامون دین کا کرے پس اسی کام کو
بدعت کہتی ہین ہم اور اکثر جگہہ قرآن اور حدیث مین
لفظ بدعت کا اسی معنون پر استعمال کیا جاتا ہی
جیسے کہ آیۃ قرآن مین ترجمہ آیۃ شریف کہہ تو نہین
ہون مین نیا رسولون سے - اسلئے کہ بہت ظاہر ہے
کہ تحقیق آنحضرت پہلے زمانہ مین موجود نہ تہے اور
نہ شریعت خاص آنحضرت کی بلکہ مثل آنحضرت کے وصف
رسالتمین اور مثل شریعت آنحضرت کے شریعتون
پہلے سے زمانہ اگلے مین موجود تہے اسسبب سے ذات
آنحضرت اور شریعت آنحضرت سے نفی بدعت کے گئی
پس معلوم ہوا کہ نہونے بدعت ہر ایک چیز مین موجود ہونا
مثل اوسچیز کا پہلے زمانہ مین کفایت کرتا ہے اور
حدیثون متواترمین بدعت کو مقابل سنت کی
ذکر کیا اور اوسکے مذمت کی اور اوسکی پیروی سے
منع کیا اور اس حدیث مین - ترجمہ حدیث
کہ لازم ہے اوپر تمہارے راہ میرے اور راہ خلیفون
رشد اور ہدایت والون کے - اور اس حدیث مین
کہ وہ وہ چیز ہے کہ مین جسپر ہون اور اصحاب میرے
سنت خلیفون راشد اور خصلت صحابہ بزرگ کو
واجب ہونی پیروی مین وقت ظاہر ہونے
بدعتون کے ساتہ اپنے ذکر کیا اور بیچ اوس حدیث
کے کہ ترمذے نے ابو سعید خدرے کیطرف
سے روایت کے ہے کہ ترجمہ حدیث کہ فرمایا -

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ
طَیِّبًا وَعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ وَاَمِنَ النَّاسُ
بَوَائِقَہٗ دَخَلَ الْجَنَّۃَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا الْیَوْمَ لَکَثِیْرٌ فِی النَّاسِ
قَالَ وَسَیَکُوْنَ فِیْ قُرُوْنٍ بَعْدِیْ
و در حدیثی کہ مسلم از طریق عائشہ رض
روایت کردہ اَنَّھَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَا
یَذْھَبُ اللَّیْلُ وَالنَّھَارُ حَتّٰی یُعْبَدَ
اللَّاتُ وَالْعُزّٰی فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اِنْ کُنْتُ لَاَظُنُّ حِیْنَ اَنْزَلَ اللّٰہُ ھُوَ
الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی
وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ
وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ اَنَّ ذٰلِکَ تَامًّا
قَالَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ مِنْ ذٰلِکَ مَا شَاءَ
اللّٰہُ بشیوع سنت و رواج دین در چند
قرون متاخرہ اخبار فرمودہ و آن چند
قرون را در حدیث خَیْرُ الْقُرُوْنِ
قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ
یَلُوْنَھُمْ و امثال آن از احادیث کثیرہ
بقرون ثلثہ تفسیر فرمودہ و در آیہ کریمہ
وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا
تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ

رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہا یا حلال اور عمل کیا
سنت پر اور امن مین رہے لوگ برائیون اوسکی سے
داخل ہوا جنت مین پس کہا ایک شخص نی ای رسول
اللہ کے آجکے دن البتہ بہت ہین فرمایا اور قریب ہے
کہ ہونگے بیچ زمانہ کے پیچھے میرے ۔ اور بیچ اوسکے
کے کہ مسلم نے طریق عائشہ رض سے روایت کیے ہے
کہ ترجمہ حدیث کہا حضرت عائشہ نی کہ سنا مینے
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے نہین گذرے
گے رات اور دن یہانتک کہ پوجا جاوے گا لات اور
عزّے پس کہا مینے اے رسول اللہ کے تحقیق تہی مین
گمان کرتے جسوقت نازل کیا اللہ نے وہ ذات
پاک کہ بہیجا رسول اپنے کو ساتہ ہدایت اور دین سچے
کے تاکہ غالب کرے اوسکو اوپر سب دینون کے اگرچہ
بُرا مانین مشرک لوگ تحقیق یہہ کلام پورا ہے فرمایا
تحقیق شان یہ ہے کہ قریب ہے کہ ہوگا اسمین سے
جو کچہہ چاہا اللہ نے ۔ ساتہ ظہور سنت اور رواج دین
کے کئے قرنون پہلون مین خبر دی اور وہ کئی قرن
بیچ اس حدیث کے کہ ترجمہ حدیث بہتر زمانون کا زمانہ
میرا ہے پہر جو لوگ متصل ہین اوس سے پہر جو کہ متصل ہین اوس سے اور مانند
اسکے بہت حدیثون سے ساتہ قرون ثلثہ کے تفسیر
فرمائے ہے اور اس آیہ مین کہ آیۃ شریف جو کوئی
خلاف کرے رسول کا بعد اسکے کہ ظاہر ہوے
اوسکو راہ ہدایت کے اور پیروی کرے سوائے راہ

الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا ۝ اجماع را در باب وجوب اتباع سنت ملحق گردانیده پس معلوم شد که مراد از بدعت در احادیث متواتره و استعمال لفظ بدعت بر همین معنی واقع گردیده پس لابد لفظ بدعت بنسبت معنی مذکوره حقیقیه شرعیه باشد وحمل او بر همین معنے در صورت عدم قرائن خارجیه واجب وستعمال او بر غیر اینمعنے از قبیل استعمالات مجازیه ست که احتیاج بقراین خارجیه میدارد چنانچه در کلام حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضہ که در حق تراویح فرمودہ نعمة البدعة هذه واقع گردیده چه مراد از لفظ بدعت در کلام ایشان همین قدر است که خود تراویح باین هیئت خاصه وباین التزام در جمیع لیالی رمضان در زمان برکت نشان آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم موجود نبود واینمعنے اعم ست از معنے اول پس اطلاق لفظ بدعت بران از قبیل اطلاق لفظ نفاق ست بر مطلق تغییر حال که در قول حنظله رض نافق حنظلة واقع شده وقرینه تجوز در همینقام امتناع حقیقت ست بنظر صدور نفس این عبارت

مسلمانون کی بہبیرین ہم اوسکو اوسیطرف اور ڈالینگے گے اوسکو دوزخ مین اور بُری جگہہ ہے جانیکے۔ اجماع کو مقدمہ واجب ہونے پیروی مین سانہ سنت کے ملانا کیا پس معلوم ہوا کہ مراد بدعت سی حدیثون متواترہ مین اور استعمال لفظ بدعت کا اسی معنون پر واقع ہوا ہے پس ضرور لفظ بدعت کا بنسبت معنی مذکور کے حقیقت شرعی ہی اور لینا انہین معنون کا بیچ صورت نہونے قرینون خارجی کے واجب ہے اور استعمال اوسکا اور بر غیر ان معنون کے قسم استعمال مجاز سی ہے کہ حاجت قرینون خارجے کے رہتے ہے جیسا کہ کلام جناب امیر المومنین عمر فاروق رضہ مین کہ تراویح کے حق مین فرمایا ہے کہ اچھے بدعت ہے یہہ واقع ہوا ہے اسلئے کہ مراد لفظ بدعت سے اونکے کلام مین اسیقدر ہے کہ تحقیق تراویح اسصورت خاص اور اس التزام سے تمام راتون رمضان مین بیچ زمانہ برکت کے نشان پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نہین تھے اور یہہ معنے عام ہین پہلے معنون سے پس بولنا لفظ بدعت کا اوسپر قسم بولنے لفظ نفاق سے ہے اوپر مطلق تغیر حال کے کہ بیچ قول حنظلہ رضہ کے منافق ہوا حنظلہ واقع ہوا ہے اور قرینہ مجاز کا اسجگہہ منع ہونا معنے حقیقی کا ہے بنظر صادر ہونے خاص اس عبارت کے

از زبان خلیفہ راشد چہ این عبارت دال است
بر تحسین تراویح و تحسین خلیفہ راشد چیز یرا
مستلزم السلاک آنچیز ست در سلک سنت
او و سنت خلیفہ راشد ملحق بہ سنت نبویہ
ست پس مضاد بدعت باشد و چون
اینمقدمہ مہد شد پس باید دانست کہ مراد
از لفظ بدعت در ینمقام یعنی در مقام
تحقیق حکم آن معنی حقیقی شرعے ست

مقدمہ ثانیہ

باید دانست کہ حکم شارع کہ بسوی بندگان
او متوجہ میگردد بسبب وجہ متحقق میشود
یعنے یا بطلب چیزے متحقق میشود مثل
صلوٰۃ و صوم یا بترک چیزے مثل زنا
و سرقہ و یا باباحۃ چیزے یعنے بیان
اینکہ ایشان در آن مختار اند اگر خواہند
بعمل آرند و اگر خواہند بعمل نیارند نزد
شارع نہ صدور آن امر مطلوب ست
و نہ ترک آن مثل اکثر مباحات از اکل و
شرب و لباس و ہر چند مراتب حسن امور
مطلوبہ باعتبار مراتب علت مختلف میباشد
مثل خوردن بدست راست و افضلیت
بینی بدست چپ و سایر آداب اکل و
شرب و لباس و جماع و غائط و امثال آن

زبان خلیفہ راشد سے اسلئے کہ یہہ عبارت دلالت کرتے
ہے اوپر نیک جاننی تراویح کے اور نیک جاننا خلیفہ راشد کا
کسے چیز کو مستلزم ہے داخل ہونی اوسچیز کو سلک سنت او سکے
مین اور سنت خلیفہ راشد کے ملے ہوئے ہے سنت پیغمبر سے
پس خلاف بدعت ہوگے پس جب یہہ مقدمہ بیان ہو چکا
تو جاننا چاہیئے کہ مراد لفظ بدعت سے اسجگہہ یعنی ہیچ مقام
تحقیق حکم اوسکے معنے حقیقے شرعے ہے مقدمہ دوسرا

چاہیئے جاننا کہ حکم خدا کہ طرف بندون او سکے
متوجہ ہوتا ہے تین طرح سے ثابت ہوتا ہے
یا کسے چیز کے طلب مین صادر ہوتا ہے جیسے نماز
اور روزہ یا ترک کرنے کسے چیز مین جیسے زنا
اور چوری یا مباح ہونے کسے چیز مین
یعنے بیان اس امر کا کہ بندے مختار ہین
اسمین اگر چاہین عمل مین لاوین اور
چاہین نہ لاوین نزدیک شارع کے نہ عمل مین
لانا اوسکا مقصود ہے نہ ترک کرنا اوسکا
مانند اکثر مباح چیزون کے کہانے اوڑھنے
اور پہننے سے اور ہر چند مراتب خوبے کا مون
طلب کئے گئے کے باعتبار سبب کے
مختلف ہوتے ہین جیسے کہانا سیدہے
ہاتھہ سے اور سنکنا ناک کا بائین ہاتھہ سے
اور تمام آداب کہانے اور پینے اور لباس
پہننے اور جماع کرنے اور پاخانہ پھرنے اور مثل اسکے

از محاسن عادات مرتبہ از حسن میدارد کہ
طلب شارع بحسب ہمان مرتبہ باو متعلق
گردیدہ و محامد اخلاق و واردات و
احوال و مقامات مرتبۂ دیگر میدارد از حسن
و تعلق طلب شارع و مسائل عبادات و
معاملات خصوصًا احکام صلوۃ مرتبۂ دیگر
میدارد و مباحث اعتقادات خصوصًا
توحید و ایمان بالرسالۃ مرتبتے دیگر
و مراتب قبیح امور ممنوعۂ اہم برہمین معنی
قیاس باید کرد مثل خوردن بدست چپ
و افشردن بینی بدست راست و امثال
آن از مساوی عادات مرتبہ از قبیح میدارد
کہ نہی شارع بحسب ہمان مرتبہ باو متعلق
گردیدہ و اخلاق رزیلہ و واردات ردیہ
و احوال و مقامات مردودہ مرتبۂ دیگر میدارد
از قبیح و تعلق نہی شارع و ارتکاب معاصی
صغایر و کبایر خصوصًا تلوث ببدعات
حقیقیہ مرتبۂ دیگر و اتصاف بعقاید باطلہ
خصوصًا باشراک و انکار رسالۃ مرتبۂ دیگر
و ہمچنین اگر در یک مرتبہ از مراتب مذکورہ
تامل کردہ شود در ہمان مرتبہ مراتب کثیرہ
واضح میگردد و باز اگر در یک مرتبہ ازین مراتب
نظر کردہ شود در آنہم مراتب دیگر نمایان گردد

نیک عادتون سے ایکمرتبہ خوبی سے رکھتے ہین
کہ طلب شارع کے موافق اوسے مرتبہ کے اوس سے
متعلق ہوئے ہے اور نیکیان خلقون اور واردات و
اور حالون اور مقامون کے مرتبہ دوسرا رکھتی
ہین خوبی سے اور متعلق ہونے طلب شارع سے اور
مسئلے عبادتون اور معاملون کے خصوصًا حکم نماز
کے مرتبہ دوسرا رکھتی ہین اور بحثین اعتقادون کے
خصوصًا ایک جاننا خدا کا اور ایمان لانا ساتہ رسالت
کے ایک مرتبہ دوسرا اور مرتبون برائی کامون منہی
کے گئے کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے جیسے کہانا ہاتہہ
بائین سی اور سنکنا ناک کا ہاتہ دائین سے اور مانند
اسکے بری عادتون سی ایک مرتبہ برائی سی رکھتی ہین
کہ مخالفت شارع کی موافق اوسی مرتبہ کے اوس سے
متعلق ہوئی ہے اور اخلاق بد اور واردات بری
اور احوال اور مقام مردود مرتبہ دوسرا رکھتے ہین برائی
سے اور متعلق ہونے مخالفت شارع سی اور کرنا گناہون
چہوٹے اور بڑون کا خصوصًا آلودگی ساتہ بدعت حقیقی کے
مرتبہ دوسرا اور موصوف ہونا ساتہ عقیدون باطل کے
خصوصًا شریک جاننا ساتہ خدا کے اور انکار کرنا رسالت کا
مرتبہ دوسرا اسیطرح اگر ایک مرتبہ مین مرتبون مذکورہ سے
تامل کیا جاوے تو اوسی مرتبہ مین بہت مرتبے واضح ہوتے
ہین اور پہر اگر ایک مرتبہ مین اون مرتبون سی نظر کیجاوے
اوسمین بہی مرتبے دوسرے ظاہر ہوتے ہین

وہمچنین میرود الغرض اسپ خوشخرام فکر
از تکاپوے خود باز میماند واین میدان
وسیع گاہی باتمام نمیرسد ولہذا انچہ حضرت
علام الغیوب جلت قدرتہ از درجات جنت
ودرکات نار کہ محاذی آنہا ترتب ایجاد
فرمودہ ست عقل بشری از ادراک تفاصیل
آن عاجز ست ولیکن چنانچہ اینقدر بالاجمال
متیقن ست کہ درجمیع مدارج جنت راحت
ست ودرجمیع درکات نار الم ودرجہ
انبیاء درحصول معنی راحت اعلی ست از
درجہ سائر سابقین ودرجہ سابقین از
درجہ ابرار کہ درافراد ہر صنفے از اصناف
مذکورہ اختلاف فاحش بسبب اختلاف وجوہ
تفاصیل واقع باشد وبرہمین قیاس باید کرد
درکات نار مثلا درکہ کفار باعتبار حصول
معنے الم اشد ست از درکہ مبتدعین و
درکہ مبتدعین از درکہ فساق وفجار
وہمچنین اینقدر بالاجمال متعقل ست کہ در
جمیع مطلوبات شرعیہ حسنی ست خواہ قلیل
خواہ کثیر ودرجمیع ممنوعات شرعیہ قبحے
ست خواہ قوی خواہ ضعیف واینقدر ہم
بالاجمال معلوم ست کہ مقتضای بعضے
مراتب طلب شرعی ندب ست ومقتضاے

اور اسیطرح چلا جاتا ہے الغرض کہ گھوڑا تیز رو فکر کا
اپنے دوڑ دھوپ سے باز رہجاتا ہے اور یہہ میدان وسیع
کبھے آخر نہین ہوتا اسلیئے جو کچھ حضرت حق جل شانہ
درجون جنت اور مرتبون دوزخ سے کہ مقابل ان
مرتبون کے پیدا فرمائے ہین عقل بشری معلوم
کرنے تفصیل اونکی سے عاجز ہے لیکن جیسا کہ اسقدر
مجمل معلوم ہے کہ تمام درجون جنت مین راحت ہے
اور تمام درجون دوزخ مین تکلیف اور درجہ نبیون کا
حاصل ہونے مضمون راحت مین بلند تر ہے
درجے تمام سابقین سے اور درجہ سابقین کا
درجہ مقربون سے اگرچہ فردون ہر قسم مین اقسام
مذکورہ سے اختلاف ظاہر موافق اختلاف مرتبون
بزرگے کے واقع ہوا اور اسیپر قیاس کرنا چاہیئے
درجون دوزخ کا مثلا درجہ کافرون کا باعتبار
پیدا ہونے مضمون تکلیف کے بہت سخت ہے
درجہ بدعتیون سے از درجہ بدعتونکا درجہ
گنہگارون اور فاجرون سے اسیطرح اسقدر
مجمل معلوم ہے کہ تمام چیزون طلب کے گئے
شرعے مین ایک خوبی ہے خواہ کم خواہ
زیادہ اور تمام ممنوعات شرعی مین ایک برائی
ہے خواہ قوی خواہ ضعیف اور یہہ بہی مجمل معلوم
ہے کہ مقتضا بعضے مرتبون مطلوب شرعی کا
استحباب ہے اور مقتضاے

بعضے وجوب و مقتضائی بعضے دخول در اصل
ایمان و همچنین مقتضائی بعضے مراتب ممنوعہ
شرعیہ کراہت ست و مقتضائی بعضی
حرمت و مقتضائے بعضے انجزار بکفر بعد
ازان باید دانست کہ تفتیش امر شرعی
در مقدمہ امری خاص از امور معاشیہ یا معادیہ
بدو وجہ میباشد اول تفتیش اجمالی یعنے
تفتیش اینکہ فلان امر شرعا حسن ست
یا قبیح یعنی از جنس مطلوبات شرعیہ ست
یا ممنوعات و ثانی تفتیش تفصیلے یعنے
در کدام مرتبہ از حسن یا قبح واقع ست
و کدام مرتبہ طلب یا منع از جانب
شارع باو متعلق گردیدہ و چنانچہ گرسنہ را
بمجرد اطلاع برانیکہ در فلان مقام طعامے
است شرارۂ طلب از دل او بوجہے
جوش میزند کہ چار و ناچار کشان کشان
گوکہ اطلاع بر خصوصیت آن طعام نداشتہ
باشد برآنمقام مے آرد و عاشق صادق را
بمجرد اطلاع برانیکہ فلان امر باعث رنج
و ملال معشوق اوست انجامی و نفرتے
بہ نسبت آن امر در دل او پیدا میگردد
کہ از حدود قرب و جوار او فرار میکند مثل
جبان و بزدل از قرب و جوار میدان جنگ

بعض کا واجب ہونا اور مقتضا بعض کا داخل ہونا
اصل ایمان مین اور اسیطرح مقتضا بعضے مرتبون
ممنوع شرعی کا کراہت ہی اور مقتضا بعض کا
حرام ہونا اور مقتضا بعض کا پہونچانا کفر مین
بعد اسکے چاہیئے جاننا کہ تلاش کام شرعی کے
ہیچ مقدمہ کسی خاص کام کے کامون معاش یا معاد
سے دو طرح پر ہوتے ہے اول تفتیش مجمل ہے یعنے
تلاش اسبات کی کہ فلانا کام شرع مین
اچھا ہے یا بُرا یعنے قسم کامون طلب کیے گئے شرع
سے ہے یا ممنوعات شرع سے اور دوسری
تفتیش تفصیلے ہے یعنے کس مرتبہ مین بھلائی
یا بُرائی سے واقع ہے اور کونسا مرتبہ طلب یا
منع کا شارع کے طرف سے متعلق ساتھ اوسکے
ہے جیسے کہ بھوکے کو اطلاع اسبات پر کہ فلانی
جگہہ کہانا ہے شعلہ طلب کا دل اوسکے سے اسطرح
جوش مارتا ہے کہ چار و نا چار کھینچتا ہوا اگرچہ اطلاع
خصوصیت کہانی پر نہ رکھتا ہو اوس مقام پر
لاتا ہے اور عاشق سچے کو فقط اطلاع اسپر کہ
فلانا کام باعث رنج اور ملال معشوق کا اوسکے
ہے ایسے کراہت اور نفرت بہ نسبت اوس کام
کے اوسکے دلمین پیدا ہوتے ہے کہ حدود
قرب اور ہمسایگی اوسکے سے بہاگتا ہے جیسے کہ
نامرد اور بُزدل قرب اور ہمسائگی میدان لڑائی سے

گو کہ بر مرتبہ اکمال اطلاعی نداشتہ باشد
ہمچنین طالب حق را مجرد اطلاع اینکہ
فلان چیز شرعاً حسن است و در مطلوبات
شرعیہ داخل حرارت طلب آن از دل او
بوجہی میجوشد کہ کشان کشان بر تحصیل
و ترویج و تشہیر و تعلیم او مے آرد کہ حدیث
واللہ لا یومن احدکم حتی یکون
ھواہ تبعا لما جئت بہ بر آن دلالت میکند
و ہمچنین مومن صادق را مجرد اطلاع بر آنکہ
فلان چیز شرعاً قبیح است و در ممنوعات
شرعیہ داخل نفرتے و انجامے بہ نسبت
انچیز در دل او حادث میگردد کہ دوراز
قرب و جوار آن میگریزد مثل گریختن
ارباب ننگ و ناموس از مکان لحوق
عار و مذلت کہ در حدیث الحلال بین
والحرام بین وبینہما مشتبہات
فمن اتقی المشتبہات استبرأ لدینہ
و عرضہ بر آن دلالت میکند الغرض
تحقیق حکم اجمالی در باب ترغیب و ترہیب
مومنان پاک و طالبان چست و چالاک
و موحدان مبرا از شرک کفایت میکند و اما
تفتیش تفصیلے پس اصل منصب مجتہدین است
و مقلدین را در پے آن افتادن غیر از

اگرچہ اوپر مرتبہ اوس حلال کی اطلاع نرکھتا ہو لیکن
طالب حق کو فقط اطلاع اسکی کہ فلانی چیز شرع مین
اچھی ہے اور طلب کی گئی چیزون شرعی مین
داخل گرمی طلب کی اوسکی دلسے ایسے جوش مارتی
ہے کہ کھینچ تان کر اوپر حاصل کرنے اور شہرت
دینے اور سکھانے اوسکے لاتی ہے کہ ترجمہ حدیث
قسم ہے اللہ کے نہین مسلمان ہونیکا ایک تمہارا
یہانتک کہ ہو خواہش اوسکی تابع اوسچیز کے کہ
آیا ہون مین ساتھ اوسکے - اسپر دلالت رکھتی ہے
اور اسیطرح مسلمان سچے کو فقط اطلاع اسپر کہ فلانی
چیز شرع مین بُرے ہے اور ممنوعات شرعی مین داخل
ہے ایسے نفرت اور بے رغبتے بہ نسبت اوسچیز کے اوسکے
دلمین پیدا ہوتے ہے کہ اوسکے قرب اور ہمسایگی سے
دور بھاگتا ہے مانند بھاگنے صاحبان ننگ اور ناموس
کے جگہہ لگ جانی عار اور ذلت سے کہ ترجمہ حدیث
حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر اور درمیان انکی مشتبہات
ہین پس جو کوئی کہ بچا مشتبہات سے بچایا دین اپنا
اور آبرو اپنے اسپر دلالت رکھتی ہے غرض کہ تحقیق
حکم اجمالی بمقدمہ رغبت دلانی اور ڈرانی مسلمانون
پاک اور طالبون چست اور چالاک اور موحدون
پاک کے شرک سے کفایت کرتا ہے اور تحقیق
تفصیلے پس اصل منصب مجتہدون کا ہے اور
مقلدون کو درپے ہونا اوسکے سوا بہ پاکر

بپاکردن شور و شغب و قیل و قال و مناظرہ
وجدال منفعت نمی بخشد چون اینمقدمہ
ممہد شد پس باید دانست کہ مقصود درینمقام
ہمین ست کہ مطلق بدعت شرعاً حسن ست
یا قبیح نہ آنکہ کدام بدعت در کدام مرتبہ حسن
واقع ست و کدام بدعت در کدام مرتبہ قبیح

مقدمہ ثالثہ

باید دانست کہ وقتیکہ اشیاء متعددہ در
یک حکم عام مندرج باشند مثل اندراج مسلم و
کافر در مفہوم انسان و اندراج گوشت
گوسفند و خنزیر در مفہوم مطعوم و اندراج
خمر و مار در مفہوم مشروب و اندراج نقد
وجنس در مفہوم مال و اندراج زنا و جماع زوجہ
یا کنیزک در مفہوم وطی پس حکم شرعی
بدو طریق بآن متعلق میگردد اول آنکہ
بہر یک ازان اشیاء مخصوصہ حکمی علیحدہ
متعلق گردد و مطلق بالنظر الی ذاتہ ہیچ
حکمے از احکام شرعیہ متعلق نباشد مثلا
گوشت گوسفند حلال ست و گوشت خنزیر
حرام و مطلق گوشت را نہ حلال توان گفت
و نہ حرام پس برین تقدیر در باب ترغیب
و ترہیب نہ از مطلق گوشت تنفیر باید کرد و نہ
بسوی او ترغیب و در باب تحصیل حقیقت

کرنے شور اور خلل اور گفتگو اور مناظرہ اور لڑائے
کے فائدہ نہین دیتا جب یہہ مقدمہ بیان ہوچکا
پس چاہیے جاننا کہ مقصود اس جگہہ یہی ہے کہ
مطلق بدعت شرع مین اچھی ہے یا بُری نہ یہہ
کونسے بدعت کونسے مرتبہ مین اچھی واقع ہوئی
اور کونسے بدعت کونسے مرتبہ مین بُرے۔

مقدمہ ثالثہ

چاہیئے جاننا کہ جبوقت کتنے چیزین
بیچ ایک حکم عام کے داخل ہون جیسے داخل ہونا
مسلمان اور کافر کا مفہوم انسان مین اور
مندرج ہونا گوشت بکرے اور سور کا مفہوم
کھانے کے چیزمین اور داخل ہونا شراب اور پانیکا
مفہوم پینے کے چیزمین اور داخل ہونا نقد اور
جنس کا مفہوم مال مین اور داخل ہونا زنا اور
مجامعت بیوے اور لونڈے کا مفہوم وطے
یعنے مجامعت مین پس حکم شرعی دو طرح اوسکے
ساتہ متعلق ہوتا ہے اول یہہ کہ ساتہ ہر ایک کے
اون چیزون خاص کی گئی سی ایک حکم علیحدہ متعلق
ہوتا ہے اور ساتہ مطلق کے بنظر ذات اوسکے
کوئے حکم احکام شرعی سی متعلق نہین ہوتا ہے
مثلاً گوشت بکریکا حلال ہے اور گوشت سور کا حرام اور مطلق
گوشت کو نہ حلال کہہ سکتے ہین نہ حرام پس اسصورتمین
رغبت دلانے اور ڈرانے کے باب مین نہ مطلق گوشت سے نفرت
دلانی چاہیے اور نہ طرف اوسکی رغبت اور حاصل کرنے حقیقت

تقوے واحتیاط کہ از افضل مجامد شرعیہ است
احتراز از مطلق گوشت بنا بر آنکہ گوشت
خنزیر حرام از جملہ افراد اوست ہرگز داخل
نیست بلکہ از جنس وسواس است کہ آن در
ممنوعات شرعیہ ست و در باب فتوی
ہرگز مفتے را نمیرسد کہ بر مطلق مذکورہ حکمی
جاری نماید بلکہ سایل را آگاہ سازد کہ
سوال او ناقص است قابل جواب نیست
زیرا کہ مطلق در نصورت منقسم ست بسوے
اقسام مختلفہ و ہر قسم را حکمے ست علیحدہ
تو در کدام قسم سوال مینمائی مثلاً بخضے سوال
کرد کہ خوردن گوشت حرام ست یا حلال
پس مفتی را نمیرسد کہ بر سوال اجمالی اکتفا
کردہ بجلت یا بجرمت آن فتوے دہد بلکہ
بگوید کہ گوشت منقسم است بگوشت گوسفند
و گوشت خنزیر اول حلال ست و ثانی حرام
تو از کدام قسم گوشت سوال مینمائی تا بر طبق
آن جواب دادہ شود و در باب بیان احکام
عقد قضیہ کلیہ یا مطلقہ در ہمقام مناسب نیست
مثلاً در مقام بیان مطعومات محرمہ گفتن
اینکلام کہ ہر گوشت حرام ست یا ہمین قدر
کہ گوشت حرام ست ہرگز مناسب نیست
گو کہ نظر بسوے تخصیصات عمومات و تقییدات

تقوے اور احتیاط میں کہ بہترین بھلائیون شرع سے ہے
بچنا مطلق گوشت سی بہ سبب اسکے کہ گوشت سور کا حرام اسکے
افراد مین سی ہے ہرگز داخل نہین ہے بلکہ قسم وسواس
سے ہے کہ وہ ممنوعات شرعی مین ہی اور فتوی کے
مقدمہ مین ہرگز مفتے کو نہین پہونچتا ہے کہ اوپر
مطلق ذکر کیے گئے کے کوئے حکم جاری کرے بلکہ
پوچھنے والے کو مطلع کرے کہ سوال او سکا ناقص ہے
قابل جواب نہین اسلیے کہ مطلق بصورت مین
تقسیم ہوتا ہے طرف کئے قسم مختلف کے اور
ہر قسم کا حکم جدا ہے تو کونسے قسم مین سوال کرتا
ہے مثلاً ایک شخص نے سوال کیا کہ کہانا گوشت کا
حرام ہے یا حلال پس فتوا دینے والیکو نہین پہونچتا
کہ اوپر سوال مجمل کے اکتفا کرکے سا تہ حلال یا حرام
ہونے اوسکے فتوے دیوے بلکہ کہے کہ گوشت
منقسم ہے سا تہ گوشت بکرے اور گوشت سور کے
پہلا حلال ہے اور دوسرا حرام تو کس قسم کے
گوشت سی پوچھتا ہے تو مطابق اوسکے جواب دیا
جاوے اور بیان حکمون مین منعقد کرنا قضیہ کلیہ
یا مطلقہ کا اجگہہ مناسب نہین ہے مثلاً مقام
بیان کرنے کہانون حرام مین یہہ کہنا کہ ہر گوشت
حرام ہے یا اسیقدر کہ گوشت حرام ہے ہرگز
مناسب نہین ہے اگرچہ بنظر تحقیق کرنے
عام کے اور قید لگانے ۔

مطلقات کلام مذکور بحسب اصل لغت صحیح
باشد چہ ممکن ست کہ از مدلول ہر گوشت
گوشت حیوانات مخصوصہ و از مطلق گو
گوشت حیوانات محرمہ مراد باشد لیکن
تکلم مثل اینکلام قبیح ست در خواص و عوام
و ساقط ست از درجہ بلاغت یعنی مقتضائے
مقام و بعید ست از محاورات کلام بالجملہ
ارادہ کردن مفتی مذکور از کلام مسطور خلاف
ظاہر و غیر متبادر ست و طریق ثانی آنکہ مطلق
بالنظر الی ذاتہ حکمی از احکام شرعیہ متعلق
گردد و ہمان حکم بر جمیع افراد او باعتبار آن
مطلق جاری باشد پس مطلق بنظر ذات خود
در جمیع خصوصیات ہمان حکم را اقتضا می نماید
اگرچہ در بعضے افراد بحسب عوارض خارجیہ
حکم مطلق مختفی گردد مثل آنکہ مطلق گوشت
خنزیر حرام ست اگرچہ در وقت مخمصہ مباح
گردد و مطلق مشرب خمر حرام ست اگرچہ
در صورت اکراہ واجب میگردد و مطلق
سرقہ حرام ست اگرچہ عند الاضطرار
جایز میگردد و مطلق تکلم بکلمات کفر قبیح
ست اگرچہ عند الاکراہ معفو میشود و مطلق
نماز حسن است اگرچہ در وقت طلوع آفتاب
ممنوع میگردد و مطلق تلاوت قرآن

مطلق کے کلام مذکور موافق اصل لغت کے صحیح ہو
اسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ مفہوم ہر گوشت سے گوشت
جانورون خاص کا اور مطلق گوشت سے گوشت
جانورون حرام کا مراد ہو لیکن بولنا مثل اس کلام
کے بُرا ہے خاص و عام مین اور گرا ہوا ہے درجہ
بلاغت یعنے مقتضائے مقام سے اور دور ہے
محاورون کلام سے خلاصہ یہہ ہے کہ ارادہ کرنا مفتی
ذکر کئے گئے کا کلام مذکور سے برخلاف ظاہر کلام
کے ہے اور نہ جلد سمجھا جاتا ہے اور طریق دوسرا
یہہ ہے کہ ساتھ مطلق کے بنظر ذات اوسکی کی کوئی
حکم احکام شرع سے متعلق ہوتا ہے اور وہ حکم اوسکے
تمام افراد پر باعتبار اوس مطلق کے جاری ہوتا ہے
پس مطلق بنظر ذات اپنے تمام خصوصیات مین
اوسی حکم کو چاہتا ہے اگرچہ بعضے افراد مین بسبب کسی
پیش آنی والی باہر کے حکم مطلق کا پوشیدہ ہوتا ہے
مثل اسکی کہ مطلق گوشت سور کا حرام ہے اگرچہ وقت
شدت بھوک کی جایز ہوتا ہے اور مطلق پینا شراب
حرام ہے اگرچہ بہ صورت جبر کرنے کسے حاکم ظالم کے
واجب ہوتا ہے اور مطلق چوری حرام ہے اگرچہ وقت
اشد ضرورت اور اضطرار کے جایز ہوتے ہے اور مطلق
بولنا کلمون کفر کا بُرا ہے اگرچہ وقت جبر کے معاف ہوتا ہے
اور مطلق نماز اچھی ہی اگرچہ وقت طلوع آفتاب کے منع
ہوتے ہے اور مطلق پڑھنا قرآن کا۔

عبادت ہست اگرچہ در صورت جنابت محرم
میگردد و مطلق دوام ذکر افضل قربات است
اگرچہ در عین حالت قضاء حاجت ممنوع
میگردد پس برین تقدیر در باب ترغیب
و ترہیب بسوے مطلق دوام ذکر ترغیب
کردن و از مطلق شرب خمر تنفیر نمودن
از ارکان اشاعت دین و اعلاء کلمۃ اللہ
ست و تفصیل طرق موانع خارجیہ از
ضروریات وعظ و تذکیر نیست بلکہ ممکن
کہ از مضرات آن باشد مثلاً در مقام بیان
معنے آیۃ کریمہ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا
وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وحدیث
لایزال لسانک رطبا من ذکر اللہ
فضائل دوام ذکر و منافع آن مذکور باید
کرد و بیان مسئلہ احتراز از ذکر مقام
خلا ضرورے نیست یا در مقام بیان
معنے آیۃ کریمہ انما الخمر والمیسر والانصاب
والازلام رجس من عمل الشیطان
فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۝ وحدیث
اشہد باللہ واللہ ان شارب الخمر
کعابد الوثن قبائح شرب خمر و مضار
آن مذکور باید کرد نہ مسئلہ وجوب آن در
صورت اکراہ یا در بیان معنے آیۃ کریمہ

عبادت ہے اگرچہ در صورت حاجت غسل کے حرام
ہوتا ہے اور مطلق ہمیشگے ذکر خدا کے بہترین نزدیکیون
خدا سے ہے اگرچہ عین حالت وضع بول و براز مین
منع ہوتی ہے پس اسصورت مین بمقدمہ رغبت دلانے
اور ڈرانے کے طرف ہمیشگے ذکر اللہ کے رغبت دلانے
اور مطلق پینے شراب سی نفرت دلانی رکنون مشہور
کرنے دین اور بلند کرنے کلمۂ خدا سے ہے اور تفصیل
طریقون منع کرنیوالون خارجی کے ضروریات درس اور
نصیحت سی نہین ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ مضر اوس
وعظ کو ہو مثلاً مقام بیان معنون اس آیت قرآنین
ترجمہ آیت جو لوگ کہ ذکر کرتے ہین اللہ کا کھڑے اور
بیٹھے اور اوپر کروٹون اپنے کے اور اس حدیث مین
کہ ہمیشہ رہے زبان تیری تر ذکر خدا سے فضیلتین
ہمیشہ ذکر کے اور منفعت اوسکے ذکر چاہیین کرنے
اور بیان کرنا مسئلہ پرہیز کا ذکر سے مقام پاخانہ مین
ضرور نہین ہے یا ہیچ مقام بیان معنون اس آیت
کے کہ **ترجمہ آیت** سوائے اسکے نہین کہ شراب اور جوا
اور بت اور پانسے نجس ہین کام شیطان سی پس
بچو اس سی شاید کہ تم خلاصے پاؤ اور اس حدیث
کے گواہی دیتا ہون مین ساتھ اللہ کے قسم ہے
اللہ کے تحقیق پینے والا شراب کا مانند پوجنے والے
بت کے ہے قباحتین پینے شراب کے اور ضرر اوسکے
ذکر کرنے چاہیین نہ مسئلہ واجب ہونی اوسکا صورت جبر مین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً
عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وحدیث الا ان دماءکم
واموالکم واعراضکم حرام کحرمۃ یومکم
ھذا فی بلدکم ھذا تقبیح مطلق مال مردم
خورے وحرمت تصرف در ملک غیر بلا اذن
باید کرد نہ مسئلہ جواز آن در صورت اضطرار
بلکہ در اکثر احیان بیان ہمینی در باب
ترغیب و ترہیب مضر میگردد وچہ در نظر
عوام حسن و قبح آن سہل میشود آری در وقت
پیش آمدن صورت مذکورہ و تفتیش سائلین
جواب برطبق سوال بیان کردہ شود چنانچہ
ترغیبات و ترہیبات در کلام شارع ہمینز
نہج واقع گردیدہ و در باب تحصیل حقیقت تقوے
و احتیاط اجتناب از مطلق استعمال منکرات
وتصرف فی ملک الغیر بلا اذنہ پیش نظر ہمت
خود باید داشت و مادامیکہ یقین کلی
بحلت آن بسبب عوارض خارجیہ حاصل
نشود ہرگز بآن آلودہ نباید شد و مادامیکہ
وہمی ضعیف ہم در جانب عدم ثبوت حلت
آن باقیست نظر بر حرمت اصلیہ آن کردہ
ازان اجتناب ورزد چنانچہ حدیث فمن
اتقی المشتبہات استبرأ لدینہ

ترجمہ آیت اے ایمان والو نہ کھاؤ تم مال اپنی آپسمین
ساتھ جھوٹ کے مگر یہہ کہ ہو سوداگری ساتھ رضامندی
تمہارے کے اور اس حدیث کے کہ خبردار ہو تحقیق
خون تمہارے اور مال تمہارے اور آبروئین تمہارے
حرام ہین مانند حرام ہونے اس آجکی دن تمہارے
کے بیچ اس شہر تمہارے کے۔ قباحتین مطلق مال
مردم خوری اور حرام ہونے دخل ملک غیر مین بے اذن
مالک کے بیان کرنے چاہئین نہ مسئلہ جایز ہونے اوسکے کا
صورت اضطرار مین بلکہ اکثر اوقات بیان اس مسئلہ کا
رغبت دلانی اور ڈرانے کے باب مین مضر ہوتا ہے
اسلئے کہ نظر عوام مین بھلائے اور برائے اوسکے سہل
ہوجاتے ہین وقت پیش آنی صورت مذکور اور تلاش کرنے
پوچھنے والونکے جواب مطابق سوال کی بیان کیا جاوے
جیسا کہ رغبت دلانے اور ڈرانے مین بیچ کلام شارع کے
اسیطرح واقع ہوا ہے اور بیچ باب حاصل کرنے حقیقت پرہیزگاری
اور احتیاط کے بچنا مطلق عمل مین لانی بری باتون
اور تصرف کرنے غیر کے ملک سے بلا اجازت اوسکی پیش نظر
اپنے ہمت کی رکھنا چاہیئے اور جب تک کہ یقین کامل حلال
ہونے اوسکیکا موافق پیش آنیوالون امور خارجیہ کے
حاصل نہو ہرگز اوسمین آلودہ نہ چاہیئے ہونا اور جسوقت تک
کہ ایک وہم ضعیف ہی طرف نہ ثابت ہونے حلت اوسکے
باقی ہی نظر اوپر حرمت اصلے اوسکیکے کرکے اوس سے پرہیز
کرے چنانچہ یہہ حدیث ترجمہ حدیث پس جس کسینے پرہیز کیا

شبہ والے چیزون سے طلب باقی کی واسطے دین۔

وعرضہ برآن دلالت میدارد ودر
فتوے مفتی را میرسد کہ حکم حلت یا حرمت
برمطلق جاری کردہ آید وبدون تفتیش
سایل موانع خارجیہ را تفصیل نکند وبہ تقسیم
مطلق بسوی حلال وحرام لب نکشاید
بلکہ حکم مطلق را اصل قرار دہد وصور خارجیہ را
کہ در آن حکم مطلق بسبب عوارض خارجیہ
مختفے گردیدہ در سلک شواذ منسلک گرداند
مثلا اگر کسے سوال کند کہ شرب خمر حلال است
یا حرام بس برہمین قدر سوال اجمالی اکتفا
کردہ بگوید کہ حرام ست واگر کسے از مسئلہ
اکراہ بخصوصہا سوال کند برآن تقدیر
مسئلہ اکراہ وحال مکرہ علیہ را تحقیق
کردہ برطبق آن جواب دہد وتکلم بایں کلام
کہ خمر وخنزیر ہم مثل مطعومات منقسم است
بحلال وحرام اگرچہ ایں کلام بحسب تدقیق
نظر وجہی از صحت داشتہ باشد چہ حلال
ست درصورت اکراہ وحرام ست در
غیر آن اما کلام مذکور از قسم الغاز فقہیہ
ست کہ برائے سنجیدن اذہان صبیان
آنرا مذکور میسازند نہ از قبیل احکام افتا
وقضا کہ بنا بر نظم وسیاست ملت حنیفیہ
آنرا قرار دادہ اند بلکہ در باب بیان احکام

اور آبرو اپنے کے اوسپر دلالت کرتے ہے اور فتوا دینے
مین مفتی کو پہنچتا ہے کہ حکم حلال ہونے یا حرام ہونیکا اوپر
مطلق کے جاری کرے اور بغیر دریافت پوچھنے والے کے
منع کرنیوالون خارجی کو تفصیل نکرے اور ساتھ تقسیم مطلق
کے طرف حلال اور حرام کے لب نکہولے بلکہ حکم مطلق کو
اصل قرار دیوے اور صورتون خارجی کو کہ اونمین حکم
مطلق کا بسبب پیش آنے امور خارجی کے پوشیدہ ہوتا ہے
بیچ لڑے نادرات کے داخل کرے مثلاً اگر کوئی سوال
کرے کہ شراب حلال ہی یا حرام بس اسیقدر سوال مجمل پر
اکتفا کرکے کہے کہ حرام ہے اور اگر کوئی مسئلہ جبر کو خاص
پوچھے تو اوسصورتمین مسئلہ جبر اور حال جبر کیے گئے کا
تحقیق کرکے موافق اوسکے جواب دے اور کہنا
یہہ کلام کہ شراب اور سور ہے مثل کہانے کے
چیزون کے منقسم ہے ساتھ حلال اور حرام کے
اگرچہ یہہ کلام موافق نظر باریک کے ایکطرح
صحیح ہوگا اسلئے کہ حلال ہے صورت جبر مین اور
حرام ہے اوسکے سوا مگر یہہ کلام مذکور قسم
پہیلیون فقہ سے ہے کہ واسطے آزمانے
ذہن لڑکون کے اوسکو ذکر کرتے ہین نہ قسم
حکمون فتوا دینے اور فیصلہ کرنے سے کہ
واسطے بندوبست اور دبدبہ دین حنیفے
کے اوسکو مقرر کیا ہے بلکہ مقدمہ
بیان احکام۔

شرعیہ ممکن کہ مثل این کلام از قبیل استہزاء
بآیات اللہ باشد والقاء مداہنت در قلوب
عوام بلکہ ہیچ کلام باطل محض ست باعتبار محاورہ
عرفیہ اگرچہ صحیح باشد باعتبار حقیقت لغویہ بلکہ
کلام مفید در حق عوام ومنطبق بر محاورات
کلام ہمین ست کہ ہر خمر حرام ست ونجس ومبعد
عن اللہ واصل آن قبیح ست وانچہ در صورت
اکراہ حکم باباحت کردہ میشود جاریست مجری
شواذ بس احق در تمیقام عقد قضیہ کلیہ مطلقہ
ست نہ بیان تقسیم یعنی ہر خمر حرام ست باہیچ
قدر کہ خمر حرام ست نہ اینکہ بعضی ازان حلال
ست وبعضے حرام چنانکہ کلام شارع بلکہ جمیع
مصنفان کتب فقہ وجامعان فتوی ہمچنیں
منوال جاریست ودر باب مناظرہ در تحقیق
حکم صورۃ خاصہ کسیکہ دعوے جریان حکم
مطلق در صورت خاصہ مبحوث فیہا مینماید
ہمانست متمسک باصل کہ در اثبات دعوی خود
حاجت بدلیلے ندارد ودلیل او ہمان حکم
مطلق ست وبس بخلاف کسیکہ دعوی تخصیص
آنصورت خاصہ میکند کہ دعوی او خلاف ظاہر
ست محتاج بدلیل خارج مثلا کسیکہ بگوید کہ
شرب خمر زید را حرام ست ہیچ حاجت باقامت
دلیل ہمین [illegible] مطلق

شرعے مین ہوسکتا ہے کہ مثل اس کلام کے قسم ہنسی
کرنے سے ساتہ آیات الٰہی کے ہو اور ڈالنے سستے سے
دلون عوام مین بلکہ یہہ کلام باطل محض ہے باعتبار محاورہ
مشہور کے اگرچہ صحیح ہو باعتبار حقیقت لغت کے بلکہ کلام
مفید ہیچ حق عوام اور مطابق محاورہ کلام کے یہی ہے
کہ ہر خمر حرام ہے اور نجس اور دور کرنیوالی خدا سے
اور اصل مین بُری ہی اور جو کچہہ صورت جبر مین حکم
اوسکے جایز ہونیکا کیا جاتا ہی وہ قایم مقام نادرات
کے ہے پس حق یہ ہے کہ بنا جملہ کلیہ یا جملہ مطلقہ کا ہے
نہ بیان کرنا تقسیم کا یعنے ہر شراب حرام ہی یا ایسا نہیں
کہ شراب حرام ہے نہ یہہ کہ بعضے اوسمین سی حلال ہے
اور بعضے حرام جیسے کہ کلام شارع بلکہ سب تصنیف
کرنیوالون کتابون فقہ اور جمع کرنیوالون فتووں کا
اسیطرح پر جاری ہے اور مقدمہ مناظرہ مین ہیچ تحقیق
حکم صورت خاص کے جو کوئے دعوے جاوے
ہونے حکم مطلق کا صورت خاص کے جسمین بحث ہے
کرے وہ ہے تمسک کرنیوالا ساتہ اصل کے اسلیئے کہ
ثابت کرنے دعوے اپنے مین حاجت کسی دلیل کے
نہین رکہتا ہے دلیل اوسکی وہی حکم مطلق ہے
اور بس برخلاف اوسکی کہ دعوی خاص ہونی اوسصورت
خاص کا رکہتا ہے کہ دعوی اوسکا خلاف ظاہر ہی اور
محتاج ساتہ دلیل خارج کے مثلا جو کوئی کہ کہی پینا شراب کا
نہ کو حرام ہے کچہہ حاجت قایم کرنے دلیل کی نہین رکہتا

برخلاف اوسکی کہ کہے کہ خمر مطلق

شرب خمر حرام ست اما زید را حلال ست
کہ محتاج ست بدلیل خارج از اثبات اضطرار
واکراہ یا جنون بحدیکہ مجوز شرب خمر میتواند شد
چون اینمقدمہ ممہد شد پس باید دانست کہ
کہ مقصود درینمقام آنست کہ آیا بدعت از
قسم اول ست کہ در ہر بدعت خاصہ تامل
باید کرد کہ آیا حسن ست یا قبیح و برای اثبات
حسن یا قبح آن در دلایل خارجیہ تامل
باید کرد و بر مطلق بدعت ہیچ حکم جاری
نباید کرد و یا از قسم ثانی کہ مطلق بدعت
نوعے از حسن یا قبح ثابت باشد کہ در جمیع
بدعات خاصہ قطع نظر از دلایل خارجیہ
متحقق باشد الغرض مقصود تفتیش حکم
مطلق ست نہ تحقیق عوارض طاریہ کہ
بسبب عروض آن عوارض در بعضے صور
حکم مطلق مختفی میگردد پس قبیحہ چیزرا
از امور متداول در میان اہل زمان ثابت
کردہ شود کہ فلان چیز بدعت ست پس
حکم مطلق بدعت از حسن یا قبح آن جاری
خواہد گردید اما کسیکہ دعوے استثنای
آن صورت خاصہ کند پس باید کہ دلیلے
بر آن قایم گرداند چون اینمقدمات ثلثہ
ممہد شد پس میگوئیم کہ در ینمقام سہ احتمالات

پینا شراب کا حرام ہے مگر زید کو حلال ہے کہ محتاج ہے
ساتھ دلیل خارج کے مثل ثابت کرنے حالت اضطرار
یا جبر یا دیوانگے کے اس حد کو کہ جایز کرنیوالے پینے شراب
کے ہیں جب یہہ مقدمہ بیان ہو چکا پس جاننا چاہیئے کہ
مقصود اسجگہہ وہی کہ آیا بدعت قسم اول سی ہی کہ ہر بدعت
خاص مین تامل چاہیئے کرنا کہ آیا اچھی ہے یا بُری
اور واسطے ثابت کرنے بھلائی یا بُرائی اوسکی دلیلون
خارجی مین تامل چاہیئے کرنا اور مطلق بدعت پر کچھہ
حکم جاری نچاہیئے کرنا یا قسم دوسرے سے کہ
مطلق بدعت کو کسے قسم کے بھلائے یا بُرائے
ثابت ہو کہ تمام بدعات خاصہ مین قطع نظر دلیلون
خارجی سے ثابت ہو غرض کہ مقصد تلاش حکم
مطلق کے ہے نہ تحقیق عارض ہونیوالون
خارجے کے کہ بسبب عارض ہونے اون
پیش آنیوالون کے بیچ بعضے صورتون کے
حکم مطلق پوشیدہ ہوتا ہے پس جو قت کہ
کسے کام کو کامون مروج درمیان اہل زمانہ کے سے
ثابت کیا جاوے کہ یہ کام بدعت ہے پس حکم مطلق
بدعت کا بھلائے یا بُرائی سے اوسپر جاری
ہوگا اسے پر وہ شخص کہ جو دعوے الگ ہونے
اوسصورت خاص کا کرے پس چاہیئے کہ کوئے
دلیل اوسپر قایم کرے اور جب یہہ مقدمے تینون
بیان ہو چکے پس کہتا ہون مین کہ اسجگہہ تین احتمال

تصور توان کرد اوّل آنکہ مطلق بدعت
باعتبار اصل خود حسن باشد مثل عبادات
شرعیہ از صلوٰۃ وصوم و ذکر و تلاوت
قرآن گو کہ در بعضے احیان بسبب عوارض
مثل لزوم تشبہ بکفار یا استلزام مفسدہ
در اصل ملت بقبیح عارض متصف گردد این
احتمال باطل است بالاتفاق ہیچ یکی از
عقلا و سفہا بآن نرفتہ چہ جمیع ملیین بدعات
از عیوب بے شمار ند نہ از کمالات آرے
اختراع امور جدیدہ را و امور معاشیہ
از مثل تیر و کمان ہنر شمردہ میشود نہ امور
دینیہ بلکہ اتباع ائمہ ملت و التزام تقلید
ایشان و ترویج سنت ایشان از اصل ارکان
ملت معدودہ کردہ میشود و احتمال ثانی آنکہ
مطلق بدعت نہ حسن باشد نہ قبیح مثل مطلق
اکل و شرب و جماع و تکلم و اکتساب اموال و
اشتغال بصنائع پس منقسم باشد بسوی
حسن و قبیح و در باب اثبات حسن بدعت
مخصوصہ یا قبح آن در عوارض طاریہ و
دلائل خارجیہ تامل باید کرد تا احد ہما منکشف
گردد و بمجرد ملاحظہ آنکہ در سلک بدعات
منسلک است ہیچ حکم نتوان کرد و ہمین است
زبان زد عوام و رین جزو زمان

تصور ہو سکتے ہین اوّل یہہ کہ مطلق بدعت
باعتبار اصل اپنی کے اچھی ہو مانند عبادات
شرعی کے نماز اور روزے اور یاد خدا اور تلاوت
قرآن سے گو کہ بعضے وقت بسبب عوارض کی مثل
لازم آنے مشابہت کافرون سے یا لازم آنے
فساد اصل دین مین سا تہ برائی عارضی کی موصوف ہو
اور یہہ احتمال باطل ہے بالاتفاق کوئی عقلمند اور
بیوقوف اسطرف نہین گیا اسلئے کہ سب مذہب والے
بدعتون کو عیب سے گنتے ہین نہ کمالات سے ہان نکالن
کامون نئی کا معاش کی کامون مین مثل تیر و کمان کے
ہنر گنا جاتا ہے نہ کامون دین مین بلکہ تابعدار
امامون مذہب کے اور لازم جاننا پیروی انکی کا اور رواج
دینا طریق انکا اصل رکنون دین سے گنا جاتا ہے
اور احتمال دوسرا یہہ ہے کہ مطلق بدعت نہ نیک
ہے نہ بد جیسے مطلق کھانا اور پینا اور جماع کرنے
اور کلام کرنا اور کمانا مالون کا اور مشغول ہونا
صنعتون مین پس منقسم ہو گے طرف اچھی اور
برے کے اور مقدمہ ثابت کرنے بھلائے بدعت
خاص یا برائی اوسکی مین بیچ عارض ہونیوالون
خارجے اور دلیلون خارجے مین تامل چاہیئے
کرنا تاکہ ایک اون دونون مین سے ظاہر ہو اور
نزالحاظ اسکا کہ اسمسے بدعتون مین داخل ہے کچھ
حکم نہین ہو سکتا ہے اور یہی زبان زد عوام ہے

واحتمال ثالث آنکہ مطلق بدعت بمعنی
حقیقے شرعے خواہ حکمیہ باشد خواہ حقیقیہ اعم
از آنکہ اصلیہ باشد یا وصفیہ و اعم از آنکہ بدعت
او از جہت تحدیدات و توقیتات متبدعہ
لازم آمدہ باشد یا از جہت تغیر موقع آن کہ
در سنت ثابت ست اینہمہ اقسام باعتبار
اصل خود قبیح ست اعم از آنکہ مکروہ باشد
یا حرام یا منجر بکفر مثل سایر امور قبیحۃ الاصل
از کذب و فحش و ظلم و غیبت و حسد پس در باب
اثبات قبح آن دلیلے دیگر نمی باید ہمین وجہ
کافیست کہ بدعت ست چنانچہ در باب
اثبات قبح کلام کہ مشتمل بر کذب یا فحش باشد
احتیاج بدلیل دیگر نیست ہمین قدر کافیست
کہ مشتمل بر کذب یا فحش ست پس مجرد ثبوت
اینکہ فلان چیز بدعت ست حکم بقبح آن توان
کرد و در باب تحصیل حقیقت تقوے ازان
اجتناب باید ورزید و در باب ترغیب و
ترہیب جمہور انام ازان تنفیر باید کرد و در
محافل و مجالس تذکیر باواز بلند تقبیح آن باید
نمود خصوصًا در اوقاتیکہ رواج پذیر شدہ
باشد کہ در آن اوقات بالبلغ وجوہ ازان تنفیر
و تحذیر باید کرد و در احتمال و ابطال آن
سعی کردن از جملہ اعلاء کلمۃ اللہ باید شمرد

اور احتمال تیسرا یہہ ہے کہ مطلق بدعت بمعنی حقیقے
شرعے خواہ حکمے ہو خواہ حقیقے عام اس سے کہ اصلے ہو
یا وصفی اور عام اس سے کہ بدعت ہونا اوسکا بسبب
حدین باندھنے اور وقت مقرر کرنے صاحب بدعت کے
لازم آیا ہو یا بسبب تغیر موقع اوسکے کہ بیچ سنت
کے ثابت ہے یہہ سب اقسام باعتبار اصل اپنی کے
برے ہین عام اس سے کہ مکروہ ہون یا حرام
یا پہونچنے والے کفر تک مانند تمام کامون کے کہ
اصل مین برے ہین جھوٹ اور بیحیائے اور ظلم اور
غیبت اور حسد سے پس بمقدمہ ثابت کرنے برائے
اسکے کوئی دلیل دوسرے نہین چاہیئے یہی وجہ کافی
ہے کہ بدعت ہے جیسا کہ بمقدمہ ثابت کرنے برائی کلام کے
کہ ملا ہوا اوپر جھوٹ یا بیحیائے کے ہو احتیاج ساتھہ
دلیل کے نہین ہے اسیقدر کافی ہے کہ ملا ہوا اوپر
جھوٹ فحش کے ہی پس مجرد ثابت ہونے اسکے کہ فلانے
چیز بدعت ہے حکم اوسکے برا ئیکا کر سکتے ہین اور بمقصد
حاصل کرنے حقیقت تقوے کے اوس سے پرہیز چاہیئے کرنا
اور بمقصد رغبت دلانی اور ڈرانی عوام خلقت مین اوس سے
نفرت دلانی چاہیئے اور محفلون اور مجلسون وعظ مین باواز بلند
برائی اوسکی چاہیئے ظاہر کرنے خصوص اوسوقت مین کہ
مروج ہوئی ہو کہ اوسوقت مین ساتھ مبالغہ کے اوس سے
نفرت دلانی اور ڈرانا چاہیئے اور مٹانے اور بطل کرنے
اوسکی مین کوشش کرنی بلند کرنے کلمہ الٰہی سی چاہیئے گنتا

بمثابہ آنکہ در زمانیکہ کذب و فحش در میان
مردمان رایج گردد پس انچہ معاملہ اہانت
و تحذیر در آن زمان باکذب و فحش باید کرد
ہمان معاملہ باہر بدعت کہ در زمانی رایج
گردد باید نمود و چنانکہ از مطلق کذب و فحش
دائما تنفیر باید کرد ہمچنین از مطلق بدعت
دائما تحذیر باید کرد دلیل اشد ازان بمراتب
و کسیکہ بدعت مخصوصہ را از دائرہ قبح
بیرون کشد و در صدد اثبات حسن آن شود
اقامت دلیل قاطع از دلائل شرعیہ واجب
بر ذمہ اوست نہ بر ذمہ مانع آن مثل کسیکہ
کذب خاص را یا فحش خاص را تحسین کند
پس اقامت دلیل قاطع عہدہ ہمانست
نہ عہدہ کسیکہ ازان احتراز مینماید و تقبیح آن
میکند بلکہ احتمال بدعت ہم در باب اجتناب
ازان کفایت میکند چنانچہ شیخ ابن الہمام
در فتح القدیر و صاحب مجالس الابرار بآن تصریح
فرمودہ اند چنانچہ احتمال کذب ہم در باب
روایت حدیث ملحق باصل کذب ست چنانچہ
من روی عنی حدیثا وھو یری انہ کذب
فھو احد الکاذبین برآن دلالت دارد و ہمین
ست مذہب حق بالجملہ مطلق بدعت بر
احتمال اول مثل ذکر اللہ باشد و بر احتمال ثانی

مانند اسکی کہ جس زمانہ مین جھوٹ اور فحش رائج ہیں آدمیونکی
رایج ہوا ہو پس جو معاملہ ذلت دینی اور ڈرانی سے
اوس زمانہ مین ساتھ جھوٹ اور فحش کے چاہیئے کرنا
وہی معاملہ ساتھ ہر بدعت کی کہ جس زمانہ مین رایج ہو چاہیئے
کرنا جیسا کہ مطلق جھوٹ اور فحش سے ہمیشہ نفرت
دلانی چاہیئے ہمیطرح مطلق بدعت سے ہمیشہ ڈرانا
چاہیئے بلکہ زیادہ اوس سے کئی مرتبہ اور جو کوئی کہ خاص
کسے بدعت کو دائرہ برائی سے باہر لاوے اور درپے
ثابت کرنے بھلائی اوسکے کے ہووے قایم کرنا دلیل
قاطع کا دلیلون شرعی سے واجب اوسکی ذمہ پر ہے
نہ منع کرنیوالے کے ذمے پر مثلا جو کوئی کہے جھوٹ
خاص یا بیحیائے خاص کو اچھا بیان کرے پس قایم کرنا
دلیل قاطع کا عہدہ اوسکا ہے نہ ذمہ اوس شخص کا
کہ اوس سے پرہیز کرے اور برائی اوسکی بیان کرے
بلکہ احتمال بدعت کا بھی پرہیز کرنیمین اوس سے کفایت
کرتا ہے جیسا کہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور
صاحب مجالس الابرار نے اوسکو صریح بیان کیا ہے جیسے کہ
احتمال جھوٹ کا بھی مقدمہ روایت حدیث مین ملا ہوا
ساتھ اصل جھوٹ کے ہے جیسا کہ حدیث ترجمہ حدیث
جو کوئی روایت کرے مجھسے حدیث اور وہ دیکھتا ہے
کہ یہہ جھوٹ ہے پس وہ ایک جھوٹون مین سے ہے
اسپر دلالت کرتے ہے اور یہی ہے مذہب حق خلاصہ یہہ
کہ مطلق بدعت احتمال اول پر مثل ذکر اللہ کے ہوگے اور احتمال دوسرے

مطلق تکلم و بر احتمال ثالث مثل تکلم بکذب
وفحش و ثالث مذہب است مؤید بکتاب
وسنت و اجماع و قیاس و احتمال ثانی کہ
زبان زد عوام ست باطل ست مثل
احتمال اول و انچہ در مینباب تمسک مینمایند
ہمہ ناشی از سوی فہم ایشان پس دلائل
اینمضمون در دو بحث بیان باید کرد
بحث اول در ذکر دلائل مذہب حق
بحث ثانی در ابطال ظنون عوام
بحث اول در ذکر دلائل مذہب حق
و آن مشتمل ست بر دو قسم **قسم اول**
در ذکر آیات و احادیث دالہ بر مذہب حق
و آن مشتمل است بر سہ نوع **نوع اول**
در ذکر نصوص دالہ بر قبح مطلق بدعت حقیقیہ
و آن مشتمل ست بر چند مسائل **مسئلہ**
اولے باید دانست کہ احداث بدعت
حقیقیہ خواہ اصلیہ باشد خواہ وصفیہ اعم
از آنکہ بدعیت آن از جہت تحدیدات
و توقیتات محدثہ لازم آمدہ باشد یا از جہت
تغیر موقع آن در باب اہتمام و عدم اہتمام
و ہمچنین بر آن وجہ قربت دلالت میکند
بر اینکہ بدعت مذکورہ را صاحب آن در
امور دینیہ مندرج میگرداند و در معا اورا

مثل مطلق کلام کرنیکے اور احتمال تیسرے پر مثل کلام جھوٹ
اور فحش کے ہی اور تیسرا مذہب ہے ثابت کتاب اور سنت اور
اجماع اور قیاس سے اور احتمال دوسرا کہ زبان زد عوام کی ہے
باطل ہی مانند احتمال پہلے کی اور جو کچھ اسباب مین تمسک
کرتے ہین سب پیدا ہونیوالا انکی بدفہمی سی ہی پس
دلیلین اس مضمون کی دو بحث مین بیان چاہئین کرنی
بحث پہلی بیچ بیان دلیلون مذہب حق کے **بحث**
دوسرے باطل کرنے گمان عوام کے **بحث پہلی**
بیچ ذکر دلیلون مذہب حق کے اور وہ علی ہوئی ہے
دو قسم پر **قسم پہلے** بیچ ذکر آیتون اور حدیثون
دلالت کرنیوالے کے اوپر مذہب حقکے اور وہ
ملے ہوئے ہے تین نوع پر **نوع پہلی** بیچ ذکر آیتون
دلالت کرنیوالے کے اوپر برائے مطلق بدعت
حقیقے کے اور وہ ملے ہوئے ہے کئے مسئلون کے
مسئلہ پہلا چاہیئے جاننا کہ نکالنا بدعت
حقیقیہ کا خواہ اصلے ہو خواہ وصفے ہو عام اس
سے کہ بدعت ہونا اوسکا بسبب حدین باندھنے
اور وقت مقرر کرنے نیونکے لازم آیا ہو یا بسبب
تاثیر دینے موقع اوسکے مقدمہ اہتمام اور غیر
اہتمام مین اور اسیطرح جاننا سبب قرب
خدا کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ بدعت مذکور کو
صاحب اوسکا کامون دین مین داخل
کرتا ہے اور آخرت مین اوسکو ۔

نافع میداند در دنیا و اجالب رضای حق
یا مورث یمن و برکت میشمارد و این اعتقاد
بدو طریق حاصل میشود اول آنکہ این امر را
من اللہ داند یعنے چنان اعتقاد کند کہ حق
جل و علا خود این را در امور دینیہ داخل
گردانیدہ و منفعت معادیہ در و بخشیدہ
و جالب رضای خود مقرر فرمودہ و محل نزول
برکات خود قرار دادہ و این عقیدہ بچند وجہ
بہم میرسد اول آنکہ ادعا محض بلا دلیل
بر روے کار آرد و بجرد سینہ زوری
در پے اثبات آن شود کہ من ہمین میدانم
یا ہمین میگویم یا نزد من ہمچنین ست یا در
ذہن من ہمچنین منقش شدہ ست ہرگز
از آن باز نخواہم آمد اگرچہ دلیلے بران قایم
نشود و این افترا علی اللہ ست و افترا
کذب در مقدمات دینیہ و آن از اقبح قبایح
ست و اشنع شنایع و صاحب آن از
درگاہ حضرت حق مردود ست و از بارگاہ
او تعالیٰ مطرود چنانچہ حق جل و علا در سورہ
بقرہ میفرماید یٰاَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا
فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا
خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ
مُّبِیْنٌ ۝ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ

مفید جانتا ہے اور دنیا مین اوسکو سبب رضامندے
خدا یا باعث خیر اور برکت کا گنتا ہے اور یہہ اعتقاد
دو طرح پیدا ہوتا ہے اول یہہ کہ اس کام کو جانب
خدا سے جانے یعنے ایسا اعتقاد کرے کہ حق تعالیٰ
نے آپ اسکو کامون دین مین داخل کیا ہے اور
نفع آخرت اوسمین بخشا ہے اور سبب اپنے رضامندے کا
مقرر فرمایا اور جگہہ اوترنے برکتون اپنی کے
مقرر کے اور یہہ عقیدہ کئی طرح حاصل ہوتا ہے
پہلے یہہ کہ دعوا محض بلا دلیل ظاہر کرے اور سینہ
جبر اور سینہ زورے کے درپے ثابت کرنے اوسکے
ہووے کہ مین یون ہی جانتا ہون یا یونہین
کہتا ہون یا نزد یک میرے اسیطرح ہے یا بیچ
ذہن میرے کے اسیطرح نقش کیا گیا ہے ہرگز اوس
سے باز نہ آؤنگا اگرچہ کوئی دلیل اسپر قایم نہو اور
یہہ بہتان باندہنا خدا پر ہے اور افترا اور جہوٹ
مقدمہ دین مین بدترین قباحتون سے ہے اور بدتر
برائیون سے اور صاحب اوسکا درگاہ خدا سے مردود ہے
اور بارگاہ الٰہی سے راندہ گیا جیسا کہ حقتعالےٰ سورہ
بقر مین فرماتا ہے **ترجمہ آیۃ شریف**
اے لوگو کہاؤ جو کچہہ زمین مین ہے حلال پاکیزہ
اور نہ پیروے کرو قدمون شیطان کے بتحقیق
وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر سوا اسکے نہین کہ
حکم کرتا ہے ساتہ برائے اور بیحیائے کے

وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
ودر سورۂ انعام میفرماید وَحَرْثٌ حِجْرٌ
لَا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ
اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا
يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ
سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا
مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ
لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ
مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ سَيَجْزِيْهِمْ
وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ
قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا
مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا
وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ ودر سورہ اعراف
میفرماید وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا
عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ودرہمان سورہ میفرماید
قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ
مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ
الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ
سُلْطَانًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ ۝ ودر سورۂ نحل میفرماید وَلَا
تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ

اور یہہ کہ کہو اللہ پر جو کچھہ نہین جانتے اور سورۂ
انعام مین فرماتا ہے - اور کھیتی منع ہے نہ کہاوے
اسکو مگر جسکو ہم چاہین اپنے خیال پر اور بعضے مویشی
کے پیٹھہ پر چڑہنا منع ٹہیرا دیا ہے اور بعضے مویشی
کے ذبح پر نام نہین لیتے اللہ کا اوسپر جھوٹ باندہکر
وہ سزا دیگا اونکو اس جھوٹ کی اور کہتے ہین جو ان مویشی کے
پیٹ مین ہو سو ہمارے مردونکو ہے اور حرام ہی ہمارے
عورتونکو اور جو مردہ ہو تو اوسمین سب شریک ہوا وہ
سزا دیگا اونکو ان تقریرون کے وہ حکمت الٰہی خبردار
تحقیق نقصان مین آئے جنہون نے قتل کیا اولاد اپنی کو
نادانی سے بن سمجھی اور حرام کیا جو روزی دی تھی اللہ نے
جھوٹ باندہ کر خدا پر تحقیق گمراہ ہوے اور نہ آئے راہ پر
اور سورۂ اعراف مین فرماتا ہے ترجمہ آیت اور جب کرتے
ہین کوئی بات بیحیائے کی تو کہتے ہین پایا ہمنے اپنے
اپنے باپون کو اور اللہ نے حکم کیا ہے ہمکو کہہ تو بیشک
اللہ نہین حکم کرتا ہے ساتہ بیحیائے کے آیا کہتے ہو تم
اللہ پر جو نہین جانتے - اور اوسی سورہ مین فرماتا ہے
ترجمہ آیت کہہ تو سوا اسکے نہین کہ حرام کیا ہے پروردگار
میرے نے بیحیائیون کو جو ظاہر ہین اوسمین سے اور جو پوشیدہ
اور گناہ اور بغاوت ناحق اور یہہ کہ شریک کرو ساتہ اللہ کے
اوسچیز کو کہ نہین نازل کی ساتہ اوسکے دلیل اور یہہ کہ کہو
اللہ پر جو نہین جانتے - اور سورۂ نحل مین فرماتا ہے
ترجمہ آیت اور نہ کہو واسطے جسکے بیان کرتی ہین

هٰذَا حَلَالٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ ودر سورۂ قصص
میفرماید قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَا اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا
يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ
اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ودر سورۂ
زمر میفرماید تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى
اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ اَلَيْسَ فِيْ
جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ ودر سورۂ
صف میفرماید وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰى اِلَى
الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ
وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ
رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم مَا مِنْ
نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ اُمَّتِهٖ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ
لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحَابٌ
يَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ
ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ
يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ
مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ

یہہ حلال ہی اور یہہ حرام تاکہ بہتان کرو خدا پر جھوٹا
تحقیق جو لوگ کہ بہتان کرتے ہین خدا پر جھوٹا نہ خلاصے
پاوینگے۔ اور سورۂ قصص مین فرماتا ہے **ترجمۂ آیت**
کہہ تو لاو کوئی کتاب اللہ کے پاس سے جو ان دونون سے
بہتر ہو جلو مین اوسپر اگر تم سچے ہو پس اگر نکلا وین
تیرا کہا پس جان تو کہ وہ چلتے ہین اپنے خواہشون پر
اور کون گمراہ زیادہ ہے اوس سے جو چلے اپنے خواہش
بغیر ہدایت کے اللہ سے بیشک اللہ راہ نہین دکھاتا
ہے ظالمونکو۔ اور سورۂ زمر مین فرماتا ہے **ترجمۂ آیت**
دیکھے گا تو اونکو کہ جھوٹ باندہا ہے اللہ پر مونہہ اونکے
سیاہ ہونگے کیا نہین ہے دوزخ ٹھکانا تکبر کرنیوالونکا
اور سورۂ صف مین فرماتا ہے **ترجمۂ آیت** اور کون
ظالم زیادہ ہے اوس سے جو جھوٹ باندہے اللہ پر
اور وہ بلایا جاتا ہو طرف اسلام کے اور اللہ نہین
راہ دکھاتا قوم ظالمونکو۔ اور نکالی یہہ حدیث مسلم نے
ابن مسعودی سے **ترجمۂ حدیث** کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے نہین ہے کوئے نبے کہ بہیجا ہو اوسکو اللہ نے پیچھے امت
اوسکے کے پہلے مجھسے مگر تہے واسطے اوسکے امت اوسکی
سے دوست اور یار کہ پکڑتے تہے طریقہ اوسکا اور
چلتے تہے اوسکے حکم پر پہر تحقیق پیچھے آتے ہین بعد اونکے
پیچھے آنیوالے کہتے ہین جو کچھہ نہین کرتے اور کرتے ہین
جو نہین حکم کیئے گئے پس جس کسینی جہاد کیا اونسے

✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻

بیده فهو مؤمن ومن جاهدهم
بلسانه فهو مومن ومن جاهدهم بقلبه
فهو مومن وليس وراء ذلك من الايمان
حبة خردل واخرج البخاري عن ابي
هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم كل امتي يدخلون الجنة الا من
ابى قيل ومن ابى قال من اطاعني دخل
الجنة ومن عصاني فقد ابى واخرج
محيي السنة في شرح السنة عن عبد الله
بن عمرو قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم لا يومن احدكم حتى يكون
هواه تبعا لما جئت به وديگر آيات واحاديث
كثيره بر همين معنى دلالت ميدارد يعنے
بر تقبيح حال كسيكه بنا بر مجرد اتباع هواى
قلبے بدون استشهاد بدليلے در احكام
الٰهيه دخل دهد وبا دعاے محض وتحكم بحث
بتعلق رضائے الٰهى يا سخط او تعالى بچيزى
حكم نمايد ومدار تشنيع در ينباب همين است
كه بدون تمسك بدليل درين دو امر پر هوس
بسے چرب لسانى در كارخانه ربانى قدم
نهد گو كه بر بطلان آن هم دليلے قايم
نشده باشد ولهذا در مقام تشنيع همين
كلمه فرموده اند اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

ساته ہاته اپنے کے پس وہ مسلمان ہے اور جسنے جہاد
کیا اوسنے ساته زبان اپنی کے پس وہ مسلمان ہی
اور جسنے جہاد کیا اوسنے ساته دل اپنی کی پس وہ مسلمان
ہے اور نہین ہی سوا اسکے ایمان سے برابر دانہ رائی کے
اور نکالا بخاری نے یہہ حدیث ابو ہریرہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام امت میری داخل ہونگے
جنت مین مگر جسنے انکار کیا گہا گیا کہ کسنے انکار کیا
فرمایا کہ جسنے فرمان برداری کی میری داخل ہوگا
جنت مین اور جسنے نافرمانی کی میرے پس بتحقیق انکار
کیا اور نکالا محیی السنہ نے شرح سنہ مین عبد اللہ ابن عمرو
سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین
مسلمان ہوتا کوئی تمہا ا یہانتک کہ ہووے خواہش اوسکے
تابع واسطے اوسچیز کے کہ لایا مین اوسکو اور اور آیتین اور
حدیثین بہت اوپر اسے معنونکے دلالت رکہتی ہین یعنے
اوپر برائی حال اوس شخصکے کہ فقط واسطے پیروی خواہش
بدکے بے گواہی کسی دلیل کی حکام الٰہی مین دخل دیوے
اور ساته دعوی محض اور حکومت صرف کے بیجا متعلق
کرنے رضای خدا یا غضب اوسکے کسے چیز پر حکم کرے اور
مدار برائیکا اسباب مین یہی ہے کہ بغیر تمسک کسی
دلیل سی اس جنگل ہولناک مین ساته کوشش چرب زبانی
کے کارخانہ الٰہی مین قدم رکہی اگرچہ اوپر باطل ہونے
اوسکے بہی دلیل قایم نہوئی ہو اسلیئے مقام طعن مین یہی
کلمہ فرمایا ہے ترجمہ آیت آیا کہتے ہو اللہ پر

مَالَا تَعْلَمُوْنَ نہ این کلمہ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ
خِلَافَ مَا اُنْزِلَ عَلَیْکُمْ وہمچنین در حدیث
شریف واقع گردیدہ وَیَفْعَلُوْنَ مَالَا یُؤْمَرُوْنَ
نہ این کلمہ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُنْھَوْنَ عَنْہُ وَوجہ
ثالث از وجوہ بہم رسیدن عقیدہ مذکورہ
اتباع تخمین عقلی ست یعنی حسن و قبح بعضے اشیا
یا منافع و مضار آن در بعضے احیان بنا بر
تجربہ یا بنا بر نظر بقرائن یا امثال آن
بر عقل واضح میگردد پس عقل بنا بر وضوح
موجود مذکور آن شی را در سلک مرضیات
حضرت حق یا مسخوطات او تعالے بحسب
تخمین خود منسلک میگرداند کہ فلان چیز
چنین و چنان منفعت می بخشد پس باید کہ
متعلق رضای حق و مقبول عند اللہ و محل
نزول برکات او باشد و یا چنین و چنان
مضرت میرساند پس باید کہ متعلق
سخط او تعالے و مردود عند اللہ
و مورد لعن او باشد پس صاحب آن
بدون مراجعت بکتاب الٰہی بل بنا بر مجرد
اعتماد بر تخمین عقلے مقتضاے آن
حکم نماید و ہمین حکم مذکور را خرص و اتباع
الرای و اتباع الظن میگویند و آن در
امور معاشیہ نہایت کارآمدنی ست و در

جو نہین جانتے تم نہ یہہ کلمہ کہ آیا کہتے ہو اللہ پر خلاف اوسکے
جو نازل کیا گیا ہے تمپر اور اسیطرح حدیث شریف مین
آیا ہے ترجمہ حدیث کہ کرتے ہین جو نہین حکم کئے گئے
نہ یہہ کلمہ۔ کرتے ہین وہ چیز کہ منع کئے گئے ہین اوس سے
اور وجہ دوسرے وجہون بہم پہونچنے عقیدہ مذکور سے
پیروے اندازہ عقلے کے ہے یعنے بھلائے اور برائی
بعضے چیزون کی یا نفع اور ضرر اونکا بعضے وقتون مین
بسبب تجربہ یا بنظر قرینون کے یا مانند اسکے عقل پر
واضح ہوتی ہی پس عقل بسبب واضح ہونے ذکر فرمانے
اوسچیز کو لڑے مرضیون خدا تعالے یا غضب اوسکی مین
موافق اندازہ اپنے کے داخل کرتے ہے کہ فلانی چیز
ایسا ایسا منفعت دیتی ہی پس چاہیئے کہ متعلق
رضامندی خدا اور مقبول عند اللہ اور جگہ اوترنے برکتون
اوسکے کا ہو یا کہ ایسا ایسا مضرت پہونچاتے ہے
پس چاہیئے کہ متعلق بہ غضب پروردگار اور مردود
نزدیک خدا کے اور جگہہ پڑنے لعنت اوسکی کا ہو
پس صاحب اوسکا بغیر رجوع سانہ قرآن شریف کے
بلکہ فقط بسبب اعتماد اوپر اندازہ عقلے
کے بمقتضاے اوسکے حکم کرتا ہے اور
اسے حکم مذکور کو اٹکل اور پیروے عقل
اور گمان کے کہتے ہین اور یہہ
کامون دنیا مین نہایت کارآمد ہے
اور کامون

امور دینیہ بغایت مردود چنانچہ حق جل وعلا
در سورہ انعام میفرماید قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ
مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ
إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ
و در سورہ زخرف میفرماید وَقَالُوا لَوْ
شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ مَا لَهُمْ
بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝
أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ
مُسْتَمْسِكُونَ ۝ و در سورہ ذاریات
میفرماید قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ الَّذِينَ هُمْ
فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ واخرج الترمذی
وابن ماجة عن ابی ثعلبه قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا
عَنِ الْمُنْكَرِ حَتَّىٰ إِذَا رَأَيْتَ هَوًى
مُتَّبَعًا وَشُحًّا مُطَاعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً
وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ
وَرَأَيْتَ أَمْرًا لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَيْكَ
نَفْسَكَ وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ وَاخرج
الترمذی وابو داؤد عن جُنْدُبٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ
فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ واخرج الترمذی

کاموں دین میں نہایت مردود جیسا کہ حقتعالی سورہ
انعام میں فرماتا ہے ترجمہ آیت کہہ تو آیا ہے تمہارے
پاس علم سے پس نکالو تم اوسکو واسطے ہمارے نہیں پیروی
کرتے تم مگر گمان کی اور نہیں ہو تم مگر اٹکل کرتے اور
سورہ زخرف میں فرماتا ہے ترجمہ آیت اور کہا کافروں
نے اگر چاہتا اللہ نہ پوجتے ہم اونکو نہیں ہے اونکو ساتہ
اسکے علم نہیں ہیں وہ مگر اٹکل کرتے آیا دے ہے ہمنے
اونکو کتاب پہلے اس سے پس وہ ساتہ اوسکی متمسک پکڑنے
والے ہیں۔ اور سورہ ذاریات میں فرماتا ہے ترجمہ
آیت ماری گئے اٹکل کرنیوالے وہ جو غفلت میں بھول
رہے ہیں۔ اور نکالا ترمذی اور ابن ماجہ نے ابی ثعلبہ
سے ترجمہ حدیث کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
بلکہ حکم کرو تم ساتہ معروف کے اور منع کرو بری باتوں
سے یہانتک کہ جب دیکہے تو خواہش تابعدار کیے
گئے اور بخل اطاعت کیا گیا اور دنیا اختیار کیے گئے
اور خوش ہونا ہر صاحب عقل کا اپنے عقل پر
اور دیکہے تو اوس کام کو کہ ضرور ہے واسطے
تیرے اوس سے پس بچا تو اپنے جان کو اور
چہوڑ دے کام عوام الناس کو اور نکالا ترمذی
اور ابو داؤد نے جندب سے ترجمہ حدیث
کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے
کہا بیچ قرآن کے اپنے عقل سے اور پہونچا
مطلب کو پس تحقیق خطا کی۔ اور نکالا ترمذی نے

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَاْیِہٖ
فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ واز اعظم
وجوہ تحسین مذکور کہ مورث استحسان عقلے میشود
اتباع رواج قدیم ست یعنی ہرگاہ کہ مئی بیند
چیزیرا کہ از مدت مدیدہ درمیان عوام و
خواص مروج گردیدہ و برشیوع آن قرون
متوالی منقضے شدہ پس ہرچند دلیلے
از دلایل منزلہ سماویہ برآن نمی یابد
اما استمرار و شیوع آن عمل باین ازمنہ
طویلہ درمیان عقلا و فاہمین بدون
اصل اصیل در عقل او مستبعد مینماید بنابران
حکم مینماید کہ فلان عمل از مرضیات حضرت
حق ست و موجب برکات او تعالیٰ
و الابقاء او برین مرور دہور صورت
نمی بست قدمائی عقلا او را قبول نمیکردند
بلکہ حق جل و علا بمقتضائے حکمت خود
او را برہم میزد و اکابر اسلاف برآن
رد میکردند و اینکلام سراسر باطل است
و از اصل مردود بلکہ در باب اثبات
تعلق رضائے حضرت حق یا سخط
او تعالےٰ بہ نسبت چیزے یا از کلام
الٰہی کتاب منزل میباید یا از کلام

ابن عباس سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
جس کسی نے کہا قرآنمین اپنی عقل سی پس ٹھکانا اپنا
مقرر کرے دوزخمین - اور بڑی وجہون اندازہ ذکر
کے گئے سے کہ سبب اچھا جاننے عقل کا ہوتے ہے پرو
رواج قدیم کے ہے یعنے جو قوت کہ دیکھتا ہے کسے
چیز کو کہ مدت دراز سے درمیان سب عام خاص کے مروج
ہو رہے ہے اور اوسکے شہرت کو سالہای دراز
گذرے پس ہرچند کوئی دلیل دلیلون نازل کی گئی
آسمانی سے اوسپر نہین پاتا مگر گذرنا زمانہ دراز
اور جاری رہنا اوسکام کا ان زمانون دراز مین
درمیان عقلمندون اور سمجھدارون کے بے اصل
محکم کے اوسکے عقل مین بعید دکھائی دیتا ہے
اسلئے حکم کرتا ہے کہ فلانا کام مرضیات حضرت حق سی ہے
اور سبب برکتون اوسکے کا ورنہ باقی رہنا اوسکا
اسقدر گذرنے زمانہ پر صورت نہ پکڑتا اور قدیمی
عقلمند لوگ اوسکو قبول نکرتے بلکہ حق تعالےٰ کہ
بزرگ اور بلند تر ہے بمقتضائے حکمت اپنے کے
اوسکو برہم کرتا ... اور بڑے اگلے اوسکو رد کرتی
اور یہہ کلام سراسر باطل ہے اور جڑسے رد کیا گیا بلکہ
بیچ مقدمہ ثابت کرنے رضا حضرت تعالےٰ کے یا غضب
اوسکے بہ نسبت کسے چیز کے یا کلام اللہ
سے آیت نازل کے ہوئے چاہیے
یا کلام -

معصوم حدیث مسلسل چنانچہ حق جل
علا در سورۂ انعام میفرماید سَيَقُولُ
الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا
وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ
كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ
مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ
إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ
قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ
أَجْمَعِينَ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ
يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا
و در سورۂ اعراف میفرماید وَإِذَا فَعَلُوا
فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا
وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ
بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا
تَعْلَمُونَ و در سورۂ یوسف میفرماید
يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ
خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُونَ
مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا
أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا
مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ط
و در سورۂ شعرا میفرماید وَاتْلُ عَلَيْهِمْ
نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ

پیغمبر سے حدیث مسلسل جیسا کہ حقتعالی سورہ انعام میں
فرماتا ہے ترجمہ آیت قریب ہے کہ کہیں گے وہ لوگ جو
شرک کرتے ہیں اگر چاہتا اللہ نہ شرک کرتے ہم اور
نہ باپ ہمارے اور نہ حرام کرتے ہم کچھ چیز ایسے ہے جھوٹ
باندھا اون لوگون نے جو انسے پہلے تھے یہانتک کہ
چکھا عذاب ہمارا کہہ تو کیا ہے نزدیک تمہارے کچھ
علم پس نکالو اوسکو واسطے ہمارے نہیں پیروی کرتے تم
مگر گمان کی اور نہیں ہو تم مگر اٹکل کرتے کہہ تو واسطے
اللہ کے ہے دلیل غالب پس اگر چاہتا البتہ تمکو کہاتا
تم سبکو تو کہہ بلاؤ گواہون اپنونکو جو گواہی دیتے
ہیں کہ تحقیق اللہ نے حرام کیا یہہ - اور سورۂ اعراف
میں فرماتا ہے ترجمہ آیت اور جسوقت کرتے ہیں
کچھ بیحیائی کہتے ہیں پایا ہمنے اوپر اسپر باپون اپنون کو
اور اللہ نے حکم کیا ہے ہمکو ساتھ اوسکے کہہ تو تحقیق اللہ
نہیں حکم کرتا ساتھ بیحیائی کے آیا کہتے ہو تم اللہ پر
جو نہیں جانتے - اور سورۂ یوسف میں فرماتا ہے
اے مصاحبو میرے بندی خانہ کے آیا خدا متفرق بہتر
ہیں یا اللہ ایک غالب نہیں پوجتے تم سوا اوسکے
مگر نام ہیں کہ نام رکھے ہیں تمنے اور باپون تمہارے
نے نہیں نازل کی اللہ نے اوسپر کوئی دلیل نہیں ہے
حکم مگر واسطے اللہ کے - اور سورۂ شعرا میں فرماتا
ہے - ترجمہ آیت اور پڑھ تو اوپر خبر ابراہیم کے
جسوقت کہا واسطے باپ اپنے اور قوم اپنے کے

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا نَعْبُدُ
اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِيْنَ قُلْ هَلْ
يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ هُمْ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ
اَوْ يَضُرُّوْنَ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا
كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ
تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ
فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ و در سورۂ
لقمان می فرماید وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى
وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ
اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ
مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ
الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ
و در سورۂ زخرف میفرماید وَقَالُوْا
لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ مَا لَهُمْ
بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ
اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ
بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَا
اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ
مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ
اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

کیا پوجتے ہو تم خدا کی کہا پوجتے ہین ہم بتون کو
بس اردن اون پاس بیٹھے رہتے ہین کہا کیا
سنتے ہین تمہارے جب پکارتے ہو اونکو یا نفع دیتے
ہین تمکو یا ضرر پہونچاتے ہین کہا بلکہ پایا ہمنے باپون
اپنے کو کہ ایسا کرتے تھے کہا آیا دیکھتے ہو تم جو کچھ
پوجتے ہو تم اور باپ تمہارے اگلے پس تحقیق وہ دشمن
ہین میرے مگر پروردگار جہان کا جسنے پیدا کیا مجکو
پس وہ راہ دکھائیگا مجکو - اور سورہ لقمان مین فرماتا
ہے - اور بعض لوگ لڑتے ہین بیچ اللہ کے بغیر جانے
اور بے ہدایت اور بے کتاب روشن کے اور جب
کہا جاتا ہے اونکو پیروی کرو اوسچیز کے جو اتارے
خدا نے کہا بلکہ پیروے کرتے ہین ہم اوسچیز کے
کہ پایا اوسپر اپنے باپونکو آیا اگر ہو شیطان کہ بلاتا ہو
اونکو طرف عذاب دوزخ کے - اور سورۂ زخرف
مین فرماتا ہے - ترجمہ آیت اور کہا اونہون نے
اگر چاہتا خدا نہ پوجتے ہم اونکو نہین ہے اونکو ساتھ
اسکے علم نہین ہین مگر اٹکل دوڑاتے آیا دی ہے
ہمنے اونکو کتاب پہلے اس سے پس وہ ساتھ
اوسکے تمسک پکڑتے ہین بلکہ کہا کہ تحقیق پایا ہمنے
باپون اپنون کو اوپر ایک مذہب کے اور ہم اوپر قدمون
اونکے کے راہ دکھلائے گئے ہین اور اسیطرح
نہین بھیجا ہمنے پہلے تجھسے بیچ کسی بستی کے کوئی
ڈرانیوالا مگر کہا سردارون اوسکی نے تحقیق پایا ہمنے باپون

عَلٰی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰی اٰثَارِھِمْ مُّقْتَدُوْنَ
قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُکُمْ بِاَھْدٰی مِمَّا وَجَدْتُّمْ
عَلَیْہِ اٰبَآءَکُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ
بِہٖ کٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْھُمْ فَانْظُرْ
کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ ۝
ودر سورہ احقاف میفرماید ائْتُوْنِیْ
بِکِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ ھٰذَآ اَوْ اَثٰرَۃٍ مِّنْ
عِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ واخرج
الترمذی عن عمرو بن عوف
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِنَّ الدِّیْنَ اَبْدَأَ غَرِیْبًا وَ
سَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَآءِ
وَھُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ
النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ وَ
اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ
عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ
لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ
وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ
مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ
الْھُدٰی عُلَمَآءُھُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ
اَدِیْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ

اوپر ایک مذہب کے اور تحقیق ہم اوپر قدموں اونکے کے
پیرو کرتے ہین کہا اگر لایا ہونہین تمہارے پاس زیادہ ہدایت
اوس سے جسپر پایا تمنے اپنے باپونکو کہا تحقیق ہم ساتھ اوسکے
کے کہ بھیجے گئے ہو تم کافر ہین پس بدلا لیا ہمنے اونسے
پھر دیکھہ کیسا تھا انجام جھٹلانیوالون کا۔ اور سورہ
احقاف مین فرماتا ہے ترجمہ آیت لاؤ تم میری پاس
کتاب پہلے اس سے یا کوئی دلیل علم سے اگر ہو تم سچے
اور نکالا ترمذی نے عمرو بن عوف سے ترجمہ حدیث
کہا فرمایا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
تحقیق دین شروع ہوا ہے غریب اور عنقریب
ہو جائے گا جیسا کہ شروع ہوا ہے پس
خوشوقتی ہو واسطے غریبون کے اور وہ وہ لوگ
ہین کہ اصلاح کرتے ہین جو کچھہ بگاڑ کیا ہے لوگون
نے میرے بعد میرے سنت سے اور نکالا ہے
بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے۔ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
قریب ہے کہ آوے گا اوپر آدمیون کے زمانہ
ایسا کہ نہ باقی رہیگا اسلام سے مگر نام اوسکا
اور نہ باقی رہیگا قرآن سے مگر لکھا ہوا اوسکا
مسجدین آباد ہونگے اور وہ خالی ہونگی
ہدایت سے علما اونکے بدتر ہونگے
نیچے روے آسمان کے اونہین مین
سے نکلے گا۔

الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ وَاز جملہ استحسان مذکور
قیاس ناقص است یعنی چیزیکہ در شرع
وارد شدہ باشد واین شخص چیزی دیگر را
کہ مشابہ اوست در بعضے اوصاف در عقل
ناقص خود نظیر آن قرار دادہ حکم چیز ماثور
بر غیر ماثور جاری نماید واین قیاس
راہ ضلالت ست ودخل دادن آن در
احکام دینیہ مردود چنانچہ حق جل وعلا
در سورۂ بقر میفرماید اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ
الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ
الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ
الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ
الرِّبٰوا واز جملہ وجوہ مذکور افراط در امور
دین ست یعنے مے بیند کہ چیزے در شرع
ثابت شدہ وشارع بسوے آن ترغیب
نمودہ ومحامد ومنافع آن ذکر فرمودہ
پس آن شخص را این ظن بہم میرسد کہ
ہر قدر کہ دران افراط کردہ شود ہمانقدر
مدح شرعے باو عاید میگردد ومنفعت آخرت
بر او بیشتر مترتب میشود وتوجہ رحمت الٰہیہ
بسوی او اقوی میباشد وبرکات غیبیہ
بران ازید نزول میفرماید حالانکہ ہر چیزے

فتنہ اور اونہین مین پہر چلا جائیگا ۔ اور سب نیک
سمجھے گئے کامون مذکورسے قیاس ناقص ہے یعنے ایک چیز
کہ شرع مین وارد ہوئی ہو اور یہہ شخص دوسری چیز کو
کہ مشابہ اوسکے ہے بعضے وصفون مین اپنی عقل
ناقص مین مثل اوسکا قرار دیکر حکم اوسچیز کا کہ شرع
مین وارد ہوئے ہے غیر وارد ہونیوالی شرع مین
بہی جاری کرے اور یہہ قیاس راہ گمراہی ہے ہی اور دا خل
کرنا اوسکا حکمون دین مین رد کیا گیا ہے جیسے کہ
حضرتکے سورۂ بقر مین فرماتا ہے ترجمہ آیت جو لوگ
کہاتے ہین بیاز نہین اوٹہنے کے قبرون سی مگر جیسے
کہڑا ہوتا ہے وہ شخص کہ خبطے کر دیا اوسکو شیطان نے چھو
یہہ اس سبب سے کہ کہا اونہون نے کہ سوا اسکے نہین کہ
بیچنا مانند بیاز کے ہے اور حلال کیا ہے اللہ نے بیچنے کو
اور حرام کیا سود کو ۔ اور تمام وجہون ذکر کے گئے سے
زیادتی بیچ کامون دین کے ہے یعنے دیکہتا ہے کے
ایک چیز شرع مین ثابت ہوئے ہے اور شارع نے اوسکے
طرف رغبت دلائی ہے اور ترغیبین اور منفعت اوسکے
ذکر فرمائے پس اس شخصکو یہہ گمان بہم پہونچا ہے کہ
جسقدر اسمین زیادتی کیجاوے اوسیقدر بہتر ے شرعے
ہوگے اور منفعت آخرت اوسپر زیادہ مترتب
ہوگا اور توجہ رحمت خدا کے طرف اوسکے زیادہ ہوگے
اور برکتین غیبیے اوسپر زیادہ نازل ہونگے
حالانکہ ہر چیز کے لئے ۔

از امور دینیہ حدی ہست از حدود کہ شارع
آن امر را بہمان حد محدود ساختہ و موقعے
ہست از مواقع کہ شارع آنرا در آنموقع
نہادہ پس تعلق رضائے حضرت حق و
ترتب منافع اخرویہ و نزول برکات
غیبیہ بر ہمان تقدیر ہست کہ آن شئی بحد
خود محدود باشد و در موقع خود واقع
چنانچہ حق جل و علا در مواضع کثیرہ
از قرآن مجید میفرماید تِلْكَ حُدُودُ
اللّٰهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ
نَفْسَهُ، و در سورۂ نساء میفرماید وَمَنْ
يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ
يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ
و دارمی از طریق ابی ثعلبہ روایت کردہ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ
فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَرَّمَ مُحَرَّمَاتٍ
فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا
تَعْتَدُوهَا بالجملہ تربیت دینیہ بر معالجہ
جسمانیہ قیاس باید کرد و مجموع امور
دینیہ را مثل ادویہ کثیرہ مختلفۃ الاوزان
والمقادیر تصور باید کرد کہ طبیب حاذق
ہر دوائی را از ادویہ مذکورہ بوزنے

کامون دین سے ایک حد ہے حدون شارع نے اوسکام
کو اوس حد کے ساتھ معین کیا ہے اور ایک موقع ہے
موقعون شارع سے کہ اوسکو اوس موقع مین رکھا ہے
پس تعلق رضائے الٰہی اور مرتب ہونا فائدون آخرت
اور اوترنے برکتون غیبیہ کا اوسی صورت پر ہے
کہ وہ چیز اپنے اندازہ پر ہو اور اپنے موقع پر
چنانچہ حق تعالیٰ بہت جگہہ قرآن شریف مین
فرماتا ہے ترجمہ آیت یہہ حدین ہین
اللہ کے جو کوئے تجاوز کرے حدون خدا سے
پس تحقیق ظلم کیا اوسنے اپنے جان پر اور
سورۂ نساء مین فرماتا ہے ترجمہ آیت اور جسنے
نافرمانی کرے اللہ اور رسول اوسکے اور بڑہ گیا
حدون اوسکے سے داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ مین ہمیشہ
رہیگا اوسمین اور اوسکو ہے عذاب ذلت دینی والا۔ اور
دارمی نے طریق ابی ثعلبہ سے روایت کیا ہے ترجمہ حدیث
کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ نے فرض
کئے ہین فرایض پس نہ ضایع کرو اونکو اور حرام کیا چیزون
حرام کو پس نہ پیروی کرو اونکی اور مقرر کی ہین حدین
پس نہ تجاوز کرو اونسے۔ خلاصہ یہہ کہ تربیت دینی کو
اوپر معالجہ جسمانی کی قیاس کرنا چاہیئے اور تمام کامون
دین کو مانند دواؤن بہت کے مختلف وزن اور مقدار
مین ہون تصور کرنا چاہیئے کہ طبیب حاذق نے ہر دوا
دواؤن مذکورہ سے ساتھ ایک وزن کے۔

محدود ساختہ و برای استعمال آن طریقی معین
از طبیخ و نقوع و نشوق و سعوط و ذرور و
لعوق و لدود و وضماد و طلا و نطول و
حمول و فرزجہ و حقنہ و شیافہ و امثال آن
مقرر فرمودہ و اوقات مخصوصہ از صباح
و وقت نوم بر سبیل آن تعیین نمودہ و بتجدید
و تقویت ہر روز و تبدادی و تنقیہ گاہ گاہ
حکم کردہ پس چنانکہ در معالجہ جسمانیہ تفریط
و افراط ہر دو در حق مریض مضر است
ہمچنین در معالجہ روحانیہ مداہنت و تقشف
ہر دو در حق مکلف نامقبول پس باید دانست
کہ افراط اگر در بارہ اعتقادات و مقامات
و واردات و حالات متحقق شود آنرا غلو
میگویند و اگر در باب علوم واقع شود
آنرا تعمق میگویند و اگر در باب اخلاق
و عبادات واقع شود آن را رہبانیت
و تشدد میگویند و اگر در عادات واقع
شود آنرا تکلف میگویند و اگر در بارہ طہارات
و نجاسات واقع شود آنرا وسواس میگویند
و اگر در باب عدم محافظت مراتب وسایل
مقاصد یا اصول و فروع واقع شود یعنی
وسایل را مثل مقاصد پیش نظر ہمت خود
دارد و مقاصد را مثل وسایل پس پشت خود

معین کیا ہے اور واسطے استعمال اوسکے ایک طریقہ
جوشاندہ یا خیساندہ یا ناک مین ڈالنے یا سونگھنے
یا چھڑکنے یا چاٹنے یا سیکنے یا لیپ یا طلا یا تر پچری
اور فتیلہ اور فرزجہ اور حقنہ اور شیافہ سے اور مانند
اسکے مقرر فرمایا ہے اور وقت خاص صبح اور وقت
سونے کے اوسکے لئے معین کے اور ساتھ غذا اور
تقویت کے ہر روز اور ساتھ دوا اور تنقیہ کے کبھی کبھی
حکم کیا ہے پس جیسا کہ بیچ علاج جسمانی کی کمی زیادتی دونو
بیچ حق بیمار کے مضر ہین اسیطرح علاج روحانی
مین سستے اور تاخیر بزیادتے دونو بیچ حق مکلف کے
نامقبول ہین پس چاہیئے جاننا کہ زیادتے اگر بیچ
مقدمہ اعتقادون اور مقامون اور حالات اور واردات
کے ثابت ہو اوسکو غلو کہتے ہین اور اگر علم کے باب مین ہو
تعاوسکو تعمق کہتی ہین اور اگر اخلاق اور عبادت مین ہو
اوسکو رہبانیت اور تشدد کہتے ہین اور اگر عبادتون
مین واقع ہو اوسکو تکلف کہتے ہین اور اگر
باب پاکیزگی اور نجاست مین واقع ہو اوسکو
وسواس کہتے ہین اور اگر بیچ مقدمہ
نہ نگاہ رکھنے مرتبون اور وسیلون اور
مقصدون یا اصول اور فروع مین
واقع ہو یعنے وسیلون کو مانند مقصدون کی
پیش نظر ہمت اپنے کا کرے اور مقصدونکو
مثل وسیلون کے پس پشت اپنے

اندازد یا فروع را مثل اصول اہم داند و اصول
را مثل فروع سہل انگارد آنرا ظلم و سفاہت
میگویند چنانچہ محافظت مراتب مذکورہ را
انصاف و فقاہت چنانچہ حق جل و علا
در سورۂ بقرہ میفرماید اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ
بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ
الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ یعنی تعلیم احکام
دین و تلاوت کتاب وسیلہ عمل و تہذیب
نفس ست و شما نفس تعلیم و تلاوت را مقصود
لذاتہ قرار دادہ و اصل کمال فہمید پس نظر
ہمت خود نہادہ اید و تہذیب نفس را کہ
اصل مقصود ست پس پشت انداختہ اید
پس سفیہ ہستید کہ عقل نمیدارید و در جہان
سورہ میفرماید وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ
مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ
وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى
مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ
وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ
النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ
بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ یعنی
علم شرعیہ کہ مدار اصل نجات ست

ڈالے یا فروع کا مانند اصول کے کمال اہتمام جانے
اور اصول کو مثل فروع کے سہل سمجھے اسکو ظلم اور نادانی
کہتے ہین جیسا کہ نگاہبانی مرتبون مذکور کو انصاف
اور سمجھداری جیسا کہ خدا تعالے سورہ بقر مین فرماتا ہے
ترجمہ آیت آیا حکم کرتے ہو تم لوگون کو ساتہ نیکے کے
اور بہولتے ہو اپنے جانونکو اور تم پڑہتے ہو کتاب
پس کیا نہین سمجھتے ہو۔ یعنے سکہانا حکمون دین اور
پڑہنا کتاب کا وسیلہ عمل اور آراستگے اپنے نفس کا ہے
اور تمنے تعلیم اور تلاوت کو مقصود بالذات قرار دیکر
اور اصل کمال سمجھکر آگے ہمت اپنے کے رکہا ہے
اور آراستگے اپنے نفس کو کہ اصل مقصد ہے پیٹ
پیچھے ڈالا ہے پس احمق ہو تم کہ عقل نہین رکہتے ہو
اور اوسی سورہ مین فرماتا ہے ترجمہ آیت
اور جب آیا اونکے طرف رسول خدا کی پاس سے سچ
بتاتا جو کچہہ اونکے پاس ہی پہینک دیا ایک فریق نے
اونہین سے کہ دیئی گئی تہی کتاب کتاب خدا کو
پیٹ پیچھے گویا کہ وہ نہین جانتے ہین اور پیروی
کی اوسکے جو پڑہتے تہے شیطان زمانہ حکومت
حضرت سلیمان مین اور نہین کفر کیا سلیمان نے
مگر شیطانون نے کفر کیا سکہاتی تہی آدمیون کو
جادو اور جو کچہہ اوتارا گیا دو فرشتون پر بیچ شہر
بابل کے کہ نام اونکا ہاروت اور ماروت ہی
یعنے علم شرعی کو کہ اصل نجات اوسپر ہے۔

پس پشت انداختہ در پی تحصیل علوم زواید
کہ در منافع اخرویہ ہیچ دخل نمیدارد وچنانچہ
کریمہ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي
الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ برآن دلالت
میدارد افتادہ اند اگرچہ در نفس الامر بعضے
ازان علوم ماخوذ از شیاطین اند و بعضے
از ملائکہ لیکن ہرگاہ کہ در امور اخرویہ
دخل نمیدارد بہ نسبت ایشان ہمہ از قبیل لغو
ولاطائل ست بلکہ سعی در تحصیل آن مضر و در
ہمان سورہ میفرماید ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ
تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا
مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ
عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ
يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ
عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ
الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا
جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ
اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۝ یعنے وجوہ نصرت
مظلوم بمراتب ادون ست از مرتبہ
نفس ظلم و در اول اہتمام عظمی مینمایند
و در ثانی جرأت بی تحاشا پس در دنیا
و آخرت نکال این قلب موضوع خواہند شید

پیٹ پیچھے ڈالکر درپے تحصیل کرنے علموں زاید کے
کہ فائدہ آخرت مین کچھہ دخل نہین رکھتے ہین
جیسا کہ یہہ آیت ترجمہ آیت اور البتہ جانا اونہون
نے کہ جو کوئی خریدار ہوا اوسکا نہین ہے اوسکو
بیچ آخرت کے حصہ - اوسپر دلالت کرتے ہے پر وے
ہین اگرچہ حقیقت مین بعضے اون علمون سے لئے گئے
شیاطین سی ہین اور بعضے فرشتون سی لیکن
جسوقت کہ کامون آخرت مین دخل نہین رکھتے
بہ نسبت انکی سب قسم کھیل اور بیہودگی سے ہین بلکہ
کوشش اونکے حاصل کرنیمین مضر اور اوسی سورہ
مین فرمایا ہے ترجمہ آیت پہر تم قتل کرتے ہو جانون
اپنے کو اور نکالتے ہو ایک فریق کو شہر اونکی سے
مدد کرتے ہو باہم گناہ اور سرکشی پر اور اگر آتی ہین
تمہارے پاس قیدی تو چھڑاتے ہو اونکو اور وہ حرام
ہے تمپر نکالنا اونکا آیا ایمان لاتی ہو بعضے کتاب
اور کفر کرتے ہو بعض کا پس کیا جزا ہے اوسکے
جو کرے ایسا تم مین سی مگر ذلت زندگانی دنیا مین
اور دن قیامت کے پہیر جائینگے طرف عذاب
سخت کی یعنے مرتبے مددگارے مظلوم کے لیئے
درجے کم ہین مرتبہ خاص ظلم سے اور پہلے مین
اہتمام بڑا کرتے ہین اور دوسرے مین جرأت
بے تحاشا پس دنیا اور آخرت مین وبال
اس اولئے مقصد کا چاہینگے کہینچنا-

ودرہمان سورہ میفرماید سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ونیز میفرماید لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ یعنی تقبل قبلہ مخصوص از اصول دین وارکان حقیقت تقوے نیست تا تفاصیل ادیان باو واضح گردد پس در مقام بیان تفاصیل ادیان گفتگو در آن ناشی از سفاہت ست بلکہ انچہ اصول دین وارکان حقیقت تقوے ست این امور مذکورہ ست پس در مقام الیضاح تفاضل ادیان

اور اوسی سورہ مین فرماتا ہے ترجمہ آیت قریب ہے کہ کہین گے احمق آدمیون سے کسنے پھیر دیا انکو اوس قبلہ سے کہ تھے اوسپر کہہ اسطے اللہ کے ہے مشرق اور مغرب راہ دکھاتا ہے جسکو چاہے طرف رستی سیدھے کی - اور یہہ بھی فرمایا ہے ترجمہ آیت کہ نہین ہے نیکے یہہ کہ پھیرو تم موہنہ اپنے طرف مشرق اور مغرب کے اور لیکن نیکے یہ ہے کہ جو کوئے ایمان لایا اللہ پر اور دن آخرت اور فرشتے اور کتابون اور نبیون پر اور دیا مال اوپر محبت خدا کے رشتہ دارون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون اور سوال کرنیوالون اور آزاد کرنے گردنون مین اور قایم کے نماز اور دے زکوۃ اور پورا کرنیوالے عہد اپنا جب عہد کرتے ہین اور صبر کرنیوالے سختیون اور ضرر اور وقت لڑائی کے یہ لوگ ہین سچی اور یہ لوگ ہین پرہیزگار یعنی موہنہ کرنا قبلہ خاص کیطرف اصل دین اور حقیقت پرہیزگاری سے نہین ہے تو فضیلت دینونکے اوس سے واضح ہو پس مقام فضیلت دینون مین گفتگو اوسمین حماقت سے ہے بلکہ جو کچھہ اصل دین اور رکنون حقیقت پرہیزگاری سے ہے یہہ کام مذکورہ ہین پس بیچ مقام واضح کرنے فضیلت دینون —

وارکان حقیقت تقوے درین امد تامل
باید کرد کہ اہل کدام دین بآن متصف اند
وکدام نے و در سورۂ آل عمران میفرماید
هَآ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ
بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ
بِهٖ عِلْمٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا
تَعْلَمُوْنَ یعنے چیزیکہ اصل آن از کتاب
اللہ معلوم نیست در پے تفتیش آن افتادن
بیجاست زیرا کہ احاطہ جمیع معلومات
شان ربانی ست نہ شان انسانی
واین نہی ست از تعمق و درہین مضمون
دلالت میدارد و انچہ درہمان سورہ میفرماید
هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ
اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ
وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ
ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا
يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ
فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ
مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ
اُولُوا الْاَلْبَابِ و انچہ در سورۂ بنی
اسرائیل فرمودہ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ
لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ

اور رکنان پرہیزگاری کی ان کا مومنین بامل چاہیے
کرنا کہ کون سے دین والی ساتہ اوسکی موصوف ہین
اور کونسے نہین اور سورہ آل عمران مین فرماتا ہے
ترجمہ آیت خبردار ہو کہ تم لڑتے ہو بدلایل اوسچیز مین
کہ تمکو اوسکا علم ہے پس کیون جہگڑتے ہو بیچ اوسچیز
کے کہ نہین ہے تمکو ساتہ اوسکی علم اور اللہ جانتا ہے
تم نہین جانتے۔ یعنے جو چیز کہ اصل وسلی کتاب الہی
سے معلوم نہین ہے درپے تماش اوسکی ہونا بیجا ہے
اسلئے کہ کہہ تمام معلومات کا شان خدا ئے ہے
نہ شان انسانی اور یہہ منع ہے تعمق سے اور اسی
مضمون پر دلالت کرتا ہے جو کچہہ اوسے سورہ مین
فرمایا ہے ترجمہ آیت وہ خدا کہ اوتاری اوپر تیرے
کتاب بعض اوس سے آیتین مضبوط ہین کہ وہ اصل
کتاب ہین اور بعض متشابہات ہین پس وہ لوگ
جنکے دلمین کجی ہے پیروے کرتے ہین متشابہ کی اوس سے
طلبگار فتنہ کی اور طلبگار اوسکی تاویل کی اور نہین جانتا تاویل
اوسکے مگر اللہ اور جو مضبوط ہین علم مین کہتے
ہین ایمان لائے ہم ساتہ اوسکے سب ہمارے رب کے
پاس سے ہے اور نہین پند پذیر ہوتے مگر
صاحب عقل۔ اور جو کچہہ سورہ بنے اسرائیل
مین فرمایا ترجمہ آیت اور نہ پیروے کر
اوسچیز کے کہ نہین ہے تجکو اوسکا علم
تحقیق کان اور آنکہہ۔

وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا
ونیز درہمان سورہ فرمودہ وَيَسْئَلُونَكَ
عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي
وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا
وانچہ در سورۂ کہف فرمودہ سَيَقُولُونَ
ثَلٰثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ
كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ
وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ
مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ
إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ
فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا ونیز فرمود قُلِ اللّٰهُ
أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ ط وَأَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ
مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ
فِي حُكْمِهِ أَحَدًا وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ
مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ
وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ٥ یعنی
بتعلیم و تلاوۃ کتاب اللہ و تحقیق علوم
شریعۃ مشغول باید شد نہ باحاطۂ علم
الٰہی و تفتیش وقایع تکوین و در سورۂ
آل عمران میفرماید مَا كَانَ لِبَشَرٍ
أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ
وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا

اور دل ہر ایک ہوگا سوال کیا گیا اور اوسے
سورہ مین فرمایا ہے ۔ پوچھتے ہین تجھسے روح سے
کہہ تو روح امر رب میرے سے ہے اور نہین
دیے گئے تم علم سے مگر تھوڑا ۔ اور جو کچھہ سورہ
کہف مین فرمایا ترجمہ آیت عنقریب کہینگے کہ تین ہین
چوتھا اونکا کتا ہے اور کہینگے پانچ ہین چھٹا اونکا
کتا ہے اٹکل پچو اور کہینگے کہ سات ہین آٹھوان
اونکا کتا ہے کہہ تو پروردگار میرا خوب جانتا ہے
گنتے اونکے نہین جانتے اونکو مگر تھوڑے پس
نہ جھگڑا کر بیچ اونکے مگر جھگڑا ظاہر اور نہ پوچھہ
بیچ متعلقہ اونکے کسیے سے انمین سے اور یہہ
ہے فرمایا ترجمہ آیت کہہ تو اللہ خوب جانتا ہے جتنا
رہے وہ واسطے اوسکے ہے غیب آسمانون اور
زمین کا دیکھہ سنتا اوسکے اور سن نہین ہے
واسطے اونکے سوا خدا کے کوئے کارساز اور
نہ شریک کرے بیچ حکم اوسکے کسیکو اور پڑھہ جو کچھہ
وحی کیا گیا ہے طرف تیرے کتاب پروردگار تیرے
سے نہین ہی کوئی بدلنے والا کلمون اوسکیکا اور
نپائیگا تو سوا اوسکے ٹھکانا ۔ یعنے سکھانی اور پڑھنے
کتاب اللہ اور تحقیق علمون شریعت مین مشغول
چاہیئے ہونا نہ گہیرنے علم الٰہی اور تلاش حالات
آیندہ مین ۔ اور سورہ آل عمران مین فرمایا ترجمہ آیت
نہ تھا واسطے کسی آدمی کی کہ دی ہوا وسکو اللہ نے کتاب اور حکم

اور نبوت پھر کہے وہ لوگون کو کہ ہوجاؤ تم

عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن كُونُوا
رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ
وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرَكُمْ
أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ
أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ
أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ یعنے انچہ بتعظیم
اکرام انبیاء اللہ و اکرام ملائکہ حکم
میفرماید معنیش این نباید فہمید کہ ایشان
را عبادت باید کرد یا ایشانرا ان
ربوبیت یعنی تصرف در امور تکوینیہ
بالاستقلال ثابت باید کرد و یا خود را
مقہور قدرت ایشان تصور باید کرد
این امور مقتضیات علاقہ عبودیت
و ربوبیت ست و آن مختص ست
باو تعالیٰ و کسے دیگر را در ان دخل
دادن کفر ست و منافی اسلام
و این سد باب غلو ست فقط

بندے میرے سوا خدا کے ولیکن کہیگا کہ ہو تم اللہ والے
بسبب کے سکھاتے ہو تم کتاب اور بسبب کے
پڑھتے اور نہ حکم کریگا تمکو کہ پکڑو فرشتون اور نبیونکو
خدا یا حکم کرے گا تمکو ساتھہ کفر کے بعد اسکے
کہ تھے تم مسلمان یعنے جو کچھہ ساتھہ تعظیم
نبیون خدا اور فرشتون اوسکے کے حکم
فرماتا ہے معنے اوسکے یہہ نچاہیئن سمجھنے
کہ انکو عبادت کرنے چاہیئے یا انکو شان
خداوندے یعنے دخل کامون ہونیوالی
عالم مین مستقل ثابت کرنا چاہیئے یا اپنے تئین
مغلوب انکی قدرت کا تصور کرنا چاہیئے
یہہ کام مقتضاے علاقہ بندگے اور خداوندے
کے ہین اور وہ خاص ہے ساتھہ حقتعالے
کے اور کسے دوسرے کو اوسمین
دخل دینا کفر ہے اور مخالف
اسلام کے اور یہہ بند کرنا باب
غلو کا ہے فقط

خاتمۃ الطبع الحمد للہ کہ یہہ رسالہ عجیبہ حضرت قدوۃ المحققین امام المسلمین مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے
واسطے ہدایت و تفہیم معنی بدعت کے تالیف فرمایا اور عالی جناب محی السنت حاجی بدعت مولانا ابو الخیر
محمد جمال الدین خانصاحب بہادر مدظلہ نائب ریاست بہوپال نے بنظر خیر خواہی مسلمین اجازت اشاعت اس رسالہ کی مرحمت
اس عاجز کو فرمائی تھی جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ چنانچہ اب اس خیر خواہ نے نہایت محنت و حسن کتابت سے عمدہ کاغذ پر چھپوایا حق سبحانہ و تعالے
ہم سب مسلمانونکو توفیق اتباع سنت عطا فرماوے۔ آمین یا رب العالمین۔

هوالقادر رسالہ ہذا از تصنیفات عالم نبیل مقبول رب جلیل مولانا محمد اسمٰعیل شہید مرحوم و مغفور ہست کہ
در دفع اعتراضات مولوی فضل حق صاحب در یک روز نوشتہ داده بود نہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عبارت مذکورہ چنان مستفاد میشود کہ مقصود و معترض ایراد اعتراض ہست بر عبارت رسالہ التقویۃ الایمان [illegible]
اول آنکہ دعوی تعلق قدرت الٰہیہ بمثل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی نفسہا باطل ہست و ثانی آنکہ ذکر دعوی مذکور
اسارت ادب ہست بجناب سید المرسلین و ثالث آنکہ ذکر آن لغو ہست اقول مجیب باید کہ اولا دعوی مذکور را دلیل قائم
بعد ازان دفع اعتراضات معترضین کند تا مقصود او کہ اثبات دعوی ہست حاصل شود والا بر ظاہر ہست کہ از مجرد دفع
اشکال ثبوت دعوی صورت نمی بندد پس میگویم کہ وجود مثل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہست تحت قدرت الٰہیہ
نہ تحت تکوین تا وقوع آن لازم آید تفصیلش آنکہ قدرت صفت علیحدہ ہست و تکوین صفت علیحدہ اثر قدرت امکان
صدور مقدور ہست از ذات قادر بالنظر الی ذاتہ نہ وقوع مقدور بالفعل و اثر تکوین وقوع مکون ہست بالفعل و اینہمہ
ما تردیدیہ ہست کہ بتغایر صفتین مذکورین قائل اند ما بگوئیم کہ مراد از دخول شئی تحت قدرت صحت تعلق قدرت ہست
بآن شئی نہ بالفعل تعلق قدرت بآن و مقتضائے اول امکان صدور شئی ہست نہ فعلیت آن و مقتضائے ثانی فعلیت ہست
و این بنا بر مذہب اشاعرہ ہست کہ فعلیت تعلق قدرت را تکوین می نامند بالجملہ مقصود در مقام اثبات ہمین قدر ہست
کہ وجود مثل مذکور داخل ہست تحت قدرت نہ اثبات وقوع آن بالفعل و این دعوی مدلل ہست بدلیل نقلی و برہان عقلی اما
دلیل نقلی پس بیانش اولا آنکہ حق جل علا در سورہ یٰسٓ میفرماید اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ
عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ
پس ضمیر جمع مذکر راجع ہست بسوی جمیع بنی آدم نزد اکہ آیہ کریمہ مذکورہ در مقام بیان معاد واقع گردیدہ پس ہر کہ
در معاد زندہ خواہد شد آن داخل ہست در کریمہ مذکورہ و ظاہر ہست کہ ہر فردے از افراد انسانی در معاد
زندہ شدنی ہست پس مثل او بمقتضائے کریمہ مذکورہ داخل تحت قدرت الٰہیہ باشد پس گویا ترکیب دلیل مذبور
باینوجہ باشد کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم در معاد زندہ خواہند شد و آن از ضروریات دین ہست و ہر کہ در معاد زندہ
خواہد شد پس وجود مثل او داخل ہست تحت قدرت الٰہیہ بمقتضائے کریمہ مذکورہ پس وجود مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
داخل باشد تحت قدرت الٰہیہ و ہو المطلوب و ثانیا آنکہ وجود مثل مذکور شئی ممکن ہست بالذات و ہر شئی ممکن بالذات داخل
ہست تحت قدرت الٰہیہ لقولہ تعالٰی وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ و قولہ تعالٰی وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ چنانکہ خود
معترض این دلیل مذکورہ را بیان کردہ و بآنچہ بر آن ایراد کردہ مدفوع ہست چنانکہ عنقریب مذکور خواہد شد و ثالثا آنکہ حق جل علا

در کلام پاک خود در مقامات عدیده از وجود مخلوقات بر احاطه قدرت خود بر امثال آنها استدلال فرموده چنانچه از احیاء
ارض بانزال مطر بر احیاء موتی در معاد در آیات کثیره استدلال فرموده منها قوله تعالی وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ مِنَ
السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنْشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ واز ایجاد آدم علیه السلام بے پدر بر امکان ایجاد
حضرت عیسے علی نبینا وعلیهم السلام بے پدر استدلال نموده اِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ
لَهُ كُن فَيَكُونُ و بالجمله استدلال بوجه مذکور در قرآن مجید شایع ومتعارف ست پس برین تقدیر وجود نبی صلی الله علیه وسلم
خود دلیل باشد بر امکان وجود مثل ایشان نظر بقدرت الٰهیه پس گوییا ترکیب دلیل برین تقدیر بدینوجه خواهد بود هر گاه
که وجود نبے صلے الله علیه وسلم داخل تحت قدرت الٰهیه باشد وجود مثل ایشان هم داخل تحت قدرت مذکوره باشد پس وجود
مثل ایشان هم داخل باشد تحت قدرت مذکوره والا حکم المثلین واحد فی الدخول تحت القدرة وعلی منطوق
القرآن وهو المطلوب آما برهان عقلی پس بیانش آنکه وجود مثل مذکوره ممتنع بالغیر ست وهر ممتنع بالغیر ممکن بالذات وهر
ممکن بالذات داخل تحت قدرت الٰهیه پس وجود مثل مذکور داخل ست تحت قدرت الٰهیه وهو المطلوب اما مقدمه
اولی پس بیانش آنکه مثل مذکور در نفس الامر معدوم ست وهر معدوم یا ممتنع بالذات ست یا ممتنع بالغیر پس مثل
مذکور یا ممتنع بالذات ست یا ممتنع بالغیر لکن ممتنع بالذات نیست پس ممتنع بالغیر ست اما صغریٰ پس بکبریٰ قیاس
اول پس احتیاج بیان ندارد واما قضیه مستثنائیه در قیاس ثانی پس بیانش آنکه مثل مذکور عبارت ست از
فردی که مشارک آنجناب باشد در ماهیته واوصاف کمال پس امتناع بالذات یا بسبب امتناع مشارکت
در ماهیته خواهد بود یا بسبب امتناع اتصاف باوصاف مذکوره بالنظر الی نفس الذات وبرظاهرست که ماهیت
وذلک انسان ست ومشترک ماهیة الانسانیه در الوف الوف افراد ممتنع نیست واتصاف باوصاف مذکوره
نظر بنفس ماهیته هم ممتنع نه والا اتصاف آنجناب هم باوصاف مذکوره ممتنع میشد فان حکم المثلین واحد فثبت
وبسبب بالنظر الی نفس الماهیة والا لازم عدم اشتراک الماهیة بینهما فلزم عدم المماثلة هذا خلف پس وجود مثل مذکور ممتنع
بالذات نباشد بلکه بنظر موانع خارجیه مثل اخبار الٰهی بعدم وقوع آن یا تعلق اراده ازلیه بعدم آن وامثال ذلک وهمین ست معنے
ممتنع بالغیر پس وجود مثل مذکور ممتنع بالغیر باشد وهو المقدمة الاولی واما مقدمه ثانیه یعنی هر ممتنع بالغیر ممکن بالذات ست آ
بیانش آنکه هر ممتنع بالغیر معدوم ست وهر معدوم یا ممتنع بالذات ست یا ممکن بالذات وممتنع بالغیر ممتنع بالذات نمیتواند شد
والا لازم آید توارد علل مستقله بر معلول واحد شخصی برسبیل اجتماع وآن ممتنع ست بالاتفاق اما اینکه هر واحد از بطلان نفس
ذات وموانع خارجی علة مستقله ست مر ثبوت امتناع را پس بدیهی ست که حاجت برهان ندارد واما اینکه این توارد برسبیل
اجتماع ست پس بیانش آنکه امتناع ذاتی در هیچ وقتی از اوقات از ذات ممتنع منفک نمیتواند شد پس در وقت
ثبوت امتناع بالغیر هم امتناع ذاتی متحقق باشد پس اجتماع علتین مستقلتین لازم آید۔ وهو محال

وہو محال بالاتفاق پس ثابت شد کہ ممتنع بالغیر ممکن بالذات ست وہو المقدمۃ الثانیۃ واما مقدمہ ثالثہ پس بیانش آنکہ
مناط صحت تعلق قدرت الٰہیہ امکان ذاتی ست نہ تساوی نفس الامری تفصیلش آنکہ لفظ امکان در عرف بدو معنے
مستعمل میشود اول آنکہ بالنظر الے ذات الممکن وجود وعدم مساوے باشد گو بنظر امور خارجیہ از علل موجبہ یا موانع وحوایج احدہما
واقع بل واجب باشد واین را امکان ذاتی میگویند واین مجامع میشود با وجوب بالغیر وامتناع بالغیر یعنی واجب بالغیر
وممتنع بالغیر در عین حالت وجوب وامتناع ممکن ذاتی ست زیرا کہ در عین آنحالت ہم صادق می آید کہ وجود وعدم بالنظر
الے ذاتہ متساوی ست اگرچہ بالنظر الے الامور الخارجیہ احدہما واجب گردیدہ ومعنے ثانی آنکہ در نفس الامر وجود وعدم او
متساوی باشد یعنے نہ ذات او بقضاے احدہما کند ونہ امرے از امور خارجیہ واین را تساوی نفس الامری گویند واین جا
نمی شود بالغیر واین بدیہی ست لیکن میگوییم کہ آنچہ لوازم امکان ذاتی ست ممکن ذاتی را دائما ثابت ست حتی کہ در عین
حالت وجوب بالغیر وامتناع بالغیر خود امکان ذاتی ولوازم آن مثل احتیاج بسوی علۃ وامثال آن ممکن را ثابت میباشد اکنون
میگوییم کہ صحت تعلق قدرت الٰہیہ از لوازم امکان ذاتی مقدور ست نہ از لوازم تساوی نفس الامر پس در عین حالت وجوب
بالغیر وامتناع بالغیر متحقق باشد وزوال آن در ہیچ وقتی از اوقات وبسببی از اسباب خارجیہ محال بیانش آنکہ اگر تساوے
نفس الامری مناط صحت تعلق قدرت الٰہیہ باشد لازم آید کہ ہیچ شئی از اشیاء داخل تحت قدرت الٰہیہ نباشد پس اصلا
قدرت متحقق نباشد ہذا خلف اما ملازمت پس بیانش آنکہ شئی یا موجود ست یا معدوم وموجود یا واجب بالذات ست
یا واجب بالغیر ومعدوم یا ممتنع بالذات ست یا ممتنع بالغیر پس ہیچ شئی از اشیاء متصف بتساوی نفس الامری نیست
تا داخل تحت قدرت الٰہیہ نباشد بالجملہ اگر موانع خارجیہ مانع صحت تعلق قدرت الٰہیہ باشد لازم آید کہ ہیچ معدومے
معدومات داخل تحت قدرت الٰہیہ نباشد چہ عدم ممکن لابد در نفس الامر معلل ست یعنے کہ مانع وجود او باشد واقل آن
عدم تعلق ارادہ ازلیہ بوجود او ست وتعلق علم ازلی بعدم او وہمچنین لازم آید کہ ہیچ موجودی از موجودات داخل
تحت قدرت الٰہیہ نباشد چہ قدرت متعلق بجانبین مقدور میباشد وقتیکہ موجود شد پس لابد ارادہ الٰہیہ وعلم ازلے
متعلق بوجود او شدہ باشد وآن مانع وقوع عدم او ست پس عدم او خارج از قدرت باشد پس وجود او ہم خارج باشد
پس واضح گردید کہ مناط صحت تعلق قدرت الٰہیہ امکان ذاتی ست وہر ممکن ذاتی در ہمہ اوقات بر جمیع تقدیرات
یعنے در وقت وجود علل موجبہ وموانع عائقہ وبر تقدیر وجوب بالغیر یا امتناع بالغیر داخل تحت قدرت الٰہیہ است
در عین تلبس بموجبات یا موانع وانچہ مقدمہ ثالثہ ست وازین بیان واضح گردید کہ دخول شئی در تحت قدرت الٰہیہ
منافی امتناع ووجوب او کہ بنظر امور خارجیہ باشد نیست بلکہ آنچہ منافی او ست دخول آن تحت تکوین ونیز واضح گشت
کہ وجود محال بر تقدیر وجود شئی مانع دخول آن شئی تحت قدرت الٰہیہ نمی تواند شد زیرا کہ لزوم محال مانع وجود او ست

ضمنانی لامکان ذاتی ومناط صحت تعلق قدرت الٰہیہ امکان ذاتی ست نہ عدم مانع خارجی آری لزوم محال مانع از تعلق تکوینی ست کما لا یخفی پس ازین بیان لاح گشت کہ آنچہ معترض ایرادات از قبیل الزام محالات بر تقدیر وجود مثل مذکور کردہ ہمہ یکسر ست زیرا کہ نہایت آنچہ از آن ثابت خواہد گردید امتناع بالغیر ست وثبوت آن بدعوی صاحب رسالہ ہیچ مضرتی نمیرساند چہ مدعای او اثبات صحت تعلق قدرت الٰہیہ ست بمثل مذکور نہ اثبات تعلق تکوینی باو ہمنیست جواب اجمالی از جمیع اشکالات معترض واما جواب تفصیلی پس حسبہ جبتہ ازان زیر ہر قول معترض بیان کردہ خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ قولہ وہو خلاف ما اتفق علیہ جمہور المسلمین انتہی این وجہ اول ست از وجوہ ثلاثہ اشکال حاصلش آنکہ دعوی صاحب رسالہ یعنے دخول مثل مذکور در تحت قدرت الٰہیہ خلاف اجماع مسلمین ست اقول دعوی مذکورہ خلاف یکی از مسلمین سابقین ہم نیست چہ جائیکہ خلاف جمیع مسلمین باشد چہ کسی از مسلمین سابقین ہم تصریح باین نکردہ کہ حق جل وعلا عاجز ست در ایجاد مثل آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم واگر مراد او نیست کہ مقدمات متفق علیہا را اگر جمع کردہ شود از آن نتیجہ حاصل نمیشود کہ خلاف مدعای صاحب رسالہ ست پس این محض فہم معترض ست کہ بطلان آن عنقریب مذکور خواہد گردید پس این را باین عبارت بایستی گفت کہ ہو خلاف ما فہمت من کلام جمہور المسلمین قولہ زیرا کہ مثل محمد صلے اللہ علیہ وسلم ممتنع الوجود ست وہر چیز یکہ وجود آن ممتنع باشد مقدور حق سبحانہ تعالیٰ نیست اقول اگر مراد او از ممتنع الوجود در مقدمتین ممتنع بالذات ست پس صغری ممنوع ست وآنچہ در مقام اثبات آن ذکر نمودہ تقریب آن تمام نیست واگر ممتنع بالغیر ست پس کبرے ممنوع ست ودلیل او غیر تام التقریب است واگر مراد در مقدمتین مطلق ممتنع ست پس کلیہ کبرائے ممنوع ست واگر مراد از لفظ امتناع در مقدمتین مختلف ست پس ارسطا کمر نیست قولہ اما بیان صغرے پس میگوئیم اقول بر ای بیان صغرے دو وجہ ذکر کردہ اول از جہت منصب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کہ منصب آنجناب قابلیت مشارکت ندارد دوم ثانی از جہت اخبار الٰہی بعدم وقوع مثل آنجناب ہر دو غیر تام التقریب ست چنانچہ عنقریب مذکور خواہد شد قولہ چہ اگر مثل او ممکن باشد لامحالہ نبی خواہد بود انتہے حاصل آنکہ آنجناب خاتم الانبیاء ست وخاتم الانبیاء متعدد نمی تواند شد اما صغرے پس از اصول عقاید اسلامیہ ست واما کبرے پس بیانش آنکہ خاتم الانبیاء در ترقی موازی صادر اول ست وچنانکہ اسبق از صادر اول چیزے نمیتواند شد ہمچنین اعلی از خاتم الانبیاء چیزے نمی تواند شد اقول آنچہ در بیان کبرے در ینمقام ذکر نمودہ ظاہر الطریق بسہو از قلم صادر شدہ باشد چہ مفاد ازین بیان ہمین ست کہ وجود اعلی از خاتم الانبیاء ممتنع ست وکلام در وجود مثل ست نہ در وجود اعلی بلکہ بیانش باینوجہ بایستی کرد کہ خاتم الانبیاء موازی صادر اول ست وتعدد در صادر ست محال بنا بر قول مشہور الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد پس تعدد در خاتم الانبیاء ہم محال ومخفی نیست کہ این دلیل مدفوع ست بچند وجہ وجہ اول آنکہ قاعدہ مشہورہ نزد اکثر متکلمین مسلم نیست پس نزد ایشان تعدد صوادر در مرتبہ اولے در سلسلہ بدو ممکن ست داخل قدرت الٰہیہ پس تعدد افراد در مرتبہ اخیرہ از سلسلہ عود ہم ممکن باشد داخل تحت قدرت الٰہیہ پس این دلیل نزد ایشان مقلوب است بر معترض ثانی آنکہ بر تقدیر تسلیم مقدمہ مشہورہ نیز دلیل مذکور مدفوع ست باینکہ صادر اول حقیقۃ نزد محققین صفتے ست

از صفات الٰهیه یا اسمی ست از اسماء الٰهیه پس موازی آن در سلسله رجوع صفتی از صفات عودیه یا اسمی از اسماء عودیه خواهد بود
و سلسله مجعولات بعد سلسله اسماء ست پس مرتبه مجعول اول بعد مرتبه خاتم الاسماء ست که از آن بلفظ مرید یا رحمن تعبیر
میکنند و آن مسبوق ست بصوادر کثیره پس بلاشبه تعدد مجعولات در نیمرتبه ممکن باشد و مرتبه خاتم الانبیاء موازی
مخلوق اول ست نه صادر اول چنانکه روایت اول ما خلق الله نوری بر آن دلالت میدارد پس تعدد در آن مرتبه هم
ممکن باشد و اما موازی صادر اول پس تجلی حضرت حق ست در جنت که آنرا هر مومن بمقام خود خواهد دید بالتضامن فی
رویته شان اوست و تعدد تجلیات اگر در آن مرتبه ممکن نباشد هیچ ضرر بمطلب ما رسالہ نمیرسد بالجمله قطع نظر از تحقیق مذکور
پس اینقدر لابد ست که مراد از واحد در قضیه مشهوره واحد من جمیع الاعتباری باشد یعنی نه کثرت حقیقی داشته باشد و نه
کثرت اعتباری و ظاهر ست که مبدا اول بنسبت مجعول اول باجماع جمیع اهل سنت و جماعت بل باجماع جمیع مسلمین
بل جمیع ملیین واحد کذائی ست زیرا که صدور مجعول اول از مبدا اعلی نزد ایشان بر سبیل اختیار ست نه بر سبیل ایجاب
و صدور اختیاری مسبوق ست بتحقق ارادهٔ مبدا و آن موقوف ست بر تحقق قدرت و آن موقوف ست بر تحقق علم
و آن موقوف ست بر تحقق حیات پس لابد فاعل باختیار متقدم ست بر معلول خود مع صفات اربعه مذکوره پس لابد در
مرتبه اولی از سلسلهٔ مجعولات تعدد صوادر کثیره ممکن باشد و ثالث اینکه بر تقدیر تسلیم عدم تعدد در مرتبه اولی از سلسلهٔ
کائنات میگوییم که معلول اول باجماع جمهور ملیین حادث ست و مبدا اعلی مع جمیع صفات خود که از انجمله قدرت ست قدیم
پس پیش از وجود معلول اول مبدا اعلی قادر بود که سلسلهٔ کائنات غیر این سلسله موجوده ایجاد میکرد و در آن سلسله
هم یکی صادر اول میباشد و یکی خاتم الانبیاء موازی آن و پیشتر ازین سلسله بر سلسله دیگر قادر بود الی غیر النهایه
و همچنین در جانب ابد قادر ست بر اینکه این سلسله موجوده را برهم کند و عالمی دیگر بر پا نماید و در آن هم صادر اول ایجاد
کند و خاتم الانبیاء موازی آن قایم کرده آید اَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ
مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ و نیز قادر ست بر اینکه بعد دخول اهل جنت در جنت و بعد دخول اهل نار در نار عالمی دیگر مثل
این عالم برپا کند و در آن صادر اول و خاتم الانبیاء بوجود آید **قال الله تعالی** وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ عَلٰٓى
اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ **قوله** و بوجه آخر گوییم **اقول** اینوجه نانی ست برای بیان صغری
قیاس اول حاصلش آنکه وجود مثل مذکور مستلزم کذب نفس ست و هو **قوله تعالی** مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ و کذب نفس محال پس وجود مثل مذکور مستلزم محال باشد و خود ممتنع ست پس وجود
مثل مذکور ممتنع ست و هو المطلوب مخفی نماند که این دلیل مدفوع ست بچند وجه اول بطریق نقض بآیات کثیره که زیاده چهار
زآن در ینمقام تلاوة کرده میشود مثلاً گفته شود که اجماع همه اشخاص بر یک ملت مستلزم کذب نفس ست و هو **قوله تعالی**
وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ پس آنهم ممتنع شد

دوم داخل تحت قدرت الهیه نباشد وحالانکه وارد نشده ولوشاء ربک لجعل الناس امة واحدة ونیز گفته شود که ایمان جمیع بنی آدم مستلزم کذب نفس است وهو قوله ان الذین حقت علیهم کلمة ربک لا یؤمنون ولو جاءتهم کل آیة پس ممتنع باشد وغیر داخل در قدرت الهیه حالانکه وارد نشده ولوشاء الله ربک لآمن من فی الارض کلهم جمیعا ونیز گفته شود که ترک الشرک از همه مردمان مستلزم کذب نفس است وهو قوله تعالی وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون حالانکه وارد نشده ولوشاء الله ما اشرکوا ونیز گفته شود که عود انبیاء بسوی ملت کفار مستلزم کذب نفس است وهو قوله تعالی حکایة عن ابراهیم علیه السلام وبدا بیننا وبینکم العداوة والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا بالله وحکایة عن شعیب علیه السلام ونیز گفته شود که سلب نبوت از نبی آخر الزمان مستلزم کذب نفس است وهو قوله تعالی هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله مع انه ورد ولن شیئا الذهبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک به علینا وکیلا بالجمله کیکه مزاولت کلام الله داشته باشد یقین خواهد دانست که دلیل مذکور با یات کثیره منقوض است وکثرت آیات مشعر بر بیان تعلق قدرت الهیه بجانب مقابل انچه داخل وعده الهیه گشته بحدیست که بعداد آن خیلے متعذر بلکه اگر نیک تامل کرده شود وضح گردد که بنفس وجود قدرت الهیه نقض دلیل مذکور میکند زیرا که قدرت بضرورة بجانبین مقدور ومتعلق می گردد هر چیزیکه موجود است عدم او مستلزم کذب است در علم ازلی وهر چیزیکه معدوم است وجود او مستلزم کذب مذکور است وکذب علم ازلی مثل کذب نفس است فهو محال پس لابد عدم هر موجود در وجود هر معدوم خارج از قدرت باشد پس وجود هر موجود وعدم هر معدوم خارج از قدرت مذکوره باشد پس قدرت اصلا متحقق نباشد هذا خلف وثانی بطریق حل بیانش انکه مراد از لفظ ممتنع در قول معتزله هر چیزه مستلزم محال است او خود ممتنع است یا ممتنع بالذات است یا ممتنع بالغیر بر تقدیر اول مقدمه مذکوره ممنوع است بل منقوض چه عدم عقل اول مستلزم محال است یعنی عدم وجوب حالانکه عدم عقل ممتنع بالذات نیست والا عقل اول واجب لذاته باشد بلکه عدم هر ممکن موجود مستلزم محال است یعنے کذب علم ازلی حالانکه عدم ممکن ممتنع بالذات نیست والا ممکن موجود واجب لذاته باشد هذا خلف وبر تقدیر ثانی تقریب غیر تام است زیرا که بر ین تقدیر همین قدر ثابت خواهد شد که وجود مثل مذکور ممتنع بالغیر است وامتناع بالغیر منافی صحت تعلق قدرت نیست وثالث بطریق معارضه بدلایل عقلیه ونقلیه که در صدر کلام مذکور گردیده وتوضیح مقام اینکه وقوع چیزی که مخالف چیز باشد مستلزم کذب آنچیز است نه امکان وقوع آن ومناط صحت تعلق قدرت امکان مقدور است نه وقوع آن مثلا زید باعمرو گفت که ترا خواهم زد پس ضرب عمرو از زید بالفعل صادر گردد البته مستلزم کذب او خواهد شد واما امکان صدور ضرب از زید پس اصلا مستلزم کذب او نیست والا لازم آید که زید بصدق وقتی متصف شود که مفلوج الاعضا گردد حتی که امکان صدور ضرب از و باقی نماند پس تامل باید کرد که ایا مدح زید در صدق کلام ومدح عمرو در وجاهت او نزد منصفین بدین وجه متحقق میگردد که هر چند زید قدرت بر ضرب عمرو میدارد اما بنا بر اینکه صدق کلام خود در رعایت وجاهت

عمرو را نمیزند یا باین وجه متحقق میگردد که زید مفلوج الاعضا گردیده پس بنا بر عارضه فالج عمرو را نمی زند پس در
وجه نانی یا هیچ مدح زید یا عمرو مفهوم می گردد سبحان الله اینمضمون با وجود بداهتهٔ خود در نظر عقلا ازمانه چگونه نا لائق
نظریات گشته پس اگر مقصود معترض اینست که وقوع مثل مذکور بالفعل مستلزم کذب نفس ست پس آن مسلم ست
و کسی دعوی وقوع مثل مذکور بالفعل نکرده و اگر مقصودش اینست که امکان وقوع مثل مذکور مستلزم کذب نفس است
از نصوص قرآنیه پس آن نص را تلاوة تا بد کرد تا واضح گردد که کدام نص بر نفی امکان وجود مثل مذکور دلالت میکند
و اگر مقصودش اینست که امکان وجود مثل مذکور مستلزم امکان کذب نفس ست و امکان کذب نفس هم محال پس ملازمت
ممنوع ست زیرا که عدم وجود مثل مذکور معلول صدق نفس مذکور ست پس تحقق عدم مذکور البته مستلزم تحقق امکان
صدق نفس مذکور ست و زوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب نفس مذکور ست و اما امکان زوال عدم مثل مذکور
پس مستلزم امکان زوال صدق نفس مذکور نیست یعنے امکان وجود مثل مذکور مستلزم امکان کذب نفس مطلوب نیست
چه امکان زوال معلول مستلزم امکان زوال علة نیست والا لازم آید که امکان زوال عقل اول مستلزم امکان
زوال واجب باشد پس امکان زوال عقل اول ممتنع باشد پس عقل اول واجب لذاته باشد حاصلش آنکه تلازم درمیان
علة و معلول در فعلیة وجود و عدم ست نه در امکان ذاتی والا لازم آید که واجب لذاته ممکن لذاته گردد چه معلولات
او همه ممکنات اند **قوله** چه از وقوع ممکن محال ناشی نمی گردد الخ **اقول** اگر مقصود از نکلام اینست که از وقوع ممکن
بالنظر الی ذاته محال ناشی نمی گردد پس اینمقدمه مسلم ست لیکن مقدمهٔ ثانیه یعنے از وجود مثل مذکور محال ناشی می گردد
ممنوع زیرا که از وجود مثل مذکور بالنظر الی ذاته هیچ محال ناشی نیست بلکه بالنظر الی بعض الامور ست و اگر مقصود
اینست که از وقوع ممکن هیچ گونه محال ناشی نمی گردد لا بالنظر الی ذاته و لا بالنظر الی الامور الخارجیة پس اینمقدمه ممنوع است
چه برین تقدیر لازم مے آید که وجود هر معدوم و عدم هر موجود محال باشد زیرا که مستلزم محال ست یعنی کذب علم الله
قوله که دلالت صریح بر امتناع وجود مثل مذکور می دارد **اقول** نص مذکور دلالت صریح بر عدم وقوع مثل مذکور میدارد
نه بر امتناع ذاتی او **قوله** و ما هو الا تجویز الکذب علی الله تعالی **اقول** آری قول بوقوع مثل مذکور تجویز کذب مطلوب ست
معاذ الله من ذلک و اما قول بامکان مثل مذکور پس مستلزم امکان کذب مطلوب نیست کما ذکرنا سابقا علاوه برین آنکه
قول بامکان مثل مذکور باین وجه هم میتواند شد که صلاحیتیار عدم وقوع او از اصل واقع نمیشد و عدم صلاحیتیا بعد عدم
وقوع مثل مذکور بل بعد عدم اختیار بقرآن مجید راساً از اصل ممکن نیست داخل تحت قدرت الهیه کما قال الله تعالی عز و جل
قل لو شاء الله ما تلوته علیکم ولا ادرکم به و نیز بعد صلاحیتیا ممکن ست که ایشانرا فراموش گردانیده عفو و پس قول بامکان
وجود مثل اصلا منجر بتکذیب نفسی از نصوص نگردد و سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست داخل تحت قدرت
الهیه کما قال الله تعالی ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک به علینا وکیلا **قوله** و هو محال لانه

نقص و لنقص علیه تعالی محال **اقول** اگر مراد از محال ممتنع لذاته است که تحت قدرت الهیه داخل نیست پس لازم نیست که کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چه عقد قضیه غیر مطابقه للواقع والقای آن بر ملائکه و انبیا خارج از قدرت الهیه نیست والا لازم آید که قدرت انسانی از ید از قدرت ربانی باشد چه عقد قضیه غیر مطابقه للواقع والقای آن بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است به کذب مذکور آری منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر است ولهذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانه میشمارند و اراجیف زبان مدح میکنند بخلاف خرس و حمار که ان ان را کسی بعدم کذب مدح نمیکند و بر ظاهر است که صفت کمال همین است که شخصی قدرت بر تکلم بکلام کاذب میدارد و بنا بر عارضی مصلحت و مقتضی حکمت بتنزه از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید همان شخص ممدوح میگردد لسبب عیب کذب و اتصاف به کمال صدق بخلاف کسی که لسان او ماؤف شده باشد و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوهٔ متفکره او فاسد شده باشد که عقد قضیه غیر مطابقه للواقع نمی تواند کرد یا شخصی که هرگاه کلام صادق میگوید کلام مذکور از و صادر می گردد و هرگاه که اراده تکلم بکلام کاذب می نماید آواز او بند می گردد یا زبان او ماؤف می شود یا کسی دیگر دهن او را بند می نماید یا حلقوم او را خفه میکند و یا کسی که چند قضایا صادقه را یاد گرفته است و صلابت ترکیب قضایای دیگر قدرة نمی دارد و بنا علیه کلام کاذب از و صادر نمیگردد و این اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح نیستند بالجمله عدم تکلم بکلام کاذب تر فها عن عیب الکذب و تنزهها عن التلوث به از صفات مدح است و بنا بر عجز از تکلم بکلام کاذب هیچ گونه از صفات مدایح نیست یا مدح آن بسیار ادون است از مدح اول **قوله** و اما کبری دلیل الخ **اقول** این دلیل کبری قیاس اول است یعنی هر چند ممتنع است داخل تحت قدرة الهیه نیست مخفی نماند که اگر مراد از لفظ ممتنع درین مقام ممتنع ذاتی است پس اینمقدمه مسلم است اما مفید نیست زیرا که وجود مثل مذکور ممتنع ذاتی نیست تا در کلیه کبری مندرج گردد و اگر مراد ممتنع بالغیر است پس مقدمه مذکوره ممنوع و آنچه در اینمقام ذکر کرده غیر تمام التقریب است چه حاصلش همین است که از عموم لفظ کریمه آن الله علی کل شئی قدیر واجب بالذات و ممتنع بالذات خارج است و اینکلام در اینمقام هیچ مفید نیست بلکه مفید وقتی میشود که مطلق ممتنع از عموم کریمه مسطور خارج گردد و هو لم یثبت بعد بلکه میگوییم که هرگز مطلق ممتنع از عموم کریمه خارج نیست چه اگر مطلق ممتنع خارج مے شد پس مطلق واجب نیز خارج می شد چه واجب لذاته بالاتفاق خارج است و خروج ممتنع بالغیر متلزم خروج واجب بالغیر است چنانچه مفصلا مذکور شد پس هیچ شئی قابل تعلق قدرت نماند پس تخصیص کریمه منجر بابطال او گردید و هو باطل بالاتفاق **قوله** و این عبارت صریح دال است بر اینکه معتزله نیز بر عدم قدرة واجب بر ممتنع قایل اند **اقول** کیکه حقیقة از اهل سنت و جماعت باشد یعنی محض اتباع سنت را مطمح همت خود ساخته موافقت و مخالفت معتزله را بجوی نمی ارزد آری اهل بدعت بحکم البدعة ملة واحدة موافقت معتزله را از امور عظیمه میشمارند **قوله** پس ثابت شد که وجود نظیر از ممتنعات است **اقول** هرگز این ثابت نشده اگر مراد از ممتنعات ممتنع بالذات است یا ثبوت او هیچ مفید نیست

اگر مراد از ممتنع بالغیر ست قولہ اللہ تعالیٰ بر ایجاد یک کس مثل آن رحمۃ للعالمین قادر نیست اقول این عجب کلیہ ایست
کہ در ینمقام صادر گردیدہ کہ ہر مؤمن در ہر لمحہ موحد و مشرک از شنیدن این کلمہ قبیحہ شنیعہ موی بر تن می خیزد و باک ذات
آن رحمۃ للعالمین را شاید حق جل و علا بر عدم این قایل پیدا نکردہ باشد اینکلام بدان ماند کہ یہود با وجود اعتقاد
اینکہ توریۃ مقدسہ را حق جل و علا انزال فرمودہ میگفتند کہ بر بشر انزال مثل توریۃ قادر نیست پس در جواب این قائلین ہم
ہمان آیۃ تلاوۃ باید کرد کہ حقتعالیٰ در مقابلہ آن معاندین فرمودہ ما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ
علی بشر من شیء قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ نورا و ھدی پس مؤمن موحد را باید کہ بشنیدن امثال این کلمات شنیعہ بہزار
زبان این آیۃ تلاوۃ نماید کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا و آیۃ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون بصر بصیرت خود سازد
قولہ غایۃ ما یقال اقول تفصیل این دلیل در صدر کلام مذکور گردید قولہ مخفی نیست کہ این جواب منافی مقصود بانی
مقاوذ شد انتہی حاصلش آنکہ کبرے دلیل مجیب یعنی ہر ممکن ذاتی داخل ست تحت قدرۃ الٰہیہ مخصص ست پس کلیہ آن
ممنوع باشد بیان تخصیص آنکہ ہر ممکن ذاتی کہ عدم وقوع آن بنص قرانی ثابت شدہ باشد داخل تحت قدرۃ الٰہیہ نیست
پس گویا کہ از ینمقام معترض دلیلی دیگر بر اثبات دعوی خود تمہید نمودہ حاصلش آنکہ وجود مثل مذکور ممکن ذاتی ست
کہ عدم وقوع آن بنص قرانی ثابت شدہ و ہر ممکن کہ چنین باشد داخل تحت قدرۃ الٰہیہ نیست پس وجود مثل مذکور
داخل تحت قدرت الٰہیہ نیست و ہو المطلوب اقول کبری ایقیاس ظاہرۃ البطلان ست نقلاً و عقلاً اما نقلاً پس آیات
کثیرہ کہ مشتمل ست بر بیان عموم قدرۃ الٰہیہ چیزی را کہ بعدم وقوع آن در نص قرانی خبر ذاتی دادہ شد پارہ از آن در صدر
کلام مذکور گردید و اما عقلاً پس میگویم اولاً اینکہ باعث تخصیص قضیہ کلیہ فقط لزوم تکذیب نص قرانی ست یا لزوم مطلق
تنقیص جناب حضرت حق جل و علا یا لزوم مطلق محال بر تقدیر اول ترجیح بلا مرجح و تخصیص بلا مخصص لازم می آید
چہ تکذیب نص ہم بہمین جہت ممنوع ست کہ آن وجہے ست از وجوہ تنقیص پس بکدام سبب از لزوم تکذیب باعث
تخصیص گردد و لازم سایر وجوہ تنقیص باعث تخصیص نگردد و بر تقدیر ثانی این ہمکان مذکور ہم لازم می آید چہ لزوم
تنقیص ہم بہمین جہت باعث تخصیص گردید لانسبت نقصان بجناب محال است پس بکدام وجہ لزوم تنقیص و لزوم
سایر محالات باعث تخصیص نگردد و علاوہ بر اینکہ وقوع عدم ہر موجود و وقوع وجود ہر معدوم مستلزم تکذیب علم الٰہی
مثل تکذیب نص قرانی ست پس قدرۃ ناسا منتفی گردد و اما بر تقدیر ثالث پس انتفای اصل قدرۃ لازم مے آید چنانکہ
سابق مفصلا محرر گردید ثانیاً انکہ سابق مذکور گردید کہ مناط صحت تعلق قدرۃ ہمکان ذاتی ست پس چنانکہ احتیاج
الی العلۃ در وجود از لوازم ہمکان ذاتی ست کہ ہرگز منفک آن متصور نیست ہمچنین صحت تعلق قدرۃ الٰہیہ ہم از لوازم
ہمکان ذاتی ست کہ ہرگز منفک آن متصور از و نیست بلکہ اگر نیک تامل کردہ شود واضح گردد کہ وقتی کہ علۃ را قادر فرض
کنیم پس احتیاج الی العلۃ عین صحت تعلق قدرۃ گردد پس گویا کہ قول مخرج بعضے ممکنات از قدرۃ الٰہیہ راجع میگردد

بانیکه آن ممکن محتاج الی العلة نیست پس یا ممتنع بالذات باشد یا واجب بالذات و آن مستلزم انقلاب امکان ذاتی است
پس حاصل قول مذکور چنین باشد که محض ممکن بالذات بسبب موانع خارجیه ممتنع بالذات می گردد کما هو ظاهر **قوله** تعلق قدرت
بوقوع آن تعلق ارادهٔ که عبارت از تخصیص احد المقدورین بالوقوع است و تعلق خلق الی آخره **اقول** تعلق ارادهٔ و تعلق
خلق بممتنع بالغیر مثل تعلق آن به ممتنع بالذات است در عدم وقوع و اما تعلق قدرة بممکن بالذات مثل تعلق قدرة
بممتنع بالذات هرگز نمی تواند شد زیرا که مقتضای تعلق ارادهٔ و تعلق وقوع مراد و مخلوق بالفعل است و در عدم وقوع
ممتنع بالذات و ممتنع بالغیر متساوی اند و مقتضای صحت تعلق قدرت بامکان ذاتی است و در امکان ذاتی ممتنع بالذات
و ممتنع بالغیر متساوی نمی تواند شد **قوله** و وقوع آن همچو وقوع ممتنع بالذات غیر مقدور است **اقول** این مقدمه مسلم نیست
آری وقوع آن همچو وقوع ممتنع بالذات غیر واقع و هر غیر واقع غیر مقدور نیست این کلام بدان ماند که شخصی بگوید که
صدور کلام کاذب از انبیا همچو صدور کلام کاذب از جمادات غیر مقدور است و این امر بدیهی البطلان است بلکه باین
وجه باید گفت که صدور کلام کاذب از انبیا همچو صدور کلام کاذب از جمادات غیر واقع است **قوله** و لو فرضنا که
امتناع بالغیر هم منافی تعلق قدرة بممکن نیست الخ این وجه ثانی است از وجوه اشکال بر صاحب رساله حاصلش
آنکه اگرچه دعوی او که صحت تعلق قدرة الهیه است بوجود مثل مذکور در نفس الامر صحیح باشد لیکن اظهار دعوی مذکوره
اساءة ادب است بجناب سید المرسلین و دلیر کردن عوام است بر اساءة ادب به نسبت آنجناب و آن از قبیل اضلال
است خلاصه اش اینکه اظهار این دعوی اگرچه مطابق واقع باشد شرعاً ممنوع است زیرا که اظهار آن مستلزم اساءت
ادب و اضلال عوام است و هر چه چنین باشد آن شرعاً ممنوع است **اقول** این وجه مدفوع است اولا
بطریق نقض بآیات قرآنی بیانش آنکه قول باامکان وجود مثل شخصی در مناقب و کمالات مستلزم اساءة ادب به نسبت
آن شخص به همین وجه است که قول مذکور مستلزم تنقیص اوست و پر ظاهر است که نقصانیکه بسبب وجود نظیر آن شخص باو
شخص عاید می گردد بسیار ادون است از نقصانیکه بسبب فقدان نفس کمال باو عاید میگردد پس نسبت فقدان
نفس کمال بآنجناب بمراتب اقبح است در اساءة ادب به نسبت وجود نظیر حالانکه در کریمه اذن شئنا لذهبن بالذی
اوحینا الیک ثم لا تجد لک به علینا وکیلا و کریمه ان یشاء الله یختم علی قلبک و کریمه قل لو شاء الله ما تلوته علیکم ولا ادراکم
سلب نفس کمال رسالت آنجناب بطریق اجمال قدرة الهیه فرموده اند پس گویا ترکیب دلیل نقض باین وجه باشد که اظهار
دخول سلب کمال رسالت از آنجناب تحت قدرة الهیه اساءة ادب است به نسبت آن جناب و اضلال عوام و هر چه
چنین باشد پس آن شرعاً ممنوع است پس تلاوة آیات مذکوره و بیان معانی آن شرعاً ممنوع باشد و نیز اظهار مماثلت
آنجناب با ارازل ناس مثل کفار و فساق در نشریه بمراتب اقبح است از امکان وجود نظیر چه پر ظاهر است که قول بوجود نظیر

اسکندر چندان اسارت ادب بنسبت اسکندر نیست و قول مانیکه اسکندر عامل احاد رعایای خود است نهایت اسارت
وب است بنسبت او پس ترکیب دلیل باین طریق کرده شود که اظهار مماثلة آنجناب باحاد رعیتی بنی آدم اسارة ادب
آنجناب و ضلال عوام است پس شرعاً ممنوع باشد حالانکه در کلمه قل انما انا البشر مثلکم در مواضع متعدده از قرآن مجید
واقع گردیده پس تلاوة آیات مشتمل برآن کلمه و بیان معانی آن شرعاً ممنوع باشد و نانیاً بطریق حل بایش آنکه وزیر را
نوکر یا دشاد گفتن و پدر را پسر جد گفتن و استاد را شاگرد استاد گفتن هیچ گونه اسارة ادب نیست آری وزیر را نوکر
مثل او گفتن یا پدر را پسر عم خود گفتن یا استاد را شاگرد هم سبق او گفتن اسارة ادب است پس اظهار دخول نظیر آنجناب
در تحت قدرة الهیه لاسلم که اسارت ادب باشد بنسبت آنجناب و ضلال عوام باشد زیرا که اظهار مذکور مستلزم تنقیص آنجناب
نسبت بحضرت حق جل و علا چه شریک الباری ممتنع بالذات است و شریک آنجناب ممتنع بالغیر و تنقیص آنجناب بنسبت
حضرت حق اصلا اسارة ادب آنجناب و ضلال عوام نیست بلکه اظهار عبودیت آنجناب است کما از اتم مقاصد دین است
چنانکه سلب نفس کمال نبوت و لوازم آن از نزول وحی عصمت و انقطاع آن بوفات جناب سید المرسلین علیه الصلوة
والسلام از اولیای کرام علیهم الرضوان هرگز تنقیص شان ایشان نیست پس اظهار احتمال وجود اولیای در هر زمان هرگز اسارة
ادب نشان اولیای سابق بالیقین نیست همچنین سلب الوهیت و لوازم آن از وجوب و قدم و احاطه علم و عموم قدرت و امتناع
شریک و امثال آن از آنجناب هرگز تنقیص آنجناب نیست و اظهار شمول قدرة الهیه امثال آنجناب را بیان فرق است
در میان منصب الوهیت و منصب نبوت چنانچه اظهار احتمال وجود اولیای و بزرگان هرگز تنقیص اولیا نیست بلکه بیان
فرق است در میان منصب ولایت و منصب نبوة بالجمله فهم ایمعنی از عبارت مرقومه بصدر منقولا از رساله تقویت الایمان
مع سابق و لاحق آن پدیدیهی است که بر هیچ سامع پوشیده نمی تواند شد **قوله** به هرگز عامیان ایمعنی که مستفاد رساله تقویة الایمان
است نخواهند فهمید **اقول** فهمیدن معنی مذکور از عبارة رساله مسطوره چندان بعید از عرف نیست چه اکثر اهل عرف در مقام
بیان کمال قدرة سلاطین و امراء بزبان بعض امکان ذاتی مقدور ستطاعت فاعل را ملاحظه کرده اظهار قدرة صحت
تعلق ایشان بعضی اشیاء را باوجود علم بموانع وقوع آن می کنند در مقام بیان کمال قدرة سلاطین میگویند که فلان
بادشاه اگر خواهد همه وزراء و امراء خود را در یک ساعت بقتل برساند یا میگویند فلان بلدان و قرے را اگر خواهد در یک روز تہ و بالا
نماید یا میگویند که اگر خواهد در یک لمحه فقیری مفلس را وزیر عالی مقدار گرداند حالانکه میدانند که بادشاه مذکور عادل حکیم است
و عدالت او مانع از قتل و نهیب است و حکمت او مانع از تفویض منصب و زارة بهر کس و ناکس می باشد بلکه مقصود ایشان
از کلام مذکور مجرد اظهار کمال قدرة آدمی باشد و اگر با وجود شیوع امثال این عبارات در مجاری محاورات باز
از عبارة رساله مسطوره معنی غیر مقصود فهمند قصور صاحب رساله چیست و دقیقه حضرت حق جل و علی در شان کلام پاک
خود میفرماید یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا اما بکلام دیگرے چه رسد **قوله** در اینصورت اگر بهر کس از افراد عامه فهمانیش دشوار

اقول آری اگر اظہار بودن کلمہ طیبہ از قبیل اخبار نہ از قبیل انشاء غرضی متعلق گردد مثل انکہ خلاف در میان عوام واقع شود کہ کلمہ طیبہ مذکورہ قابل نسخ ہست یا نہ پس در صورت اظہار انکہ کلمہ مذکورہ از قبیل اخبار ہست نہ انشا احتمال نسخ نمے دارد و ثبات خبریت او بدون بیان انکہ کلمہ مذکورہ بالنظر الی ذاتہا احتمال صدق و کذب میدارد متصور نیست پس لابد ہمانمثل انکلمہ مذکورہ بالنظر الی ذاتہا احتمال صدق و کذب میدارد کردہ خواہد شد و در ہمچو مقام غرضی باظہار امکان ذاتی مثل مذکور متعلق گردیدہ و آن بیان فرق ہست در میان مرتبہ الوہیت و منصب ختم نبوت کہ باوجود تفرد صاحب آن منصب مثل تفرد صاحب مرتبہ الوہیت نیست کہ مشارکت در مرتبہ الوہیت ممتنع بالذات ہست و در منصب ختم نبوت بالغیر **قولہ** و منکران نبوت را ہم بسباعت آن موی بر تن میخیزد **اقول** منکران نبوة دو قسم اند یکی مفرطین کہ منکران کمال آنجناب اند پس از شنیدن امکان وجود مثل آنجناب فرقا اولی را موی بر تن میخیزد مثل موحدا از شنیدن نسبت عجز بجناب حضرت حق جل و علا موئے بر تن میخیزد نہ فرق تا نیز را زیرا کہ ایشان ہمہ از افراد بنے آدم معاذ اللہ مماثل آنجناب میدانند پس ایشان ہم بوقوع امثال کثیرہ قائل اند فضلا عن الامکان وجود امثل پس ظاہر لفظ ہم در عبارة متعرض بطریق سہو واقع شدہ و مقصود اینست کہ منکران نبوة یعنے مدعیان الوہیت آنجناب را بسباعت آن موی بر تن میخیزد **قولہ** مثالی برای بیان معانی قدرة شاملہ عامہ الخ **اقول** این بیان وجہ ثالث ہست از وجوہ اشکال بر صاحب سالہ تقویة الایمان حاصلش انکہ ذکر شمول قدرة الٰہیہ وجود مثل مذکور را بالخصوص لغوست زیرا کہ مقصود از آن بیان عموم قدرة الٰہیہ آن حاصل نمیشود بہ بیان شمول آن جمیع ممکنات را اجمالا پس ذکر خصوصیت لغو باشد و مخفے نیست کہ این وجہ مدفوع ہست اولا بنقض بآیات قرانی مثل قولہ تعالیٰ ولو اشرکوا لحبط عنہم ما کانوا یعملون و جرم مذکر راجع ہست بسوی نوزدہ کبار از انبیاء و مرسلین و قولہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک و لتکونن من الخاسرین و قولہ تعالے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین و مثل قولہ ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا اذا لاذقناک ضعف الحیوٰة و ضعف الممات ثم لا تجد لک علینا نصیرا قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یہلک المسیح ابن مریم و امہ و قولہ تعالیٰ و من یقل منہم انی الٰہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم کذلک نجزی الظالمین و ضمیر ہم راجع ہست بسوی عباد مکرمون کہ مراد از آن ملائکہ و انبیاء اند بقولہ تعالے وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ بل عباد مکرمون ظاہر ست کہ کفار نسبت ولدیت یا بسوی ملائکہ میکردند یا بسوی انبیاء پس بیان ترکیب دلیل تفض ایکہ مقصود درین آیات بیان قبح شرک کذب علی اللہ و مداہنة فی الدین و بیان عموم قدرة الٰہیہ و قبح ادعای الوہیت ہست بر سبیل عموم یعنے از ہر کہ این امور قبیحہ واقع شود پس آن شخص ماخوذ خواہد شد یا ہر چہ حق جل و علا ارادہ آن میکند مزحمت آنچیز از ہیچ کس متصور نیست و آن معنے حاصل مے تواند شد باین عبارت مثلا لئن اشرک احد لیحبطن عملہ و لیکونن من الخاسرین و لو تقول علینا احد الخ و لولا ان ثبتنا عباد اللہ کادوا یکونون الخ قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یہلک احدا ممن ہو فی الارض الخ و من یقل ممن ہو من دون اللہ انی الٰہ من دونہ الخ پس این امور شنیعہ مثل شرک و حبط عمل بجناب انبیاء و مرسلین عموما

(حاشیہ) عبارت الوہیت آنجناب اند و دو گیر تفصیل صحیح

وتیز بهمین دوامر شیخ افسرا علی الله و مداهنته فی الدین بجناب مطهر مقدس سید الاولین والآخرین خصوصاً بجناب حضرت رحمة الله
وملائک و دعا آلوهیت و دخول در جهنم بملائکه مقربین و انبیاء مرسلین لغوست وحالانکه لغو در کلام الهی محال ثانیاً بطریق حل
بیانش آنکه در مقام بیان کمال قدرة قادری عبارت می تواند گفت اول آنکه شمول قدرة او را بر جمیع مقدورات او اجمالاً
بیان کند ثانی آنکه شمول قدرة او را بر صعب و کهل مقدورات او بیان کند تا شمول قدرة او بر ادون او بطریق اولی مفهوم
گردد مثلاً در مقام بیان شجاعت زید این عبارت هم میتوان گفت که در مقابله هیچ کس پشت نمی دهد و این عبارت هم میتوان گفت
که بمقابله رستم هم پشت نمیدهد و در بیان سخاوت هم این عبارت می توان گفت که هرچه خواهد میدهد و این عبارت هم میتوان گفت
که اگر خواهد یکمشت چند هزار اشرفی بدهد و در بیان مقام استغنا را این عبارة هم میتوان گفت که هیچ لذتی را از لذایذ دنیا بجوی نمیشمارد
و این عبارت هم میتوان گفت که تاج فریدون و تخت سکندر را بجوی نمیشمارد و عبارة ثانیه ابلغ ست بنسبت عبارة اولی نزد
ارباب اذواق سلیمه و اشهرست در محاورات فصحاء و وجهش آنکه از بسکه تخصیص در عمومات شایع ست پس می توان گفت که
سامع عام مذکور را مخصص دانسته فرد اکمل و صعب را خارج شمارد یا ذهن او بسوی آن فرد اکمل انتقال ننماید بلکه در
افراد متعارفه محبوس ماند پس کمال قدرة آن قادر در ذهن او مستقر نگردد بخلاف عبارة ثانیه که احتمال خروج افراد ناقصه
از شمول قدرة مذکوره میدارد و نه ذهول از فرد اکمل بلکه غایة کمال قدرة او از اول امر بیش روی بصر بصیرت او متصور میگردد
و بعد ازان انتباهی پیدا میکند تا همه افراد ناقصه را فرا میگیرد چنانچه اکثر آیات قرانی بر همین اسلوب واقع ست مثل قوله تعالی
الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن یتنزل الامر بینهن لتعلموا ان الله علی کل شئ قدیر مثل آیات سابقه چون ایمقدمه مهد شد پس باید
دانست که مقصود صاحب رساله مقویة الایمان در مقام بیان شمول قدرة الهیه ست بر معدومات وچنانکه کمل کائنات اشرف
مخلوقات و صعب مجعولات باعتبار ایجاد بجنب ظاهر آن والاصفات جناب سید المرسلین ست همچنین کمل مفروضات
نظیر مفروض آنجناب ست پس صاحب رساله شمول قدرة الهیه را بر جمیع معدومات ممکنه بر اسلوب بلیغ بیان کرده پس عبارت
رساله مذکوره بمثابه ایست که کسی گوید که فلان معمار در باب عمارت بجدی خداقتی دارد که مثل جامع شاهجهان آباد
تعمیر تواند کرد پس از بنیات هم خداقة معمار مستفاد گردید و هم شرافت جامع شاهجهان آباد بر سایر مساجد و حسن تعمیر قائل
والضعف ولا تکن من المکابرین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین ـــــ

در ماه ذی حجه ۱۳۱۱ سنه ۱۲ هجری مقدسه مبیض شد فقط ؛

بسم الله الرحمن الرحیم

باید دانست که ممتنع آنست که متنع باشد بالنظر الی ذاته مع قطع النظر عن امر خارج و ممکن آنست که وجود او صلاحی فی ذاته لا بالنسبة
الی قدرة دون قدرة کالجمع بین الضدین مثل عدم زید و وجود زید در زمان واحد که قادر نیست بر جمیع آن احدی
و مختص نیست بقدرة دون قدرة و از قادر نبودن حق سبحانه تعالی بر آن عجز او سبحانه لازم نمی آید چرا که داخل مقدورات

است که صلاحیتی برای وجود داشته باشد و ممتنع بالذات صالح برای وجود نیست پس انتفای بسبب عدم صلاحیت مقدور است
لا بالنظر الی قدرة القادر کذا حققه المحققون من المتکلمین و هرگاه دانستی معنی ممتنع بالذات که فی ذاته امکان وجود ندارد
باشد لا بالنسبة الی قدرة دون قدرة و امتناع ناشی از ذات او باشد لا بالنظر الی امر خارج پس آنچه ممتنع بود بالنظر
الی قدرة العبد لا بالنظر الی قدرة الله تعالی مثل خلق جواهر یا ممتنع باشد بالنظر الی امر خارج مثل چیزی که دانست
حق سبحانه تعالی عدم وقوع آن یا خبر داد باین که واقع نخواهد شد ممتنع بالذات نیست بلکه ممکن است فی نفسه و داخل است
در تحت قدرة او سبحانه و از دانستن یا خبر دادن او سبحانه بعدم وقوع بیرون نخواهد شد ممکن از امکان وقوع اخبار مثل علم است
و لا یخرج الممکن عن الامکان بعلم الله تعالی ان ذلک الممکن واقع اذ لیس بواقع فان العلم مطابق للمعلوم او بخبر الله تعالی بانه وقوع او لیس بواقع
فان الاخبار کالعلم فامکانه انما نشأ فی علمه و خبره تعالی بعدم وقوعه و لا یقتضی علمه و خبره تعالی بعدم وقوعه ان یکون ممتنعا کذا فی الکشف
و شرح التحریر للمسلم و شرح المواقف للبهری و سر و آن اینست که علم را در امکان و امتناع شی دخلی نیست زیرا که علم تابع معلوم
است اسے مطابق و موافق معلوم پس اگر باشد معلوم فی نفسه ممکن پس علم متعلق خواهد شد بآن من حیث انه ممکن
و اگر باشد معلوم ممتنع غیر ممکن پس علم متعلق خواهد شد بآن من حیث انه ممتنع و لا مدخل للعلم فی امکان الشی و امتناعه لانه
تابع للمعلوم فان کان المعلوم فی نفسه ممکنا فالعلم متعلق به من حیث انه ممکن و ان کان المعلوم ممتنعا غیر ممکن فالعلم متعلق به من
حیث انه ممتنع کیف لا و الامکان لا یکون بالغیر لان الکلام فی الامکان بالذات و لیس العلم سببا لوجود المعلوم و لا لصیرورته
بالعلم و بعدمه ممکنا و ممتنعا و هو بدیهی لا یمکن ان ینکر فیه کذا فی التقریر و حواشی شرح مختصر الاصول و فیه و لا یلزم الکذب
او ذبو وقع خلاف الخبر یلزم الکذب و لا نقول بوقوعه بل بامکانه و هو لا یستلزم الوقوع انتهے و اگر متوهم شود که چیزی را که دانست
الله تعالی عدم وقوع آن اگر ممکن باشد پس لازم مے آید جهل او سبحانه چه ممکن آنست که ممکن باشد وقوع آن و آن غیر مطابق است بعلمه تعالی
و همین است معنی جهل و جهل بر و سبحانه محالست پس امکان آن محال است گوئیم در دفع آن که علم حاکی است از واقع و واقع عدم وقوع
پس او سبحانه میداند همچنان فلا جهل چرا که جواز وجود موجب نیست مگر جواز فرض رانه وقوع محقق فی شرح التحریر لان جواز الوجود
انما یوجب جواز الفرض دون الوقوع المحقق بلکه خبار حق سبحانه تعالی بعدم وقوع چیزی بر دو نمی کند آن را از حد قدرت عبد و بنا بر آنست
که اجماع منعقد شد بر صحت تکلیف بما اخبر الله تعالی بانه لا یقع کما فی المسلم فی الکشف و من خالف لا اعتداد له فانه منکر
للبدیهی من الشرع کیف و قد کلف الله تعالی ابا لهب بالایمان کما هو ظاهر متواتر مع انه اخبر بانه لا یؤمن من الایمان مقدور لابی لهب و الا لم یکلف فان
القدرة شرط للتکلیف اتفاقا پس هرگاه ما علم الله تعالی بعدم وقوعه و خبر به مقدور ابی جهل باشد پس همچو شی بیرون از حد قدرت
الهی نگردد نمی تواند شد پس ثابت شد از تمهیدات که وجود مثل حضرت صلے الله علیه وسلم ممکن است و از اخبار او سبحانه بعدم
وقوع ان از حد امکان ذاتی بیرون نخواهد شد و هر آنچه ممکن است داخل است تحت قدرت او سبحانه لان الله تعالی قادر علی الممکنات کلها
چنانکه مجمع علیه مسلمین است و بالجمله چیزیکه وجود مثل او وجود نقیض او ممتنع بالذات باشد شان او وجب بالذات است و خاصه او

والممکن باهو ممکن یمکن وجود مثله یقیضه کما صرح الامامی مصنفاته کالا یعلو دلیل نظیر برانکه حق سبحانه تعالی قادر است که
در زمان وجود فایض الجود حضرت افضل الاولین والآخرین یا بعد آن انبیاء کثیرین مبعوث فرماید این آیه وافی بهدایه است که
در سوره فرقان واقع شده ــــ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریة نذیرا فلا تطع الکفرین وجاهدهم به جهادا کبیرا قال
الامام فی التفسیر الکبیر فی شرح هذه الایة هذا مبنی علی انه اخبر الله تعالی بعدم وقوعه فهو مقدور له وممکن ولا یخرج الشیء
بما علم الله او اخبر بعدم وقوعه عن حد الامکان فی تفسیر النیشاپوری فی شرح هذه الآیة انه سبحانه لما قرر سیرة
القوم من کفران النعمة وایذاء النبی صلی الله علیه وسلم اراد ان یهیج نبیه علی استمرار الدعوة وفی الآیة لطف عمم وجه بنوع تادیب
وارشاد وفحواه ولو شئنا لخففنا عنك اعباء نذارة جمیع القری وبعثنا فی کل قریة نبیا لکن خصصناك برسالة الثقلین
اجلالا وتعظیما لمقابل هذا التفضیل بالتشدد بالدین نفی اول الآیة بیان کمال الاقتدار وانه لا حاجة به الی بعثه احدا
کان او غیره ولکن فی مفهوم لو دلالة علی انه لم یفعل ذلك بل خصه بهذا المنصب الشریف لکمال العنایة به وبامته
فعلیه ان یترك طاعة الکافرین فیما یریدون علیه مما یوافق اهواءهم وهذا النهی کقولك المتحرك لا تسکن لا کقولك
للساکن لا تسکن فانه صلی الله علیه وسلم لم یترك طاعة الله طرفة عین ثم بالغ فی النهی بان امر بضده
قائلا وجاهدهم به ای بالقران ای بترك طاعتهم او بسبب کونك نذیرا لقری کلها لانه لو بعث فی کل قریة
نذیرا لم یکن علی کل نذیر الا مجاهدة قریة وحین اقتصر علی نذیر واحد لکل القری وهو محمد صلی الله علیه وسلم
فلا جرم اجتمع علیه تلك المجاهدات کلها فکبر جهاده وعظم وصار جامعا لکل مجاهدة انتهی پس حاصل معنی
این آیه حسب تفسیر نیشاپوری اینست که اگر میخواستیم هر آئینه سبکدوش میکردیم ترا از بار نبوت وانتقال رسالت جمیع بلاد و قری
و میفرستادیم در هر قریه یک نبی لیکن خاص کردیم ترا به نبوت عامه و رسالت جن وانس اجلالا و تعظیما و تکریما پس در مقابل این
تفضیل و کرامت شکر و سپاس همچنان ادا کن از تشدد و تصلب در دین پس در اول آیه بیان کمال اقتدار است الهناز نکه
احتیاج نیست او را بطرف نبی مخصوص ولکن در مفهوم لو دلالت است بر انکه حق سبحانه تعالی چنین نکرد بلکه خاص
کرد او را باین منصب شریف بسبب کمال عنایت بر حال او و بر امت او پس واجب است بر او که اتباع خواهش مخالفان
نکند و بمجاهده عظیم با ایشان پیش آید و چون معنی آیه اولی اینست که اگر میخواستیم هر آئینه مبعوث میکردیم انبیای
کثیرین در هر قریه در زمان بعثت تو که در صفت اندازه شارك تو باشند پس دانسته شد ازین که حق سبحانه تعالی قادر است
بر بعث انبیای کثیرین که در صفت نذارة و دیگر صفات هم مثل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم باشند خواه در زمان
بعثت حضرت شوند و خواه بعد آن زیرا که در تعلق قدرت کامله بشیء ممکن و مقدور تخصیص بودن آن ممکن و مقدور بصفة
دون صفة و بزمان دون زمان شرط نیست اجماعا و اگر نیک تامل کنی صرف همین آیه کافی و بسنده است بر اثبات هر دو جزو
مدعا که وجود نبی دیگر ممتنع بالذات نیست بلکه ممکن است و داخل تحت قدرت الهیه لیکن واقع نشد و نخواهد شد اجلالا و اکراما للنبی

صلی اللہ علیہ وسلم وخصوصاً بہذا المنصب الشریف یعنی رسالۃ الثقلین وختم النبوۃ وہمین ست معنی ممتنع بالغیر کہ امتناع آن بالنظر الی الغیر خارج باشد و دریں جا امر خارج اخبار او سبحانہ ست بعدم وقوع آن و واضح تر ازیں گوئیم کہ این امتناع قبل تشریع ست یا بعد تشریع و ظاہر ست کہ قبل تشریع نیست کا لجمع بین الضدین پس متعین شد کہ بعد تشریع ست یعنی از جہت شرع و دلیل السمع وہمین ست معنے ممتنع بالغیر و الامکان بالذات لا ینافی الامتناع بالنظر الی شیٔ آخر کما تقرر فی الاصول و الکلام و الحکمۃ فمن اٰمن باللہ سبحانہ و قدرتہ الکاملۃ وسطوتہ وعظمتہ وکبریائہ ولازم ملکہ وحکمہ علم انہ ممکن ومقدور ومن آمن بصدق ما اخبر اللہ تعالیٰ بہ جلالۃ قدر نبیہ ورسولہ وحبیبہ خاتم النبیین جزم بعدم وقوع شیٔ بعد

پس آنکس کہ ممتنع بالذات گفت وخارج از حد قدرت او سبحانہ انگاشت حقیقت الٰہیہ وقدرت کاملہ او را نشناخت جل اللہ ربنا نزدیک اشاعرہ دون قدرت اوست شان آن قادر ذوالجلال در قہر و لطف اینست کہ گفت حسان عجم کہ اگر تیغ قہر کشد بنی وولے سر در کشد و اگر غمزہ لطف بجنباند بدان رایہ نیکان در رساند

اگر بمجشر خطاب قہر کند انبیارا
چہ جای معذرت ست پردہ از روی لطف گوہر دارد کا شیارا امید مغفرت ست قال اللہ تعالیٰ للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور رحیم فی تفسیر النیشاپوری ثم ذکر لازم الملک والحکم فقال یغفر لمن یشاء بمحض فضلہ والنکان من الابالسۃ والفراعنۃ ویعذب من یشاء بحکم الالٰہیۃ والقدرۃ وان کان من الملائکۃ المقربین والصدیقین وکل ذلک یحسن منہ شرعاً وعقلاً والا لم یحصل کمال الملک والحکم الا ان جانب الرحمۃ والمغفرۃ غالب ولہذا ختم الکلام بقولہ واللہ غفور رحیم ہذا قول الاشاعرۃ انتہی فی الکفایۃ ہذا مذہب الاشاعرۃ وکذا عندہم یجوز تخلید المؤمنین فی النار وتخلید الکافرین فی الجنۃ الا ان السمع لا یفعل قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول لدی وان وعد اللہ حق وان اللہ لا یخلف المیعاد قال الامام وفعل العبد لا یوجب علی اللہ شیئاً البتۃ فلا الطاعۃ توجب الثواب ولا المعصیۃ توجب العقاب بل الکل من اللہ بحکم الالٰہیۃ وقد نص ہو والعینیاء انہ لو شاء تعذیب جمیع المقربین حسن منہ ولو شاء رحمۃ جمیع الفراعنۃ والابالسۃ حسن ذلک منہ وہذا البرہان ہو الذی دل علیہ ظاہر قولہ یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء فان قیل لیس انہ لا یغفر الکفار ولا یعذب الملائکۃ والانبیاء قلنا مدلول الآیۃ انہ لو اراد الفعل لا اعتراض علیہ وہذا القدر لا یقتضی ان یفعل وہذا الکلام فی غایۃ الظہور ثم ختم الکلام بقولہ واللہ غفور رحیم فالمقصود بیان انہ وان حسن کل ذلک منہ الا ان جانب الرحمۃ والمغفرۃ غالب لا علی سبیل الوجوب بل علی سبیل الفضل والاحسان انتہی

پس آنکس کہ بوقوع و فعلیت آن قائل شد تجویز کرد وقوع کذب از حق سبحانہ تعالیٰ و ہو متعال عن ذلک علواً کبیراً کہ کذب نقص ست و نقص صادر نمیشود از حق سبحانہ تعالیٰ فی المسلم وشرحہ للملا نظام الدین رحمہ اللہ ان الکذب نقص لان ما ینافی الواجب الذاتی کیفما کان او فعلا من الاستحالات العقلیۃ

بذلك اثبتت الحكماء اى لاجل ان ما ينافى الوجوب كيفما كان او فعلا يمنع ان يثبت لله تعالى
عقلا اثبت الحكماء الذين هم غير متشرعين بشريعة لاستحالة المذكورة فالكذب
مما لا يقتضيه الواجب فان الوجوب والكذب لا يجتمعان كما بين فى الكلام انتهى فى شرح المواقف
فاما امتناع الكذب على الله تعالى عندنا فانه نقص والنقص على الله تعالى محال اجماعا وتواتر
عن الانبياء كونه تعالى صادقا كما تواتر عنهم كونه متكلما انتهى قال الله تعالى ومن
اصدق من الله قيلا واين علم يعنى علم بعدم وقوع قطعى وجزميت وامكان ذاتى بمعنى تجويز عقلى منافى قطعيت آن نيست
فى شرح القسم الثانى لتهذيب الكلام ان الامكان الذاتى بمعنى التجويز العقلى لا ينافى حصول العلم القطعى الذى
حصل لنا بدليل السمع انتهى چه هرآنچه شارع بعدم وقوع آن خبر داد باليقين ميدانيم كه واقع نخواهد شد وآنرا امتناع اعتقاد
ميكنيم وبامتناع شرعى آن قايل ايم گو امكان آن عقلى باشد وهرآنچه بوقوع آن خبر داد ممكن ست واقع شدنى نست
گو دلايل عقليه بعد تماميت آن بر استحاله اين امور قايم شود خانكه اكثر اصول معاد وحقيقة حشر وتفاصيل ما يتعلق بامور
الآخرة همچنين ست مثل حشر اجساد وصراط وموزين وحوض كه بالبقين اين امور را از امور ممكنه ميدانيم وخبر داد بوقوع
آن الصادق المصدوق وناطق ست بآن كتاب وسنت وهمچنانست حال معراج بلكه بناى اكثر اعتقاديات بر دلايل
سمعيه ست خانكه عصمة انبياء عليهم السلام در زمان نبوت از كبائر مطلقا واز صغاير عمدا كه مستفاد ست از سمع واجماع
ست ومغفرت از شرك كه امتناع آن شرعى ست نه عقلى نزد يك اشاعره قالوا انه يجوز عقلا الا ان السمع ورد انه
لا يفعل بالجمله هرآنچه ممكن ست عقلا پس من حيث الشرع از سه حال خالى نيست يا شارع حكم كرد بعدم امتناع آن پس
آن ممكن ست عقلا وشرعا يا شارع حكم كرد بامتناع آن پس آن ممكن ست عقلا ومتنع ست شرعا ومبحوث عنه در
شرعيات همين امكان شرعى وامتناع شرعى ست ودر علم فروع جارى در افعال عباد ست ودر اصول وكلام جارى ست
در ذوات نيز نزد يك ماتريديه ويا شارع هيچ حكم نكرد ميان بامتناع يا عدم امتناع وساكت ست ازان پس ما را قطع نظر
ازآنست مثل تحقيقات فلاسفه در اكثر از مباحث طبعى ورياضى والهى وبر مستبصران معانى كلام معجز نظام ملك علام
پوشيده نباشد كه آية ولو شئنا لبعثنا فى كل قرية نذيرا دال ست بر كمال عظمت حضرت خاتم النبيين صلى الله
عليه وسلم چه در مفهوم لو دلالت ست بر اينكه چنان نكرديم نبا بر اينكه صدق شرطيه مقتضى تحقق طرفين نيست نحو لو
اشركت ليحبطن عملك وهمچنان قضايا ى شرطيه در كلام ملك علام واحاديث خير الانام عليه الصلوة والسلام بسيار
واقع كه حكم در آن بر فرض وتقدير ست خانكه در حديث قدسى ست كه روايت كرد آنرا مسلم يا عبادى لو ان اولكم و
آخركم وانسكم وجنكم كانوا على اتقى قلب رجل واحد منكم ما زاد ذلك فى ملكى شيئا ولو ان اولكم وآخركم
وانسكم وجنكم كانوا على افجر قلب رجل واحد منكم ما نقص ذلك من ملكى شيئا پس معنى آيت اينست كه اگر پيغمبر ما مبعوث

میکردیم در ہر قریہ پیغمبرے دراندازمثل تو لیکن بہ فضلیت نیاوردن این امر ممکن مقدور از برای اجلال و اعظام و اخصاص
با ہمنصب شریف یعنی ختم نبوت و رسالت ست چہ رد و وقوع آن منقصت شان تو بود پس شکر این نعمت عظمی
ادا کن و جاہد ہم بہ جہادا کبیرا و مجاہدہ کن با مخالفان دین با بین قران مجاہدہ عظیم پس ببین کہ با وجود اظہار قدرت کاملہ
خود چگونہ لطف فرمود و تسلی داد حبیب خود را کہ شکے نے خاطر او کہ در اثنا کلام وجہان تدارک آن فرمود بہ لطف و عنایت و
اینہ مقتضاے کمال رحمت و شفقت و محبت ست کہ در عین تادیب ایراد لطف و محبت مرعی شدہ و ہر گاہ مالک ملک
قادر ذوالجلال ہنگام اظہار قدرت کاملہ خویش این چنین مراعات اجلال و اکرام حبیب خود مرعی فرماید پس بر ہے ہمت او
اولی و احری و لایق امنیت کہ وقت بیان این نحو خاص قدرت او بجانہ این طریقہ حسنہ را کہ ماخوذ از قران ست نامرعی
نگذارند تا از عہدہ ادائے حق خداوند عالم و ہم سرور بنی آدم فی الجملہ بدر آیند کہ خصاص بنے مانبی الرحمۃ این فضلیت و کرامت
خاص کہ خاتمیت ست موجب ہزاران ہزار شرف و اعتبار و فخار و مباہات بے شمار این امت بر دیگر امم ست چرا کہ مخاطب
بخیر امتہ از آن شدیم کہ بنی ما خیر الانبیاء و افضل المرسلین ست تمام شد کلام فیما یتعلق بہ المرام اکنون وجہ ست بیان
قول محقق و آنچہ بعضے از ناظرین در ینمقام تقریر کنند و آن اینست کہ بحث و خوض در امکان مثل آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم موجب منقصت شان نبوی و اساءت ادب ست گو در قران مجید از این امکان خبر دادہ چنانکہ در تفسیر آیۃ
ولو شینا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا گذشت لیکن ما را نمے باید کہ در این خصوص کلام کنیم و در تفسیر نیشاپوری در تفسیر سورہ طٰہٰ آدم
قال المحققون الاولی ان لا یطلق لفظ العاصی والغاوی علی آدم علیہ السلام وان ورد فی القران وعصی آدم ربہ فغوی
لان السید یجوز لہ ان یشتم عبدہ بما شاء ولیس لذلک لغیرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی در خاتمہ مرج البحرین نوشتہ کہ ثانی از عقادات
اعتقاد در جانب نبوت ست و عقاد عصمت انبیا علیہم السلام و تنزیہ ساحت عز و کمال ایشانست از ہر علم و عمل
و حال کہ نہ لایق مرتبہ کمال بود و اگر از جناب حق بایشان خطابے و عتابے رود یا سخن بر وجہ عزت و کبریا آید و یا از
ایشان بجناب کبریا سخن مطلق تواضع و اظہار بندگی و مسکنت رود ما را شاید کہ در آن مشارکت جوئیم و سخن جز بطریق ادب
و ملاحظ علو شان و حفظ مرتبہ ایشان گوئیم خواجہ را میرسد کہ با بندہ خود ہر چہ خواہد گوید و بندہ نیز ہر چہ از عجز و مسکنت باشد
تمسک جوید دیگرے را چہ مجال ست کہ دم زند و مجمل عتقاد در حق سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ ہر چہ جز مرتبہ
الوہیت ست از کمالات و کرامات ثابت کند کائنا ما کان ؎ دع ما ادعتہ النصاری فی نبیہم + واحکم بما شئت مدحا
فیہ واحتکم + والسب لی ذاتہ ما شئت من نقص + وانسب الی قدرہ ما شئت من عظم ؎ خوان ہا ماخذ از ہر شرع و خط دین ما + دگر ہر وصف کش
مینخواہی اندر مدحش املاکن + و در شرح فتوح الغیب در آخر مقالہ شصت و پنجم گفتہ کہ موافق آیہ یا داؤد انا جعلناک
الی آخر الآیۃ این آیہ ست کہ ہم خطاب بداؤد علیہ السلام ست و لا تتبع الہوی فیضلک عن سبیل اللہ و اگر چہ متابعت
نفس و ہوے از انبیا و رسل نیاید و لیکن مقصود زجر و منع ست و تعریض ست بایشان یا انکہ حسنات الابرار سیئات المقربین

انبیاء تبرک اولی و افضل و خطرات نیز را خود و معاتب شوند و با وجود آن ادب آنست که اگر مولی اینها را عتاب کند در
میان بارگاه عزت تواضع و انکسار نمایند ما را نشاید که در آن دخل کنیم و در آن شرکت جوئیم صاحبان را با نزدیکان
بارگاه و نزدیکان را با صاحبان خود نازی و نیاز بحسب دیگر است اورا در آن مجال گفتگو نیست و بعضے مردم که در بعضے
مواقع آیۃ انک لاتھدے من احببت بخوانند بریں ضعیف مستمند چندان گران آید که گویا گستاخی در حضرت
رسول مقبول بر زبے و مبارک او کرده باشد چرا انک تھدے الے صراط مستقیم نخوانند نعوذ باللہ من سوء الادب
انتہے قول محقق اینست کہ فی الواقع علو مقام انبیاء ہمچنین ست کہ سخن جز بطریق ادب و ملاحظہ سموشان
و حفظ مراتب ایشان نگوئیم خصوصاً سید کائنات ہادی طریق نجات علیہ فضل الصلوات و اکمل التحیات کہ در اینجا
ادب فوق الامر ست نہ الامر فوق الادب چنانچہ قول امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ با وجود ایں اجازت تامت
از پیشگاہ حضرت اقدس نبوی حیث قال لا ینبغی لابن ابی قحافۃ ان یتقدم بین یدی رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم لیکن ایں مقام مقام عتاب و خطاب نیست سخن در ما سخن فیہ در بیان قدرت قادر علی الاطلاق ست و چیزے
کہ امکان آں بدلایل عقلیہ و نقلیہ ثابت شد و ہر ممکن مقدور او سبحانہ ست پس نفے قدرت او نسبت بآں کردن
و قایل بعجز او سبحانہ انان شدن از کدام وادی ست اساءت ادب فرو دینہ پایۂ آں ست و رعایت حظ ادب مفروض
شان ربوبیت را ہم سزاوار ست یا نہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی چنانکہ عقاد ثانی را در خاتمہ مرج البحرین بیان کرد
عقاد اول را نیز شرح نمود حیث قال عقاد اول در جانب ربوبیت و مجمل آں عقاد تنزیہ و نفی تشبیہ ست و اثبات
صفات بروجہ کمال انتہے و ربوبیت و عبودیت را مقامی ست کہ بجز حضرت ما صلی اللہ علیہ وسلم دیگرے کما حقہ
حجبت آنرا نے داند ملا عبد الحکیم سیالکوٹی در وجہ اضافت عبد الی اللہ کہ در خطبہ بیضاوی بدیں عبارت واقع شدہ الحمد للہ الذی
نزل الفرقان علی عبدہ گفتہ اضافۃ العبد الی اللہ للتعظیم و التنبیہ علی انہ مختص بہ تعالیٰ منقاد لحکمہ و انما اختارہ علی
حبیبہ و رسولہ و غیر ذلک اشارۃ الی ان النبوۃ بمجرد تفضل منہ تعالیٰ و ان العبودیۃ اکمل المقامات و الاحوال و ان
جمیع ما سواہ من غایتہا قال الشہرزوری فی بعض رسائلہ انخیر رسول اللہ صلعم لیلۃ الاسراء بین العبودیۃ و المجموعیۃ
فتفکر فی نفسہ انہ ما للتراب رب الارباب انہ اللائق بحالی العبودیۃ فاختارہا فقال اللہ تعالیٰ یا محمد انک اخترت
العبودیۃ ادبا فاصطفیناک بجمیع الکرامات الانسیۃ تفضلا فان فی العبودیۃ جمیعہا و لذا قد تعبد علی سوی کل شی فی کل شی انتہی و از رعایت حظ ادب ربوبیت ست کہ اطلاق لفظ خالق القردۃ و الخنازیر علی اللہ تعالیٰ نمے کنند و منع اطلاق سخی
علی اللہ تعالیٰ مع انہ جواد المطلق فی شرح المسلم للمولانا عبد العلی رحمہ انہ ملکۃ بالاستقراء و الملکۃ انما نسبح لا یتحقق
فیہ تعالیٰ و لا یمکن لعدم وجوہ الامکان فیہ و قد یجاب بانہ یجوز الاطلاق لغۃ و ان لا یجوز شرعا لان الاسماء
توقیفیۃ و لا توقیف فیہا و لانہ موہم للمنقصۃ و ہی لا یرد العلامۃ المرادفۃ للعلام ایضا و ہی در تفسیر

نیشاپوری وجہ عدم طلاق لفظ عاصی و غاوی بر آدم علیہ السلام ست نوشتہ کہ سید وقاد وخاوند را میرسد کہ در حق عبد
خود ہر چہ خواہد بگوید دیگر یرا میرسد و سزاوار نیست در ہمان مقام وجہ دیگر ہم نوشتہ حیث قال ولا یطلق لفظ
العاصی والغاوی علی آدم علیہ السلام لانہ لم یصدر منہ الزلۃ الامرۃ واحدۃ وصیغۃ اسم الفاعل تنبئ عن المزاولۃ ولا
المسلم اذا تاب عن الشرب والزنا وحسنت توبتہ لا یقال لہ الشارب والزانی ومؤید آنست آنچہ در اصول مقرر شدہ کہ طلاق مشتق مثل
ضارب برای مباشر ضرب فی الحال حقیقت ست اتفاقاً وآنانکہ قایل اند کہ در ماضی حقیقت ست مطلقاً گویند کہ طلاق
مومن ثابت ست عرفاً ولغۃً دینا فانہ مومن اجماعاً مع ان الایمان غیر حاصل لہ فی الحال فیصح الاطلاق باعتبار
الماضی فی المسلم وشرحملوا نا عبد العلی ویعارض بامتناع اطلاق کافر علی رجل مومن لکفر تقدم وان لم یمتنع
ذلک لزم ان یکون اکابر الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیہم الذین ہم اکابر المؤمنین بعد الانبیاء
علیہم السلام کفارا حقیقۃ العیاذ باللہ وقد یقال فی الجواب عن المعارضۃ ان ہذا
الاطلاق الشنیع جائز لغۃ والمانع عنہ شرعی فلا یجوز شرعاً حفظاً للادب المفروض

❊ ❊ ومقام عتاب وخطاب آنست کہ الفاظے کہ در حق انبیاء علیہم السلام در قرآن مجید بطور عتاب وارد ست
ما را نشاید کہ بخصوصہ آن لفظ را از الفاظ سابق ولاحق جدا نمودہ بر زبان آریم ودر آن بحث وگفتگو نمائیم مثلاً لفظ
ضال کہ در ووجدک ضالا فہدے واقع ست بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اطلاق کنند وبگویند کان ضالاً معاذ اللہ یا
کسی قرارت سورہ تبت یدا ابی لہب وتولی را کہ یک گونہ عتاب ست دران از جانب حق بجہت خود التزام کند در ہر نماز علمای
محققین ازآن منع کردہ اند قال السید فی شرح المواقف ولا یجترأ علی الانبیاء باطلاق اللسان انتہی علی الخصوص
مقام سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از ہمہ نازک تر ست در اینجا ابہام سوء ادب ہم موجب تنزل درکان ایمان ست
مصرعہ شہدار کہ رہ بروم تیغ ست قدم را ۔ وچون نباشد کہ قربے کہ او را باخدائے جل شانہ ست ہیچکس را یارای دم زدن
شرکتی نیست بشر را نہ ملک را نہایت کمال بشریت تا اینجا ست کہ فوق آن مرتبہ نیست مگر مرتبۂ الوہیت ❊ ہر رتبہ کہ بود
در امکان براوست ختم ❊ ہر نعمتے کہ دشت خدا شد براو تمام ❊ ولنعم ما قیل ❊ یا صاحب الجمال ویا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر ❊ لا یمکن الثناء کما کان حقہ ❊ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ❊ ونختم الکلام بالصلاۃ
علی نبیہ محمد خاتم النبیین وآلہ الطیبین الطاہرین اللہم صل وسلم علیہ ابد الآبدین ودہر نافی رمزۃ انباء الصالحین
حررہ العبد المعتصم بحبل اللہ المتین محمد صدر الدین شرح اللہ صدرہ بنور الیقین وعطاہ کتابہ بیمینہ فی یوم الدین فقط فی اوایل
محرم ۱۰۷۳ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چہ میفرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں باب کہ زید میگوید مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہمچنین نبی آنحضرت

ممکن ست بحسب عقل و مقدور جناب باری عز اسمه لیکن نیست بعد بحضرت دیگری نخواهد شد بموجب وعده صادقه الهی
دیگر که اعتقاد بامکان وقوع مثل بحضرت صلی الله علیه وسلم من غیر مانع سمعی یا عقلی واقع و وقوع آن دارد کافرست بلاشبه و عمرو
میگوید که هر که مثل بحضرت یا نبی دیگر را بعد بحضرت صلعم مقدور حضرت داند کافرست و استدلال میکند بقول تورپشتی که در
معتمد میگوید نه آنکس که گوید بعد از وی نبی بود یا هست یا خواهد بود تا نفس نیز که گوید امکان دارد که باشد کافرست انتهی و نیز
استدلال میکند بقول ملا علی قاری که در شرح شفا میگوید من المعلوم استحاله وجود مثله بعده انتهی ایا این استدلال صحیح ست
یا نه و حکم شخص مذکور چیست آیا ضال یا مهتدی و نیز ادعا میکند که هر که بر سر خاتم النبیین معنی دیگر سوای آخر النبیین ترشد
از هم کافرست اینقول هم صحیح ست یا نه بینوا توجروا **جواب** قول اینقایل سراسر باطل ست و از قبیل کشف عاطل
و استدلال او بکلام تورپشتی دال بر کمال جنیت او از کلام علما و مبنی بر جهالت و عناد اوست و مختل ست بچند وجه
اول آنکه لفظ امکان و تجویز و جواز در کلام علمای اعلام بچند معنی مستعمل شده منجمله آن امکان شرعی و امکان عقلی و امکان
عرفی ست و قس علیه التجویز و الجواز و همچنین مقابل آن یعنی امتناع مستعمل بمعنی امتناع شرعی و امتناع عقلی و امتناع عرفی ست
کما لا یخفی علی من تتبع کتب الاصول و الکلام کالمسایرة و شرح العقاید و المسلم و المغتنم و غیرها پس از کجا دانسته شد که مراد از
امکان در کلام تورپشتی امکان عقلی ست تحتمل ست که امکان شرعی باشد و ظاهر همین ست چه در کلام علما و شریعت همین معنی
غالبا مراد میباشد چنانکه بینند کتب فقه مثل کنز و زیلعی و مختلص و هدایه و غیرها مخفی نیست بلکه از کلام تورپشتی نیز همین امر
به ثبوت میرسد و اگر بسبب قلت علم کسی را مراجعت باین کتب میسر نشود باید که به تحفه اثنا عشریه رجوع نماید
دوم آنکه کلام تورپشتی دال بر نقیض مطلوب ست بیانش آنکه تورپشتی اولا نوشته که احادیث بسیار از رسول صلعم درست شده
ست که نبوة بامتی ختم شد و بعد از وی دیگر نبی نباشد الی آن قال و بحمد الله این مسئله در میان مسلمانان روشن
تر از آنست که آنرا بکشف و بیان حاجت افتد اما اینقدر از ترس آن بیان کردم که مبادا زندیقی جاهلی را در شبهتی اندازد
و بسیار باشد که ظاهر نیاز ندکردن و بد نظیر بی بادر نهند که خدا بر همه چیز تواند و درست کس قدرت را منکر نیست اما چون خدا
از چیزی خبر دهد که چنین خواهد بود و یا نخواهد بود و چیز نخواهد بود مگر خدا از ان خبر دهد و خدا خبر داد که بعد از وی
نبی دیگر نباشد انتهی بلفظه و بعد از تیقنات منقوله و مقدمات پس اگر مراد تورپشتی نفی امکان عقلی میبود کلام او متناقض
میگردید زیرا که ممتنع عقلی شی نیست و نه در تحت قدرت الهیه داخل کما هو مسلم عند المستدل ایضا و تورپشتی میگوید کس قدرت را
منکر نیست اگر نزد تورپشتی نبی بعد بحضرت ممتنع عقلی میبود میگفت که وجود نبی بعد بحضرت ممتنع عقلی ست و ممتنع عقلی
داخل قدرت نیست و نه تحت قدرت داخل استدلال باخبار او تعالی کردن چه خالی بود از انچه بیان کردم امر دیگر هم منکشف شد که
مستدل مذکور در بعض مسایل خود مینویسد اما قوله بامکان نبی بعده صلعم فقد صرح الامام ابو الفضل التورپشتی فی کتابه
المسمی بالمعتمد بکفر من قال بامکان نبی یکون بعده و فصل الایمان بخاتم النبیین بحق معنی ختم

النبوة واطال البحث عنها وقال هذا بيت بين الانتباه وهذا المقام ذكرت لمخافة ان يقال ترك بحثا ترك بحثا ترك بحثا كثيرا ما يخاف عوبان الله
وفيما اخبر فجعل ان يكون الكلام فيه تامل بايد كرد كه تورشتی كجا گفته بل الكلام فی اشی این مستدل برای اصلاح مطلب خود این لفظ را
از طرف خود تراشیده بعلامه مذكور نسبت كرده مقصود ازان محض تلبیس وتدلیس ست بمخالفین اورا اشتباه افتد وگمان
برند كه اگر مقصود تورشتی امتناع عقلی نمی بود كلام درشتی چرا میكرد ولله الحمد علی فضح هذا المستدل سیوم آنكه استدلال تورشتی
بر امتناع یعنی قول او اما چون خدا از چیزے خبر دهد كه چنین خواهد بود یا نخواهد بود چیزے چنان باشد كه خدا از آن خبر دهد وخدا
خبر داد كه بعد از وی دیگرے نباشد انتهے میفید امتناع شرعی ست نه امتناع عقلی زیرا كه اخبار وعلم وسبحانه تعالے
بجزی موجب استحالة ذاتی آنچه پیش نمیگیرد چنانچه در مسلم وشرح عقاید وغیره مصرح ست ازین بیان بوے باید شد كه مراد تورشتی انكه بودن وجود
صرف اوقات در مطالعه آن ندریافته ست چهارم آنكه هنوز امتناع عقلی مثل آنحضرت صلی الله علیه وسلم بهیچ دلیل
عقلے یا نقلے كه از معارضه ومنع خالی باشد باثبات نرسیده وتورشتی هم برآن دلیلی قایم نكرده بلكه خلاف آن قائل
عقاید ونقله بعكس دعوی این شخص موجود ست وبعضے علما اعلام تقاسم الله رحیق الفرقان در رسایل خود مسدود ساخته اند
وجمهور از اهل اسلام بآن قایل چگونه صرف بنا بر قول تورشتی چنین مزعوم مستدل كه نه دلیلی برآن قایم كرده ونه از علمای
سابقین نقل نموده بر تكفیر جمهور اهل اسلام سوائے چند جهلاكه مصداق انهم كالانعام بل هم اضل سبیلا وانهم لایحسنون اند
مبادرت كرده شود ودر عقادیات صرف بقول یك كس حكم بر كفر كردن دال بر كمال ناوقفیت این قایل ست پنجم آنكه این قایل
بر مخالفین خود طعن میكند كه ایشان بعض رسوم كفار بنا بر قول بعض علما ومسلمین جاهلین را تكفیر میكنند واز تجاهل نقل
میكنند كه تكفیر اهل بدعت در كلام بسیاری از علماء مذكور ست لیكن ایشان مجتهد نبودند والاعبرة لغیر الفقهاء پس خدا داند
كه تورشتی را از كجا دانسته كه ایشان مجتهد نبودند قاعده لاعبرة لغیر الفقهاء را ازكجا چرا فراموش كرد كه تكفیر علما ومبادرت
نمود ششم تورشتی بموجب عقاد او كافر بود وقول كافر در دیانات غیر معتبر ست بیانش آنكه تورشتی قایل بامكان
شی بعد آنحضرت ست چنانكه قول او كس قدرت را منكر نیست دال بر ثبوت كما مر مضروحاً نیز برای خاتم النبیین معنے
دیگر میتراشند كما سیجی انشاء الله پس بر گاه كه كفر او بنا بر زعم مستدل بپایه ثبوت رسید باز تمسك بقول او یعنے چه اما انچه
ایقایل سهتدلال بكلام علی قاری كرده نیز مبنی ست بر عدم فهم مرام چه ما سبق تحقیق كرده ایم كه محال بچند معنے مستعمل میگردد
پس از كجا دانست كه استحاله عقلی از لفظ استحاله كه در كلام ملا علی قاری واقع ست مراد ست جایز ست كه استحاله شرعاً
مراد باشد واگر برین امر مجادلی قناعت كند پس میگوییم كه خود ملا علی قاری در شرح حصن حصین تحت قول ماتن ولا
یعتدی فی الدعاء بان یدعو بمستحیل عادی نویسد اے شرعاً او عادة مثل طلب النبوة بعد خاتم النبوة او عدم وجود الآدمیین
انتهے پس مومن منصف را در انچه ذكر كرده ایم شكی باقی نخواهد ماند واز این عبارت هم بتقسیم مستحیل بحالب عادی وشرعی
معلوم گردید وتكفیر ملا علی قاری حسب مزعوم این قایل ضرور ست زیرا كه ملا علی قاری نبوت را بعد خاتم النبیین شرعاً محال

علی كل شی قدیر والحاصل ان القدرة لیس فیها كلام وفی الكلام فی شی نامل

میداند نه عقلا پس بودن نبی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر قول طاعلی ہیچ شبہہ باقی نماند و نیز در ینجا باید دانست
کہ بعضے علما و متفلسفین بر استحالہ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دلیل آورده اند باید کہ آنرا ذکر کنیم و حال آنرا علی سبیل الاجمال
منکشف گردانیم و آن دلیل اینست کہ در حدیث شریف آمده کہ آنحضرت صلعم فرموده اند انا اول من تنشق عنه الارض و اول من
یحرک حلق الجنة پس اگر مثل آنحضرت ممکن باشد از دو حال خالی نیست یا آنکہ مصداق اول من تنشق عنه الارض و اول
من یحرک حلق الجنة خواهد بود یا نه بر تقدیر ثانی مثل آنحضرت نشد بر تقدیر اول لفظ و اول لازم خواهد آمد و ظاهر است
کہ لفظ اول مضاف است بجانب من کہ از الفاظ عموم است پس اولیت از جمیع افراد خود بالنصر در مراد است الا اول
لا یتعدد در کتب اصولیه موجود و نهی محصل قولا و فعلا بجود الله و قوته کہ این کلام ضلالت انجام اگر تمام شود لازم آید عدم دخول
امثال بسیار شان از صلحا و انبیا تحت قدرت حضرت رب قدیر مثل حضرت ابراہیم علیه السلام و حضرت ابو بکر صدیق رض
پس تخصیص مثل آنحضرت فایده ندارد و اگر نیک تامل کرده شود دانسته شود کہ بعض افراد بحسب این دلیل تحت قدرت
حق سبحانه تعالی داخل نباشد مثل یزید کہ مصداق اول من یبدل سنتی است کما فی الصواعق با ابلیس و بالاتفاق
مصداق اول من قاس است پس اگر شخصی العیاذ بالله مثل این متفلسفه بگوید کہ مثل یزید تحت قدرت حقتعالی داخل نیست
زیرا کہ از دو حال خالی نیست یا آنکہ مثل یزید مصداق اول من یبدل سنتی است یا نه بر تقدیر ثانی مثل یزید نیست و بر تقدیر اول
لفظ اول لازم خواهد ماند چرا کہ لفظ اول اسم تفضیل است مضاف بجانب من کہ از الفاظ عموم است و الاول لا یتعدد در کتب
اصولیه موجود خدا داند کدام شق را اختیار خواهد نمود با بجمله مقصود در ینجا صرف همین است کہ این دلیل اگر بجمیع
تعددات صادق باشد متناع عزالی مثل بعض اشرار هم لازم خواهد آمد و لا یقول به مسلم و علی شبهه اینست کہ لفظ اول نص
در تفضیل است و هم تفضیل وقتیکہ مضاف میباشد برای آن دو هم بتبادر است احدهما و هو الاکثر ان یقصد الزیادة علی من
اضیف الیه و یجوز فی هذه الصورة الافراد و المطابقة کذا فی الکافیه فیجوز زید اول الناس و الزیدان اول الناس و جون در ینجا
لفظ اول مضاف است پس بتبادر دوران مضایقه ندارد پس اگر حق سبحانه تعالی خواهد دو شخص را در صفت شریک کند
هیچ محذور لازم نیاید و اگر کلام بلغا را در این باب تتبع کرده شود نظائر ان بسیار بر آید قال الله تعالی فی سورة طه اما ان
تلقی و اما ان تکون اول من القی و قال ایضا فی سورة الشعرا انا نطمع ان یغفر لنا ربنا خطایانا ان کنا اول المومنین و فی صحیح البخاری
اول من قدم علینا مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم اخو بنی ابن سعد عن علی قال اخبرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم اول من یدخل الجنة
انا و فاطمة و الحسن و الحسین کذا فی الصواعق علی ما نقل عند و فی الکشف عن جامع الاصول عن علی انه صلعم اول من یدخل الجنة الانبیاء ثم
البیت پس ہیچ کدام این قبایل از ممارسته گفته کہ اول در ینجا مضاف بجانب من کہ از الفاظ عموم است پس اگر شخصی دیگر در ین صفت شریک باشد تعدد اول
لازم خواهد آمد و این قول باطل محض و خیال خام است و آنچه بعض مدعیان منطق و بعض سایل آورده اند نه تعالجعلم
حقا لا ین فلوا وجد الله نظیر لکان هو ایضا خاتم النبوة و کما وجد نظیر خاتم النبوة لکان قوله تعالی حق بینا و لکن رسول الله

وخاتم النبیین کذبا فتنبہ لہذا الشکل لو وجد اللہ تعالیٰ نظیرہ لکان قولہ تعالیٰ فی حق نبینا ولکن رسول اللہ وخاتم
النبیین کذبا ومن ابین عند ذوی العقول الکذب بمعنی الآیۃ انتہی دلالت بر کمال سوء فہمی ایشان میکند اولا یقول بہ
الا جاہل بالکتب الکلامیۃ بیانش آنکہ کلام در ایجاد بالفعل نیست بلکہ در امکان ست وامتناع خود دعوی امتناع
ذاتی میکند ودلیلے کہ برآن آوردہ از مدعا ایش بیگانہ ست زیرا کہ نزاع در امکان ذاتی وامتناع ذاتی مثل مذکور ست
نہ در وقوع آن بالفعل کہ نزد ما ہم موجب کذب قول او سبحانہ ست العیاذ باللہ وظاہر ست کہ از امکان مثل مذکور
کذب او سبحانہ لازم مے آید کما لا یخفی علی من لہ ادنی بصیرۃ علاوہ برین آنکہ اگر این شخص شرح عقاید نسفی را ہم
مید ید این بندہ وی دنان خود را می کشاد این قدر ہم بخاطرش تسلیم نگردیدہ کہ چیزیکہ اخبار الٰہی یا ارادہ الٰہی
بعدم وقوع آن متعلق میگردد محال بالذات نمی باشد قال فی شرح العقاید وتقریرہ انہ لو کان جائز المالزم من فرض وقوعہ
محال ضرورۃ ان استحالۃ اللازم یوجب استحالۃ الملزوم تحقیقا لمعنی اللزوم لکنہ لو وقع لزم کذب کلام اللہ تعالیٰ وہو محال
وہذہ نکتۃ فی بیان استحالۃ ما یتعلق علم اللہ او ارادتہ او اخبارہ بعدم وقوعہ وحلہا انا لا نسلم ان کل ما یکون
ممکنا فی نفسہ لا یلزم من فرض وقوعہ محال وانما یجب ذلک لو لم یعرض لہ الامتناع بالغیر الا تری ان اللہ تعالیٰ
لما اوجد العالم بقدرتہ واختیارہ فعدمہ ممکن فی نفسہ الا انہ یلزم من فرض وقوعہ تخلف المعلول عن علۃ التامۃ وہو
محال والحاصل ان الممکن لا یلزم من فرض وقوعہ محال بالنظر الی ذاتہ واما بالنظر الی الغیر فلا نسلم انہ لا یستلزم المحال انتہی
وغیرہ خلاصۃ کلام آنکہ قول زید مردود ست وقائل بقول ازمرہ ضالین ست وسخنے عمر وگفتہ ست حق وصواب ست
وموافق مذہب اہل سنت وجماعت کما لا یخفی علی من لہ ادنی مراجعۃ الی الکتب وقد صرح بہ العلامۃ المنہجی فی مکاتیبہ وہم علیہ
فضلاء الحجاز کما سکوتیا واما قول او ہر کہ برائے خاتم النبیین معنی دیگر تراشد کافرست نیز مبنی بر جہالت او ست علامہ نورپشتی
در معتمد مینویسد کہ مراد از خاتم النبیین ہست یعنے ختم کرد نبوۃ را مہر کرد نبوۃ آبدان او تمام شد دیا بمعنے آنکہ خدا یتعالیٰ
پیغمبران را بوی ختم کرد ونیز ختم خدا حکم ست بدانچہ از آن نخواہد گردیدن چنانچہ ختم اللہ علی قلوبہم گفت بر دلہائے
کافران مہر نہاد یعنے حکم کرد کہ ایشان ہرگز ایمان نیارند ختم را بدان معنے گویند کہ آخر رسید گویند قرآن را
ختم کردم یعنے بآخر قرآن رسیدم وآن از آن سورتے ویا آیتے باقی باشد نتوان گفت کہ ختم کردم اگر بدین وجہ
گویند کہ آخر انبیا ست توان گفت اما معنے بر اصل لغت مستقیم ست کہ پیش ازین گفتم انتہی وعمدۃ المفسرین
والعلماء مولانا مولوی عبد القادر صاحب در موضح القرآن در ترجمہ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میگوید
لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر ہے سب نبیوں پر انتہی در تفسیر احمدی مینویسد والمقصود انہ یفہم من الآیۃ
ختم النبوۃ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام لان الخاتم بفتح التاء عند علمہم وبکسر التاء عند غیرہ وعلی الاول ہو من الختام الذی بمعنی
الہ انما یطلق ہنا علی النبی لانہ یختم بہ ابواب النبوۃ ویغلق الی یوم القیمۃ وعلی الثانی یکون منہ ایضا ای یختم النبیین

لاتشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم

شریک نہ ٹھہرا تو اللہ کا بیشک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے

حارق الاشرار

تقویۃ الایمان

و

تذکیر الاخوان

معیار اسلام عرف کسوٹی

بصحت کامل وسعی اکمل من ہیچمدان احقر محمد موسیٰ خان

بمطبع انام الاسلام دھلی صبع ثانیہ

لاتشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم

شرک یہ نہ ٹھہرا تو اللہ کا بیشک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے

حارق الاشرار

تفویۃ الایمان

و

تذکیر الاخوان

معیار الاسلام عرف کسوٹی

بصحت کامل وسعی اکمل من ہیچمدان احقر محمد مسعود میرزا خان

مطبع خادم الاسلام دہلی طبع کردیدہ

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

الحمد لله که درین ایام هدایت انضمام نسخهٔ جلا بخش نور عرفان الموسوم به

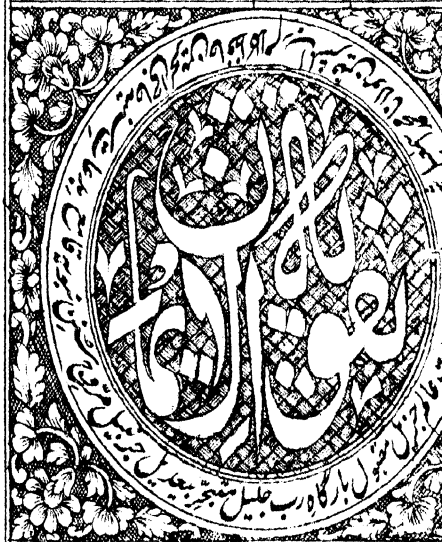

بصحت کابل وسعی اکمل من یهیجدان اخصر محمود بیرزا خان

در مطبع خادم الاسلام دهلی طبع شود

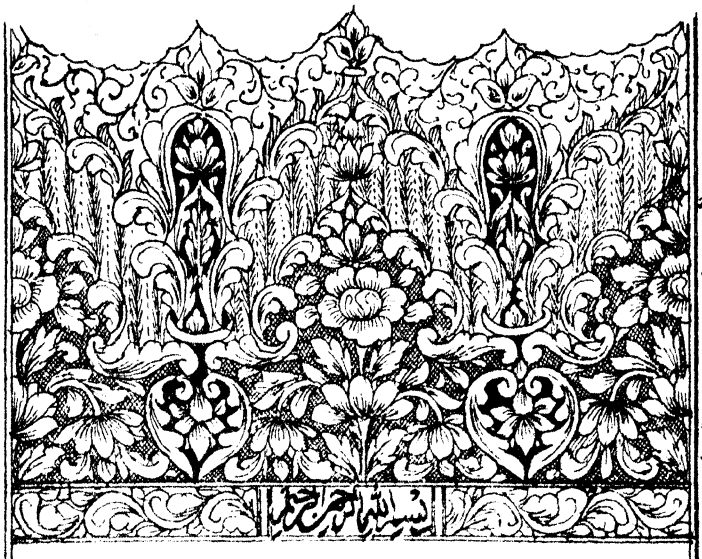

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ ہمکو تونے ہزارون نعمتین دین اور اپنا سچا دین بتایا
اور سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت
مین بنایا اور اُنکی راہ سیکھنے کا شوق دیا اور اُن کے نائبون کی کہ جو اُن کی راہ بتاتے ہین اور اُنکے
طریقہ پر چلاتے ہین اُن کی محبت دی سوائے پروردگار ہمارے تو اپنے حبیب پر اور اُسکے
آل و اصحاب پر اور اُسکے سب نائبون پر ہزار ہزار درود اور سلام بھیج اور اُسکی پیروی
کرنیوالونکو رحمت کر اور ہمکو اُن مین شریک کر اور ہمکو اُسی کی راہ پر جمتی اور موئی قائم رکھ
اور اُسی کے تابعون مین گن رکھ آمین رب العالمین اما بعد سننا چاہیئے کہ آدمی سارے
اللہ کے بندے ہین اور بندے کا کام بندگی ہے جو بندہ کہ بندگی نکرے وہ بندہ نہین
اور اصل بندگی ایمان کا درست کرنا ہے کہ جس کے ایمان مین کچھ خلل ہے اُس کی کوئی بندگی
قبول نہین اور جس کا ایمان سیدھا ہے اُس کی تھوڑی بندگی بھی بہت ہے سو ہر آدمی کو چاہیئے
کہ ایمان کے درست کرنے مین بڑی کوشش کرے اور اُس کے حاصل کرنے کو سب
چیزون سے مقدم رکھے اور اِس زمانہ مین دین کی بات مین لوگ کتنی راہین چلتے ہین
کوئی پہلون کی رسمون کو پکڑتے ہین کوئی قصے بزرگون کے دیکھتے ہین اور کوئی مولویون کی زبانکو
جو اُنہون نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالین ہین سند پکڑتے ہین اور کوئی اپنی عقل کو دخل
دیتے ہین اور اِن سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ و رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اُسی کی

سند پکڑے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے اور جو قصہ بزرگون کا یا کلام مولویون کا اوس کے موافق ہو سو قبول کیجئے اور جو موافق نہو اوسکی سند نہ پکڑئے اور جو رسم اوس کے موافق نہو اوسکو چھوڑ دیجئے اور یہ جو عوام الناس مین مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اسکو بڑا علم چاہئے ہمکو وہ طاقت کہان کہ اون کا کلام سمجھین اور اُس راہ پر چلنا بڑے بزرگون کا کام ہے ہمارہی کیا طاقت کہ اُس کے موافق چلین بلکہ ہمکو یہی باتین کفایت کرتی ہین سو یہ بات بہت غلط ہے اسواسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید مین باتین بہت صاف صریح ہین اُنکا کچھ سمجھنا مشکل نہین چنانچہ سورہ بقر مین فرمایا ہے وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ترجمہ اور بیشک اوتارین ہمنے تیری طرف باتین کہلی اور منکر اُس سے وہی ہوتے ہین جو لوگ بیحکم ہین ف یعنے ان باتون کا سمجھنا کچھ مشکل نہین بلکہ اُن پر چلنا نفس پر مشکل ہے اسواسطے کہ نفس کو حکم برداری کسکی بُری لگتی ہے سو اسلئے جو لوگ بیحکم ہین وہ ان سے انکار کرتے ہین اور اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہین چاہئے کہ پیغمبر تو نادانونکی راہ بتانیکو اور جاہلون کے سمجھانیکو اور بے علمون کے علم سکھانے کو آتے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ جمعہ مین فرمایا ہے هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ترجمہ وہ اللہ ایسا ہے کہ جسنے کھڑا کیا نادانونمین ایک رسول اونمین سے کہ پڑہتا ہے اونپر اُنکین اوسکی اور پاک کرتا ہے اونکو اور سکھاتا ہے اون کو کتاب اور عقل کی باتین اور بیشک تھے وہ پہلے سے گمراہی صریح مین ف یعنی یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اوسنے ایسا رسول بھیجا کہ اونی بے خبرونکو خبردار کیا اور ناپاکون کو پاک اور جاہلون کو عالم اور احمقون کو عقلمند اور راہ بھٹکے ہوؤن کو سیدہی راہ پر سو جو کوئی یہ آیت سُنکر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالمون کے کوئی سمجھ نہین سکتا اور اون کی راہ پر سوائے بزرگون کے کوئی چل نہین سکتا سو اوسنے اس آیت کا انکار کیا اور اس نعمت کی قدر نہ سمجھی بلکہ یون کہا چاہئے کہ جاہل لوگ اونکا کلام سمجھکر عالم ہو جائے نہین اور گمراہ لوگ اونکی راہ پر چل کر بزرگ بنجاتے ہین اسبات کی مثال یہ کہ جیسے ایک بڑا حکیم ہو اور ایک بہت بیمار پھر کوئی شخص اوس بیمار سے کہے کہ فلانے حکیم کے پاس جا اور اوسکا علاج کرا اور وہ بیمار یہ جواب دیوے کہ اوس کے پاس جانا اور اوسکا علاج کروانا بڑے بڑے تندرستون کا کام ہے مجھے کیونکر ہو سکے کہ مین سخت بیمار ہون سو وہ بیمار بڑا احمق ہے اور اوس حکیم کی حکمت کا انکار کرتا ہے اسواسطے کہ حکیم تو بیمارون ہی کے علاج کیواسطے ہے جو تندرستون ہی کا علاج کرے اور اونہین کو اوسکی

دوا سے فائدہ ہو اور بیمارون کو کچھ فائدہ نہو تو وہ حکیم کا ہیکا غرض جو کوئی بہت جاہل ہے اسکو
اللہ و رسول کے کلام سمجھنے مین زیادہ رغبت چاہیئے اور جو بہت گنہگار ہو اوسکو اللہ و رسول
کی راہ چلنے مین زیادہ کوشش چاہیئے سو ہر خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ و رسول ہے کے کلام
کو تحقیق کرین اور اوسکو سمجھین اور اوسی پر چلین اور اوسکے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کرین سو
سنا چاہیئے کہ ایمان کے دو جزو ہین خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا اور خدا کو خدا سمجھنا اسیطرح
ہوتا ہے کہ اوسکا شریک کسیکو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اسطرح ہوتا ہے کہ اوسکے سوائے کسیکی راہ
نہ پکڑے اوس پہلی بات کو توحید کہتے ہین اور اوسکے خلاف کو شرک اور دوسری بات کو
اتباع سنت کہتے ہین اور اوسکے خلاف کو بدعت سو ہر کسیکو چاہیئے کہ توحید اور اتباع سنت
کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دونو چیزین اصل ایمان مین خلل
ڈالتے ہین اور باقی گناہ ان سے پیچھے ہین کہ وہ اعمال مین خلل ڈالتے ہین اور چاہیئے کہ جو کوئی
توحید اور اتباع سنت مین بڑا کامل ہو اور شرک و بدعت سے بہت دور اور لوگو کو بھی اوسکی
صحبت سے یہی بات حاصل ہوتی ہو اوسکو اپنا پیر و استاد سمجھے سو اسلیئے کہ آیتین اور حدیثین کہ جن مین
بیان توحید کا اور اتباع سنت کا ہے اور برائی شرک و بدعت کی اس رسالہ مین جمع کین اور
اون آیتون اور حدیثون کا ترجمہ اوس کے حاصل معنی کا بیان زبان ہندی سلیس مین
کر دیا تا عوام اور خاص اوس سے فائدہ برابر لیوین جنکو اللہ توفیق دیوے وہ سیدہی راہ
پہ ہو جاوین اور بتانیوالے کو وسیلہ نجات کا ہووے آمین یا الہ العالمین اور اس رسالہ کا نام
تقویۃ الایمان رکھا اور اوسمین دو باب ٹھہرائے پہلے باب مین بیان توحید کا اور برائی
شرک کی دوسرے باب مین اتباع سنت کا اور برائی بدعت کی

باب پہلا توحید و شرک کے بیان مین

اول سنا چاہیئے کہ شرک لوگون مین بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ
شرک و توحید کے معنے نہین سمجھتے اور ایمان کا دعوی رکھتے ہین حالانکہ شرک مین گرفتار ہین سو
اول معنے شرک و توحید کے سمجھا چاہیئے تا برائی اور بھلائی اونکی قرآن و حدیث سے معلوم ہو سو سنا
چاہیئے کہ اکثر لوگ پیرون کو اور پیغمبرون کو اور امامون کو اور شہیدون کو اور فرشتون کو اور
پریون کو مشکل کیوقت پکارتے ہین اور اون سے مرادین مانگتے ہین اور اونکی منتین مانتے ہین
اور حاجت برائی کے لئے اونکی نذر و نیاز کرتے ہین اور بلا کی ٹلنے کے لئے اپنے بیٹون کو اونکی

طرف نسبت کرتے ہین کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی حسین بخش
کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین اور اون کے
جینے کے لئے کوئی کیسکے نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کیسکے نام کی بدھی پہناتا ہے کوئی کیسکے نام کے
کپڑے پہناتا ہے کوئی کیسکے نام کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کیسکے نام کے جانور ذبح کرتا ہے
کوئی مشکل کیوقت کیسکی دوہائی دیتا ہے کوئی اپنی باتون مین کیسکے نام کی قسم کہاتا ہے غرضکہ
جو کچھ ہندو اپنے تون سے کرتے ہین سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیا اور انبیا سے اور
اماموں اور شہیدون سے اور فرشتون اور پریون سے کرگزرتے ہین اور دعوی مسلمانی کے کئے
جاتے ہین سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعوے سچ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ یوسف مین وَمَا
يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝ ترجمہ اور نہین مسلمان ہین اکثر لوگ
مگر کہ شرک کرتے ہین یعنی اکثر لوگ جو دعوی ایمان کا رکھتے ہین سو وہ شرک مین گرفتار ہین
پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگون سے کہے کہ تم دعوی ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کے
کرتے ہو سو یہ دونون راہین کیون ملائے دیتے ہو اوسکو جواب دیتے ہین کہ ہم تو شرک نہین
کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیا و اولیا کی جناب مین ظاہر کرتے ہین شرک جب ہوتا کہ ہم اون انبیا
و اولیا کو پیرون شہیدونکو اللہ کی برابر سمجھتے سو یون تو ہم نہین سمجھتے بلکہ اون کو ہم اللہ ہی کا
بندہ جانتے ہین اور اوسیکا مخلوق اور یہ قدرت تصرف کی اوسی نے اونکو بخشی ہے اوسکی
مرضی سے عالم مین تصرف کرتے ہین اور اونکا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے اور اونسے مدد مانگنے
عین اوسی سے مدد مانگنی ہے اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہین جو چاہین سو کرین اور اوسکی جناب مین
ہمارے سفارشی ہین اور وکیل اور اون کے ملنے سے خدا ملتا ہے اور اونکے پکارنے سے اللہ کا قرب
حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم اونکو مانتے ہین وتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہین اور اسیطرح کی
خرافاتین بکتے ہین اور ان باتون کا سبب یہ ہے کہ خدا اور رسول کے کلام کو چھوڑکر اپنی عقل
کو دخل دیا اور جھوٹی کہانیون کے پیچھے پڑے اور غلط غلط رسمون کی سند پکڑے اور اگر اللہ
اور رسول کا کلام تحقیق کرتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی
ہی باتین کرتے تھے اللہ صاحب نے اونکی ایک نہ مانی اور اونپر غصہ کیا اور اونکو جھوٹا بتایا پانچ
سورہ یونس مین اللہ صاحب نے فرمایا ہے وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا
يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي

السمٰوٰت ولا فی الارض سبحٰنہ وتعٰلی عما یشرکون ۝ ترجمہ اور پوجتے ہین وہ اللہ کے ایسے چیز کو کہ نہ فائدہ دیوے اونکو نہ کچھ نقصان اور کہتے ہین یہ لوگ ہمارے سفارشی ہین اللہ کے پاس کہہ کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہین جانتا وہ آسمانو مین اور نہ زمین مین سو وہ نرالا ہے اونسے جنکو یہ شریک بتاتے ہین ف یعنی جنکو لوگ پکارتے ہین اونکو اللہ نے کچھ قدرت نہین دی نہ فائدہ پہنچانیکی نہ نقصان کردینے کی اور یہ جو کہتے ہین کہ یہ ہماری سفارشی ہین اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہین بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو سو اوسکو بتاتے ہو جو وہ نہین جانتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان وزمین مین کوئی کسیکا ایسا سفارشی نہین ہے کہ اوسکو مانئے اور اوسکو پکارئے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے بلکہ انبیا و اولیا کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار مین ہے اون کے پکارنے نہ پکارنے سے کچھ نہین ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسیکو سفارشی بھی سمجھکر پوجے وہ بھی مشرک ہوجاتا ہے اور اللہ صاحب نے سورہ زمر مین فرمایا ہے

والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی ۝ ان اللہ یحکم بینھم فیما ھم فیہ یختلفون ان اللہ لا یھدی من ھو کاذب کفار

ترجمہ اور جو لوگ کہ ٹھہراتے ہین درے اللہ سے اور حمایتی کہتے ہین پوجتے ہین ہم اونکو سو اسی لیے کہ نزدیک کردین ہمکو اللہ کیطرف مرتبہ مین بیشک اللہ حکم کریگا اوسمین اوس چیز مین کہ اسمین اختلاف ڈالتے ہین بیشک اللہ راہ نہین دیتا جھوٹے ناشکر کو ف یعنی جو بات سچی تھی کہ اللہ بندے کیطرف سب سے زیادہ نزدیک ہے سو اوسکو چھوڑکر جھوٹی بات بنائی کہ اورون کو حمایتی ٹھہرایا اور یہ جو اللہ کی نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کسی کے سب مرادین پوری کرتا ہے اور سب بلائین ٹال دیتا ہے سو اوسکا حق نہ پہچانا اور اوسکا شکر نہ ادا کیا بلکہ یہ بات اورون سے چاہنے لگے پھر اس اولٹی راہ مین اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہین سو اللہ ہرگز اونکو راہ نہین دیگا اور اس راہ سے ہرگز اوسکی نزدیکی نپاوینگے بلکہ جون جون اس راہ مین چلینگے سو اوس سے دور ہوتے جاوینگے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسیکو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہ جانکر کہ اوس کے پوجنے کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹا اور اللہ کا ناشکرا اور اللہ صاحب نے سورہ مومنون مین فرمایا ہے قل من بیدہ ملکوت کل شیء وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانی تسحرون ترجمہ کہہ کون ہے وہ شخص کہ اوسی کے ہاتھ مین ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اوس کے مقابل کوئی حمایت

نہین کرسکتا جو تم جانتے ہو سو وہ ہمین کہدینگے کہ اللہ ہے کہہ پھر کہان سے جبطی ہو جاتے ہو

ف یعنی جب کافرون سے بھی پوچھئے کہ سارے عالم مین تصرف کسکا ہے اور اوسکے مقابل کوئی حمایتی کہڑا ہوسکے تو وہ بھی یہی کہینگے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے پھر اور ونکو ماننا محض خبط ہے ف اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسیکو عالم مین تصرف کرنیکی قدرت نہین دی اور کوئی کسی کی حمایت نہین کرسکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت مین کافر بھی اپنے تئونکو اللہ کی برابر نہین جانتے تھے بلکہ اوسکا مخلوق اور اوسیکا بندہ سمجھتے تھے اور اونکو اوسکے مقابل کی طاقت ثابت نہین کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتین ماننین اور نذر و نیاز کرنی اور اونکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی اونکا کفر و شرک تہا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اوسکو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک مین برابر ہے سو سمجھنا چاہئے کہ شرک اسی پر موقوف نہین کہ کسیکو اللہ کے برابر سمجھے اور اوسکی مقابل جانے بلکہ شرک کے معنی یہ کہ جو چیزین اللہ نے اپنے واسطے خاص کین ہین اور اپنے بندون کے ذمہ پر نشان بندگی کے ٹہرائے ہین وہ چیزین اور کیسکے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اوسکے نام کا جانور کرنا اور اوسکی نسبت ماننی اور مشکل کہولنا پکارنا اور ہر جگہہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتون سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ پھر اوسکو اللہ سے چہوٹا ہے سمجھے اور اوسیکا مخلوق اور اوسیکا بندہ اور اس بات مین اولیا و انبیا مین اور جن و شیطان مین اور بھوت اور پری مین کچھہ فرق نہین یعنے جس سے کوئی یہ معاملہ کریگا وہ مشرک ہو جاویگا خواہ انبیا و اولیا سے کرے خواہ پیرون و شہیدون سے خواہ بھوت و پری سے چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والون پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاری پر حالانکہ وہ لوگ اولیا و انبیا سے یہ معاملہ کرتے تھے چنانچہ سورۂ برات مین فرمایا ہے اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ترجمہ ٹہرایا انہون نے مولویون کو اور درویشون کو مالک اپنا وے اللہ سے اور مسیح بیٹے مریم کو اور حالانکہ اونکو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کرین ایک مالک ایک کے نہین کوئی مالک سوائے اوسکے سو وہ نرالا ہے اون کے شریک بنانے سے ف یعنی اللہ کو تو بڑا مالک سمجھتے ہین اور اوس سے چہوٹے اور مالک ٹہراتے ہین مولویون اور درویشون کو سو اسبات کا اونکو حکم نہین ہوا اور اس سے اون پر شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ نرالا ہے اوسکا شریک کوئی نہین ہوسکتا

نچھوٹا نہ برابر کا بلکہ چھوٹے بڑے سب اوسکے بندہ عاجز ہین عجز ہین برابر چنانچہ سورہ مریم
مین فرمایا ہے اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا
لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ترجمہ جتنے لوگ ہین
آسمان و زمین مین سو آنے والے ہین رحمان کے سامنے بندے ہوکر اور بیشک قابو مین کر رکھا
ہے اونکو اور گن رکھا ہے اونکو ایک ایک کر ہر کوئی اونمین سے آنیوالا ہے اوسکے سامنے
قیامت کے دن اکیلا اکیلا ف یعنے کوئی فرشتہ اور آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ نہین
رکھتا اور اوس کے قبضہ مین عاجز ہے کچھ قدرت نہین رکھتا اور وہ ایک ایک مین آپ ہی
تصرف کرتا ہے کسیکو کسی کے قابو مین نہین دیتا اور ہر کوئی معاملہ اُس کے روبرو اکیلا اکیلا حاضر ہونے
والا ہے کوئی کسیکا وکیل وحمائتی نہین بنے والا ان مضمونون کی آیتین قرآن مین اور بھی سیکڑون
ہین جنے اِن دو چار آیتون کے بھی معنے سمجھ لئے وہ بھی شرک و توحید کے مضمون سے خبردار ہوگیا اب
یہ بات تحقیق کیا چاہیے کہ اللہ صاحب نے کون کونسی چیزین اپنے واسطے خاص کر رکھی ہین کہ اُنمین
کسیکو شریک نکیا چاہیے سو وہ باتین بہت ساری ہین مگر کئے باتونکا ذکر کر دینا اور اُنکو قرآن و حدیث
سے ثابت کر دینا ضرور ہے تا اور باقی باتین اُنسے لوگ سمجھ لین سو اول یہ بات کہ ہر جگہ حاضر و
ناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک ہو چھپی ہو یا کھلی اندھیرے مین ہو
یا اُجالے مین آسمانون مین ہو یا زمینون مین پہاڑون کی جوٹی پر ہو یا سمندر کی تہ مین یہ اللہ ہی کی
شان ہے اور کیسکی یہ شان نہین سو جو کوئی کسیکا نام اُٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک
سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ مین اُسکی دہائی دیوے اور دشمن پر اُسکا نام لیکر حملہ کرے اور
اوسکے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اُسکی صورت کا خیال باندھے اور یون سمجھے کہ جب مین
اُسکا نام لیتا ہون زبان سے یا دل سے یا اُسکی صورت کا یا اُسکی قبر کا خیال باندھتا ہون تو مین
اُسکو خبر ہو جاتی ہے اور اُس سے میری کوئی بات چھپی نہین رہ سکتی اور جو میرا احوال گذرتے
ہین جیسے بیماری و تندرستی و کشایش و تنگی مرنا و جینا غم و خوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے
اور جو بات میرے مونہہ سے نکلتی ہے وہ سب سُنلیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل مین گذرتا
ہے وہ سب سے واقف ہے سو اِن باتون سے مشرک ہو جاتا ہے اور اِس قسم کی باتین سب
شرک ہین اسکو اشراک فی العلم کہتے ہین یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اِس عقیدہ سے
آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیا و اولیا سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام

ہ۱ زادہ سے خواہ بھوت و پری سے بہر خواہ یون سمجھے کہ یہ بات اُنکو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ
کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ عالم مین
ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا روزی کی کشایش اور
تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا فتح و شکست دینی اقبال و ادبار دینا مرادین پوری کرنی
حاجتین برلانی بلائین ٹالنی مشکل مین دستگیری کرنی بُرے وقت مین پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان
ہے اور کسی انبیا و اولیا کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہین جو کوئی کسیکو ایسا تصرف ثابت
کرے اور اُس سے مرادین مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اُسکی منتین مانے اور مصیبت کے
وقت اُسکو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اسکو اشراک ۲ بالتصرف کہتے ہین یعنے اللہ کا سا
تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے بہر خواہ یوں سمجھے کہ ان کامون کی طاقت اُنکو خود بخود ہے خواہ
یون سمجھے کہ اللہ نے اُنکو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے اور تیسری بات یہ کہ بعضے
کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہین کہ اونکو عبادت کہتے ہین جیسے سجدہ اور رکوع ۳ اور ہاتھ
باندھکر کھڑے ہونا اور اُس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اُس کے نام کا روزہ رکھنا اور اُسکے گھر کی طرف
دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بناکر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اُس گھر
کی زیارت کو جاتے ہین اور رستے مین اُس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتین کرنے سے اور شکار
سے بچنا اور اسی قید سے جاکر طواف کرنا اور اُس گھر کی طرف سجدہ کرنا اور اُسکی طرف جانور لے جانے
اور وہان منتین ماننی اُسپر غلاف ڈالنا اور اُسکی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا
کرنی اور دین و دنیا کی مرادین مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اُسکی دیوار سے اپنا منہ اور
جبہا ملنا اور اُس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اُسکے گرد روشنی کرنی اور اُسکا مجاور بنکر اُسکی خدمت
مین مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا وضو غسل کا لوگون کے لئے
سامان درست کرنا اور اُس کے کنوئین کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آبسمین یا ننگا غابون
کے واسطے لیجانا رخصت ہوتے وقت اولٹے پاؤن چلنا اور اُس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب
کرنا یعنے وہان شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس اُکھاڑنا مواشی نہ چگانا یہ سب کام اللہ نے اپنی
عبادت کے لئے اپنے بندون کو بتائی ہین پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی کی سچی
قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسکے تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا ننگا نکو
یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اُسکے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھکر کھڑا ہووے یا جانور

۲ شرک کی تعریف اور اسکے تین قسم
۳ عبادت کی تعریف اور اسکے تین قسم
۹ نمبر ۱ شرک کی تعریف
نمبر ۲ شرک کی تین قسمون کا بیان
نمبر ۳ عبادت کی تعریف
نمبر ۴ عبادت کی تین قسمون کا بیان

چڑہاوے یا ایسے مکانون مین دور دور سے قصد کرکے جاوے یا وہان نذر نیاز کرے غلاف ڈالے
چادر چڑہاوے اُن کے نام کی چہڑی کہڑی کرے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤن چلے اُنکی قبر کو بوسہ
دیوے موچھل جیلے اُسپر شمیانہ کہڑا کرکے چوکہٹ کو بوسہ دیوے ہاتہہ باندہکر التجا کرے مراد مان لے
مجاور بنکے بیٹہہ رہے وہان کے گرد پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتین کرے
سو اُسپر شرک ثابت ہوتا ہے اسکو اشراک فی العبادت کہتے ہین یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی
کرنی پھر خواہ یون سمجھے کہ یہ آپہی اس تعظیم کے لایق ہین یا یون سمجھے کہ اُنکی اسطرح کی تعظیم کرنے
سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلین کہولدیتا ہے ہر طرح شرک ثابت
ہوتا ہے چوتہی بات یہ کہ اللہ صاحب نے اپنے بندونکو سکہایا ہے کہ اپنے دنیا کے کامون مین اللہ
کو یاد کرہین اور اُسکی کچہہ تعظیم کرتے رہین تاکہ ایمان بہی درست رہے اور اُن کامون مین بہی
برکت ہووے جیسے اڑے کام پر اللہ کی نذر ماننی اور مشکل کے وقت اُسکو پکارنا اور ہر کام کا
شروع اُس کے نام سے کرنا اور جب اولاد ہو تو اُس کے شکر مین اُس کے نام کا جانور ذبح کرنا اور اولاد
کا نام عبد اللہ عبد الرحمن خدا بخش اللہ دیا امۃ اللہ اللہ دی رکہنا اور کہیت اور باغ مین سے
تھوڑا بہت اُس کے نام کا کر رکہنا اور دہن اور ریوڑ مین سے کچہہ اُنکی نیاز کر رکہنا اور جو جانور اس کے
نام کے اُس کے گہر کی طرف لیجانے اُنکا ادب کرنا یعنی نہ اُنپر سوار ہونا نہ لادنا اور کہانے پینے پہننے
مین اُس کے حکم پر چلنا یعنے جس چیز کے برتنے کو اُس نے فرمایا اُسکو برتنا اور جو منع کیا اُس سے
دور رہنا اور بُرائی بہلائی جو دنیا مین پیش آتی ہے جیسے قحط اور زلزلے صحت و بیماری فتح و شکست
اقبال و ادبار غمی و خوشی یہ سب اُس کے اختیار مین سمجھنا اور اپنا ارادہ جس کام کا بیان کرنا تو پہلے اُس کے
ارادہ کا ذکر کر دینا جیسے یون کہنا کہ اگر اللہ چاہیگا تو ہم فلانا کام کرین گے اور اُس کے نام کو ایسی تعظیم
سے لینا کہ جس مین اُسکی مالکیت نکلے اور اپنی بندگی جیسے یون کہنا ہمارا رب ہمارا مالک ہمارا خالق
اور کلام مین جب قسم کہانی کی حاجت ہو تو اُسی کے نام کی قسم کہانی سو اس قسم کی چیزین اللہ نے اپنی
تعظیم کے واسطے بتائے ہین پہر جو کوئی کسی انبیا و اولیا کے اماموں شہیدون کی ہیوت و پیری کی
اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اڑے کام پر اُن کی نذر ماننے مشکل کیوقت اُنکو پکارے بسم اللہ کی جگہ
اُنکا نام لیوے جب اولاد ہو اُنکی نذر نیاز کرے اپنی اولاد کا نام عبد النبی امام بخش پیر بخش رکہے
کہیت و باغ مین اُنکا حصہ لگا دے جو کہیتی و باڑی مین سے آوے پہلے اُنکی نیاز کرین جب اپنے
کام مین لاوین اور دہن اور ریوڑ مین سے اُن کے نام کے جانور ٹہہرا دے اور پہر اُن جانورونکا آپ

کرے پانے دانہ پر سے نہ ہان کے لکڑی پتھر سے نہ مارے اور کہانے پینے پہننے مین ہموکی سند پکڑے
کہ فلانے لوگونکو چاہیئے کہ فلانہ کہانا نہ کہاوین فلانا کپڑا نہ پہنین حضرت بی بی کی صحنک مردہ کہاوین
لونڈی نہ کہاوے جس عورت نے دوسرا خصم کیا ہو وہ نکہاوے شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والا
نکہاوے اور برائی اور بھلائی جو دنیا مین پیش آتی ہے اسکو انکی طرف نسبت کرے کہ فلانا انکی بیعت
مین آکر دیوانہ ہوگیا اور فلانے کو انہون نے راندا تو محتاج ہوگیا اور فلانے کو نواز دیا تو اسکو فتح و
اقبال ملگیا اور قحط فلانے ستارے کے سبب سے پڑا فلانا کام جو فلانے دن شروع کیا تہا یا فلانی
ساعت مین سو پورا نہوا بایون کہین کہ اللہ و رسول چاہیگا تو مین آؤن گا یا پیر چاہیگا تو یہ بات
ہو جاویگی یا اس کے تئین بولنے مین یا معبود داتا بے پرواہ خداوند خدایگان مالک الملک شہنشاہ
بولے باجب حاجت قسم کہانے کی پڑے تو پیغمبر کی یا علی کی یا امام کی یا پیر کی یا انکی قبرون
کی قسم کہاوے سو ان سب باتون سے شرک ثابت ہوتا ہے اور اسکو اشراک فی العادت کہتے
ہین یعنے اپنی عادت کے کامون مین جو اللہ کی تعظیم کرنی چاہیئے سو غیر کی کرے سو ان چارون
طرح کے شرک صریح قرآن و حدیث مین ذکر ہے سو اسلیئے اس باب مین پانچ فصلین کین ہین
فصل پہلی مین ذکر ہے شرک کی برائی کا اور توحید کی خوبی کا **فصل دوسری** مین
ذکر ہے اشراک فی العلم کی برائی کا **فصل تیسری** مین ذکر ہے اشراک فی التصرف کی برائی کا
فصل چوتھی مین ذکر ہے اشراک فی العبادت کی برائی کا **فصل پانچوین** مین ذکر ہے
اشراک فی العادت کی برائی کا **الفصل الاوّل** فی الاجتناب عن الاشراک ترجمہ فصل
پہلی بچنے مین شرک سے یعنی اس فصل مین مجمل شرک کی برائی کا ذکر ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ترجمہ فرمایا اللہ تعالے نے سورہ نسا
مین بیشک اللہ نہین بخشتا یہ کہ شریک ٹہیرادے اسکا اور بخشتا ہے ورے اس سے جسکو
چاہے اور جسنے شریک ٹہیرایا اللہ کا سو بیشک راہ بہولا دور بہٹک کر **ف** یعنی اللہ کی راہ بہولنا
یون بہی ہوتا ہے کہ حرام و حلال مین امتیاز نکرے چوری بدکاری مین گرفتار ہو جاوے نماز روزہ
چہوڑ دیوے جو روپیہ کا حق تلف کرے ماں باپ کی بے ادبی کرے لیکن جو شرک مین پڑا وہ سب سے
بہولا اس لیے کہ وہ ایسے گناہ مین گرفتار ہوا کہ اللہ اوسکو ہرگز نہ بخشیگا اور سارے گناہ ہونگے اللہ شاید بخش
بہی دے اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک نہ بخشا جاویگا جو اسکی سزا ہے مقرر ملیگی پہر اگر پرلے درجہ

کا شرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے تو اسکی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ مین رہیگا نہ اُس سے کبھی باہر نکلیگا نہ اُس مین کبھی آرام پاویگا اور جو اس سے ورے درجے کے شرک ہین اُنکی سزا جو اللہ کے ہان مقرر ہے سو پاویگا اور باقی جو گناہ ہین اُنکی جو جو کچھ سزا ہین اللہ کے ہان مقرر ہین سو اللہ کی مرضی پر ہین چاہے دیوے چاہے معاف کرے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک سے کوئی بڑا گناہ نہین اُسکی مثال یہ کہ بادشاہ تقصیرین اُسکی رعیت کے لوگ جتنے کرین جیسے چوری قزاقی چوکی پہرے کے وقت سو جانا دربار کے وقت کو ٹال جانا لڑائی کے میدان سے ٹل جانا سرکار کے پیسا ہو نچالنے مین قصور کرنا علی ہذا القیاس اُن سب کی سزائین بادشاہ کے ہان مقرر ہین مگر چاہے تو پکڑے اور چاہے تو معاف کر دیوے اور ایک تقصیرین اس ڈھب کی ہین کہ جنمین بغاوت نکلتی ہے جیسے کسی امیر یا وزیر یا چودہری قانون گو کو یا چوہڑے چمار کو بادشاہ بناوے یا اُس کے واسطے تاج و تخت تیار کرے یا اُس کے تئین ظل سبحانی بولے یا اُس کے تئین بادشاہ کا سا مجرا کرے یا اُسکے لئے ایک دن جشن کا ٹھیراوے اور بادشاہ کی طرح نذر دیوے یہ تقصیر سب تقصیرون سے بڑی ہے اسکی سزا مقرر اسکو پہونچتی ہے اور جو بادشاہ اُس سے غفلت کرے اور اوسیون کو سزا نہ دیوے اُسکی بادشاہت مین قصور ہے چنانچہ عقلمند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہین سو اُس مالک الملک شاہنشاہ غیور سے ڈرا چاہئے کہ پرلے سرے کا زور رکھتا ہے اور ویسی غیرت سو وہ مشرکون سے کیونکر غفلت کریگا اور کس طرح اُنکو اُنکی سزا نہ دیگا الحد سب مسلمانون پر رحمت کرے اور اُن کو شرک کی آفت سے بچاوے آمین قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ترجمہ اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے یعنی سورۂ لقمان مین جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اسکو اے بیٹے میرے مت شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا اُسکا بڑی بے انصافی ہے ف یعنے اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو اُنہون نے اُس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسیکا حق اوسکیو پکڑا دینا اور جس نے اللہ کا حق اُس کے مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی اور یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ایسی ہی عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبون سے

بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے اسواسطے کہ آدمی مین بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑون کی بے ادبی کرے سو اللہ سے بڑا کوئی نہین اور شرک اُسی کی بے ادبی ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ ترجمہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنے سو رسول انبیا مین اور نہین بھیجا ہمنے تجھسے پہلے کوئی رسول مگر کہ اسکو یہی حکم بھیجا کہ بیشک بات یون ہے کہ کوئی ماننے کے لایق نہین سوائے میرے سو بندگی کرو میری **ف** یعنے جتنے پیغمبر آئے ہین سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہین کہ اللہ کو مانے اور اُس کے سوائے کسیکو نہ مانے اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شرعون مین ہے سو یہی راہ نجات کی ہے اس کے سوائے اور سب راہین غلط ہین وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِیْ غَيْرِیْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ وَاَنَا مِنْهُ بَرِیْءٌ یعنی مشکوٰۃ کے باب الریا مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابو ہریرہ نے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ مین بڑا بے پرواہ ہون ساجھیون مین ساجھی سے جو کوئی کرے کچھ کام کہ ساجھی کرے اُسمین میرے ساتھ اور کسیکو سو مین چھوڑ دیتا ہون اُسکو اور اُس کے ساجھی کو اور مین اُس سے بیزار ہون **ف** یعنے جس طرح اور لوگ اپنی مشترک چیز آپسمین تقسیم کر لیتے ہین سو مین یون نہین کرتا کیونکہ مین بے پرواہ ہون بلکہ جو کوئی کچھ کام میرے واسطے کرے اور غیر کو بھی اُسمین شریک کرے سو مین اپنا حصہ بھی نہین لیتا بلکہ سارے ہی کو چھوڑ دیتا ہون اور اُس سے بیزار ہو جاتا ہون اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص ایک کام کرے اللہ کے واسطے پھر وہی کام کرے اور کسیکے واسطے سو شرک ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک جو عبادت اللہ کی کرے وہ بھی اللہ کے ہان مقبول نہین بلکہ اللہ اُس سے بیزار ہے اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ فِیْ تَفْسِيْرِ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ اَرْوَاحًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ اَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاِنِّیْٓ اُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ وَاُشْهِدُ عَلَيْكُمْ اَبَاكُمْ اٰدَمَ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ لَمْ نَعْلَمْ هٰذَا اِعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ غَيْرِیْ وَلَا رَبَّ غَيْرِیْ وَلَا تُشْرِكُوْا بِیْ شَيْئًا اِنِّیْٓ سَاُرْسِلُ اِلَيْكُمْ رُسُلِیْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِیْ وَمِيْثَاقِیْ

وَاُنْزِلَ عَلَيْكُمْ كُتُبِيْ قَالُوْا شَهِدْنَا بَلٰى اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابی بن کعب نے اس آیت کی تفسیر میں کہ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ الخ فرمایا کہ اللہ نے اولاد آدم کی اکہٹی کی پھر اُنکی مثلیں لگائیں پھر اُنکی صورت بنائی پھر اُنکو بولنے کی طاقت دی سو بولنے لگے پھر اُن سے قول وعہد لیا اور اُنکی جان پر اُنسے اقرار کروایا کہ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا بولے کیوں نہیں فرمایا سو میں گواہ کرتا ہوں تم پر ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو اور تمہارے باپ آدم کو اسواسطے کہ کہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ ہم نہ جانتے تھے یہ سو جان رکھو کہ بیشک بات یوں ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میرے اور نہیں کوئی مالک سوائے میرے اور مت شریک ٹھیراؤ میرا کوئی بیشک میں اب بھیجونگا طرف تمہارے رسول اپنے کہ یاد دلاوینگے تمکو قول و قرار میرا اور اُتارونگا تم پر کتابیں اپنی بولے اقرار کیا ہمنے کہ بیشک تو مالک ہمارا ہے اور حاکم ہمارا نہیں کوئی مالک ہمارا تیرے سوائے اور نہیں کوئی حاکم ہمارا تیرے سوا ف یعنی اللہ صاحب نے سورۂ اعراف میں فرمایا ہے اور جب نکالی تیرے رب نے بنی آدم کی پشت سے اُنکی اولاد اور اقرار کروایا اُنسے اُن کے جانوں پر کہ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا بولے کیوں نہیں قبول کیا ہمنے اپنے ذمہ پر یہ ہمنے اس لئے کیا کہ کہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ بیشک ہم اسبات سے غافل تھے یا کہنے لگو کہ شرک تو کیا تھا ہمارے باپ دادوں نے پہلے سے اور ہم تھے پیچھے اُن کے سو کیا برباد کرتا ہے تو ہمکو اُن جھوٹوں کے کام کے بدلے یہ ترجمہ کلام اللہ کی آیت کا ہے سو اسکی تفسیر میں ابی بن کعب نے فرمایا کہ اللہ صاحب نے ساری اولاد آدم کی اکہٹی کی ایک جگہ اور اُنکی جدی جدی مثلیں لگائیں جیسے پیغمبروں کی جدی مثل اور اولیا کی جدی مثل اور شہیدوں کی جدی مثل اور نیکبختوں کی جدی مثل اور حکم بردار لوگوں کی جدی مثل اور بدکاروں کی جدی مثل اور اسیطرح کافروں کی مثلیں لگائیں جیسے یہود و نصاریٰ اور مجوس و ہنود وعلی ہذا القیاس پھر اُن سبکی صورتیں بنائیں یعنی ہر کسیکی صورت جیسے دُنیا میں بنائی منظور تھی ویسی ہی وہاں ظاہر کی کسیکو خوبصورت کسیکو بدصورت کسیکا رسمانکا کسیکو گونگا کسیکو کانا وعلی ہذا القیاس پھر اُنکو بولنے کی طاقت دی پھر اُن سب سے اللہ صاحب نے یوں فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں سو سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے پھر اُن سے قول و قرار لیا کہ میرے سوا کسیکو حاکم و مالک نجانیو اور کسیکو میرے سوا نہ مانیو سو اُن سب نے اس سب کا قول و قرار کیا اور اللہ صاحب نے اس بات پر آسمان و زمین و آدم کو گواہ کیا اور یہ فرمایا کہ اس قول و قرار کے یاد دلانے

کو پیغمبر آوین گے اور کتابین لاوین گے سو ہر کسی نے جدی جدی اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور شرک کا
انکار سو شرک کی بات مین ایک کو دوسری سند نہ پکڑنی چاہیئے نہ پیر کی نہ استاد کی نہ باپ دادون
کی نہ کسی بادشاہ کی نہ کسی مولوی کی نہ کسی بزرگ کی اور یہ جو کوئی خیال کرے کہ ہم تو دنیا مین آکر اس بات
کو بھول گئے بھولی بات کی کیا سند ہے سو یہ خیال غلط ہے اسواسطے کہ بہت باتین آدمی کو آپ یاد
نہین ہوتین پھر معتبر لوگون کے کہنے سے یقین کرتا ہے جیسے کسی کو اپنی ماں کے پیٹ سے اپنا پیدا ہونا
یاد نہین ہوتا پھر لوگون ہی سے سنکر یقین کرتا ہے اور اپنی ماں ہی کو ماں سمجھتا ہے اور کسیکو ماں نہین بتا سکتا
پھر اگر کوئی اپنی ماں کا حق ادا نکرے اور کسیکو ماں بتاوے تو اسکو سب لوگ برا کہین گے اور جو وہ جواب
دیوے کہ مجھے تو اپنا پیدا ہونا کچھ یاد نہین کہ مین اسکو اپنی ماں جانو تو سب لوگ اسکو احمق کہین گے
اور بڑا بے ادب تو جب عوام الناس کے کہنے سے آدمی کو بہت باتون کا یقین آجاتا ہے پھر پیغمبرون
کی تو بڑی شان ہے اون کی خبر دینے سے کیونکر نہ یقین آوے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل توحید
کا حکم اور شرک کا منع اللہ صاحب نے ہر کسی سے عالم ارواح مین کہدیا ہے اور سارے پیغمبر اسی کی تاکید کو
آئے ہین اور ساری کتابین اسی کے بیان مین اترین سو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ونکا فرمانا اور ایک سو
چار کتاب آسمانی کا علم اسی ایک نکتہ مین ہے کہ توحید خوب درست کیجیے اور شرک سے بہت دور رہیئے
نہ اللہ کے سوا کسیکو حاکم سمجھیے کہ کسی چیز مین کچھ تصرف کرسکتا ہے نہ کسیکو اپنا مالک ٹھہرالے کہ اس سے
اپنی کوئی مراد مانگے اور اپنی حاجت اس سے جا لے وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ
قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا
وَاِنْ قُتِّلْتَ وَحُرِّقْتَ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الکبائر مین کہا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبل
نے نقل کیا کہ فرمایا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ شریک ٹھیرا اللہ کا کسیکو گو کہ مارا جاوے تو
اور جلایا جاوے ف یعنی اللہ کے سوا کسیکو نہ مان اور اس سے نہ ڈر کہ شاید کوئی جن یا بھوت کچھ ایذا
پہنچاوے سو جیسا مسلمان کو ظاہر کی بلاؤن پر صبر کرنا چاہیئے اور انکے ڈر سے اپنا دین نہ بگاڑنا چاہیئے
اسیطرح جن اور بھوتونکی بھی ایذا پر صبر کرنا چاہیئے اور انسے ڈر کر انکو نہ ماننا چاہیئے اور یہ سمجھا چاہیئے کہ فی الحقیقت
تو ہر کام اللہ ہی کے اختیار مین ہے مگر وہی کبھی کبھی اپنے بندونکو جانچتا ہے اور بروں کے ہاتھہ سے بھلونکو
ایذا پہنچاتا ہے تاکہ کچون اور پکون مین فرق ہو جاوے اور مومن اور منافق جدا جدا معلوم ہو جاوین سو جیسے
ظاہر مین کبھی شقیون کو فاسقون کے ہاتھہ سے اور مسلمانون کو کافرونکے ہاتھہ سے اللہ کے ارادہ سے ایذا
پہنچ جاتی ہے اور انکو وہان صبر ہے کرنا پڑتا ہے اور دین بگاڑنا نہین پہنچتا اسیطرح کبھی کبھی نیک آدمی

کو جن اور شیاطینوں کے ہاتھ سے اللہ کے ارادہ سے ایذا پہنچ جاتی ہے سو اُسپر صبر کرنا چاہئے اور اُنکو ہرگز نہ ماننا چاہئے اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص شرک سے بیزار ہوکر اور ون کا ماننا چھوڑے اور اُنکی تذرو نیاز ماننے کو بُرا جانے اور غلط غلط رسمون کو مٹانے لگے اور اس مین اسکو کچھ نقصان مال کا یا اولاد کا یا جان کا پہنچ جاوے یا کوئی شیطان کسی پیر و شہید کا نام لیکر ایذا دینے لگے تو اُسپر صبر کرے اور اپنی بات پر قایم رہے اور یہ سمجھے کہ اللہ میرا دین جانچتا ہے اور جیسے اللہ صاحب سب ظالمون آدمیونکو ڈھیل دیکر پکڑتا ہے اور مظلومون کو اُن کے ہاتھ سے چھڑاتا ہے اسی طرح ظالم جنونکو بھی اپنے وقت پر پکڑے گا اور نیک آدمیون کو اُنکی ایذا سے بچاوے گا وَاَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ اللّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الکبائر مین لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعود رضی نے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کونسا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا یہ کہ پکارے تو کسیکو اللہ کی طرح کا ٹھہراکر اور حالانکہ اللہ ہی نے تجھکو پیدا کیا ف یعنی جیسے کہ اللہ کو سمجھتے ہین کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور سب کام اُسکے اختیار مین ہین سو ہر مشکل کے وقت یہی سمجھکر اُسکو پکارتے ہین سو کسی اور کو اسطرح کا سمجھکر پکارنا نہ چاہئے کہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے اوّل تو یہ بات خود غلط ہے کہ کسیکو کچھ حاجت برلانے کی طاقت ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو دوسرے یہ کہ ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اُس نے ہمکو پیدا کیا تو ہمکو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کام مین پر اُسکو پکارین اور کسی سے ہمکو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہوچکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہین رکھتا اور کسی چھوٹے چمار کا تو کیا ذکر ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا بْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ لَقِيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الاستغفار مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے بیشک تو جو مجھسے ملے دنیا بھر گناہ لیکر پھر ملے مجھسے تو کہ نہ شریک سمجھتا ہو میرا کسی کو تو بیشک لے آؤن مین تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بھر ف یعنے اس دنیا مین سب گنہگارون نے گناہ کئے ہین کہ فرعون بھی اس دنیا مین تھا اور ہامان بھی اسمین بلکہ شیطان بھی اس مین ہے پر یون سمجھے کہ جتنے گناہ اُن سب گنہگارون سے ہوئے ہین سو ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اُس کے گناہ ہین اللہ صاحب اتنی ہی اُسپر بخشش

کریگا - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہین جیسے کہ شرک کی شامت سے سب اچھے کام ناکارے ہو جاتے ہین اور یہی حق ہے اس لئے کہ جب شرک سے آدمی بیزار یا ک ہوگا کہ کسیکو اللہ کے سوا مالک نہ سمجھے اور اُس کے سوا سے کہین بھاگنے کی جگہ نہ جانے اور یہ اُس کے دلمین خوب ثابت ہو جاوے کہ اُس کے تقصیر وار کو اُس سے بھاگ کر کہین پناہ نہین اور اُس کے مقابل کسیکا زور نہین چلتا اور اُس کے روبرو کسی کی حمایت نہین چلتی اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہین کرسکتا سو جب یہ بات خوب اُس کے دل مین ثابت ہو جاوے پھر جتنے گناہ اُس سے ہون گے سو بشریت کی راہ سے ہون گے یا بھول چوک کر اور ان گناہون کا ڈر اُس کے دلپر گہرا رہوگا اور اُن سے ایسا بیزار ہوگا اور شرمندہ کہ اپنی جان سے بھی تنگ ہوگا اور بیشک ایسے ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت آتی ہے سو جون جون اُس سے گناہ ہون گے اُسکے موافق اُسکی یہ حالت بڑہیگی اور جسقدر کہ یہ حالت بڑہیگی اُسیقدر اللہ کی رحمت بڑہیگی سو یہ جان لینا چاہئے کہ جسکی توحید کامل ہے اُسکا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اور دن کی عبادت وہ کام نہین کرسکتی فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے جیسے رعیتی تقصیر وار ہزار درجہ بہتر ہے باغی خودسا مدی سے کہ یہ اپنی تقصیر پر شرمندہ ہے اور وہ اپنے فریب پر مغرور **الفصل الثانی** فی ذکر رذالا اشراک فی العلم **ترجمہ** فصل دوسری بیان مین بُرائی اشراک فی العلم کے **ف** یعنے اس فصل مین اُن آیتون اور حدیثون کا ذکر ہے کہ جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے **قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ** **ترجمہ** فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ انعام مین کہ اُسی پاس کنجیان غیب کی نہین جانتا اُنکو مگر وہی **ف** یعنے جسطرح اللہ صاحب نے بندون کے واسطے ظاہر کی چیزین دریافت کرنیکو کچھ راہین بنادی ہین جیسے آنکھہ دیکھنے کو کان سُننے کو ناک سونگھنے کو زبان چکھنے کو ہاتھہ ٹٹولنے کو عقل سمجھنے کو اور وہ راہین اُن کے اختیار مین دین ہین کہ اپنی خواہش کے موافق اُن سے کام لیتے ہین جیسے جب کچھ دیکھنے کو دل چاہا تو آنکھہ کھولدی نچاہا تو بند کرلی جس چیز کا مزہ دریافت کرنیکا ارادہ ہوا منہ مین ڈال لیا نہ ارادہ ہوا نہ ڈالا سو گویا کہ اُن چیزون کے دریافت کرنیکو کنجیان اُنکو دی ہین جیسے جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اُسکے اختیار مین ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے اسیطرح ظاہر کی چیزین کو دریافت کرنا لوگون کے اختیار مین ہے جب چاہین کرین جب چاہین نکرین سو اسطرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار مین ہو کہ جب چاہے کرلیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی و نبی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو سبوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہین

تجنسی کہ جب وہ چاہین غیب کی بات معلوم کرلین بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادہ سے کبھی کسیکو جتنی بات
چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ اُنکی خواہش پر چنانچہ حضرت پیغمبر صلعم کو بارہا
ایسا اتفاق ہوا ہے کہ بعضے بات کے دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات نہ معلوم ہوئی پھر
جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن مین بتا دی چنانچہ حضرت کے وقت مین منافقون نے حضرت
عائشہ رضہ پر تہمت کی اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کئے دن تک بہت تحقیق کیا پھر کچھ حقیقت
نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر و غم مین رہے پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ وہ منافق جھوٹے
ہین اور عائشہ پاک ہین سو یقین یون کہا چاہیئے کہ غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اُسنے
کسی کے ہاتھ نہین دی اور کوئی اُس کا خزانچی نہین مگر اپنی ہی ہاتھ سے قفل کھولکر اُسمین سے جسکو جتنا
چاہے بخشدے اُس کا ہاتھ کوئی نہین پکڑ سکتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ دعوی کرے کہ میرے
پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب مین چاہون اُس سے غیب کی بات معلوم کرلون اور آیندہ باتون کو معلوم
کرلینا میرے قابو مین ہے سو وہ بڑا جھوٹا ہے کہ دعوی خدائی کا کرتا ہے اور جو کوئی کسی نبی ولی کو
یا جن و فرشتہ کو امام و امامزادے کو یا پیر و شہید کو یا نجومی و رمال یا جفار کو یا فال دیکھنے والیکو یا
برہمن اسٹی کو یا بھوت و پری کو ایسا جانے اور اُس کے حق مین یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے
اور اس آیت سے منکر اور یہ جو وسواس آتا ہے کہ بعضے وقت کوئی نجومی یا رمال یا برہمن یا شگونی کچھ
کہدیتا ہے اور وہ اسیطرح ہو جاتا ہے تو اس سے اُنکی غیب دانی ثابت ہوتی ہے سو یہ بات غلط ہے
اسواسطے کہ بہت باتین اُنکی غلط بھی ہوتی ہین تو معلوم ہوا کہ علم غیب اُن کے اختیار مین نہین اُنکی
اٹکل کبھی درست ہوتی ہے کبھی غلط اور یہی حال ہے استخارہ اور کشف کا اور قرآن مجید کی فال
کا لیکن پیغمبرون کی وحی مین کبھی غلطی نہین پڑتی سو وہ اُن کے قابو مین نہین اللہ صاحب جو آپ
چاہتا ہے سو بتا دیتا ہے اُنکی خواہش کچھ نہین چلتی قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ترجمہ کہا اللہ صاحب
نے یعنی سورہ نمل مین کہ کہو نہین جانتے جتنے لوگ ہین آسمانون مین اور زمین مین غیب کو مگر
اللہ اور نہین خبر رکھتے کہ کب اُٹھائے جاوین گے ف یعنے اللہ صاحب نے پیغمبر صلعم کو فرمایا
کہ لوگون سے یون کہدیون کہ غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہین جانتا نہ فرشتے نہ آدمی نہ جن
نہ کوئی چیز یعنے غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار مین نہین اور اُسکی دلیل یہ کہ اچھے لوگ
سب جانتے ہین کہ ایکدن قیامت آویگی اور یہ کوئی نہین جانتا کہ کب آویگی سو ہر چیز کا معلوم

کرلینا جو ان کے اختیار مین ہوتا یہ بھی معلوم کرلیتے وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ لقمان مین کہ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور وہی اُتارتا ہے مینہہ اور جانتا ہے جو کچھ کہ مادہ کے پیٹ مین ہے اور نہین جانتا ہے کوئی کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی کہ کس زمین مین مریگا بیشک اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار ف یعنے غیب کی باتون کی سب خبرین اللہ ہی کو ہین اور اُنکا جان لینا کسیکے قابو مین نہین چنانچہ قیامت کی خبر کہ اُس کا آنا بہت مشہور ہے اور نہایت یقینی اُس کے بھی آنے کے وقت کی کسی کو خبر نہین پھر اور چیزون کے ہونے کی خبر کا تو کیا ذکر ہے جیسے کسیکی فتح کسیکی شکست کسی کا بیمار ہونا کسی کا تندرست ہونا کہ یہ باتین تو نہ قیامت کی برابر مشہور ہین نہ ویسی یقینی اور اسی طرح مینہہ برسنے کے وقت خبر کسی کو نہین حالانکہ اُس کا موسم بھی بندھا ہوا ہے اور اکثر اُن موسمون پر برستا بھی ہے اور سارے نبی اور ولی اور بادشاہ اور حکیم اُسکی خواہش بھی رکھتے ہین سو اگر اُس کے وقت معلوم کرنے کی کچھ راہ ہوتی تو کوئی البتہ پالیتا پھر جو چیزین کہ نہ اُنکا موسم بندھا ہوا ہے نہ سب لوگ ملکر اُن کی خواہش رکھتے ہین جیسے کسی شخص کا مرنا جینا اولاد ہونی یا غنی وفقیر ہونا یا فتح وشکست ہونی سو ایسی چیزون کی خبر کی راہ کیونکر پاسکین اور اسی طرح جو کچھ مادہ کے پیٹ مین ہے اُسکو بھی کوئی نہین جان سکتا کہ ایک ہے یا دو ہین یا مادہ کامل ہے یا ناقص خوبصورت ہے یا بدصورت حالانکہ حکیم لوگ ان سب چیزون کے اسباب لکھتے ہین پر کسیکو حال بالخصوص نہین جانتے تو اور چیزین کہ آدمی مین جبلی ہوتی ہین جیسے خیالات اور ارادے اور نیتین اور ایمان اور نفاق وہ تو کیونکر جان سکین اور اسیطرح جب کوئی اپنا حال نہین جانتا کہ کل کو کیا کرے گا تو اور کسیکا کیونکر جان سکے اور جب اپنے مرنے کی جگہہ نہین جانتا تو اور کسی کے مرنے کی جگہہ یا وقت کیونکر جان سکے غرض کہ اللہ کے سوائے کوئی کچھ آیندہ کی بات اپنے اختیار سے نہین جان سکتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب جو غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہین کوئی کشف کا دعویٰ رکھتا ہے کوئی استخارہ کے عمل سکھاتا ہے کوئی تقویم اور پتر نکالتا ہے کوئی رمل کا قرعہ پھینکتا ہے کوئی فالنامہ لئے پھرتا ہے یہ سب جھوٹے ہین اور دغابازون کے جال ہین ہرگز نہ پھنسنا چاہیے لیکن جو شخص آپ دعویٰ غیب دانی کا نہ رکھتا ہو اور غیب کی بات معلوم کرنی اختیار مین نہ کہتا ہو بلکہ اتنی ہی بات بیان

ف یعنے غیب کی باتون کی خبر جو کسی فالنامہ یا رمل یا کشف یا استخارہ سے معلوم ہوتی ہے وہ سب جھوٹی ہے اور اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا

al حالانکہ حکیم لوگ ان سب چیزون کے اسباب لکھتے ہین پر کسیکو حال بالخصوص نہین جانتے تو اور چیزین

سنت رسول اللہ صلعم کے موافق ہو یعنی یقین اور عمل کرنا چاہیے نہین تو نہین اسی طرح ہر قسم کے غیب کی باتون مین سمجھو اس کا ۱۲

کرتا ہو کہ کچھ بات کبھی اللہ کی طرف سے مجھکو معلوم ہو جاتی ہے سو وہ میرے اختیار مین نہین کہ جو بات
مین چاہون تو معلوم کرلون یا جب مین چاہون تو دریافت کرلون تو یہ بات ہو سکتی ہے شاید وہ سچا
ہو یا مکار وقال اللہ تعالی ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ
الی یوم القیمۃ وھم عن دعائھم غفلون ترجمہ اور فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ احقاف مین
اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اُس شخص سے کہ پکارتا ہے واسطے اللہ سے اُن لوگون کو کہ قبول کرینگے اُسکی
بات قیامت کے دن تک اور وہ اُن کے پکارنے سے غافل ہین ف یعنے شرک کرنیوالے بڑے
احمق ہین کہ اللہ سے قادر علیم کو چھوڑکر اور لوگونکو پکارتے ہین کہ اول تو اُنکا پکارنا سنتے ہی نہین اور دوسرے
کچھ قدرت نہین رکھتے کہ اگر کوئی قیامت تک اُنکو پکارے تو وہ کچھ نہین کرسکتے اس آیت سے معلوم
ہوا کہ یہ جو بعضے لوگ گلے بزرگون کو دور دور سے پکارتے ہین اور اتنا ہی کہتے ہین کہ یا حضرت تم
اللہ کی جناب مین دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور یہ یون سمجھتے ہین کہ
ہمنے کچھ شرک نہین کیا سوا اسکے کہ اُن سے حاجت نہین مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط
ہے سوا اسکے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک نہین ثابت ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا
ہے کہ اُنکو ایسا سمجھا کہ دور سے اور نزدیک سے برابر سُن لیتے ہین جبھی اُنکو اسطرح سے پکارا اور حالانکہ
اللہ صاحب نے اس آیت مین فرمایا ہے کہ جو اللہ کے سوا ہے یعنے مخلوق سو وہ اُن پکارنے والون
کے
پکارنے سے غافل ہین وقال اللہ تعالی قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا
الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی
السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون ترجمہ اور کہا اللہ تعالے نے یعنے سورۂ اعراف
مین کہہ کہ نہین اختیار رکھتا مین اپنی جان کے کچھ نفع و نقصان کا مگر جو کچھ چاہے اللہ اور جانتا مین غیب
تو بیشک بہت سی لے لیتا مین بھلائی اور نہ چھوتی مجھکو کچھ برائی مین تو فقط ڈرانیوالا ہون اور خوشخبری
سنانیوالا اُن لوگونکو جو یقین رکھتے ہین ف یعنی سب انبیا و اولیا کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم ہین اور لوگون نے اُنہین کے بڑے بڑے معجزے دیکھے اُنہین سے سب اسرار کی باتین سیکھین
اور سب بزرگون کو اُنہین کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی تو اس لئے اُنہین کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ
بتا دو لوگون سے کہ آگے صاف بیان کردین تا سب لوگون کا حال معلوم ہو جاوے سو اُنہون نے
بیان کر دیا کہ مجھکو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک
کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہین تو دوسرے کا تو کیا کرسکون اور غیب دانی اگر میرے قابو مین

ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتا اور اگر بھلا معلوم ہوتا تو اُسمین ہاتھ ڈالتا اور اگر بُرا معلوم ہوتا تو
کاہیکو اُسمین قدم رکھتا غرضکہ کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ مین نہین اور کچھ خدائی کا دعویٰ نہین کرتا
فقط پیغمبری کا دعویٰ ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ بُرے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری
سنا دیوے سو یہ بھی اُنہین کو فائدہ کرتی ہے کہ جن کے دل مین یقین ہے اور دل مین یقین ڈالدینا
میرا کام نہین وہ اللہ ہی کے اختیار مین ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اولیا کو جو اللہ نے
سب لوگون سے بڑا بنایا ہے سو اُن مین بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہین اور بُرے بھلے
کامون سے واقف ہین سو لوگون کو سکھلاتے ہین اور اللہ اُن کے بتانے مین تاثیر دیتا ہے بہت لوگ
اُس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہین اور اسبات کی اُنمین کچھ بڑائی نہین کہ اللہ نے اُنکو عالم مین تصرف
کرنیکی کچھ قدرت دی ہو کہ جسکو چاہین مار ڈالین یا اولاد دیوین یا مشکل کہولدیوین یا مرادین پوری
کردیوین یا فتح و شکست دیدیوین یا غنی اور فقیر کردیوین یا کسیکو بادشاہ کردیوین یا کسیکو امیر و زبر
یا کسی سے بادشاہت یا امارت چھین لیوین یا کسیکے دل مین ایمان ڈالدیوین یا کسیکا ایمان چھین
لیوین یا کسی بیمار کو تندرست کردیوین یا کسی سے تندرستی چھین لیوین کہ ان باتونمین سب بندے بڑے
اور چھوٹے برابر ہین عاجز اور بے اختیار اور اسیطرح کچھ اس بات مین بھی اُنکو بڑائی نہین ہے کہ اللہ
صاحب نے غیب دانی اُن کے اختیار مین دیدی ہو کہ جس کے دل کا احوال جب چاہین معلوم کرلین
یا جس غایب کا احوال جب چاہین معلوم کرلین کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا یا کس شہر مین ہے یا کس حال
مین یا جس آیندہ بات کو جب ارادہ کرین تو دریافت کرلین کہ فلانے کے ہان اولاد ہوگی یا نہوگی
یا اس سوداگری مین اُسکو فائدہ ہوگا یا نہوگا یا اس لڑائی مین فتح پاویگا یا شکست کہ ان باتونمین
بھی سب بندے بڑے ہون یا چھوٹے یکسان بیخبر ہین اور نادان سو جیسے سب لوگ کبھی کچھ بات
عقل سے یا قرینہ سے کہدیتے ہین پھر کبھی انکی بات موافق پڑ جاتی ہے کبھی اُسمین چوک پڑ جاتی
ہے اسیطرح یہ بڑے لوگ بھی جو بات عقل اور قرینہ سے کہتے ہین سو اُسمین کبھی درست ہو جاتی
ہے کبھی چوک ہان مگر جو اللہ کی طرف سے وحی یا الہام ہے سو اُس کے بات نرالی ہے مگر وہ اُن کے
اختیار مین نہین اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ
جُوَیْرِیَاتٌ لَنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ
اِحْدٰاھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ

هٰذِهٖ وَمُحَلِّلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتَ تَقُوْلِیْنَ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب اعلان النکاح میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ربیع نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر میں داخل ہوئے جب شادی ہوئی تھی میری پھر بیٹھے میرے پاس مسند پر جیسا تو بیٹھا ہے میرے پاس سو لڑکیں شروع کیا کچھ جھوکریوں ہماری نے کہ دف بجانے لگیں اور مذکور کرنے لگیں اُن لوگوں کا کہ مارے گئے تھے بڑے ہمارے بدر میں سو ایک کہنے لگے کہ ہم میں ایک نبی ایسا ہے کہ جانتا ہے کل کی بات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھے ف یعنے ربیع ایک بی بی تھیں انصار میں سے اُن کے شادی میں پیغمبر خدا تشریف لائے اور اُن کے پاس آ بیٹھے سو اُن لوگوں کی کئے جھوکریاں کچھ گانے لگیں کہ اُسمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ بات کہی کہ اُن کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں سو اسکو پیغمبر خدا نے منع کیا اور فرمایا کہ یہ بات مت کہہ اور جو کچھ پہلے گاتی تھیں وہی گائے جاؤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی انبیاؤ اولیا امام و شہید وں کے جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر کے بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ اُنکی تعریف میں ایسی بات کہے اور یہ جو شاعر لوگ پیغمبر خدا کی تعریف میں یا اور انبیاؤ اولیا کی یا بزرگوں کی یا پیروں کی یا اُستادوں کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور حد سے گذر جاتے ہیں او خدا کیسے اوصاف اُنکی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور پہریوں کہتے ہیں کہ شعر میں مبالغہ ہوتا ہے یہ سب بات غلط ہے کہ پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا چہ جائے کہ عاقل مرد اس کو کہے یا سنکر پسند کرے اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ اَخْبَرَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب رویۃ اللہ عزوجل میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو کوئی خبر دے تجھکو کہ حضرت پیغمبر خدا جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے مذکور کیں ہیں سو بیشک بڑا طوفان باندھا ف یعنے وہ پانچوں باتیں سورۂ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں اور اُن کی تفسیر اس فصل کی اول گذر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں سو اُنہیں پانچ میں داخل ہیں سو جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنے سب غیب کی باتیں جانتے تھے تو وہ بڑا جھوٹا ہے اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے اور شریعت کے ادب سے منہ سے نہ کہتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ **ترجمہ** مشکوٰۃ کے باب البکاء والخوف مین لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ نقل کیا ام العلاء نے کہ کہا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہین جانتا مین اور پھر قسم ہے اللہ کی کہ نہین جانتا مین حالانکہ مین رسول اللہ کا ہون کیا معاملہ ہوگا مجھسے اور کیا تم سے **ف** یعنے جو کچھ کہ اللہ اپنے بندون سے معاملہ کرے گا خواہ قبر مین خواہ آخرت مین سو اُس کی حقیقت کسی کو معلوم نہین نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے یا بُرا سو وہ بات مجمل ہے اور اُس سے زیادہ معلوم کر لینا اور اُسکی تفصیل دریافت کرنی اُن کے اختیار سے باہر ہے **الفصل الثالث** فِیْ ذِکْرِ رَدِّ الْاِشْرَاکِ فِی التَّصَرُّفِ **ترجمہ** فصل تیسری شرک فی التصرف کی بُرائی کے بیان مین **ف** یعنی اس فصل مین اُن آیتون اور حدیثون کا ذکر ہے کہ جس سے شرک فی التصرف کی بُرائی ثابت ہوتی ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ **ترجمہ** فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ مومنون مین کہہ کون ہے وہ شخص جس کے ہاتھہ مین ہے قابو ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اُس کے مقابل کوئی نہین حمایت کرتا جو جانتے ہو وہین کہدین گے کہ اللہ ہی ہے کہہ پھر کہان سے خبط مین پڑ جاتے ہو **ف** یعنے جس سے پوچھیے کہ ایسی شان کس کی ہے کہ ہر چیز اُس کے قابو مین ہے جو چاہے کر ڈالے اُس کا ہاتھہ کوئی پکڑ نہ سکے اور اُسکی حمایت مین کوئی ہاتھہ نہ ڈال سکے اور اُس کے تقصیر وار کو کہین پناہ نہ مل سکے اور اُس کے مقابلہ مین کسی کی حمایت نہ چل سکے سو ہر کوئی یہی جواب دیگا کہ ایسی شان اللہ کی ہے سو سمجھا چاہیے کہ پھر اور کسی سے مراد بن مانگنی محظ خبط ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے کافر بھی اس بات قایل تھے کہ کوئی اللہ کی برابر نہین اور اُس کا مقابلہ نہین کر سکتا مگر اپنے بتون کو اُنکے جناب مین اپنا وکیل سمجھکر مانتے تھے اسی سے کافر ہو گئے سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم مین تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل علٰحدہ ہی سمجھ کر اُس کو مانے سو اُسپر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ

کی برابر نہ سمجھے اور اُس سے مقابلہ کی طاقت اُسکو نہ ثابت کرے قال اللہ تعالیٰ قُلْ اِنِّیْ
لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ
دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ جن مین کہہ کہ بیشک مین نہین اختیار
رکھتا تمہارے کچھ نقصان کا نہ فائدہ کا کہہ کہ بیشک مجھکو ہرگز نہ بچاویگا اللہ سے کوئی اور ہرگز نہ پاؤنگا
ورے اُس کے کہین بچاؤ ف یعنی اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ لوگون کو سنا دیون
کہ مین تمہارے نفع و نقصان کا کچھ مالک نہین اور تم جو مجھپر ایمان لائے اور میری اُمت مین
داخل ہوئے سو اسپر مغرور ہو کر حد سے مت بڑہنا کہ ہمارا پایہ بڑا مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست
ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب سو جو ہم چاہین سو کرین وہ ہمکو اللہ کے عتاب سے بچا لیگا کیونکہ یہ بات
محض غلط ہے اسواسطے کہ مین آپ ہی کو ڈرتا ہون اور اللہ سے ورے اپنا کہین بچاؤ نہین
جاننا سورہ دوسرے کو کیا بچا سکون اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو عوام الناس اپنے پیرون شہیدون
کی حمایت پر بھروسا کر کے اللہ کو بھول جاتے ہین اور اُس کے احکام کی تعظیم نہین کرتے محض
گمراہ ہین کہ سب پیرون کے پیر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اللہ سے ڈرتے تھے اُسکی رحمت
کے سوائے کسی طرح اپنا بچاؤ نہین سمجھتے تھے پھر اور کسیکا تو کیا ذکر ہے وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْـًٔا
وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ نحل مین اور پوجتے ہین ورے اللہ کے
اسیون کو کہ نہین اختیار رکھتے اُنکی روزی کا آسمانون سے اور زمین سے کچھ اور نہین طاقت رکھتے
ف یعنی اللہ کی سی تعظیم کرتے ہین ایسے لوگون کی کہ اُنکا کچھ اختیار نہین اور اُنکی روزی پہنچانے
مین کچھ دخل نہین رکھتے نہ آسمان سے مینہ برساوین نہ زمین سے کچھ اُگاوین اور اُنکو کسی نوع کی
قدرت نہین اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہین کہ اولیا و انبیا کو یا امام
و شہیدون کو عالم مین تصرف کرنے کی قدرت تو ہے لیکن اللہ کی تقدیر پر وہ شاکر ہین اور ایسے
ادب سے دم نہین مارتے اگر چاہین تو ایک دم مین الٹ پلٹ کر دین لیکن شرع کی تعظیم کر کے چپ
بیٹھے ہین سو یہ بات سب غلط ہے بلکہ کسی کام مین نہ بالفعل اُنکو دخل ہے اور نہ اُسکی طاقت رکھتے
ہین وقال اللہ تعالیٰ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ فَاِنْ
فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ یونس مین اور
مت پکار ورے اللہ کے اسیون کو کہ نہ فائدہ دیوین تجھکو نہ نقصان سو اگر کیا تو نے یہ تو بیشک

تو بے انصاف ہے ف یعنی اللہ سے زبردست کی ہوتی ایسے عاجز لوگون کو پکارنا کچھ فائدہ
اور نقصان نہین پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگون کو
ثابت کیجئے وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ وَلَا تَنْفَعُ
الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا
قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝

ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ سبا مین کہ کہہ بہلا پکارو تو ان لوگونکو کہ خیال کرتے
ہو ورے اللہ سے سو وہ تو نہین اختیار رکھتے ایک ذرہ بھر آسمانون مین اور نہ زمین مین اور نہین انکا اُن
دونون مین کچھ ساجھا اور نہین اللہ کا اُنمین سے کوئی پشتیبان اور نہین کام آتی سفارش اُس کے روبرو مگر
جسکو پروانگی دے یہانتک کہ جب گھبراہٹ دور ہوتی ہے اُن کے دلون سے تو کہتے ہین کیا فرمایا
تمہارے رب نے کہتے ہین کہ حق اور وہی ہے بلند بڑا ف یعنے جو کوئی کسی سے مراد مانگتا ہے اور
مشکل کے وقت پکارتا ہے اور وہ اُسکی حاجت روا کر دیتا ہے سو یہ بات اسیطرح ہوتی ہے کہ یا تو خود
وہ مالک ہو یا مالک کا ساجھی یا مالک پر اُس کا دباؤ ہو جیسے بڑے بڑے امیرونکا کہنا بادشاہ دب
کر مان لیتا ہے کیونکہ وہ اُس کے بازو مین اور اُس کے سلطنت کے رکن اُن کے ناخوش ہونے سے سلطنت
بگڑتی ہے یا اسطرح کہ مالک سے سفارش کرے اور وہ اُسکی سفارش خواہ نخواہ قبول کرلے پہر دل سے
خوش جیسے بادشاہ زادی یا بیگمات کہ بادشاہ اُنکی محبت سے اُنکی سفارش رد نہین کرسکتا سو چار ناچار
اُنکی سفارش قبول کرلیتا ہے سو بجز اللہ کے سوائے یہ لوگ پکارتے اور اُن سے مرادین مانگتے ہین
سو نہ تو وہ مالک ہین آسمان اور زمین مین ایک ذرہ بھر چیز کے اور نہ کچھ اُنکا ساجھا ہے اور نہ اللہ کی
سلطنت کے رکن ہین اور نہ اُس کے بازو کہ اُن سے دب کر اُن کی بات مان لے اور نہ بغیر پروانگی سفارش
کرسکتے ہین کہ خواہ نخواہ اُس سے دلوادین بلکہ اُس کے دربار مین اُنکا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا
ہے یہ سب رعب مین آکر بے حواس ہو جاتے ہین اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اُس
بات کی تحقیق اُس سے نہین کرسکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اُس بات کی یقین تحقیق
کرلیتے ہین سوائے آمنا و صدقنا کے کچھ نہین کہہ سکتے پہر بات اُٹھنے کا تو کیا ذکر اور کسکی وکالت اور
حمایت کرنے کی کیا طاقت اس جگہہ ایک بات بڑے کام کی ہے اُسکو کان رکہکر سن لیا چاہیے کہ
[illegible] انبیا و اولیا کی شفاعت پر بہت بھول رہے ہین اور اس کے معنے غلط سمجھکر اللہ کو بھول گئے ہین

۲۵

ہین سو شفاعت کی حقیقت سمجھ لینا چاہیئے سو سنا چاہیئے کہ شفاعت کہتے ہین سفارش کو اور دنیا
مین سفارش کئی طرح کی ہوتی ہے جیسے ظاہر کے بادشاہ کے ہان کسی شخص کی چوری ثابت ہوجاوے
اور کوئی امیر و وزیر اُسکو اپنی سفارش سے بچالیوے تو ایک تو یہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اُس
چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے اور اُسکے آنیکے موافق اُسکو سزا پہنچتی ہے مگر اُس امیر سے دب کر اُسکی سفارش
مان لیتا ہے اور اُس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اُسکی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اُسکی
بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک جگہہ اپنے غصہ کو تہام لینا اور
ایک چور سے درگذر کر جانا بہتر ہے اِس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجئے کہ بڑے بڑے کام
خراب ہوجاوین اور سلطنت کی رونق گھٹ جاوے اِسکو شفاعت وجاہت کہتے ہین یعنے اِس امیر کی
وجاہت کے سبب سے اُسکی سفارش قبول کی اِس قسم کی سفارش اللہ کی جناب مین ہرگز ہرگز نہین
ہوسکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب
مین اِس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل کہ اُس نے خدا کے معنے کچھ بھی نہ سمجھے اور
اُس مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی اِس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن مین ایک حکم کن
سے چاہے تو کروڑ کروڑ نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا
کر ڈالے اور ایک دم مین سارا عالم عرش سے فرش تک پلٹ کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اُس
جگہہ قایم کرے کہ اُس کے تو محض ارادے ہی سے ہر چیز ہوجاتی ہے کسی کام کے واسطے کچھ اُس
کو اسباب اور سامان جمع کرنے کی کچھ حاجت نہین اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی
سب ملکر جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاوین تو اُس مالک الملک کی سلطنت مین اُن کے سبب سے
کچھ رونق بڑھ نہ جاویگی اور جو سب شیطان اور دجال ہی سے ہو جاوین تو اُسکی کچھ رونق گھٹنے
کی نہین وہ ہر صورت سے بڑون کا بڑا ہے اور بادشاہون کا بادشاہ اُسکا نہ کوئی کچھ بگاڑ سکے نہ
کچھ سنوار سکے دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادون مین سے یا بیگماتون مین سے یا
کوئی بادشاہ کا معشوق اُس چور کا سفارشی ہوکر کہڑا ہوجاوے اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے
اور بادشاہ اُسکی محبت سے لاچار ہوکر اُس چور کی تقصیر معاف کر دے اُسکو شفاعت محبت
کہتے ہین یعنے بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کرلی اور یہ بات سمجھے کہ ایک
نالائق پلی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اُس رنج سے کہ جو اُس محبوب کے روٹھ جانے
سے محکم ہوگا اِس قسم کی شفاعت بھی اُس دربار مین کسی طرح ممکن نہین اور جو کوئی کسی کو اُس جناب

مین اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل کہ صیابذکور اول ہو چکا وہ مالک الملک
اپنے بندون کو بہتیرا ہی نوازے اور کسیکو حبیب کا اور کسی کو خلیل کا اور کسیکو کلیم کا اور کسیکو روح اللہ
وجیہ کا خطاب بخشے اور کسیکو رسول کریم اور مکین اور روح القدس اور روح الامین کہے مگر پھر مالک مالک ہے اور
غلام غلام کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہین رکھہ سکتا اور غلامی کی حد سے زیادہ نہین بڑھ سکتا
جیسا اُس کی رحمت سے ہر دم خوشی سے جھکتا ہے ویسا ہی اُسکی ہیبت سے رات دن زہرہ
بھٹتا ہے میسری یہ صورت ہے کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہین اور چوری
کو اُس نے کچھ اپنا پیشہ نہین ٹھہرایا اگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اُسپر شرمندہ ہے اور رات دن
ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سر آنکھون پر رکھہ کر اپنے تئین تقصیروار سمجھتا ہے اور لایق سزا کے
جانتا ہے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہین ڈھونڈتا اور اُس کے مقابلہ کسی کی
حمایت نہین چاہتا اور رات دن اُسی کا منہ دیکھہ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق مین کیا حکم فرماوے
سو اُسکا یہ حال دیکھکر بادشاہ کے دل مین اُسپر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے
بے سبب درگذر نہین کرتا کہ کہین لوگون کے دلون مین اس آئین کی قدر گھٹ نجاوے سو
کوئی امیر و وزیر اُسکی عرضی پاکر اُس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے
کو ظاہر مین اُسکی سفارش کا نام کر کے اُس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اُس امیر نے اُس
چور کی سفارش اس لیے نہین کی کہ اُس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اُسکی حمایت اُس نے اُٹھائی بلکہ محض بادشاہ
کی مرضی سمجھکر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چور دن کا تہا نگی جو چور کا حمایتی بنکر اُسکی سفارش کرتا
تو آپ ہی چور ہو جاتا اُسکو شفاعت بالاذن کہتے ہین یعنے یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے
ہوئی ہے سو اللہ کی جناب مین ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت
کا قرآن و حدیث مین مذکور ہے سو اُس کے معنے ہی ہین سو ہر بندے کو چاہیے کہ ہر دم اللہ ہی کو پکارے
اور اُسی سے ڈرتا رہے اور اُسکی التجا کرتا رہے اور اپنے تئین اپنے گناہون کا قابل رہے اور اُسی
کو اپنا مالک بھی سمجھے اور حمایتی بھی اور جہانتک خیال دوڑاوے اللہ کے سوائے کہین اپنا بچاؤ
نجانے اور کسیکے حمایت پر بھروسا نکرے کیونکہ وہ خود بڑا غفور الرحیم ہے سب مشکلین اپنے ہی فضل سے
کھولدیگا اور سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخشدے گا اور جسکو چاہیگا اپنے حکم سے اُسکا شفیع بناویگا
غرضکہ جیسے ہر حاجت اپنی اُسکو سونپنا چاہیے اسی طرح یہ حاجت بھی اُسکے اختیار پر چھوڑ دیجیے
جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسیکی حمایت پر بھروسا کیجیے اور اُسکو اپنی حمایت کیواسطے

پکارے اور اُسکو اپنا حمائتی سمجھکر اصل مالک کو بھول جائے اور اُس کے احکام کو یعنے شرع کو بی قدر کر دیجئے اور اُسے اپنے حمائتی ٹہراوے ہوے کی راہ و رسم کو مقدم سمجھے کہ یہ بڑی قباحت کی بات ہے اور سارے نبی اور ولی اس سے بیزار ہین وہ ہرگز ایسے لوگون کے شفیع نہین بنتے بلکہ خصم ہو جاتے ہین اور اُلٹے اُس کے دشمن ہو جاتے ہین کیونکہ اُنکی تو بندگی یہی تھی کہ اللہ کے خاطر کو سب چھوڑ بیٹھے مرید شاگرد نوکر غلام یار آشنا کی خاطر سے مقدم رکھتے تھے اور جب یہ لوگ اللہ کی خلاف مرضی ہوتے تھے تو وہ بھی اُن کے دشمن ہو جاتے تھے تو پھر یہ پکارنے والے لوگ ایسے کیا ہین کہ وہ بڑے بڑے لوگ اُن کے حمائتی بنکر اُنکی خلاف مرضی اُنکی طرف سے اُن کے حضور مین جھگڑنے بیٹھین گے بلکہ بات تو یون ہے اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ اُن کی شان ہے جس کے حق مین اللہ کی خوشی یون ہے ٹہیری کہ اُسکو دوزخ ہی مین بھیجے تو وہ اور دو چار دیکے دینے کو طیار ہین ۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ یَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ ۔ مشکوٰۃ کے باب التوکل والصبر مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عباس سے کہ تھا مین پیچھے پیغمبر خدا کے ایک دن سو فرمایا اے لڑکے یاد رکھہ اللہ کو کہ وہ یاد رکھیگا تجھکو یاد رکھہ اللہ کو کہ پاویگا تو اُسکو اپنے روبرو اور جب مان گے تو کچھ مانگ اللہ ہی سے اور جب مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ ہی سے اور یقین سمجھہ لے کہ بیشک سب لوگ اگر اکٹھے ہو جاوین اُسپر کہ کچھ فائدہ پہنچاوین تجھکو تو فائدہ نہ پہنچا سکینگے مگر اتنا کہ لکھدیا اللہ نے تیرے حق مین اور جو اکٹھے ہوویں اسپر کہ نقصان پہنچاوین تجھکو کچھ تو نقصان نہ پہنچا سکینگے مگر وہی کہ لکھدیا ہے اللہ نے تجھپر اُٹھالی گئی قلم اور سوکھہ گیا کاغذ یعنے اللہ صاحب کو کہ سب بادشاہون کا بادشاہ ہے پر اور بادشاہون کی طرح مغرور نہین کہ کوئی عرضی بہتیرا ہے التجا کرے اُنکی طرف مارے غرور کے خیال نہین کرتے اس لئے عرضی لوگ اور امیرون کو مانتے ہین اور اُنکا وسیلہ ڈہونڈہتے ہین تاکہ اُنہین کی خاطر سے التجا قبول ہووے بلکہ بڑا کریم رحیم ہے وہان کسیکی وکالت کی کچھ حاجت نہین جو اُسکو یاد رکھے وہ آپ ہی اُسکو یاد رکھتا ہے کوئی سفارش کرے

یا نکرے اور اسی طرح گو کہ وہ سب چیزسے پاک ہے اور سب سے بلند تر اور بادشاہون کا سا دربار نہین
کہ کوئی رعیتی لوگ وہان پہنچ نہ سکین اور امیر و وزیر ہی رعیت پر حکم چلاوین اور رعیت کے لوگون کو
انہین کا ماننا ضرور پڑے اور انہین کا دربار کرنا پڑے بلکہ اپنے بندون سے بہت نزدیک ہے جو ادنی بندے
اپنے دل سے اُسکی طرف متوجہ ہوئے تو وہین اُسکو اپنے منہ ہی کے آگے پائے وہان اپنی غفلت ہے
کے سوا اور کچھ پردہ نہین جو کوئی کچھ اُس سے دور ہے سو اپنی غفلت کے سبب سے دور ہے اور وہ سب سے
نزدیک پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو پکارتا ہے کہ وہ اُسکو اللہ سے نزدیک کردیوین سو نہین سمجھتا ہے کہ
پیر و پیغمبر تو اُس سے دور ہین اللہ نہایت نزدیک سو یہ ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک رعیتی آدمی اپنے بادشاہ
کے پاس اکیلا بیٹھا ہے اور وہ بادشاہ اُسکی غرض سُننے کو متوجہ ہے پھر وہ رعیتی کسی امیر وزیر کو کہین
دور سے پکارے کہ تو میرے طرف سے فلانی بات بادشاہ کے حضور مین عرض کردی سو وہ یا اندھا ہے
یا دیوانہ اور فرمایا کہ ہر مراد اللہ ہی سے مانگے اور ہر مشکل مین اُسی کی مدد چاہے اور یہ یقین سمجھ لیجئے کہ
قلم تقدیر ہرگز نہین پھرتا اور لکھا ہرگز نہین مٹتا پھر اگر سارے جہان کے بڑے اور چھوٹے ملکر چاہین کہ کسیکو
کچھ نفع و نقصان پہنچا دین اللہ کے لکھے سے کچھ بڑھ نہین سکتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے
عوام الناس کہتے ہین کہ اولیا کو اللہ نے یہ طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالین ۲۹
جس کی تقدیر مین اولاد نہین لکھی اُسکو اولاد دے دیوین جسکی عمر تمام ہو چکی ہو اُسکی عمر بڑھا دیوین
سو یہ بات کچھ صحیح نہین بلکہ یون سمجھنا چاہئے کہ اللہ اپنے ہر بندہ کی کبھی دعا قبول بھی کر لیتا ہے اور انبیا
اور اولیا کی اکثر دعا کی توفیق دیتا ہی اُسکے اختیار مین ہے اور قبول کرنا بھی اور دعا ہی کرنی اور
مراد ہی ملنی دونون باتین تقدیر مین لکھی ہین تقدیر سے باہر کوئی کام دنیا مین نہین ہو سکتا اور کچھ کام
کرنے کی قدرت نہین ہر بندہ بڑا ہو یا چھوٹا نبی ہو یا ولی سوائے اس کے کہ اللہ سے مانگے اور
اُسکی جناب مین دعا کرے کچھ اور طاقت نہین رکھتا پھر وہ مالک مختار ہے چاہے اپنی مہربانی کی
راہ سے قبول کرلے چاہے اپنی حکمت کی راہ سے قبول نکرے اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ
الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِقَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ لِكُلِّ وَادٍ
شُعْبَةٌ فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشُّعُوْبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ وَمَنْ
تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعُوْبَ مرجمہ مشکوٰۃ کے باب التوکل والصبر مین لکھا ہے کہ ابن ماجہ نے
ذکر کیا کہ عمرو بن العاص نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ بیشک آدمی کے دل کی ہر میدان
کی طرف راہ ہے سو جو کوئی پیچھے ڈالے اپنے دل کو سب راہون کی تو کچھ پروا نہین رکھتا اللہ کہ

کہ کسی جنگل مین تباہ کردے اُسکو اور جو کوئی ہر دسا کرے اللہ پر تو وہ کفایت کرتا ہے اُسکو سب راہون
کی **ف** یعنے جب آدمی کو کسی چیز کی طلب ہوتی ہے یا کوئی مشکل اُرجاتی ہے تو اُس کے
دلمین ہر طرف خیال دوڑتے ہین کہ فلانے پیغمبر کو پکارے فلانے امام کی مدد چاہئے فلانے پیر
و شہید کی منت مانئے فلانی پری کو مانئے فلانے نجومی یا رمال سے پوچھئے فلانے مُلّا سے فال
کہولوائیے ہر جو کوئی ہر خیال کے پیچھے پڑتا ہے تو اللہ اُس سے اپنی قبولیت کی نگاہ پھیر لیتا ہے اور
اُسکو اپنے سچے بندون مین نہین رکھتا اور اللہ کی تربیت اور ہدایت کی راہ اُس کے ہاتھ سے جاتی رہتی
ہے اور وہ اسیطرح اُنہین خیالات کے پیچھے دوڑتا ہے دوڑتا تباہ ہو جاتا ہے کوئی دہریا ہو جاتا ہے
کوئی ملحد کوئی مشرک ہو جاتا ہے کوئی سب سے منکر اور جو کوئی اللہ ہی پر بھروسا کرتا ہے اور کسی خیال
کے پیچھے نہین پڑتا سو اللہ اُسکو اپنے مقبول لوگونمین گن رکھتا ہے اور اُسپر ہدایت کی راہ کھولدیتا ہے
اور اُس کے دل کو چین اور آرام ایسا بخش دیتا ہے کہ خیالات باندھنے والونکو ہرگز میسّر نہین ہوتا اور جو کچھ
جسکی تقدیر مین لکھا ہے وہ اُسکو مل ہی رہتا ہے مگر خیالات باندھنے والا محنت بیخ کھینچتا ہے اور توکل
کرنیوالا چین و آرام سے پالیتا ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَسْاَلْ اَحَدُکُمْ رَبَّہٗ حَاجَتَہٗ کُلَّھَا حَتّٰی یَسْاَلَ الْمِلْحَ وَحَتّٰی یَسْاَلَہٗ
شِسْعَ نَعْلِہٖ اِذَا انْقَطَعَ **ترجمہ** مشکوٰۃ کی کتاب الدعوات مین لکھا ہے کہ ترمذی نے
ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ چاہئے کہ ہر کوئی تم سب سے حاجت کی چیزین اپنے رب سے مانگے یہانتک
کہ نون بھی اُسی سے مانگے اور جوتی کا تسمہ جب ٹوٹ جاوے وہ بھی اُسی سے مانگے **ف** یعنے
اللہ صاحب کو دنیا کے بادشاہون کی طرح نہ سمجھے کہ بڑے بڑے کام تو آپ کرتے ہین اور چھوٹے چھوٹے
کام اور نوکرون چاکرونکو حوالہ کر دیتے ہین سو لوگونکو چھوٹے چھوٹے کامون مین اُنکی التجا کرنی ضرور
پڑتی ہے سو اللہ کے ہان کارخانہ یون نہین بلکہ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ آپ ہی ایک آن مین
کروڑون کام چھوٹے اور بڑے درست کر سکتا ہے اور اُسکی سلطنت مین کسیکی قدرت نہین سو
چھوٹی چیز بھی اُسی سے مانگا چاہئے کیونکہ اور کوئی چھوٹی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَابَتَہٗ فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ
اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ وَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَقَالَ
فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَیَا بَنِیْ مُرَّۃَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ

۲ عوض بوسے خدا کی کسی چیز کا مانگنا یا کرنا کہ اُسکا مالک اللہ ہے اگر وہ اُس چیز کی حاجت اُسکو دیدے اور اگر نہ دیوے تو اُسکو اختیار ہے اور اُس چیز کی حاجت نہ رہے گی اور جو کوئی اللہ کے سوا کسی سے مانگتا ہے تو اُس چیز کی حاجت اُسکو ہمیشہ رہتی ہے اور اُسکا مالک اُسکو نہین دیتا ہے اور اُسکی حاجت اُسکے دل مین رہتی ہے اور اُسکا دل اُس چیز کی طرف لگا رہتا ہے اور اُسکی حاجت اُسکو ہمیشہ ستا

النار فانی لا اغنی عنکم من اللہ شیئا ویا بنی عبد شمس انقذوا انفسکم من
النار فانی لا اغنی عنکم من اللہ شیئا ویا بنی عبد مناف انقذوا انفسکم
من النار فانی لا اغنی عنکم من اللہ شیئا ویا بنی ھاشم انقذوا انفسکم من النار
فانی لا اغنی عنکم من اللہ شیئا ویا بنی عبد المطلب انقذوا انفسکم
من النار فانی لا اغنی عنکم من اللہ شیئا ویا فاطمۃ انقذی نفسک من النار سلینی
ما شئت من مالی فانی لا اغنی عنک من اللہ شیئا ترجمہ مشکوۃ کے
باب الخلافۃ والامارت میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابوہریرہ نے کہ جب اتری آیت
کہ ڈرا دے تو اپنی برادری کو جو نا تار رکھتے ہیں تجھ سے تو پکارا پیغمبر خدا نے اپنے نا تے والوں کو پھر اکٹھا
کر کے پکارا اور جدا جدا ہی سو فرمایا اے اولاد کعب بن لوی کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ
بیشک میں نہیں اختیار رکھتا تمہارا اللہ کے ہاں کچھ یا یوں فرمایا کہ بیشک میں نہیں کام آنیکا تمہارے اللہ
کے ہاں کچھ اور اے اولاد مرہ بن کعب کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ کام آؤنگا
تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے اولاد عبد شمس کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ
کام آؤنگا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے اولاد عبد مناف کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ
میں نہ کام آؤنگا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے اولاد ہاشم کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ
بیشک میں نہ کام آؤنگا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے اولاد عبد المطلب کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو
آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ کام آؤنگا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ
سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤنگا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ **ف** یعنی جو لوگ کسی
بزرگ کے قرابتی ہوتے ہیں انکو اسکی حمایت پر بھروسا ہوتا ہے اور اسپر مغرور ہو کر اللہ کا خوف کم رکھتے
ہیں سو اسلئے اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ وہ اپنے قرابتیوں کو ڈرا دیوے سو انہوں نے سبکو اپنی
بیٹی تک کہہ لکر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو سو یہ میرا مال
موجود ہے اسمیں مجکو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسیکی
حمایت نہیں کر سکتا اور کسیکا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور
دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے
ہاں کچھ کام نہیں آتی جب تک کہ معاملہ اللہ ہی سے صاف نکرے تو کچھ کام نہیں نکلتا **الفصل**
الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ ترجمہ فصل چوتھی اشراک فی العبادت کی

تبرائی کے بیان مین ف یعنی عبادت کہتے ہین اُن کامون کو کہ اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کیواسطے
اپنے بندون کو بتلائے ہین سو اس فصل مین یہ مذکور ہے کہ قرآن و حدیث مین اللہ کی تعظیم کے لوگون کو
کون کون سے کام بتائے ہین تاکہ اور کسیکے لئے وہ کام نکیجئے کہ شرک لازم آوے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ اِنِّیْٓ اَخَافُ
عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ ہود مین کہ بیشک بھیجا ہمنے نوح کو اُسکی قوم
کی طرف یہ بات کہنے کو کہ بیشک مین تمکو ڈرانے والا صاف ہون یہ کہ عبادت نکرو مگر اللہ کو بیشک مین
ڈرتا ہون تمپر دکھہ کے دن کی مار سے ف یعنی مسلمان اور کافرون مین مقابلہ حضرت نوح کی کے
وقت سے شروع ہوا ہے سو جب ہی سے اِن بات پر مقابلہ ہے کہ اللہ کے مقبول بندے یہی کہتے
آئے ہین کہ اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی نچاہیے اور جو کام اُسکی تعظیم کے ہین وہ اور کسی کے واسطے نہ کیجئے
وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ
اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ فصلت مین کہ مت سجدہ کرو سورج کو
اور چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو کہ جس نے پیدا کیا اُنکو جو تم اُسیکے بندے بنا چاہتے ہو ف یعنی جو آدمی
چاہے کہ اللہ ہی کا بندہ بنے تو سجدہ اُسیکو کرے اور کسی چاند و سورج کو نکرے اس آیت سے معلوم
ہوا کہ ہمارے دین مین یون ہی فرمایا ہے کہ سجدہ کرنا حق خالق ہی کا ہے سو کسی مخلوق کو نکیا چاہیے کہ
مخلوق ہونے مین چاند اور سورج اور نبی اور ولی برابر ہین سو جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینون مین
کسی کسی مخلوق کو یہی سجدہ کرتے تھے جیسے فرشتون نے حضرت آدم کو کیا اور حضرت یعقوب نے
حضرت یوسف کو تو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کرلین تو کچھ مضائقہ نہین سو یہ بات غلط ہے آدم کے وقت
کے لوگ اپنی بہنون سے نکاح کر لیتے تھے جاہیے یہ لوگ ایسی ایسی مجتمین لانے والے اپنی بہنون سے
نکاح کرلین اور اصل بات یہی ہے کہ بندے کو اللہ کا حکم ماننا چاہیے جب اُس نے جو حکم فرمایا اُسکو
جان و دل سے قبول کر لینا چاہیئے اور حجت نہ نکالے کہ اگلے لوگون پر تو یہ حکم نہ تھا پھر کیون ہوا کہ ایسی
مجتمین لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اسکی مثال یہ کہ ایک بادشاہ نے اپنے ملک مین ایک
مدت تک ایک حکم جاری کیا پھر بعد اُس کے ایک اور حکم جاری کیا پھر جو کوئی یہ کہنے لگے کہ ہم پہلے
ہی حکم پر چلے جاوین گے پچھلا حکم نہین مانتے تو وہ بھی باغی ہو جاتا ہے وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَنَّ
الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا وَّاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا
یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا ترجمہ اور فرمایا اللہ صاحب

نے یعنے سورہ جن مین اور بیشک مسجدین اللہ ہی کو ہین سو نہ پکارو ساتھہ اللہ کے کسیکو اور یہ کہ جب کہڑا ہوتا ہے بندہ اللہ کا کہ پکارے اُسکو تو لوگ قریب ہین کہ ہو جاوین اُسپر ٹھٹھہ کہہ کہ مین تو پکارتا ہون اپنے رب ہی کو اور نہین شریک سمجھتا اُسکا کسیکو **ف** یعنے جب کوئی اللہ کا بندہ اپنے پاک دل سے اُسکو پکارتا ہے تو بیوقوف لوگ یون سمجھنے لگتے ہین کہ یہ تو بڑا بزرگ ہو گیا یہ جسکو جو چاہے سو دیوے جس سے جو چاہے چھین لے سو اس بات کی امید کر کے اُسپر ہجوم کرتے ہین سو اُس بندے کو چاہئے کہ سچی بات بیان کر دے کہ مشکل کیوقت پکارنا اللہ ہی کا حق ہے اور نفع و نقصان کی امید کہنی اُسی سے چاہئے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے اور شریک اور شرک سے مین بیزار ہون سو جو کوئی یہ چاہے کہ یہ معاملہ مجھسے کرے اور مین اُس سے راضی ہون یہ ہرگز ممکن نہین اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادب سے کہڑا ہونا اور اُسکو پکارنا اور اُسکا نام جپنا اُنہین کا موننہین ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہین اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ

ترجمہ اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ حج مین کہ خبر کر دے لوگونمین حج کی کہ چلے آوین گے تیرے پاس پیادے اور دُبلے دُبلے اونٹونپر کہ چلے آتے ہین دور دور کے رستے سے کہ پہنچین اپنی فائدونکی جگہونمین اور یاد کرین اللہ کا نام کئے معین دنون مین اُسچیز پر کہ دیا ہے اُس نے اُنکو مواشی چوپایون مین سے سو کھاؤ اُسمین سے اور کھلاؤ بدحال محتاج کو پھر چاہئے کہ تمام کرین میل کچیل اپنا اور پوری کرین منتین اپنی اور طواف کرین اس قدیم گہر کا **ف** یعنی اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کر لئے بعضے بعضے مکان ٹھہرائے ہین جیسے کعبہ اور عرفات اور مزدلفہ اور منا اور صفا اور مروہ اور مقام ابراہیم اور ساری مسجد الحرام بلکہ سارا مکہ معظمہ بلکہ سارا حرم اور لوگون کے دل مین وہان کے جانے کا شوق ڈال دیا ہے کہ ہر طرح سے خواہ سوار خواہ پیادہ دور دور سے قصد کرتے ہین اور رنج اور تکلیف سفر کی اُٹھا کے میلے کچیلے ہو کر وہان پہنچتے ہین اور اُس کے نام پر وہان جانور ذبح کرتے ہین اور اپنی منتین ادا کرتے ہین اور اُسکا طواف کرتے ہین اور اپنے مالک کی تعظیم جو دلمین ہر وقت ہے وہان جاکر خوب نکالتے ہین کوئی چوکہٹ کو چومتا ہے کوئی دروازے کے سامنے دعا کر رہا ہے کوئی

غلاف پکڑے ہوے التجا کر رہا ہے کوئی اُس کے پاس اعتکاف کی نیت سے بیٹھکر رات دن اللہ
کی یاد مین مشغول ہے کوئی ادب سے کہڑا ہوا اُسکو دیکھہ ہی رہا ہے غرض اِس قسم کے کام اللہ کی تعظیم کے
کرنے ہین اور اللہ اُن سے راضی ہے اور اُنکو دین و دنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے سو اِس قسم کے کام کسی
اور کی تعظیم کے لئے نکیا چاہیئے اور کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسیکے تہان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج
و تکلیف اُٹہاکر میلے کچیلے ہوکر وہان پہنچنا اور وہان جاکر جانور چڑہانے اور منتین پوری کرنی اور کسی
قبر یا مکان کا طواف کرنا اور اُس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنے وہان شکار نکرنا درخت نہ کاٹنا
گہاس نہ اُکہاڑنا اور اِس قسم کے کام کرنے اور اُن سے کچہ دین و دنیا کے فائدہ کی توقع رکہنی یہ سب شرک
کی باتین ہین ان سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کیا چاہیئے کسی مخلوق کی یہ شان نہین
کہ اُس سے یہ معاملہ کیجئے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَفِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ترجمہ فرمایا
اللہ تعالے نے سورۂ انعام مین یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور کی کہ کے ف یعنی
جیسا سؤر اور لہو اور مردار ناپاک حرام ہے ایسا ہی وہ جانور بھی ناپاک اور حرام ہے کہ خود
گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوائے اور کسیکا نہیرایا اِس آیت سے معلوم ہوا کہ جانور کسی
مخلوق کے نام کا نہ نہیرائے اور وہ جانور حرام ہے اور ناپاک اِس آیت مین کچہ اِس بات کا مذکور
نہین کہ اُس جانور کے ذبح کرنیکے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو چکا تبھی ہی بات کا ذکر ہے
کہ کسی مخلوق کے نام پر جہان کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گاؤ سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو
کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے پھر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی کا یا
نبی کا باپ کا یا دادے کا بہوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور ناپاک اور کرنے والے پر شرک
ثابت ہو جاتا ہے وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ
بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یوسف مین کہ حضرت یوسف
نے قید خانہ مین اور قیدیون سے کہا اے رفیقون قید خانہ کے کیا کئے مالک جدی جدی بہتیرے
ہین یا اللہ ایک زبردست نہین مانتے ہو تم وے اُس کے مگر کئے نامونکو کہ ٹہیرائے ہین تنے اور تمہارے
باپ دادون نے نہین اُتاری اللہ نے اُنکی کچہہ سند نہین حکم کسیکا سوائے اللہ کے اُس نے تو یہی
حکم کیا ہے کہ کسیکو اُس کے سوائے مت مانو یہی دین مضبوط مگر اکثر لوگ نہین جانتے ف

یعنے اوّل تو غلام کے حق مین کہے مالک ہونے بہت نقصان کرتا ہے بلکہ ایک مالک زبردست چاہیئے کہ سب براؤن اُسکی پوری کردے اور سب کا وبار اُس کے بنادے اور دوسرے یہ کہ اُن مالکون کی کچھ حقیقت بھی نہین وہ کچھ چیز اصل مین نہین ہین بلکہ آپہی لوگ خیال باندہ لیتے ہین کہ مینہہ برسانا کسی اور کے اختیار مین ہے اور دانا اگانا کسی اور کے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے اور تندرستی کوئی اور پھر آپ ہی اُن کے نام ٹھیرا لیتے ہین فلانے کام کے مختار کا نام اور فلانے کا پھر آپہی اُنکو مانتے ہین اور اُن کا مون کے وقت پکارتے ہین پھر اسیطرح ایک مدت مین یہ رسم جاری ہوجاتی ہے حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیالات مین ہین کچھہ اُنکی حقیقت نہین وہان اللہ کے سوائے کوئی ہے اور نہ کسیکا یہ نام اگر کسیکا یہ نام ہے تو اُسکو کسی کاروبار مین کچھہ دخل نہین سو سب خیال ہی خیال ہے اِن نام کا کوئی شخص وہان مالک اور مختار نہین جو اِن کا مون کا مختار ہے اُسکا نام اللہ ہے محمد یا علی نہین اور جسکا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہین سوا ایسا شخص کہ اُسکا نام محمد یا علی ہو اور اُس کے اختیار مین عالم کے سب کاروبار ہون ایسا حقیقت مین کوئی شخص نہین بلکہ محض اپنا خیال ہے سو اِس قسم کے خیالات باندہنے کا اللہ نے تو حکم نہین دیا اور کسیکا حکم اُس کے مقابل معتبر نہین بلکہ اللہ نے تو ایسے خیالات باندہنے سے منع کیا ہے اور وہ کون ہے کہ اُس کے کہنے سے اِن باتون کا اعتبار ہووے یہی اصل دین ہے کہ اللہ ہی کے حکم پر چلیے اور کسیکا حکم اُس کے مقابل ہرگز نہ مانیے لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہین چلتے بلکہ اپنے بزرگون کی رسمونکو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہین اِس آیت سے معلوم ہوا کہ کسیکی راہ و رسم کو ماننا اور اُسیکے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہین باتون مین سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھیرائے ہین پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اُسپر بھی شرک ثابت ہوتا ہے سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندون تک رسول ہی کا خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کے یا مجتہد کے یا غوث و قطب کے یا مولوی و مشایخ کے یا باپ دادون کے یا کسی بادشاہ و وزیر کی یا پادری و پنڈت کی بات کو اور اُنکی راہ و رسم کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے اور آیت حدیث کے مقابل مین اپنے پیر و اُستاد کے قول کی سند پکڑے یا خود پیغمبری کو یون سمجھے کہ شرع اُنہین کا حکم ہے اُنکا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات اُنکی مست پہ لازم ہوجاتی تھی سو ایسی باتون سے شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ اصل حاکم اللہ ہے اوپر پیغمبر خبر دینے والا ہے پھر جو کسیکی بات اُسکی خبر کے موافق ہو تو مانیے اور جو موافق نہو تو نہ مانیے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَسَرَّ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب القیام مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا معاویہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کی طرح کھڑے رہین لوگ اُس کے روبرو سو ٹھیرا کیوے وہ اپنا ٹھکانا آگ مین ف یعنے جو شخص چاہے کہ اُس کے روبرو لوگ ہاتھ باندھکر ادب سے کھڑے رہین نہ ہلین نہ جلین نہ بولین نہ ادہر اودہر دیکھین بلکہ تصویر کی طرح بنجاوین سو وہ شخص دوزخی ہے کیونکہ وہ شخص خدائی کا دعوٰی رکھتا ہے جو تعظیم کہ اللہ کی خاص ہے اُس کے بندے اُسکے روبرو نماز مین ہاتھ باندھے ادب سے کھڑے ہوتے ہین سو وہی اپنے لئے چاہتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسیکی محض تعظیم کے واسطے اُس کے روبرو ادب سے کھڑے رہنا اُنہین کا مومنین سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے ٹھیرائے ہین سو اور کسیکے لئے نہ کیا چاہیے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ الْاَوْثَانَ ترجمہ مشکوٰۃ کی کتاب الفتن مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ثوبان نے کہا پیغمبر خدا نے کہ نہین آنیکی قیامت یہانتک کہ ملجاوین کتنی قومین میری امت مین سے مشرکین مین اور یہانتک کہ پوجنے لگینگے کئی قومین میری امت مین سے تہا نوٹ ف یعنی شرک دو طرح ہوتا ہے ایک تو یہ کہ کسی کے نام کی صورت بناکر پوجی اُسکو عربی زبان مین صنم کہتے ہین اور دوسرے یہ کہ کسی تہا نکو مانے یعنی کسیکے مکانکو یا درخت کو یا کسی پتھر کو یا لکڑی کو یا کاغذ کو کسیکے نام ٹھیراکر پوجے اُسکو زبان عربی مین وثن کہتے ہین اُسمین داخل ہے قبر اور کسیکا چلّہ اور لحد اور کسیکے نام کی چپڑی اور تعزیہ اور عَلَم اور شدہ اور امام قاسم کی اور پیر دستگیر کی مہدی اور امام کا چبوترہ اور اُستاد اور پیرون کے بیٹھنے کی جگہہ کہ لوگ اُسکی تعظیم کرتے ہین اور وہان جاکر نذرین چڑہاتے اور منتین مانتے ہین اور اسیطرح شہید کے نام کا طاق اور نشان اور توپ جسکو بکرا چڑہاتے ہین اور اوسکی قسم کہاتے ہین اور اسیطرح بعضے مکان مرضون کے نام سے مشہور کرتے ہین جیسے سیتلا کا تہان یا ساتی کا یا بہوانی کا یا کالی کا یا کالکا کا یا بدراہی کا غرضکہ یہ سب وثن ہین سو پیغمبر خدا نے خبر دی ہے کہ مسلمان جو قیامت کے نزدیک مشرک ہوجاوین گے اُنکا شرک اسی قسم کا ہوگا کہ ایسی چیزونکو مانین گے برخلاف اور شرکون کے کہ جیسے ہندو یا مشرکین عرب کہ اکثر صنم پرست ہین یعنے مورتون کو مانتے ہین سو وہ تو مشرک ہین اللہ سے پہرے ہوئے رسول کے دشمن اخرج مسلم عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَخْرَجَ مُحَجَّفَۃً فِیْہَا لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ ترجمہ مشکوٰۃ کے کتاب الصید والذبایح مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابو طفیل نے نقل کیا

کہ حضرت علیؓ نے ایک کتاب نکالی کہ اُسمین یون لکھا تھا کہ لعنت کرے اللہ نے اُس شخص کو کہ ذبح
کرے واسطے غیر اللہ کے ف یعنی جو کوئی اللہ کے سوائے کسی اور کے نام کا کوئی جانور کرے سو
ملعون ہے حضرت علیؓ نے ایک کتاب مین کئے حدیثین پیغمبر خدا کے لکھہ رکھین نہین سو انہین مین
کی یہ بھی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کیسکے نام کے جانور کرنا یہ بھی انہین کامون مین سے ہے
کہ اللہ نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھیرائے ہین اُسیکے نام پر کرنا چاہئے اور کیسکے نام پر کرنا شرک ہے
اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ
وَالنَّهَارُ حَتّٰى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ
اَنْزَلَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ
كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ
ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَوَفّٰى مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ
مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَيَبْقٰى مَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى دِيْنِ اٰبَائِهِمْ
ترجمہ مشکوٰۃ کے باب لاتقوم الساعۃ الا علی شرار الناس مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل
کیا حضرت عائشہ نے کہ سنا مین نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے نہین تمام ہوگیگا رات اور دن یہانتک
نہ آویگی یہانتک کہ پوجین لات وعزیٰ کو سو کہا مین نے یا پیغمبر خدا بیشک مین جانتی تہی جب اُتاری
تھی اللہ نے یہ آیت ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى الخ کہ بیشک یون ہی رہیگا آخر تک فرمایا
کہ بیشک ہوگا اسیطرح جبتک چاہیگا اللہ پھر بھیجیگا اللہ ایک باد اچھی سو جان نکال لیگی جس کے دلمین
ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جاوین گے وہی لوگ کہ جنمین کچھ بھلائی نہین سو پھر جاوین گے
اپنے باپ دادون کے دین پر ف یعنی اللہ صاحب نے فرمایا ہے سورۂ برات مین کہ اللہ نے اپنے
رسول کو بھیجا ہے ہدایت اور سچا دین دیکر کہ اُسکو غالب کرے سب دینون پر اگرچہ مشرک لوگ بھتیرا ہی
برا مانین سو حضرت عائشہ نے اس آیت سے سمجھا کہ اِس سچے دین کا زور قیامت تک رہیگا سو حضرت
نے فرمایا کہ اُسکا زور تو مقرر ہوگا جبتک اللہ چاہے گا پھر اللہ آپ ہی ایک ایسی باد بھیجیگا کہ سب اچھے
بندے کہ جن کے دلمین تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جاوین گے اور وہی لوگ رہجاوین گے کہ جنمین کچھ
بھلائی نہین یعنے نہ اللہ کی تعظیم نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق بلکہ باپ دادونکی رسمونکی سند پکڑنے
لگینگے سو اسیطرح سے شرک مین پڑ جاوین گے کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل مشرک گذرے
ہین جو کوئی اونکی راہ و رسم کی سند پکڑے آپ ہی مشرک ہو جاوے اِس حدیث سے معلوم

ہوا کہ آخر زمانہ مین قدیم شرک بھی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا ہے جیسا مسلمان لوگ اپنے نبی و ولی امام و شہیدون کے ساتھہ معاملہ شرک کا کرتے ہین اسیطرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے اور کافرون کے تو کہنے ہی مانتے ہین اور انکی رسمون پر چلتے ہین جیسا برہمن سے پوچھنا شگون لینا ساعت ماننا سیتلا مسانی پوجنا منوان ماننا چاری کلواپیر کی دہائی دینی ہولی دیوالی کا تہوار کرنا نوروز مہرجان کی خوشی کرنی قمر در عقرب تحت الشعاع کا اعتبار کرنا کہ یہ سب رسمین ہنود و مجوس کی ہین کہ مسلمانون مین رواج پاگئے ہین اور اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانون مین بھی اسیطرح کہلے گی کہ قرآن و حدیث چھوڑکر باپ دادکی رسمون کے پیچھے پڑین گے اخرج مسلم عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ فَيَقُوْلُ اَلَا تَسْتَجِيْبُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ الحدیث مشکوٰۃ کے باب لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس مین لکہا کہ مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نکلیگا دجال سو بھیجیگا اللہ عیسے بن مریم کو سو وہ ڈھونڈیگا اسکو پھر تباہ کردیگا اسکو پھر بھیجیگا اللہ ایک باد ٹھنڈی شام کی طرف سے سو نہ باقی رہیگا زمین پر کوئی کہ اس کے دل مین ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی اسکو پھر باقی رہینگے بڑے بڑے لوگ بیوقوفی مین جیسے جانور پرندہ اور پہاڑ کہا نیکی فکر مین نہ اچھی بات سمجھتے ہین نہ کسی اچھی بات کو بری سمجھتے ہین کسی بری بات کو پہچانتے ہین پھر آویگا ان پاس شیطان سو کہیگا کیا تم کچھ شرم نہین کرتے سو کہین گے تو کیا بتاتا ہی ہمکو سو بتاویگا انکو پوجنا تہا نون کا اور انکی قسمین چلی آویگی روزی اچھی طرح گذرتی زندگی عیش کی یعنی آخر زمانہ مین ایماندار لوگ مرجاوین گے اور محض بیوقوف لوگ رہجاوین گے کہ رات دن پرائے مال کہا جانیکی فکر مین مین رہینگے پہلا سمجھین نہ برا پھر شیطان بتاویگا کہ محض بے دین ہوجانا بڑے شرم کی بات ہے سو دین کا شوق ہوگا مگر اللہ و رسول کے کلام پر نہ چلین گے بلکہ اپنی عقل سے دین کی راہ نکالین گے سو شرک مین پڑجاوینگے اور اس حالت مین بھی انکو روزی کی کشایش اور زندگی کا آرام ملی

راہ سے جو سنیون مین سالہا سال سے خوب تحقیق اور تجربہ ہوا اور مدل ہے اغوائے شیطانی اور ہوائے نفسانی کے سبب غفلت کرتے ہین

جاویگا وہ اس سبب سے اور زیادہ شرک مین پڑین گے کہ جون جون ہم اونکو مانتے ہین وون وون مرادین ملتی ہین سو اللہ کے کرسے ڈرا چاہیئے کہ بعضے وقت بندہ شرک مین پڑا ہوتا ہے اور اسکی غیر سے مرادین مانگتا ہے اور اللہ اُس کے بھلائے کو اُسکی مرادین پوری کرتا ہے اور وہ یون سمجھتا ہے کہ مین سچی راہ پر ہون سو مراد ملنے سے ملنے کا کچھ اعتبار نکیجئے اور سچا دین توحید کا اس لیئے نچھوڑ دیجئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کتنا ہے گناہون مین ڈوب جاوے محض سچا ہی بچاوے اور پرایا مال کہا جانے مین کچھ قصور نکرے اور کچھ بھلائی بڑائی کا امتیاز نکرے مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوائے اور کیسکو ماننے سے بہتر ہے کیونکہ شیطان وہ باتین چھڑا کر یہ بات سکھاتا ہے وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَضْطَرِبَ اَلْیَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِی الْخَلَصَۃِ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس مین لکھا ہے کہ بخاری مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابوہریرہؓ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا نہین آئیگی قیامت یہانتک کہ ہلین سرین دوس کے عورتون کے گرد ذی خلصہ کے ترجمہ یعنی دوس نام ہے عرب کے ایک قوم کا اُنمین ایک بت تہا اُسکا نام ذی خلصہ تہا وہ پیغمبر خدا کے وقت مین برباد ہوگیا تہا مگر فرمایا کہ قیامت کے نزدیک اُسکو پھر لوگ ماننے لگینگے اور عورتین اُس کے گرد طواف کرینگی سو اُن کے سرین ہلتے آپکو نظر آئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے گھر کے سوائے اور کسیکا طواف کرنا شرک کی بات ہے اور کافرونکی رسم ہے یہ ہرگز نکیا چاہیئے اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِیْ ذِکْرِ رَدِّ الْاِشْرَاکِ فِی الْعَادَاتِ ترجمہ فصل پانچوین اشراک فی العادات کی برائی کے بیان مین ف یعنے اس فصل مین اُن آیتون اور حدیثون کا ذکر ہے کہ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمی اپنے دنیا کے کامونمین جیسا معاملہ اللہ سے رکہتا ہے کہ اُسکی تعظیم طرح طرح سے کرتا رہتا ہے ویسا ہی معاملہ اور کسی سے نکرے قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِکَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّھُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّھُمْ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا یَعِدُھُمْ وَیُمَنِّیْھِمْ وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَلَا یَجِدُوْنَ عَنْھَا مَحِیْصًا ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورہ نساء مین کہ نہین پکارتے وے اللہ کے مگر عورتون کو اور نہین پکارتے ہین مگر شیطان سرکش کو کہ لعنت کی اُسکو اللہ نے اور

اُس نے کہا کہ بیشک مین الگ نکال لونگا تیرے بندون مین سے ایک حصہ اور بیشک بے راہ کرونگا
انکو اور خیالات مین ڈالونگا انکو سو کاٹین گے جانورون کے کان اور بیشک سکھاؤنگا مین انکو سو بدل
ڈالین گے صورت بنائی ہوئی اللہ کی اور جس نے ٹھیرایا شیطان کو حمائتی اللہ کو چھوڑکر سو بیشک صریح
ٹوٹے مین پڑا کہ وعدہ دیتا ہے انکو اور خیالات مین ڈالتا ہے انکو اور وعدہ جو دیتا ہے انکو شیطان
سو محض دغا ہے اُن لوگون کا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہ پاوین گے اُس سے چھٹکارا **ف** یعنے اللہ
کے سوائے اور جو لوگو نکو پکارتے ہین سو اپنے خیال مین عورتونکا تصور باندھتے ہین پھر کوئی حضرت بی بی کا نام ٹھیرا لیتا ہے کوئی بی آسیہ کوئی بی بی اوتادلی کوئی لال پری کوئی سیاہ پری کوئی بسنتا
اور مسانی وکالی غرضکہ ایسے ہی خیالات باندھتے ہین اور وہان حقیقت مین نہ کوئی عورت ہے نہ کوئی
مرد محض اپنا خیال ہے اور شیطان کا وسواس اور یہ جو کبھی سر پر چڑھکر بولتا ہے اور کبھی کوئی کرشمہ کہا
دیتا ہے سو وہ شیطان ہے سو سب اُنکی نذر و نیاز مین اسیکو پہنچتی ہین سو اپنے خیال مین تو عورتونکو
دیتے ہین اور حقیقت مین شیطان لے لیتا ہے اور انکو اُس سے کچھ فائدہ نہین نہ دین کا نہ دنیا کا کیونکہ شیطان
اللہ کی درگاہ سے راندہ ہوا ہے سو اُس سے دین کا تو کیا فائدہ ہوتا ہے اور انسان کا دشمن انکا کب
بھلا چاہے بلکہ وہ تو اللہ کے روبرو کہہ چکا ہے کہ بہت سارے تیرے بندون کو اپنا بندہ بناؤن گا
اور انکو گمراہ کرونگا کہ اپنے خیالات کو مانین گے اور جانور میرے نام کے ٹھیراوین گے اور اُن پر میرے نیاز
کا نشان کرین گے جیسے جانور کا کان چیرنا یا کان کاٹنا یا اُوس کے گلے مین نارا ڈالنا ملتے
پر مہندی لگانا منہ پر سہرا باندھنا منہ کے اندر پیسہ رکھنا غرضکہ جو کچھ کسی جانور پر نشان کر دیجے اس
بات کا کہ یہ خدا کے نیاز ہے وہ سب اسمین داخل ہے اور یہ بھی شیطان نے کہا ہے کہ اُنکو سکھاؤنگا کہ اللہ
کی صورت بنائی ہوئی بدلینگے یعنے جیسے اللہ تعالے نے ہر آدمی کی صورت بنا دی ہے اُسکو بدل ڈالینگے
کوئی کیسکے نام کی چوٹی رکھیگا کوئی کیسکے نام پر ناک کان چھیدیگا کوئی ڈاڑھی منڈاکر خوبصورتی دکھلائیگا
کوئی چار ابرو کی صفائی دیکر فقیری جتا دیگا یہ سب شیطان کے وسواس ہین اور اللہ و رسول کے خلاف سو جس نے
اللہ سے کریم کو چھوڑکر شیطان سے دشمن کی راہ پکڑی سو صریح غبن کہا یا کیونکہ شیطان اول تو دشمن دوسرے
سوائے وسواس ڈالنے کے کچھ قدرت بھی نہین رکھتا سو وہ بھی کرتا ہے کہ کچھ وعدے جھوٹے دیتا ہے
کہ فلانے کو مانوگے تو یہ ہوگا اور فلانے کو مانوگے تو یون ہوگا اور دور دور کی آرزوین جتاتا ہے کہ اتنے
روپے ہوون تو ایسا باغ بنے اور محل تیار ہو سو وہ تو ہاتھ نہین لگتے سو آدمی گھبراکر اللہ کی راہ بھول جاتا ہے
اور دن کی طرف دوڑنے لگتا ہے اور ہوتا وہی ہے جو اللہ نے تقدیر مین لکھدیا ہے یہ کبھکے مانتے نہ مانتے

سے کچھ نہین ہوتا بلکہ یہ سب شیطان کا وسواس ہے اور اُسکی دغابازی اور آخر انجام اِن باتون کا
یہی ہے کہ آدمی اللہ سے پھر جاتا ہے اور شرک مین گرفتار ہو جاتا ہے اور اصل دوزخی بنجاتا ہے
اور ایسا شیطان کے جال مین پھنس جاتا ہے کہ بہتیرا ہی چاہے کہ چھوٹے ہرگز نہیں چھوٹ سکتا
وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا لِیَسْکُنَ اِلَیْھَا
فَلَمَّا تَغَشّٰھَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِہٖ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰہَ رَبَّھُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا
صَالِحًا لَّنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰھُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَہٗ شُرَکَآءَ
فِیْمَآ اٰتٰھُمَا فَتَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ ترجمہ اور کہا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ
اعراف مین کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا تمکو ایک جان سے اور بنایا اُسی سے جوڑا اُسکا کہ چین
پاوے اُس سے پھر جب اُس نے ڈھانپ لیا اُسکو پیٹ رہگیا اُسکو ہلکا سا پھر گذر گئی اسیطرح پھر جب
بوجھل ہوے تو دونون پکارنے لگے اپنے مالک اللہ کو کہ جو بخشدے تو ہمکو اچھا بچہ تو بیشک
ہووین ہم حق ماننے والے پھر جب اُس نے دیا اُنکو اچھا بچہ ٹھیرانے لگے اُس کے شریک اُسی
چیز مین کہ اُس نے دیا اُنکو سو بہت دور ہے اللہ اُن کے شریک بتانے سے ف یعنے اول یہی
انسانکو اللہ ہی نے پیدا کیا اور اُسی نے جورو بھی دی اور خاوند جورو مین الفت دی اور جب اولاد
کی امید ہوتی ہے تو اُسیکو پکارتے ہین اور وعدے کرتے ہین جو اولاد اچھی بھی ہووے تو اللہ کا بہت
حق مانین پھر جب اولاد بخشتا ہے تو اور دنکو ماننے لگتے ہین اور اُنکی نذر و نیاز کرتے ہین کوئی کیسکی
قبر پر لیجاتا ہے کوئی کسی کے تھان پر کوئی کیسکی جوئی رکھتا ہے کوئی کیسکی بدی پہناتا ہے کوئی
کیسکی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کیسکا نقیر بناتا ہے کوئی نام رکھتا ہے بخش کوئی علی بخش کوئی امام بخش کوئی
پیر بخش کوئی ستیر بخش کوئی گنگا بخش سو اللہ تو اُنکی نذر و نیاز کی پروا نہین رکھتا وہ تو بہت بڑا بیپروا
ہے مگر وہ آپ ہی مردود ہو جاتے ہین وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ
وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا ھٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِھِمْ وَھٰذَا لِشُرَکَآئِنَا فَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِھِمْ فَلَا
یَصِلُ اِلَی اللّٰہِ وَمَا کَانَ لِلّٰہِ فَھُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَکَآئِھِمْ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ترجمہ اور کہا
اللہ صاحب نے یعنے سورہ انعام مین کہ لوگ ٹھیراتے ہین کہ اللہ کا اُس چیز مین سے کہ اُس نے
پیدا کیا ہے کھیتی اور مواشی سے ایک حصہ سو کہتے ہین اپنے خیال مین کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ
ہمارے شریکون کا سو جو ٹھیرایا اُن شریکون کا وہ نہ ملجاوے اللہ کی طرف اور جو ٹھیرایا اللہ کا
وہ ملجاوے اور شریکون کی طرف بہت برا حکم کرتے ہین ف یعنے سب کھیتی اور مواشی اللہ

ہی نے پیدا کی ہے اور کسی نے نہین کی پھر اوسمین سے جسطرح اسکی نیاز نکالتے ہین اوسیطرح
اور ونکی بہی نیاز کرتے ہین بلکہ اور ونکی نیاز کی جتنی احتیاط اور ادب کرتے ہین اسکی اتنی
نہین کرتے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَالُوْا ھٰذِہٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا یَطْعَمُھَآ اِلَّا
مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِھِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُھُوْرُھَا وَاَنْعَامٌ لَّا یَذْکُرُوْنَ اسْمَ اللّٰہِ
عَلَیْھَا افْتِرَآءً عَلَیْہِ ۭ سَیَجْزِیْھِمْ بِمَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝ ترجمہ اور کہا
اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام مین کہ کہتے ہین یہ مواشی اور کہیتی اچہوتی ہے کہ نہ کہاوے اسکو
مگر وہی کہ چاہین ہم اسکو محض اپنے خیال سے اور بعضے مواشی ہین کہ منع ہے سواری اسکی اور بعضے
ہین کہ نہین مذکور کرتے اللہ کا نام اسپر یہ سب جہوٹ باندہا ہے اللہ پر سو وہ سزا دیوینگا انکو بدلے جہوٹ
باندہنے کے ف یعنی لوگ محض اپنے خیال سے ٹہیرا لیتے ہین کہ فلانی چیز اچہوتی ہے اسکو فلانا کہاوے اور فلانا
نہ کہاوے اور بعضے جانورون پر لادنے سے اور سواری سے منع کرتے ہین کہ یہ فلانے کی نیاز
کا ہے اسکا ادب کیا چاہیے اور بعضے جانورونکو اللہ کے نام کا نہین ٹہیراتے بلکہ اور کیسکے نام کا بتاتے
ہین اور پہر یون سمجہتے ہین کہ ان باتون سے اللہ خوش ہوتا ہے اور مراد دیتا ہے سو یہ سب جہوٹ ہے
اسکی سزا پاوین گے وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْۢ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ
وَّلَا حَامٍ ۙ وَلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ۭ وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ ترجمہ اور کہا اللہ
صاحب نے یعنی سورۂ مائدہ کہ نہین ٹہیرایا اللہ نے کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سایبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی
لیکن کافر لوگ باندہتے ہین اللہ پر جہوٹہ اور وہ اکثر سمجہہ نہین رکہتے ف یعنی جو جانور کیسکے نام
کا ٹہیراتے تہے اسکا کان پہاڑ دیتے تہے اسکو بحیرہ کہتے تہے اور جو سانڈہ کرتے تہے اسکو سایبہ کہتے تہے اور جو
کیسکی منت مانتے کہ فلانے جانور کا بچہ اگر نر ہووے تو ہم اسکی نیاز کرینگے پہر جو اکٹہا نر و مادہ ہوتا تو
نر کو بہی نیاز نہ چڑہاتے کہ مادہ کے ساتہ بلکہ وہ بہی نیاز ٹہیرا اس مادہ کو وصیلہ کہتے تہے اور جس
جانور کی پشت سے دس بچے ہو لیتے اسپر لادنا اور چڑہنا موقوف کر دیتے اسکو حامی کہتے تہے
سو فرمایا کہ یہ سب باتین اللہ نے نہین فرمائین یہ انہون نے اپنی بیوقوفی سے آپہی باندہ لی ہین اس
آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی جانور کیسکے نام کا ٹہیرا رکہنا اور کچہہ اسکا نشان اسپر لگا دینا اور یہ معین
کرنا کہ فلانے کی نیاز گائے ہی ہوتی ہے اور فلانے کی بکری اور فلانے کی مرغی یہ سب رسمین
بیوقوفی کی ہین اور خلاف اللہ کے حکم کے وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ
اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنے سورہ نحل مین کہ نہ کہو جھوٹی باتین کہ بیان کرتی ہین تمہاری زبانین کہ یہ کیا چاہیے اور یہ نکیا چاہیے کہ باندھتے ہو اللہ پر جھوٹھہ بیشک جو لوگ باندھتے ہین اللہ پر جھوٹھہ وہ مراد نہین پاتے ف یعنی اپنی طرف سے جھوٹ مت ٹھیرالو کہ فلانا کام کیجیے اور فلانا کام نہ کیجیے کہ کسی کام کو روا یا نہ روا کردینا اللہ ہی کی شان ہے سو تمین اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور یہ خیال باندھنا کہ فلانے کام کو یون کیجیے تو مراد مین ملتی ہین اور نہین تو کچہ خلل ہوجاتا ہے سو یہ خیال غلط ہے کیونکہ اللہ پر جھوٹ باندھنے سے کبھی مراد نہین ملتی اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہین کہ محرم کے مہینے مین بیان نہ کہایا چاہیے لال کپڑا نہ پہنیے حضرت بی بی کی صحنک مردنکہاویں اور جب انکی نیاز کیجیے تو تمین بالضرور فلانی فلانی ترکاریان ہون اور سستی اور منہدی ہو اور اسکو لونڈی نکہاوے اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہے وہ بھی نکہاوے اور جو پنج قوم مین ہو یا بدکار وہ بھی نکہاوے اور شاہ عبدالحق کا توشہ حلوا ہی ہوتا ہے اور اسکو احتیاط سے بنائے اور حقہ پینے والے کو نہ دیجیے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی چڑہتا ہے اور بوعلی قلندر کی سنی اور اصحاب کہف کی گوشت روٹی اور بیاہ مین فلانی فلانی رسمین ضرور ہین اور موت مین فلانی فلانی اور موت کے بعد نہ آپ شادی کیجیے نہ کسیکی شادی مین آپ بیٹھیے نہ اچار ڈالیے اور فلانے لوگ نیلا کپڑا نہ پہنین اور فلانی لال سوسی نہ پہنین سب جھوٹے ہین اور شرک مین گرفتار اور اللہ کی حکومت کی شان مین اپنا دخل کرتے ہین کہ ایک شرع اپنی جدی قایم کرتے ہین اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِيْ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ ترجمہ اور مشکوٰۃ کے باب الکہانت مین لکہا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ زید بن خالد نے نقل کیا کہ نماز پڑہوائی ہمکو پیغمبر خدا نے نماز فجر کی حدیبیہ مین پیچھے مینہ کے کہ رات کو برسا تہا پھر جب پھر کے بیٹھے منہ کیا لوگونکی طرف پھر فرمایا کہ جانتے ہو تم کیا فرمایا تمہارے رب نے لوگون نے کہا کہ اللہ و رسول ہی خوب جانتا ہے کہا کہ فرمایا کہ آج فجر کو ہوگئے بعضے بندے میرے مومن اور اور بعضے کافر سو جس نے کہا کہ ہمکو مینہ ملا اللہ کے فضل سے اور اسکی رحمت سے سو وہ مجھپر یقین لایا اور

ستارون کا منکر ہوا اور جس نے کہا کہ ہمکو میہہ ملا فلانے فلانے نچھتر سے سو وہ میرا منکر ہوا اور ستارون پر یقین لایا ف یعنے جو کوئی عالم کے کاروبار کو ستارون کی تاثیر سے سمجھتا ہے سو اُسکو اللہ صاحب اپنے منکرون مین جانتا ہے اور ستارہ پوجنے والون مین شمار کرتا ہے اور جو کوئی اِن سب کاروبار کا کارخانہ اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے سو اُس کو اللہ بھی اپنے مقبول بندون مین گن لیتا ہے اور ستارہ پرستون سے نکال لیتا ہے اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک بدساعت کا ماننا اور اچھی بُری تاریخ اور دن کا پوچھنا اور نجومی کے کہے پر یقین کرنا شرک کی باتین ہین کہ یہ سب نجوم سے علاقہ رکھتی ہین اور نجوم کو ماننا ستارہ پرستون کا کام ہے اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ بِغَیْرِ مَا ذَکَرَ اللّٰہُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَۃً مِّنَ السِّحْرِ اَلْمُنَجِّمُ کَاھِنٌ وَالْکَاھِنُ سَاحِرٌ وَالسَّاحِرُ کَافِرٌ

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الکہانت مین لکھا ہے کہ رزین نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جس نے سیکھی کوئی بات علوم نجوم کی سوائے اُس کے کہ بیان کی ہے اللہ نے تو سیکھی اُس نے ایک راہ جادو کی نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے ف یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین ستارون کا بھی مذکور کیا ہے کہ اِنمین اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے اور اُسکی حکمت اور اُن سے آسمانون کی خوبصورتی ہے اور شیطانون کو اُنہین سے مار مار کر بھگاتے ہین یہ بات نہین ذکر کی کہ کچھہ جہان کے کارخانہ مین اُنکو دخل ہے اور دنیا مین کچھہ بھلائی برائی اُنکی تاثیر سے ہوتی ہے سو جو کوئی وہ پہلی بات چھوڑ کر اِس دوسری بات کی تحقیق کے پیچھے پڑے اور اُس سے معلوم کر کر غیب کی باتین بتایا کرے سو جیسا ہمین جنون سے پوچھہ پوچھہ کر غیب کی باتین بتلاتا ہے کہ جسکو عربی زبان مین کاہن کہتے ہین یہی اسی طرح نجوم سے معلوم کر کر غیب کی باتین بتلاتا ہے تو گویا نجومی اور کاہن کی ایک ہی راہ ہے اور کاہن تو جادوگرون کی طرح جنون سے دوستی کرتا ہے اور اُنسے دوستی اسی طرح پیدا ہوتی ہے کہ اُنکو مانے اور پکارے اور ہوگ دیجے سو یہ کفر کی بات ہے سو نجومی اور کاہن اور ساحر کفر کی راہین چلتے ہین اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ حَفْصَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَہٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلٰوۃٌ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الکہانت مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی حفصہ سے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو کوئی جاوے کسی خبر بتانے والے پاس پھر پوچھے اُس سے کچھہ تو نہین قبول ہوتی اُسکی نماز چالیس دن ف یعنے جو کوئی غیب کی

باتین بتانے کا دعوی رکھتا ہے اُس پاس جو کوئی جاکر کچھ پوچھے تو اُسکی عبادت چالیس دن تک
مقبول نہین ہوتی کیونکہ اُن نے شرک کی بات کی اور شرک سب عبادتونکا نور کھو دیتا ہے اور نجومی
اور رمّال اور جفّار اور فال دیکھنے والے اور نامہ نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعوی کرنیوالے
اسمین داخل ہین اخرج ابوداؤد عن قبیصۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العیافۃ والطرق
والطیرۃ من الجبت ترجمہ مشکوۃ کے باب الفال والطیرہ مین لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ
قبیصہ نے نقل کیا پیغمبر خدا نے فرمایا کہ شگون لینے کے لئے جانور اڑانے اور فال نکالنے کے لئے کچہ ڈالنا
اور کسیطرح کا شگون لینا کفر کی رسم سے ہے اخرج ابوداؤد عن عبداللہ بن مسعود عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال الطیرۃ شرک وما منا الا ولکن اللہ یذہبہ بالتوکل ترجمہ مشکوۃ کے باب الفال والطیرہ
مین لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ شگون لینا شرک ہے شگون
لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے ف یعنے عرب کے لوگون مین شگون لینے کا بہت رواج تہا اور
اُسکا بڑا اعتقاد تہا اسپر حضرت نے کئے کئے بار فرمایا کہ یہ شرک کی بات ہے تاکہ لوگ اس عادت کو چہوڑین
اخرج ابوداؤد عن سعد بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ہامۃ ولا عدوی ولا طیرۃ وان تکن الطیرۃ فی شیء ففی الدار والمرأۃ والفرس ترجمہ مشکوۃ کے
باب الفال والطیرہ مین لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ سعد بن مالک نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہین ہے
ہامہ اور نہ کسیکا کسیکو مرض لگتا ہے اور نہ کسی چیز مین نامبارکی ہے اور جو ہو کچہ نامبارکی کسی چیز مین
تو گہر مین اور گہوڑے مین اور عورت مین ہے ف یعنی عرب کے جاہلون مین مشہور تہا کہ جو کوئی مارا جاتا ہے
اور اُسکا کوئی بدلہ نہ لیوے تو اُسکی سر کی کہوپری مین سے ایک اُلو نکلکر فریاد کرتا پہرتا ہے اُسکو ہامہ کہتے
تہے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ کہے کہ آدمی مر کر کسی جانور کی صورت
مین بن آتا ہے سو وہ جہوٹا ہے اور یہ بھی اُنہین مین مشہور تہا کہ بعضے مرض جیسے خارش یا جذام ایک سے
دوسرے کو لگجاتا ہے سو فرمایا کہ یہ بھی غلط ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگون مین دستور ہے کہ جس لڑکے
کو چیچک نکلے اُس سے پرہیز کرتے ہین اور اور لڑکونکو اُس کے پاس نہین جانے دیتے کہ کہین اس کے
بھی نہ نکل آوے یہ کفر کی رسم ہے اسکو نہ ماننا چاہئے اور یہ بھی اُنہین مین مشہور تہا کہ فلانا کام فلانے
کو نامبارک ہوا اور اُسکو راست نہ آیا سو فرمایا کہ یہ بھی غلط ہے اور اگر کہین بات کا اثر ہے تو تین ہی
چیزون مین ہے یعنے گہر اور گہوڑا اور عورت اس سے معلوم ہوا کہ یہ چیزین کبہی نامبارک بھی ہوتی ہین مگر
اُس کے معلوم کر لینے کی راہ نہین بتائی کہ کیونکہ جان لیجے کہ یہ مبارک ہے اور یہ نامبارک سو یہ جو لوگ

کہا کرتے ہین کہ جو گہر شیر دہان اور جو گہوڑا ستارہ پیشانی اور عورت کلبتی ہو تو نامبارک ہوتی ہے سو اُسکی کچھ سند نہین بلکہ مسلمان لوگون کو یون چاہیئے کہ ان باتونکا کچھ خیال نکرین اور جب نیا مکان لیوین یا گہوڑا ہاتھ لگے یا بیاہ کرین یا لونڈی مول لیوین تو اللہ سے اُسکی بہلائی مانگین اور اُسی سے اُسکی برائی سے پناہ چاہین اور باقی اور چیزون مین اس قسم کے خیالات نہ دوڑاوین کہ فلانا کام مجھے راست آیا اور فلانا نہ آیا اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرہ مین لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہ کسیکا کسیکو مرض لگے اور نہ کسی مردہ کی کھوپری مین سے الو نکلے اور صفر بھی کچھ نہین ف یعنے عرب کے جاہلون مین یہ بھی مشہور تھا کہ جسکو ایسا مرض پیدا ہو جاوے کہ کہاتا چلا جاوے اور پیٹ نہ بھرے جسکو حکیم جوع الکلب کہتے ہین سو اُس کے پیٹ مین کوئی بہوت بلا گھس جاتی ہے کہ وہی کہاتی چلی جاتی ہے اُسکو صفر کہتے تھے سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے کچھ بہوت بلا نہین اِس سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ بعضے مرضون کے ساتھ کچھ بلا خیال کرتے ہین اور اُسیکو مانتے ہین جیسے سیتلا اور مسانی اور براہی سو یہ سب غلط ہے اور یہ بھی اُن مین سے مشہور تھا کہ مہینہ صفر کا نامبارک ہے اِسمین کوئی کام نکیا چاہیئے سو یہ بھی غلط ہے اِس سے معلوم ہوا کہ یہ بات کہنی کہ تیرہ دن صفر کے نامبارک ہین اُنمین کچھ بلائین اُترتی ہین اور اسی پر اِن دنون کا نام تیرہ تیزی رکھنا کہ اُنکی تیزی سے کچھ کام بگڑ جاتا ہے اور اسیطرح کسی مہینے کو یا تاریخ کو یا دن کو نامبارک سمجھنا یہ سب شرک کی قسمون مین اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهٗ فِی الْقَصْعَةِ فَقَالَ کُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَکُّلًا عَلَیْهِ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرہ مین لکھا ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ جابر رضہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے ایک کوڑہی کا ہاتھ پکڑکر اپنے ساتھ رکابی مین رکھدیا پھر فرمایا کہ کہا اللہ پر اعتماد کرکے اور اُسپر بہروسا کرکے ف یعنے ہمکو اللہ پر اعتماد ہے اور اُسی پر بہروسا جسکو چاہے بیمار کردے جسکو چاہے تندرست ہم کسی بیمار کے ساتھ کہانے سے پرہیز نہین کرتے اور بیماری کا لگجانا نہین مانتے اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ جَهَدَتِ الْاَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِیَالُ وَهَلَکَتِ الْاَمْوَالُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِکَ عَلَی اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَیْکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا زَالَ یُسَبِّحُ

حَتّٰی عُرِفَ ذٰلِكَ فِی وُجُوْهِ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ وَیْحَكَ اِنَّهٗ لَا یُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰی اَحَدٍ
شَاْنُ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَیْحَكَ اَتَدْرِیْ مَا اللّٰهُ اِنَّ عَرْشَهٗ عَلٰی سَمٰوٰتِهٖ هٰكَذَا وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ
مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَیْهِ وَاِنَّهٗ لَیَئِطُّ بِهٖ اَطِیْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب بدء الخلق مین لکھا
ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ جبیر نے نقل کیا کہ آیا پیغمبر خدا کے پاس ایک گنوار پس کہا کہ سختی مین پڑگئین جانمین
اور بھوکے مرتے ہین کنبے اور مرگئے مواشی سو مینہہ مانگو اللہ سے ہمارے لیے کیونکہ ہم سفارش چاہتے
ہین تمہارے اللہ کے پاس اور اللہ کی تمہارے پاس سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہ لا اے اللہ نہ الٰہی
اللہ سوا اللہ کی پاکی یہانتک بولتے رہے کہ اسکا اثر اُن کے یاروں کے چہرون مین معلوم ہونے لگا پھر فرمایا
کیا بیوقوف ہے تو اللہ کو سفارشی نہین لاتے کیسکے آگے اللہ کی شان بہت بڑی ہے اس سے
کیا بیوقوف ہے تو جانتا ہے تو کیا چیز ہے اللہ بیشک تخت اسکا اُس کے آسمانون پر اسیطرح سے ہے
اور بتلایا اپنی انگلیون سے کہ قبہ کی طرح اوپر بیشک وہ چڑچڑ بولتا ہے اس سے جیسا چڑچڑ بولے پالان اونٹ
کا سوار کے بوجہ سے ف یعنے ملک عرب مین قحط پڑا تھا سو ایک گنوار نے آکر پیغمبر خدا کے روبرو
اسکی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمہاری سفارش اللہ کے پاس ہم چاہتے ہین اور اللہ کی
تمہارے پاس سو یہ بات سُنکر پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت مین آگئے اور اللہ کی بڑائی اُن کے منہ سے
نکلنے لگی اور ساری مجلس کے لوگون کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے پھر اُس شخص کو سمجھایا
کہ کسی کو جو کسی پاس اپنا سفارشی ٹھہرائے تو یون ہوتا ہے کہ اصل کاروبار اُسکے اختیار مین ہو اور سفارش
کرنے والے کی خاطر سے وہ کردے سو جب یہ کہا اللہ کو سفارشی پیغمبر کے پاس ہمنے ٹھہرایا سو گویا اصل
مختار پیغمبر کو سمجھا اور اللہ کو سفارشی سو یہ بات محض غلط ہے اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیا
اور اولیا اُس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہین کہ سارے آسمانون زمین کو عرش اُسکا قبہ کی
طرح گھیر رہا ہے اور باوجود اس بڑائی کے اُس شاہنشاہ کی عظمت نہین تہام سکتا بلکہ اُسکی عظمت
سے چڑچڑ بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت کہ اُسکی بڑائی کا بیان بھی کرسکے اور اُسکی عظمت کے
میدان مین اپنا خیال اور وہم بھی دوڑا سکے پھر کسی کام مین دخل کرنیکی اور اُسکی سلطنت مین ہاتھہ
ڈالنے کی تو کسکو قدرت وہ خود مالک الملک بغیر لشکر اور فوج کے اور بغیر کسی وزیر اور مشیر کے ایک آن
مین کرورون کام کرتا رہتا ہے وہ کیسکے روبرو سفارش کرے اور کیسکا یہ منہ کہ اُس کے سامنے کسی کام
کا مختار بنکے بیٹھے سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اُس کے دربار مین
یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے ہیبت کے بیحواس ہو گئے اور عرش سے

فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے پھر کیا کہئے ان لوگون کو کہ اس مالک الملک سے ایک بھائی بندے کا سا رشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھکر کیا کیا بڑھ بڑھکر باتین کرتی ہین کوئی کہتا ہے کہ مین نے اپنے رب کو ایک کوڑی کو مول لیا اور کوئی کہتا ہے کہ مین اپنے رب سے دو برس بڑا ہون اور کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور صورتمین ظاہر ہو تو ہرگز اسکو نہ دیکھون اور کسی نے یہ بیت کہی ہے **بیت** دل از مہر محمد ریش دارم ہا رقابت حاجت حق کیش دارم ✦ اور کسی نے یون کہا ہے ع با خدا دیوانہ باش با محمد ہوشیار ✦ اور کوئی حقیقت محمدی کو حقیقت الوہیت سے افضل بتاتا ہے اللہ پناہ دے ایسی ایسی باتون سے کیا اچھی بیت کہی ہے کسی شاعر نے **بیت** از خدا ہیم توفیق ادب ✦ بے ادب محروم گشت از فضل رب ✦ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگون مین ایک ختم مشہور ہے کہ اسمین یون پڑھتے ہین یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ یعنی اے شیخ عبدالقادر کچھ دو تم اللہ کے واسطے یہ لفظ نکہا چاہیے ہان اگر یون کہے کہ یا اللہ کچھ دے شیخ عبدالقادر کے واسطے تو بیجا ہے غرضکہ ایسا لفظ منہ سے نہ بولے کہ جس سے کچھ بوے شرک کی یا بے ادبی کی آوے کہ اسکی بہت بڑی شان ہے اور وہ بڑا بے پرواہ بادشاہ ہے ایک نکتہ مین پکڑ لینا اور ایک نکتہ مین نواز دینا اسیکا کام ہے اور یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر مین لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجیے کہ معما اور پہیلی بولنے کی اور بہت جگہہ ہین کچھ اللہ کی جناب مین ضرور نہین کوئی شخص بادشاہ سے یا اپنے باپ سے میٹھا نہین کرتا اور جگت نہین بولتا اس کام کے واسطے دوست آشنا ہین نہ باپ اور نہ بادشاہ اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمر نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ تمہارے سب ناموں مین اچھا نام عبداللہ و عبدالرحمن ہے ف یعنی عبداللہ کے معنے بندہ اللہ کا اور عبدالرحمن کے معنے بندہ رحمن کا سو اسی مین داخل ہے عبدالقدوس عبدالخالق خدا بخش اللہ دیا اللہ داد غرض جس نام مین اللہ کی طرف نسبت نکلے خصوصًا اللہ کے ویسے نام کا ذکر ہو کہ ادکیسکو نہین بولتے اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ ھَانِیٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ لَمَّا وَفَدَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِہٖ سَمِعَھُمْ یَکْنُوْنَہٗ بِاَبِی الْحَکَمِ فَدَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَکَمُ وَاِلَیْہِ الْحُکْمُ فَلِمَ تُکْنٰی اَبَا الْحَکَمِ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ ابوداؤد و نسائی نے ذکر کیا کہ شریح نے نقل کیا

اپنے باپ سے کہ وہ جب آیا پیغمبر خدا کے پاس اپنی قوم کے ساتھ تو حضرت نے سنا ان لوگون کو کہ کہتے
ہین اسکو ابو الحکم یعنی اصل قضیہ چکا دینے والا پھر فرمایا اسکو پیغمبر خدا نے کہ بیشک اللہ ہی ہے اصل
اصل قضیہ چکانے والا اور اسیکا ہے حکم پھر تجھکو کیون کہتے ہین ابو الحکم ف یعنے یہ بات کہ ہر قضیہ
چکاوے اور ہر جھگڑے مٹاوے یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ آخرت مین ظہور کریگی کہ پہلے پچھلے دین دنیا کے
جھگڑے سب صاف ہو جاوین گے اس بات کی کسی مخلوق کو طاقت نہین اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ جو فقط اللہ ہی کی شان کے لایق ہے اور اسمین وہ پایا جاتا ہے وہ اور کسیکو نہ کہے جیسے بادشاہون
کا بادشاہ مالک سارے جہان کا خداوند جو چاہے کر ڈالے معبود بڑا داتا بے پرواہ وعلی ہذا القیاس
اَخْرَجَ فِی شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰہُ
وَشَآءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ ترجمہ مشکوۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہے
کہ شرح السنۃ مین ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یون نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور
محمدؐ اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط ف یعنے جو کہ اللہ کی شان ہے اور اسمین کسی مخلوق کو دخل نہین
سو اسمین اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے گو کہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یون نہ بولے کہ
اللہ و رسول چاہیگا تو فلانا کام ہو جاویگا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے ۴۹
رسول کے چاہنے سے کچھ نہین ہوتا یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانیکے دلمین کیا ہے یا فلانیکی شادی
کب ہوگی یا فلانے درخت مین کتنے پتے ہین یا آسمان مین کتنے تارے ہین تو اس کے جواب مین یہ
نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا
کچھ مضائقہ نہین کہ کچھ دین کی بات مین کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے یا فلانی بات مین اللہ و رسول کا
یون حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتین اللہ نے اپنے رسول کو بتا دین ہین اور سب بندونکو اپنے رسول
کی فرمانبرداری کا حکم کر دیا ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ کَفَرَ اَوْ اَشْرَکَ ترجمہ مشکوۃ کی باب الایمان والنذور مین
لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمر نے کہ سنا مین نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے کہ جسنے قسم
کہائی غیر اللہ کی سو بیشک شرک کیا وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِیْ وَلَا بِاٰبَآئِکُمْ ترجمہ مشکوۃ کے باب الایمان والنذور مین لکھا
کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا عبد الرحمن نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہ قسم کہایا کرو جھوٹے
معبودون کی اور نہ باپ دادون کی اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وسلم وَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْھٰکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ اَوْ لِیَصْمُتْ

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اللہ منع کرتا ہے تمکو باپ دادون کی قسم کہانے سے جسکو قسم کہانا ہو اللہ ہی کی قسم کہاوے یا چپ رہے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلِفِہٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا پیغمبر خدا سے کہ فرمایا جو کوئی قسم کہایا چاہے پھر قسم کہا بیٹھے لات اور عزی کی تو چاہیئے پھر کہے لا الٰہ الا اللہ

ف یعنی عرب کے لوگ کفر کی حالت مین بتونکی قسم کہاتے تھے سو جن مسلمانون کے مُنہ سے اُس عادت کے موافق قسم نکلجاوے تو پھر لا الٰہ الا اللہ کہہ لیوین ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسیکی قسم نہ کہاوے اور اگر مُنہ سے نکل جاوے تو توبہ کیجئے اور جسکی قسم کہانیکا مشرکون مین دستور ہے اُسکی قسم کہانے سے ایمان مین خلل آتا ہے اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاکِ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَۃَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ کَانَ فِیْھَا وَثَنٌ مِّنْ اَوْثَانِ الْجَاھِلِیَّۃِ یُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ کَانَ فِیْھَا عِیْدٌ مِّنْ اَعْیَادِھِمْ قَالُوْا لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِکَ فَاِنَّہٗ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب النذور میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ثابت نے نقل کیا کہ ایک شخص نے سنت مانی پیغمبر خدا کے وقت مین کہ ذبح کرے اونٹ ایک مقام مین کہ اُسکا نام بوانہ تھا پھر آیا پیغمبر خدا کے پاس اور خبر دی اُسکو سو فرمایا پیغمبر خدا نے کہ کیا تھا اُسمین کوئی بتان کفر کے وقت کا کہ پوجتے ہون لوگ کہا کہ نہین پھر پوچھا کہ وہان کوئی تیوار ہوتا تھا اُنکا لوگون نے کہا کہ نہین فرمایا کہ تو پوری کر منت اپنی کیونکہ نہ پوری کیا چاہیئے ایسی منت کہ اُسمین کچھ اللہ کا گناہ ہو ف یعنے اللہ کے سوائے کسی اور کی منت ماننی گناہ ہے سو ایسی منت کو پورا کرنا نہ چاہیئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا کسی اور کی منت نہ مانیئے اور جو مانی ہو تو پورا نہ کیجئے کیون کہ یہہ بات خود گناہ ہے پھر اُس پر ہٹ کرنا اور زیادہ گناہ اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جس جگہہ اللہ کے سوائے اور کسیکے نام پر جانور چڑھاتے ہون یا پوجا کرتے ہون یا اور کسیطرح کا وہان جمع ہو کر شرک کرتے ہون وہان اللہ کے نام کا بھی جانور نہ لیجائے اور کسیطرح اُنمین نہ شریک ہوجیسے اچھی نیت سے نہ برسی

کرنے سے مشابہت کرنی خود بری بات ہے اخرجہ احمد عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ یسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ترجمہ مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء مین لکہا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا مہاجرین وانصار مین بیٹہے تہے کہ آیا ایک اونٹ پہر اُس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو اُن کے اصحاب کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا تمکو سجدہ کرتے ہین چانور اور درخت سو ہمکو تو ضرور چاہیئے کہ تمکو سجدہ کرین سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بہائی کی ف یعنے انسان ایسمین سب بہائی ہین جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بہائی ہے سو اُس کے بڑے بہائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سبکا اللہ ہے بندگی اُسکو چاہیئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیا وانبیا امام وامام زادہ پیر وشہید یعنے جتنے اللہ کے مقرب بندے ہین وہ سب انسان ہی ہین اور بندے عاجز اور ہمارے بہائی مگر انکو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بہائی ہوے ہمکو انکی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم اُن کے چہوٹے ہین سو انکی تعظیم انسانون کی سی کرنی چاہیئے نہ خدا کی سی اور یہ بہی معلوم ہوا کہ بعضے بزرگون کو بعضے درخت اور بعضے جانور مانتے ہین چنانچہ بعضی درگاہون پر شیر حاضر ہوتے ہین اور بعضے پر ہاتہی اور بعضے پر بہیڑے مگر آدمی کو اُسکی کچہ سند نہ پکڑنی چاہیئے بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو اور شرع مین جائز ہو مثلاً قبرون پر مجاور بنانا شروع مین نہین بتایا سو ہرگز نہ بنے اور کسیکی قبر پر کوئی شیرات دن بیٹہا رہتا ہو تو اُسکی سند نہ پکڑے کہ آدمی کو جانور کی ریس کرنی نچاہیئے اخرج ابوداؤد عن قیس بن سعد قال اتیت الحیرۃ فرایتہم یسجدون لمرزبان لہم فقلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان یسجد لہ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی رایت الحیرۃ فرایتہم یسجدون لمرزبان لہم فانت احق ان نسجد لک فقال لی ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا ترجمہ مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء مین لکہا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا مین ایک شہر مین جسکا نام حیرہ ہے سو دیکہا مین نے وہان کے لوگون کو کہ سجدہ کرتے تہے اپنے راجہ کو سو کہا مین نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لایق ہین کہ سجدہ کیجئے انکو پہر آیا مین پیغمبر خدا کے پاس پہر کہا مین نے کہ گیا تہا مین حیرہ مین سو دیکہا مین نے ان لوگون کو کہ سجدہ کرتے ہین اپنے راجہ کو سو تم بہت لایق ہو کہ سجدہ کرین ہم تمکو سو فرمایا مجہکو بہلا خیال تو کرو

جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اسکو کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کر و ف یعنے میں
بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لایق ہوں سجدہ تو اُسی پاک ذات کو
ہے کہ نہ مرے کبھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے نہ کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیونکہ جو زندہ
ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار پھر مر کر
کچھ خدا نہیں بن گیا ہے بندہ ہی بندہ ہے اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ کُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللّٰهِ وَکُلُّ نِسَآئِکُمْ اِمَآءُ اللّٰهِ وَلَا یَقُلِ
الْعَبْدُ لِسَیِّدِهٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلٰکُمُ اللّٰهُ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے
کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے یوں نہ بولے کہ میرا بندہ
اور میرے بندے تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتیں سب اللہ کی بندے ہیں اور غلام
بھی اپنے میاں کو یوں نہ کہے کہ میرا مالک کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے ف یعنی میاں اپنی
غلام و لونڈی کو اپنا بندہ اور بندی نہ کہے اور غلام اپنے میاں کو اپنا مالک نہ کہے کیونکہ مالک اللہ ہے
اور باقی سب اسکے بندے ہیں نہ ایک دوسرے کا بندہ ہے نہ مالک اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو
کسی کا حقیقت میں غلام ہی ہے سو وہ بھی اپنے میں یہ گفتگو نکریں کہ یہ اُسکا بندہ ہے اور وہ اُسکا مالک ۵۲
یہ جھوٹ موٹ کا بندہ بنانا و عبد النبی اور بندہ علی اور بندہ حضور اور پیر بستار خاص اور امر پرست اور
آستانہ پرست اور پیر پرست اپنے تئیں کہلوانا اور ہر کسیکو خداوند خدا یگان داتا کہہ بیٹھنا تو محض بیجا ہے
اور نہایت بے ادبی اور ذرہ سی بات میں کہنا کہ تم ہماری جان و مال کے مالک ہو ہم تمہارے بس میں
ہیں جو چاہو کرو محض جھوٹ ہے اور شرک کی بات اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ
فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم
نے ذکر کیا کہ حضرت عمر رضہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مجھکو حد سے مت بڑھاؤ جیسا کہ عیسی
ابن مریم کو نصاریٰ نے حد سے بڑھا دیا سو میں تو اُسکا بندہ ہی ہوں سو یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے
اور اُسکا رسول ف یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھکو بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول
کہدینے میں آجاتے ہیں کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں اور سارے مراتب اُس
سے نیچے ہیں مگر آدمی رسول ہو کر بھی آدمی ہی رہتا ہے اور بندہ ہی ہونا اُسکا فخر ہے کچھ اُسمیں خدائی
کی شان نہیں آجاتی اور خدا کی ذات میں نہیں ملجاتا سو یہ بات کسی بندہ کے حق میں نکہا جاہیئے

کہ نصاریٰ ایسی باتین حضرت عیسیٰ کے حق مین لکھکر کافر ہوگئے اور اللہ کی درگاہ سے راندے گئے سو اسی لئے پیغمبر خدا نے اپنی امت کو فرمایا کہ تم نصاریٰ کی چال نہ چلو اور اپنے پیغمبر کی تعریف مین حد سے مت بڑہو کہ نصاریٰ کی طرح کہین مردود نہ ہو جاؤ ولیکن افسوس کہ انکی امت کے بے ادب لوگون نے انکا حکم نہ مانا اور آخر نصاریٰ کی سی باتین کہنے لگے کیونکہ نصاریٰ بھی حضرت عیسیٰ کو یہی کہتے تہے کہ اللہ اُن کے بیٹے مین ظاہر ہوا اور وہ ایک طرح سے انسان ہین اور ایک طرح سے خدا سو بعینہٖ یہی بات بعضون نے حضرت کی شان مین کہہ ڈالی چنانچہ کسی نے یون کہا ہے **بیت** فی الجملہ ہمین بود کہ می آمد و میرفت ٭ بہر قرن کہ دیدی ٭ در عاقبت آن شکل عرب دار بر آمد ٭ دارائے جہان شد ٭ اور کسی نے یون کہا **بیت** تقدیر بیک ناقہ نشاند دو محمل ٭ سلمار حدوث تو ولیلائے قدم را ٭ تا مجمع امکان وجوبت نہ نوشتند ٭ مورد متعین نشد اطلاق اعم را ٭ بلکہ بعضے جہوٹے دغاباز ون نے اس بات کو خود پیغمبر خدا کی طرف نسبت کیا ہے کہ انہون نے خود فرمایا ہے

٥٣ اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْم اور اسیطرح ایک بڑی سے عبارت عربی کی بناکر اوسمین ایسی ایسی خرافاتین جمع کرکے اُسکا نام خطبۃ الافتخار رکہا ہے اور اُسکو حضرت مرتضیٰ علی رض کیطرف نسبت کیا ہے سُبْحٰنَکَ ھٰذَا بُہْتَانٌ عَظِیْمٌ اللہ سارے جہوٹون کا مُنہہ کالا کرے اور جسطرح نصاریٰ کہتے ہین کہ سارے کاروبار اس جہان کے اور اُس جہان کے حضرت عیسیٰ کے اختیار مین ہین اور جو کوئی اُنکو مانے اور اُنکی التجا کرے اُسکو کچہ بندگی کی حاجت نہین اور کچہ گناہ اُسکو خلل نہین کرتا اور کچہ حرام و حلال کا اُس کے حق مین امتیاز کرنا ضرور نہین وہ خدا کا سا مالک بنجاتا ہے جو چاہے سو کرے حضرت عیسیٰ آخرت مین اُسکو شفاعت سے بچالینگے سو اسی طرح کا عقیدہ جاہل مسلمانون کو حضرت پیغمبر کی جناب مین ہے بلکہ اُنسے اُتر کر امامونکی اور اولیا کی بلکہ ہر ملا مشائخ کی جناب مین بھی عقیدہ رکہتے ہین اللہ ہدایت کرے اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَعَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ اَنْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَیِّدُنَا فَقَالَ اَلسَّیِّدُ اللّٰہُ قُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَکُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِکُمْ وَلَا یَسْتَجْرِیَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ مترجم مشکوٰۃ کے باب الفاخرت مین لکہا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ مطرف نے نقل کیا کہ آیا مین بنی عامر کے ایلچیون کے ساتہہ پیغمبر خدا کے پاس پہر کہا ہمنے کہ تم سردار ہو ہمارے سو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے پہر کہا ہمنے کہ بڑے ہمارے ہو بزرگی مین اور بڑے سخی ہو سو فرمایا کہ خیر اسطرح کا کلام کہو یا اس سے بھی تہوڑا کلام کرو اور تمکو کہین بے ادب نکردے شیطان **ف** یعنی کسی بزرگ کی تعریف مین زبان سنبہالکر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اُنمین بھی اختصار ہی کرو اور اُس میدان مین

منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہو جائے اب سننا چاہیے کہ مختار
کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسیکا محکوم نہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے
ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے ان معنون کر اُسکے سوائے کوئی سردار نہیں اور دوسرے
یہ کہ رعیتی ہو مگر اور رعیتون سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اوّل اُسپر آوے اور اُسکی زبانی اور ونکو
پہنچے جیسا ہر قوم کا چودہری اور گانو کا زمیندار سو ان معنون کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر
امام اپنے وقت کے لوگون کا اور ہر مجتہد اپنے تابعون کا اور ہر بزرگ اپنے مریدونکا اور ہر عالم اپنے
شاگردون کا کہ یہ بڑے لوگ اوّل اللہ کے حکم پر آپ قایم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹون کو سکھاتے
ہیں سو اسطرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک انکا مرتبہ سب سے بڑا ہے
اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قایم ہیں اور اللہ کی راہ سیکھنے میں سب انکے محتاج ہیں اس معنون
کر انکو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضایقہ نہیں بلکہ ضرور یون ہی جاننا چاہیے اور اُن پہلے معنون
سے ایک چیونٹی کا بھی سردار اُن کو نجانیے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں
کر سکتے اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِیْهَا تَصَاوِیْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَی الْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِیْ
وَجْهِهِ الْکَرَاهَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ وَاِلٰی رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَیْتُهَا لَکَ
لِتَقْعُدَ عَلَیْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ یُعَذَّبُوْنَ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیُقَالُ لَهُمْ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ
ترجمہ مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ بی بی عایشہ نے نقل کیا انہون نے
خریدا ایک غالیچہ کہ اُسمیں تصویریں تھیں پھر جب اُسکو دیکھا پیغمبر خدا نے دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور اندر
نہ گئے سو پہچانی میں نے اُنکے چہرے پر ناخوشی کہا میں نے یا رسول اللہ میں توبہ کرتی ہون اللہ اور اللہ
کے رسول کے روبرو کیا گناہ کیا میں نے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کیسا ہے یہ غالیچہ کہا میں نے کہ تمہارے
لئے خریدا ہے میں نے کہ اُسپر بیٹھو اور اُسکا تکیہ بناؤ سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اِن تصویرون والے قیامت
کے دن عذاب میں پھنسین گے اور کہا جائیگا اُنکو جان ڈالو اُس چیز میں کہ بنائی تمنے اور فرمایا کہ جس گھر
میں تصویر ہوتی ہے اُسمیں فرشتے نہیں آتے ف یعنی اکثر شرک مورتون کو پوجتے ہیں سو اسلئے
فرشتون کو تصویرون سے گھن آتی ہے اور پیغمبرون کو بھی اُنسے نفرت ہے اور اُنکے بنانے والون پر

عذاب ہوگا کہ بت پرستی کا سامان اکٹھا کرتے ہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے جاہل لوگ
پیغمبر کے یا اماموں کے یا اولیاؤں کے یا اپنے پیرونکی تصویر ونکی تعظیم کرتے ہین اور اپنے پاس برکت کے لئے
رکھتے ہین سو محض گمراہ ہین اور شرک مین ڈوبے ہوے اور پیغمبر اور فرشتے اُن سے بیزار ہین بلکہ سب تصویرون
کو ناپاک سمجھکر گہر سے دور کیجئے کہ پیغمبر بھی خوش ہون اور فرشتے بھی اُس گہر مین آوین اور اُنکی قدمسے
گہر مین برکت پہیل جاوے اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِیًّا اَوْ قَتَلَهُ نَبِیٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ
وَالِدَیْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَا یَنْتَفِعُ بِعِلْمِهٖ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب التصاویر مین لکھا ہے کہ بیہقی نے
ذکر کیا کہ عبداللہ بن عباس نے نقل کیا کہ سنا مین نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے کہ سب لوگون سے بڑا
عذاب قیامت کے دن اُس شخص کو ہے کہ اُس نے کسی نبی کو مارا یا اُسکو کسی نبی نے مارا یا اُس نے کسی اپنے
ماں باپ کو مارا اور تصویر بنانے والونکو اور اُس عالم کو کہ اُسکو اُس کے علم سے کچھ فائدہ نہوا ف یعنی
تصویر بنانے والا بھی اُن بڑے بڑے گناہگارون مین داخل ہے یہانتک تصویر بنانیکا گناہ سمجھا جاتا ہے
کہ یزید و شمر نے تو پیغمبر کو نہین مارا بلکہ پیغمبر کے نواسے کو اور امام وقت کو پیغمبر کا نائب تھا اور تصویر بنانیوالے
کو خود پیغمبر کے قاتل کے ساتھ گناہ ہے تو وہ یزید و شمر سے بھی بدتر ہے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ
یَخْلُقُ کَخَلْقِیْ فَلْیَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِیَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ شَعِیْرَةً ترجمہ مشکوٰۃ کے باب التصاویر مین لکھا
ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا سے سنا مین نے کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہ کون زیادہ بے ادب ہے گا اُس شخص سے کہ ارادہ کرے کہ پیدا کرے جیسے مین پیدا کرتا ہون سو پہلا ایک
ذرہ یا ایک دانا یا ایک جو پیدا کرلین ف یعنی تصویر بنانیوالا بہ دعمین خدائی کا دعویٰ کرتا ہے کہ جو چیز مین
اللہ نے بنائی ہین اُنکی شکل بنانیکا ارادہ کرتا ہے سو بڑا بے ادب ہے اور یہ اُسکا دعویٰ صریح جھوٹ ہے کیونکہ
ایک دانا بنانیکا بھی مقدور نہین رکھتا محض نقل کا ڈھنگ ہے وَاَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَا اُرِیْدُ اَنْ اَرْتَفِعَ فَوْقَ مَنْزِلَتِیَ الَّتِیْ اَنْزَلَنِیْهَا
اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب المفاخرت مین لکھا ہے
کہ رزین نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بیشک مین نہین چاہتا کہ بڑھا دو تم مجھکو زیادہ
اُس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجکو سو مین تو وہی محمد ہون بیٹا عبداللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہون اور
اُسکا رسول ف یعنے جیسے اور مرد اپنی تعریف مین مبالغہ کرنیسے خوش ہوتے ہین سو پیغمبرون سے

تھے کیونکہ اور مہروارون کو کچھ اُن مبالغہ کرنے والون کے دین سے کچھ کام نہین ہوتا خواہ درست رہے
خواہ بگڑ جاوے اور پیغمبر خدا تو اپنی اُمت کے بڑے مربی شفیق تھے اور اُن پر بہت مہربان اور رات
دن اُنکو اپنی اُمت کے دین ہی درست کرنے کا فکر تھا سو جب اُنھون نے معلوم کیا کہ میری اُمت
کے لوگ مجھسے بڑی محبت رکھتے ہین اور بہت احسان منداور یہ دستور ہے کہ جب کسیکو کسی سے
بہت محبت ہوتی ہے تو اپنے محبوب کے خوش کرنے کو اُسکی تعریف مین حد سے زیادہ بڑھجاتا ہے
اور جو کوئی پیغمبرون کی تعریف مین حد سے بڑھیگا تو خدا ہی کی بے ادبی کریگا اور اس سے بالکل
اُسکا دین برباد ہو جاویگا اور پیغمبر کا اصل دشمن بنجاویگا سو اسی لئے فرمایا کہ مجھکو یہ مبالغہ خوش
نہین آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیون کیطرح اپنے باپ ہی سے
پیدا ہوا ہون اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے مگر اور سب لوگون سے امتیاز مجھکو یہی ہے اللہ کے احکام
سے مین واقف ہون اور لوگ غافل سو اُنکو اللہ کا دین مجھ ہی سے سیکھا چاہئے سوائے مالک ہمارے
اپنے ایسے پیغمبر رحیم وکریم پر ہزارون درود وسلام بھیج اور اُنھون نے جیسا ہم سے جاہلون کو
دین کے سکھانے مین حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی قدر دانی کر کہ ہم تو ایک ۵۶
عاجز بندے ہین محض بیقید اور جیسا تو نے اپنے فضل سے ہمکو شرک و توحید کے معنی خوب سمجھائے
اور لا الٰہ الا اللہ کا مضمون خوب تعلیم کیا اور مشرک لوگون مین سے نکال کر موحد پاک مسلمان
بنایا اسیطرح اپنے فضل سے بدعت و سنت کے معنی خوب سمجھا اور محمد رسول اللہ کا مضمون
خوب تعلیم کر اور بدعتی بدمذہبون مین سے نکال کر سنّی پاک متبع سنت کا کر آمین یارب العالمین
فقط واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

فہرست تقویت الایمان

۵ باب توحید و شرک کے بیان مین **فصل ۱۳** پہلی مین ذکر ہے شرک کی برائی کا اور توحید
کی خوبی کا **فصل ۲۰** دوسری مین ذکر ہے اشراک فی العلم کی برائی کا **فصل ۳۷** تیسری
مین ذکر ہے اشراک فی التصرف کی برائی کا **فصل ۳۸** چوتھی مین ذکر ہے اشراک فی العبادت
کی برائی کا **فصل ۴۶** پانچوین مین ذکر ہے اشراک فی العادات کی برائی کا + + + +

الحمد للہ کہ آج بتاریخ یکم محرم الحرام ۱۳۰۹ سنہ ۱۳ ہجری نبوی کو اختتام کو پہنچی

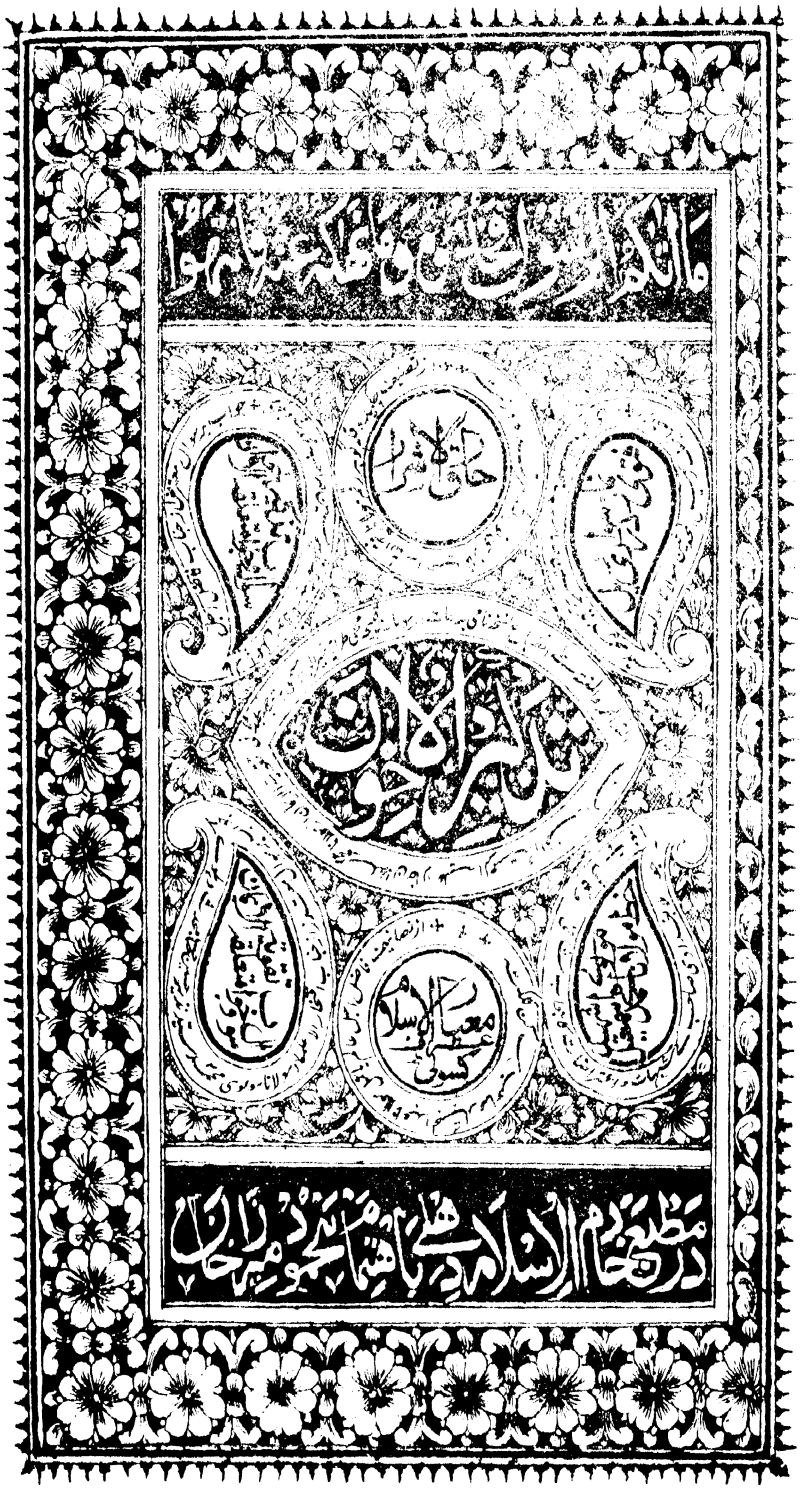
مالکم لا ترجون لله وقارا
حق الاشراف
شکر آداب و احسان
معلم اولاد کسوتی
در مطبع خادم الاسلام هلی باشما محمود زاده

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدایا حمد خاص تیری ذات پاک کو کہ تونے اپنے فضل سے ہمکو ہدایت بخشی اور اپنے حبیب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مین پیدا کیا اور توحید خالص کی راہ لگایا اور بدعت کے عقائد سے بچایا اور نبی امی کو قرآن معجز دیکر ہماری ہدایت کیواسطے رسول بنایا سوائے مالک ہمارے اپنے اوس رسول کریم پر اپنے علم کے موافق درود بے انتہا بھیج کہ اونے خاص تیرے حکم کے بموجب لوگون کو شرک اور بدعت سے روکا اور تیری سیدھی راہ چلایا اور توحید کی خوبیان اور شرک کی برائیان مفصل بیان کین اور سنت پر عمل اور بدعت کے ترک کا تقید کیا اور آل اور اصحاب پر کہ اُنھون نے سنت کو جاری اور بدعت کو رد کیا بعد اسکے معلوم کیا چاہئے کہ ایک فاضل جلیل متشرع دیندار نے شرک اور بدعت کی بُرائی کے بیان مین ایک رسالہ تقویۃ الایمان نام لکھا اور اوسمین صرف آیتین اور حدیثین جمع کین اور اوسکے دو باب ٹھہرائے ایک باب مین توحید کی خوبیان اور شرک کی برائیان ہندی زبان مین بیان کین اور دوسرے باب مین اتباع سنت کی خوبیان اور بدعت کی برائیان اور تفصیل بعضی بدعات کی آیت اور حدیث سے ذکر کی اور ارادہ ہندی ترجمہ کا کیا مگر فرصت نہ پائی اور راہ خدا مین جان دی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اب سنہ ۱۲۴۶ ہجری مین اللہ تعالی نے اس خاکسار گنہگار محمد اسمٰعیل عفی عنہ محمد سلطان کے دلمین ارادہ اوسکے ترجمہ کا ڈالا سو اوس دوسرے باب کا ترجمہ ہندی بولی مین شروع کیا اور تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان اسکا نام رکھا اتمام کو پہنچانا اور قبول کرنا اوسکے اختیار ہے ★ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ سنا چاہیے کہ جو کلام یا عقاد یا قول ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نہ کیا اور نہ کسیکو فرمایا اور نہ کسیکو کرتے دیکھا اور منع نہ کیا اور نہ حضرتکے بعد صحابہ

سوال
مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی فرحت علی صاحب انبیا اور اولیا کے کرامات کے کیے بیان کرنے سے تقویت ایمان مین فرق نافہم اور فرقے کے کتاب بنانے کے لائق ہوئی وجہ اول یہ کہ کرامات کا ثبوت اس آیت کریمہ سے کہ قرآن الزل الفاظ عظیم و

رائج اور جاری ہوا اور کسی اصحاب معتبر نے اوسپر انکار نکیا اور نہ اصحابونکے بعد تابعین کے وقت مین بغیر انکار
کے رائج اور جاری ہوا اور نہ تابعین کے بعد تبع تابعین کیوقت مین بے انکار کے جاری اور رائج ہوا اور نہ ان
چارون زمانون مین اوسکی نظیر اور مثل پائی گئی اور نہ مجتہدون نے اپنے اجتہاد کی راہ سے اوسکو ثابت کیا بلکہ حفظ
کے اور صحابون اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد اپنی طرف سے لوگون نے کام یا عقیدہ یا بات نئی ایجاد کی اور
اوسکے کرنے مین ثواب جانا سو وہ کام اور عقیدہ اور بات بدعت اور گمراہی ہے پھر خواہ وہ کام یا عقیدہ یا بات
بالکل خودنئی ہو یا وہ خودنئی نہو مگر جو کام یا عقیدہ یا بات اون چارون زمانون مین تو رائج ہوا یا مجتہدون نے
اجتہاد کی راہ سے ثابت کیا اوسمین کوئی نئی بات اپنی طرف سے لوگون نے نکالی وہ بھی بدعت ہے اور وہ کام
اور عقیدہ اور بات بھی بدعت مین شامل ہے جسکو لوگ شرعی کام کی طرح اہتمام اور تقید سے مصروف ہوکر کرین اور
موجب ننگ و نام اور تعریف اور مدح کا جانین اگرچہ اوسمین ثواب نہ جانین اور جو کام یا عقیدہ یا بات حضرت
نے خود کیا یا کسیکو کرتے دیکھا اور پسند کیا یا اکثر معتبر اصحابون نے کیا وہ سنت ہے یا تابعین اور تبع تابعین
مین رائج اور جاری ہوا اور کسی معتبر نے انکار نکیا یا مجتہدون نے اپنے اجتہاد سے نکالا وہ بھی سنت مین داخل
ہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ جو کہتے ہین کہ بدعت حسنہ ہے اور ایک بدعت سیئہ ہے بدعت حسنہ وہ ہے جو
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نکلی قواعد شریعت کی روسے اور بدعت سیئہ وہ ہے جو شریعت کے قواعد کلیہ
کی روسے بالخصوص اوسکے جواز کا حکم نہین معلوم ہوتا بلکہ ایک نوع کی برائی اوسمین پائی جاتی ہے سو اس
تقریر مین اور اوس تقریر مین جو اول مذکور ہوئے صرف نزاع لفظی ہے انجام دونو تقریرونکا ایک ہی ہے کہ جو
چیز اس تقریر کی روسے بدعت حسنہ ثابت ہوتی ہے اوس پہلی تقریر کی روسے وہی چیز سنت مین شامل ہوتی ہے پھر
سنت کا لفظ چھوڑکر صحابون کی اور تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدونکی بات کو بدعت کیون کہے اور جو چیز اس
تقریر کی روسے بدعت سیئہ معلوم ہوتی ہے اوس پہلی تقریر سے بھی وہی چیز بدعت معلوم ہوتی ہے فرق اتنا ہی ہے کہ اس
تقریر سے اصحاب کبار اور تابعین ابرار کے نکالے ہوئے مسائل کو رواج اور رسوم کو بدعت کہنا لازم آتا ہے اور کلیہ کل بدعۃ
ضلالۃ تاویل کرنا پڑتا ہے تو مسلمان کو لازم ہے کہ نزاع لفظی کو چھوڑکر اصل مطلب کو دریافت کرے **الفصل**

الاول فی الاعتصام بالسنۃ والاجتناب عن البدعۃ ترجمہ فصل پہلی سنت کو مضبوط

پکڑنے مین اور بدعت سے بچنے مین ف یعنی اس فصل مین مجمل سنت کی خوبیون کا اور بدعت کی برائیون کا ذکر ہے
قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ
اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ آل عمران مین کہ
اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپسمین دشمن

پھر الفت دے تمھارے دلونمین اب ہو گئے اوسکے فضل سے بھائی ف یعنی یہ اللہ کا بڑا فضل ہی کہ تم کو ایک نبی
کے تابع کیا اور ایک کتاب دی کہ اوسپر عمل کرو سب ملکر اور آپسمین پھوٹ نڈالو کہ کوئی اپنی طرف سے ایک مذہب
نکالے اور دوسرا اوسکے مقابلہ مین اپنی عقل کی تیزی جتانیکو دوسرا رہ یہ پھیلا دے اور جب نئی نئی راہین نکلین
تو پھوٹ پڑے اور ایکا نہ رہے سو فرمایا کہ اس قرآن کو اللہ کے طرف سے رسی سمجھو جیسے کوئی شخص کسی گڑہے مین پڑے
ہوئے شخص کو رسی لٹکا کر نکال لاتا ہے سو اللہ نے یہ قرآن اوتارا تم سب اسکو مضبوط پکڑو جیسے نکلنے والا رسی کو
پکڑتا ہے اور جو رسی نہ پکڑے وہ نیچے پڑا رہتا ہی یا سستی سے پکڑے تو گر پڑتا ہی سو تم سب ملکر اس قرآن کو مضبوط پکڑو
اور اسی پر عمل کرو اور نئی نئی باتین نکالکر دین مین پھوٹ نڈالو اور اہل سنت کی جماعت سے ٹوٹ نرہو اس سے
معلوم ہوا کہ گمراہی کی اصل یہی ہی کہ دین مین قرآن کو چھوڑکر عینؔ اوسنے نئی باتین نکالی اور نئی باتین نکالنے سے اور نئے رسمون کے
رائج ہونے سے قرآن چھوٹتا ہی قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا
مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ فَاَمَّا
الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سو
اہل عمران مین کہ اور مت ہو انکی طرح جو علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اسکے کہ پہنچ چکے اونکو صاف
حکم اور اونکے واسطے بڑا عذاب ہی جسدن سفید ہونگے بعضے مُنہ اور سیاہ ہونگے بعضے مُنہ سو رہے جو سیاہ ہوئے
اونکے منہ کیا تم کافر ہو گئے ایمان مین آکر اب چکھو عذاب بدلا اوس کفر کرنیکا ف یعنی اگلی امتون کو صاف حکم
بھیج چکے تھے پھر وہی آپسمین اختلاف کرکے بہت فرقے ہو گئے چنانچہ یہود اور نصارا بہتیرے فرقے ہو گئے کہ اونکو عذاب
ہوتا ہی سو تم اون کی طرح مت ہو اور آپس مین پھوٹ نڈالو تم کو قرآن حدیث مین صاف صاف حکم آچکے ہین تم اپنے
دین مین نئی نئی رسم اور نئے نئے عقیدے اور طریقے نہ نکالو اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی ہوئے کوئی خارجی بنے
اور کوئی رافضی اور کوئی ناصبی اور کوئی جبری اور کوئی قدری اور کوئی مرجی کہاوے اور کوئی سر پر بال رکھکر اور
چار ابرو کا صفایا دیکر فقیری جتاوے پھر اونمین کوئی قادری کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے حکم یہی ہی کہ سب ملکر
قرآن اور حدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو اور یہود اور نصاری کی طرح کئی فرقے
مت ہو جاؤ اور نئی نئی باتین نکالکر تفرقہ اور پھوٹ مت ڈالو اسواسطے کہ قیامت کو کہ بعضے لوگ سرخرو اور بعضے
روسیاہ ہونگے تو اون روسیاہون سے کہا جاویگا کہ تم پہلے مسلمان ہوئے اور اللہ کی کتاب قرآن کے مانے کا تمنے اقرار
کیا پھر دین مین نئی نئی باتین رسمین نکالین اور بدعات کفریہ جاری کین تو اوس سے اللہ کی کتاب کے موافق عمل کرنا
چھوٹ گیا پھر اون نئی رسمون کے جاری ہونیسے اونکی محبت دلمین پڑگئی اور چھوٹنا اونکا مشکل پڑگیا تو قرآن مین جو
اوسکے خلاف حکم پایا اوس حکم سے دلمین انکار آگیا اوس انکار کا مزا چکھو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص

ف علمای شریعت
بھائی کو جتانیکو اور اپنی قدر
صاحب معذور دوم قوم کا
تعصب اور ضد ہے اور بیہ
لوگون کا جو بچپن سے مانتے
ہین اون کے کہنے کو چھوڑ دینا
مین بڑی مشکل ہی
ف یعنی الامور بمقاصدہا جناب مولوی صاحب معذور نے
عمل کیا اسواسطے کہ
اور اللہ صاحب نے
اور یہود اور نصاری
سو کرین جیسا کہ
اور بال اور
مرزا قادیانی

نئی نئی باتین بدعتین نکالے اور بدعت کے کام کرے اللہ صاحب کے نزدیک قرآن کا منکر ٹہر جاتا ہے اور روز قیامت کو روسیاہ اوٹھیگا پھر اوسپر عذاب ہوگا اور اوس سے کہا جاویگا کہ مزا چکھو اون بدعتون کا کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ انعام مین کہ جنھون نے راہین نکالین اپنے دین مین اور ہوگئے کئی فرقے تجکو اون سے کام نہین اونکا کام حوالہ اللہ کے کچھ وہی جتا دیگا اونکو جیسا کچھ کیا کرتے تھے ف یعنی جن لوگون نے دین مین کئی کئی راہین نکال لین اور جدے جدے فرقے متفرق ہوگئے پھر سمجھائے سے مانتے نہین اور ایک راہ اللہ کی بتائی ہوئی رسول کے کہنے کے موافق سب ملکر نہین چلتے اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تجھے اونسے کچھ کام نہین وہ تجھ سے الگ ہین وہ اللہ کے حوالہ ہین کہ اللہ تعالیٰ اونکو عذاب کریگا وہ جانینگے کہ وہ ہماری بدعات کے کام ایسے برے تھے اس سے معلوم ہوا کہ جب لوگ اللہ رسول کے حکم موافق عمل نہین کرتے اور نئی نئی راہین نکالتے ہین اور سمجھانے اور منع کرنے سے باز نہین آتے تو اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت اور مہراون پر سے اوٹھالیتا ہے سو وہ گمراہی مین پڑے رہتے ہین کیا عجب روز اونکو عذاب ہوگا سواب دنیا مین اللہ کی طرف سے ہدایت کے واسطے قرآن آچکا اور رسول بتا چکے پھر اب اگر کوئی نہ مانے تو اللہ تعالیٰ خود آپ آکر بتانے کا نہین مگر قیامت کو عذاب البتہ کریگا قال اللہ تبارک وتعالیٰ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورہ روم مین ہو اومین سے جنھون نے پھوٹ ڈالی اپنے دین مین اور ہوگئے بہت گروہ ہر فرقہ جو اپنے پاس ہے اوسپر خوش ہورہے ف یعنی جو کام شریعت مین یا عقل کے نزدیک صریح بد ہے اوسکو ہر کوئی بد جانتا ہے اور جو کام برا کہ آدمی اپنی عقل سے یا اور کسی سے سیکھ کر نیا ایجاد کرتا ہو تو اوسکی برائی صریح قرآن حدیث مین نہین پاتا سو اس کام کو نیک جانتا ہے اور اوسپر خوش ہوتا ہے اور بہت شخص جو ایسی نئی نئی باتین نکالتے ہین تو خوش ہوکر یا اوسکو پسند کرکے اختیار کرتے ہین اور ہر فرقے کی جدی جدی نئی نئی بدعتین علیحدہ علیحدہ ہوتی ہین تو گروہ گروہ جدی جدی ہوجاتے ہین اور دین مین ایکا نہین رہتا اور پھوٹ پڑ جاتی ہے مثلاً ایک فرقے نے مرتضیٰ علی کو اور سب صحابون سے افضل اور بہتر جانا اور اپنا لقب تفضیلیہ رکھا اور ایک فرقے نے اونسے بڑھکر مرتضیٰ علی کو افضل اور اور اصحابون کو برا جانا اور محرم مین محفلین تعزیہ داری اور مرثیہ خوانی اور سینہ پوشی اور چھپٹی اور بس اوڑانے کی ایجاد کین اور ایک عید غدیر اور عید ہا با شجاع ٹہرائی اور نوروز کیا اور روزے نماز اذان و وضو مین کمی بیشی کرلی اور اپنا لقب شیعہ محب اہلبیت رکھا اور ایک فرقے نے اونکے مقابلہ مین علی کو برا کہا اور اپنا لقب خارجی پسند کیا اور ایک فرقے نے علی مرتضیٰ کی اولاد کی دشمنی اور عداوت اختیار کی اور ناصبی خطاب اپنے واسطے گوارا کیا اور ایک فرقے نے شفاعت اور دیدار الٰہی کا انکار کیا اور گناہ کبیرہ کو اسلام سے خروج کا باعث جانا اور معتزلی کہائے اور ایک فرقے نے گوشہ نشینی اور

ترک امر بالمعروف ونہی عن المنکر اختیار کرکے شغل ہر رخ اور نماز معکوس اور ختم اور توشے اور طرح طرح کے نئے نئے درود وظیفے
اور غالنامے اور گنڈے تعویذ اور اوتارے اور حاضراتین اور عرس اور قبروں پر مراقبہ اور باجا راگ سننا اور حال
لانا ایجاد کیا اور مشائخ اور پیر کہلائے پھر کسینے آپکو چشتی مقرر کیا کسینے قادری کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی
کسی نے رفاعی ٹھہرالیا اور کوئی سر پر بڑے بڑے بال رکھکر چار ابد کا صفایا دیکر اور بڑی بڑی ٹوپیان اور تاج دھر کر
اور کفنی اور سلیپان گلے مین ڈالکر مدار یہ یا جلالیہ مشہور ہوا اور کسی نے دو چار ڈلین منطق اور ریاضی اور ہندسے کی
یاد کرلین اور آپکو ملا اور مولوی اور عالم مشہور کرنا چاہا سو اسکے اور سیکڑون بلکہ ہزارون طرحکی راہین نکالین اور
ہر ایک فرقہ خوش ہوا کہ ہمہی خوب ہین اور ہماری ہی راہ اچھی ہے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ایسا نکرو بلکہ ایک ملت
اور دین اختیار کرو جو اللہ نے فرمایا اور سابق مین بھی یہود و نصاریٰ نے اپنے دین مین تفرقہ ڈالا اور کئی گروہ ہوگئے سو
تم دینے ہوا اور اپنے دین مین پھوٹ اور تفرقہ نہ ڈالو ایک قرآن حدیث پر عمل کرو اور اپنے پیغمبر ہی کے تابع رہو تاکہ
دین مین پھوٹ نہ پڑے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی کو چاہیے کہ اپنے ہی مذہب اور رویہ طریقے رسوم عادات
کو اچھا جانکر اور پیسہ جمع کرکے بغلیں بجکر بیٹھ نرہے بلکہ حق بات کی تلاش مین رہے اور اپنے مذہب اور رویہ اور طریقے
رسوم کو قرآن وحدیث سے مقابلہ کرے جو اوسکے موافق ہو وہ اختیار کرے اور جو اوس سے مخالف ہو وہ ترک کرے بنا گمراہی
کی ہی ہے کہ آدمی اپنے رویہ طریقہ پر اڑ رہے اور بیفکر ہوکر بیٹھ رہے بہت خلقت اسی سے گمراہی مین پڑی ہے کہ اللہ اور
رسول کا حکم دریافت اور تحقیق نہین کرتے اپنے بزرگون کی راہ پر خاطر جمع سے مطمئن ہوکر بیٹھ رہے اور جانا کہ یہی حق ہے
قَالَ اللّٰهُ مَارِكٌ وَتَعَالٰى وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ
سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ انعام مین کہ یہ راہ میری سیدھی ہے سو اسپر چلو اور سیدھے چلو
کسی اور راہ پر نہ چلو نہیں تو اوسکی راہ سے یہ کہہ کر ہٹا دیگا کہ تم چلتے رہو۔ صوف یعنی حقانی فرمایا یہ قرآن جو مین نے تمہارے واسطے بھیجا جو راہ اور
طریقہ اور دین تمہاری اصلاح کرنیکے لئے فرمایا یہی راہ میری رضامندی اور میرطرف پہنچنے کی سیدھی ہے اس راہ پر چلو اور سوا اسکے اور راہین پر چلو
دادا کی اور پیر اُستاد کی رسم و رواج ملک کی بادشاہونکی نہ چلو اگر اون راہون پر چلوگے تو وہ راہین تمکو میری راہ سے بہکا دینگی یہ مین نے
تمکو سمجھا دیا تاکہ تم خبردار ہوجاؤ اور راہون سے بچتے رہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک بادشاہ نے کسی شخص کو دو ہے اپنے حضور مین بلایا اور فرمان
قاصد سوار کے ہاتھ بھیجا اور اوسمین لکھدیا کہ فلانے شاہراہ پر ہوکر سیدھے آیو اور اوس شاہراہ کی نشانیان لکھدین اور یہ بھی لکھدیا کہ فلانا فلانا
قافلہ جسپر فرمان لیکر پہنچتا ہو اوسکے ساتھ جس طرح یہ راہ پر لاوے حضور مین آیو اور اس راہ مین اور بھی بہت راہین ملینگی کہ وہ اور طرف
گئی ہین اون راہون کے چلنے والے بھی راستہ مین ملینگے اور اپنی طرف بلاوینگے اونکی طرف نجایو اور نہین تو بہک جاوگے
اور حضور تک نہ پہنچوگے پھر وہ شخص تھوڑی دور چلکر اور راہون پر لگجاوے اور اوس قاصد کے کہنے کے موافق نہ چلے اور فرمان کو
نہ دیکھے اور اُسکے مطلب کو نہ دریافت کرے اور اور راہونکے چلنے والون کے پیچھے چلے اور پھر جانے کہ مین سیدھی راہ پر

بادشاہ کے حکم بموجب چلتا ہون تو وہ شخص ہرگز بادشاہ تک نہ پہنچیگا تو اب اوس کو یون سمجھا چاہئے کہ جیسے ہر زمانہ مین لوگ دنیا کے کامون مین نئی نئی وضعین اور طرحداریان نکالتے ہین ویسے ہی دین کے کامون مین ہر زمانہ کے لوگ نئی نئی باتین اور جدی جدی راہین نکالا کرتے ہین چنانچہ اس سبب سے اگلے دین والے لوگ یہود و نصاریٰ کئی فرقے ہوگئے اور مسلمانون مین بھی لوگ ہزارون فرقے بنگئے سو اللہ تعالےٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا قاصد بنا کر اور فرمان اپنا دیکر لوگون کے واسطے بھیجا اور لوگون کو اپنی طرف بلایا قرآن مین سب پتے اپنی طرف پہنچنے کے صاف لکھوندیے اور حضرت نے بھی سب رویے طریقے صاف صاف بیان کردیے اور اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ قرآن سیدھی راہ ہے اوسکے موافق راہ پر چلو تو اللہ تک پہنچو پھر اگر یہود کے یا نصاریٰ یا مجوس کے یا ثنوی کی راہ چلوگے یا اور راہین نئی ایجاد کروگے تو نہ پہنچوگے بلکہ بہک جاوگے جو مسافر کئی راہین چلے وہ منزل مقصود کو نہین پہنچے اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن کے موافق عمل کرنا اور قرآن کی راہ کو اختیار کرنا یہی راہ مضبوط سیدھی ہے کہ اس راہ پر آدمی بے خطر اللہ کی طرف پہنچتا ہے اور جو شخص اور راہون پر چلے وہ گمراہ ہے اللہ کی راہ سے علیحدہ پھرا وہ اور راہین کیسی ہون خواہ اگلے کافرون کی خواہ اگلے کافرونکی خواہ جاہلون کی خواہ بدعتیون کی چنانچہ اس زمانہ مین اکثر لوگون نے یہی رویہ اختیار کیا کہ ایک راہ قرآن قرآن وحدیث کی چھوڑکر بہت سے فرقون کی راہین اختیار کین نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ عبادت نکرنا دہریون اور سوفسطائیون کی راہ یا نماز مین سستی اور جو عبادت اپنی مرضی موافق ہو کرنا اور جو اپنی مرضی کے خلاف ہو اوس سے دل چرانا بعضا حکم شریعت کا ماننا بعضا نہ ماننا ظاہر مین اور دلمین اور منافقونکی راہ اور قبرون پر مسجدین اور مقبرے اور قبرین اونچی اونچی بنانا اور اپنے بزرگون کے حق مین یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ خدا تعالیٰ سے ملکر ایک ہوگئے تھے یا خدا اونمین سما گیا تھا نصاریٰ اور ہندؤن کی راہ اور مُردون سے حاجتین مانگنا اور اونکی منتین ماننا کفار قریش کی راہ اور اپنے باپ دادے کی راہ اور رویہ کو خلاف خدا اور رسول کے اختیار کرنا اور اونکی رسم و رسوم کو مقدم سمجھنا اگلے کافرون کی اور ہندؤنکی راہ اور اپنے نسب پر فخر کرنا اور موت مین پیٹنا چلانا ماتم کرنا اور اگلے کافرون کی راہ اور تکلفات اور تعظیم مغرط اور ظاہرداری بہت کرنا عجمیون کی راہ اور بیوہ عورت کو دوسرا نکاح عیب جاننا یا شادی مین سہرا اور مقیشا باندھنا ڈاڑھی مُنڈانا اور عیدین بغلگیر ہوکر ملنا اور شب برات مین روشنی کرنا اور گدھے اور خچر اور اونٹ کی سواری کو معیوب سمجھنا شگون بدلینا اور تاریخ اور دن اور ساعت وغیرہ کی نحوست سعادت ماننا بزرگون کی تصویرون کی تعظیم کرنا تیجا دسواں چالیسواں برسی مردون کی کرنا اور چیچک کی بیماری مین سیتلا بھوانی کا ماننا اور چھوت وغیرہ کا لحاظ کرنا اور بت پرستی جیسے تعزیہ جھنڈے نشان قدم رسول وغیرہ کی تعظیمین کرنا یہ سب ہندؤن کی راہ اور اپنے عالمون اور مولویون اور درویشون کی نکالی ہوئی ایجادی بات کو خدا اور رسول کے فرمودے کے برابر سمجھنا اور اوسکی تحقیق نکرنا یہود و نصاریٰ کی راہ لوگون نے اختیار کی اور بہت باتین اپنی طرف سے نئی نکالین جیسے پیغمبر خدا صلعم کے اصحابون کو برا کہنا اور ہزارون باتین

اور رسمین اپنے یہان جاری کرلین اور ایک راہ قرآن و حدیث کی چھوڑ دی اور گمراہی مین پڑ گئے اگر قرآن کی راہ اختیار کرتے تو اپنا اچھا دین ہوتے ہوئے اور بدونون کافرون کی راہین کیون چلتے اور طرفہ یہ کہ پھٹے منھ زبان سے پھر بھی دعوے کیے جاتے ہین کہ ہم مسلمان ہین اور خدا تعالی سے محبت رکھتے ہین قال اللہ تبارک وتعالی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ آل عمران مین کہ کہدے اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہے اور بخشے گناہ تمھارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ف یعنی ہر دین اور مذہب کے لوگ یہ دعوی کرتے ہین کہ ہم کو اللہ تعالی کی محبت ہے اور ہم اُسکے بندے ہین اور جو کام ہم کرتے ہین سو اُسی کی محبت سے کرتے ہین تاکہ وہ ہم سے خوش ہو اور ہم کو چاہے پھر اگر ہم سے کچھ گناہ بھی ہو جاوے تو وہ بخشدیگا اللہ صاحب نے فرمایا کہ اے پیغمبر تو اِن لوگون سے کہدے کہ اگر تم سچے ہو اور تمکو اللہ سے محبت ہے تو اللہ نے مجھکو اپنا رسول کرکے تمھارے پاس بھیجا کہ تم میرے کہنے بموجب اوسکی بندگی کرو اُسکی محبت کے جو کام بتلاؤن سو کرو سو تم میری راہ چلو تاکہ معلوم ہو کہ تم کو اللہ سے محبت سچی ہے تو وہ تمھارے گناہ بھی بخشے گا ایسے شخصون کے واسطے وہ بخشنے والا ہے اور مہربان ہے پھر جو شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ نہ چلے بلکہ اپنی طرف سے نئی نئی راہین نکالے پھر دعوی کرے کہ مجھکو اللہ تعالی سے محبت ہے سو وہ جھوٹا ہے اور اللہ تعالی اوس سے بیزار اور پیغمبر صلعم کی طرف سے اُسپر پھٹکار اسواسطے کہ وہ شخص اگرچہ ظاہر مین اللہ تعالی کی محبت کا دعوی کرتا ہے مگر حقیقت مین گویا دعوی پیغمبری کا رکھتا ہے کہ اپنی ایک شرع نئی جدا ہی قائم کرتا ہے وہ پیغمبر کا تابعدار کاہے کو ہے بلکہ دوسرا بھائی جیسے باغی خوشامدی محبت یونہی ہوتی ہے کہ محبوب کے کہنے کے موافق کام کیجیے نہ جسطرح اپنا جی چاہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص حضرت کی سنت کی پیروی نکرے اور پھر اللہ تعالی کی محبت کا دعوی کرے تو وہ جھوٹا ہے اور جو سنت کے موافق کام کرے اوسکی محبت اللہ تعالی سے سچی ہے اور وہ اللہ کا محبوب ہے اللہ تعالی اوسکو چاہتا ہے اوسکے گناہ معاف ہونگے اور اللہ تعالی کی طرف سے اُسپر بخشش اور مہربانی ہوگی قال اللہ تبارک وتعالی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نسا مین کہ سو قسم ہے تیرے رب کی اُنکو ایمان نہوگا جبتک بھی کو منصف نہ جانین جو جھگڑا اوٹھے اُسمین پھر نپاوین اپنے جی مین خفگی یعنے فیصلہ سے اور قبول رکھین مان کر

ف یعنی جب کسی عبادت یا دنیا کے معاملہ یا رسم اور عادت کی بابت لوگ آپس مین جھگڑا اوٹھے ایک کہتا ہو یون کیا چاہیے اور دوسرا کہتا ہو یون نہین یون کیا چاہیے ایک دعوی کرے میرا ہے دوسرا کہے میرا ہے کوئی کہے یہ کام یا رسم و عادت بد ہے کوئی کہے نیک ہے تو ایسے وقت مین چاہیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف جانین اور حاکم ٹھیراوین پھر جو حکم حضرت فرماوین یا حضرت کی حدیث سے ثابت ہو اُس حکم کو خواہ اپنی مرضی کے موافق ہو خواہ خلاف جان و دل سے خوش ہو کر قبول کرین اور مان لین

تب مسلمانی کا دعویٰ سچا معلوم ہو اور جو شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصف اور حاکم نہ بدے یا حضرت کے
حکم سے دلمین ناخوش ہو اور حکم کو نہ مانے اور چون وچرا کرے وہ ہرگز مسلمان نہین بلکہ کافر و منافق ہی ظاہر ہین
آپکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مین کہتا ہے پھر حضرت کے فیصلہ سے اور حکم سے راضی نہین ہوتا
اور دلمین خفگی اور تنگی لاتا ہے۔ اس مقام پر انصاف سے پوچھا چاہیئے کہ اس زمانہ مین ہندوستانی
مسلمانون مین ہزارون نئی باتین اور نئے عقیدے اور رسم ورسوم جو رائج ہین اور ایک جہان اسمین گرفتار
ہے جیسے لڑکا پیدا ہوتے وقت ایک بکرا ذبح کرنا اور بندوقین چھوڑنا اور رچاکی چارپائی پر تیر اور کلام اللہ
رکھنا چھٹی کرنا اور نام فلان بخش اور غلام فلان رکھنا اور اگرچہ خون رچا کا چالیس روز سے کم مین بند
ہوجاوے مگر پورے چالیس دن تک اوسکو ناپاک سمجھنا بسم اللہ کے واسطے چار برس اور چار مہینے کی
قید کرنا اور بسم اللہ کی شادی کی محفل کرنا اور ختنہ مین شادی اور محفل اور رسم ورسوم کرنا اُس مختون کو معاہ
قبرون یا نشان یا جھنڈے کے سلام کو لیجانا اُسکے ہاتھ مین بال کا کنگنا باندھنا اور اوسکے ہاتھ مین لوہا رکھنا
اور رسوم منگنی کی کرنا پیڑے وغیرہ بانٹنا اور شادی نکاح مین اہوتی باندھنا اور دروازون پر نیل یا چونے
کے ٹیکے دینا ساچق اور آتشبازی اور پھول کٹھولی اور روشنی کی سیدھیان اور ٹٹیان اور ناچ اور رنڈ
مذبنی یا سرخ کپڑے پہنانا کنگنا باندھنا مرد کو مہندی لگانا سہرا باندھنا اور ڈونے گانا اور جلوہ کرنا اور شادی
سے پہلے برادری کا کھانا کرنا اور چوتھی کھیلنا محرم مین عورت کی صحبت اور عورت کو زینت ترک کرنا چارپائی پر
نہ سونا تعزیہ بنانا شدے نکالنا محرم کی محفلین کرنا علم چڑھانا مہدی بنانا اور صفر کے مہینے کو بالخصوص بدون
نامبارک سمجھنا اور آخری چارشنبہ کو سیر کو جانا اور ربیع الاول مین مولود کی محفل ترتیب دینا اور جب وہان
کے پیدا ہونے کا آوے کھڑے ہوجانا اور یہ جاننا کہ روح حضرت کے یہان آتے ہے اور ربیع الثانی
کی گیارھوین کرنا اور جمادی الاول مین مکن پور کو بدیع الدین شاہ مدار کے چلے کو عرس مین جانا اور شعبان مین
آتشبازی چھوڑنا اور حلوا پکانا اور چراغ بہت سے جلانا اور رمضان مین اخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع اور قضا نماز
پڑھنا شوال مین عید کے روز سوتیان پکانا اور بعد نماز عید کے بغلگیر ہوکر ملنا یا مصافحہ کرنا اور ذیقعدہ
کے مہینے مین نکاح نکرنا وعلی ہذا القیاس کفن کے ساتھہ جانماز اور جادرہی ضرور بنانا اور نعش کی چارپائی
منحوس سمجھنا اور حضرت عزرائیل کے نام کو یا سورۂ یٰسین کو معاذ اللہ بد جاننا اور کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھنا اور قبر مین
قل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا اور تیجا دسوان چالیسوان اور چھ ماہی اور برسی عرس مُردون کے کرنا اور
استغاثہ مروجہ کرنا حافظون کو قبرون پر بٹھلانا قبرون پر چادرین ڈالنا مقبرے بنانا قبرون پر تاریخ لکھنا
وہان چراغ جلانا موت کے ذکر کو برا جاننا بعد تین روز کے ماتم پرسی کرنا اور دور دور سے سفر کرکے قبر پر جانا

اور توشے اور سرمدان کرنا اور باپ کے ترکہ سے بیٹیون کا حصہ نہ دینا اور بیماریون مین ٹوٹکے کرنا حاضر تین کرنا منگل و ہر سنیچر کے دن کو نامبارک سمجھنا اور بعضی تاریخون کو نحس جاننا گھوڑے جو یلی عورت مین مبارکی نحوست کی علامتین مقرر کرنا اور وردناد علی اور ختم بزرگون کے نام کا یا قرآن کی آیتون کو معکوس پڑھنا اور چراغ جلتے وقت ایک دعا ایجادی پڑھنا اور شغل برزخ وغیرہ طریقہ ایجاد کرنا اور اوسکو عمل مین لانا اور مغرب کی نماز کے بعد یا دہ قدمی پڑھنا اور ہولی دوالی وغیرہ کفار کی رسمون کو ماننا اور اونٹ اور گدھے اور خچر کی سواری کو معیوب سمجھنا اور عورتون کا مردون سے اور مردون کا عورتون سے سلام علیک کرنا معیوب سمجھنا اور اسیطرح خوردون کا بزرگون سے یا بزرگونکا خوردون سے سلام علیک کرنا ادب کے خلاف جاننا اور خطبہ مین ہاتھ اٹھاکر دعا مانگنا بیٹھکر خطبہ پڑھنا اور علاوہ اسکے سلف کے عقائد سے انحراف کرنا وحدت وجود اور وحدت شہود یا جبر و قدر کے مسئلہ مین گفتگو کرنا اوسکے اسرار کی بہت سی تحقیق مین مشغول ہونا اور معاند انہ تقدیر کا انکار کرنا اور حضرت علی مرتضی کو حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض سے افضل جاننا اور حضرت ابوبکر و عمر کی خلافت کو برحق نہ سمجھنا اور اہلبیت یا اصحابون کے حق مین بداعتقادی کرنا یا اُنپر طعن کرنا اور مقلد کے حق مین تقلید ہی کافی جاننا اور تحقیق ضروری نہ سمجھنا راگ باجا سُننے کو بہتر جاننا اپنی ذات پات نسب کی بڑائی کرنا آپس مین ایک دوسرے کی گفتگو اور حرکات سکنات تحریر مین تعظیم زیادہ کرنا مہر عورتون کا زیادہ مقرر کرنا اور شادیون مین خرچ بیجا کرنا بیوہ کا دوسرا نکاح معیوب سمجھنا مصیبت مین چلانا پیٹنا زیادہ سوگ مین بیٹھنا اپنے جسم اور مکان اور سواری وغیرہ کی زینت بہت سی کرنا غرضکہ یہ باتین اور سوا اسکے ہزارون رسمین جو رائج ہین کہ ہزارون آدمی یہ رسمین کرتے ہین - اور بہتیرے آدمی منع بھی کرتے ہین قطع نظر اور دلیلون سے جب مسلمانون مین اختلاف پڑا اور اسبات پر جھگڑا اُٹھا تو ایسے وقت مین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصف اور حاکم ہونا چاہیئے اسواسطے کہ حضرت کے وقت مین یہی لڑکے پیدا ہوتے تھے عورتین زچا ہوتی تھین اور لڑکون کے ختنے ہی ہوتے تھے اور قرآن پڑھنا اُنکو شروع ہوتا تھا اور لوگونکے نکاح ہوتے تھے اور لوگون کو بیماریان ہوتی تھین اور لوگ مرتے تھے اور قبرین بنتی تھین اور چلّا اور برس روز گذرتا تھا اور محرم اور صفر وغیرہ مہینے آتے تھے تو ایسے وقتون مین حضرت کیا کرتے تھے اور کیا فرماتے تھے اور حضرت کے اصحاب کسطرح عمل مین لاتے تھے پھر اگر ان کامون کا برا ہونا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل اور تقریر سے ثابت ہو تو چاہیئے مسلمان خوش ہوکر دل سے قبول کرے اور ویسا ہی حضرت کی مرضی موافق عمل مین لاوے اور جو شخص اسکی برائی دریافت کرکے ناخوش اور خفا ہو اور ان کامون کا ترک کرنا برا لگے تو صاف جان لیا چاہیئے کہ وہ شخص اس آیت کے حکم بموجب مسلمان نہین اور یہ بے شبہ بات ہے کہ

حضرت کے اور اصحابون کے اور تابعین بلکہ تبع تابعین کے بعد یہ رسمین رائج ہوئین تو اب معلوم کیا چاہیئے کہ حضرت نے نئی رسمون اور ایجادی کامون کے حق مین کیا فرمایا سو سننا چاہیئے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ ترجمہ یہ کہ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسنے نئی چیز نکالی ہمارے اس دین مین جو چیز اسمین سے نہین ہے وہ چیز باطل اور ردہے ف یعنی جس نے ایسی چیز دین مین نکالی کہ جسکی دین مین اصل بھی نہو سو وہ چیز باطل اور ردہے نئے کام دو طرحکے ہین ایک وہ کہ حضرت کے یا صحابون کے یا تابعین یا تبع تابعین کیوقت مین ایسا واقع ہوا کہ اُس نے کام کی حاجت ہوئی بعد اس زمانہ کے ایسا واقع ہوا کہ اُس نئے کام کی حاجت ہوئی مثلاً حضرت کے وقت مین صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت یا تابعین کے وقت تک کسیکو صرف ونحو پڑہنے کی یا قرآن مین زبر زیر بنانے کی یا فقہ کی کتاب تصنیف کرنے کی حاجت ہوئی اسواسطے کہ سب مسلمان عرب تہے کلام اللہ کو بے صرف ونحو کے سمجھتے تھے اور بے زیر زبر کے صحیح پڑھتے تھے اور اکثر لوگ مسائل کے عالم تھے اور اختلاف کو تھا سو اُنکو احتیاج ہی نہوئی کہ فقہ کی کتاب اور فتاوے بناتے بعد اُس زمانہ کے جب اسلام تو ران اور ہندوستان وغیرہ کی طرف پہونچا تب احتیاج ان چیزونکی ہوئی اور بموجب اشارے آیات وحدیث کے یہ چیزین بنائی گئین تو یہ چیزین کہ وسیلہ علم کا ہین جیسے صرف ونحو اور علم قرات اور اصول اور فقہ اور کتابین تصنیف کرنا اور اجتہاد وغیرہ چیزین ان لوگون کے حق مین بدعت نہین اور دوسری طرحکے نئے کام وہ ہین کہ وہ واقع بھی ہوئے مگر حضرت کے یا صحابون یا تابعین یا تبع تابعین کے وقت مین وہ نئی چیزین بے انکار کے جاری ہوئین تو وہ چیزین بدعت اور باطل اور مردود ہین مثلاً اوسوقت مین لوگ مرتے تھے اور دفن ہوتے تھے مگر کوئی تیجا دسواں چالیسواں نہین کرتا تھا اور اسی طرح سے فاتحہ نہین دیتا تھا اور یہ رسوم لوازمات میت سے کوئی نہ سمجھتا تھا مثلاً اوسوقت مین لوگون کے نکاح ہوتے تھے پر کوئی ساچق اور آتشبازی وغیرہ اور مصحف آرسی نہین کرتا تھا تو ایسے سبکام باطل اور مردود ہین اسواسطے کہ دین کا کام وہ ہوتا ہے جسکے کرنے مین خوبی اور بہتری اور ثواب ہو اور نکرنے مین ثواب جاوے یا الزام آوے اور بُرائی ٹھہرے یا عذاب ہو سو دین کے کام دو طرحکے ہین ایک وہ کام جو دل سے علاقہ رکھے ہین جیسے نیت اور اعتقاد اور فکر وصیان محبت عداوت وغیرہ دوسرے وہ کام جو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہین سو وہ کام یا عبادت ہین یا معاملات ہین یا رسوم وعادت ہین تو ان دونون طرحکے کامون کا حکم کرنا اور ٹھہرانا اور بتلانا اور ان کامون مین وقت اور جگہ اور وضع اور گنتی مقرر کرنا حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام تھا اور اسیواسطے حضرت کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کرکے بھیجا سو حضرت نے فرمایا کہ جسنے کوئی عقیدہ

یا کوئی عبادت یا کوئی رسم نئی نکالے اور اوسکی مثل اور نظیر بھی دین مین نہ ہی سو وہ عقیدہ اور عبادت اور رسم یا جو دین کے عقیدے اور عبادت اور رسم مین وقت جگہ یا وضع ہیئت یا گنتی کی قید اپنی طرف سے مقرر کی سو بدعت اور باطل اور مردود ہے اور معلوم رہے کہ مثل اور نظیر کا دریافت کرنا ہر شخص کا کام نہین یہ مجتہد کا کام ہے

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ *

ترجمہ مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہی کہ مسلم نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی باتون مین سے اچھی بات اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے اور بہتر راہون مین سے بہتر راہ محمد کی ہے اور سب بُرے کامون سے بُرا کام وہ ہی جو نیا ہی اور ہر نئی چیز گمراہی ہی یعنی سبب گمراہی کا ہے

ف یعنے اللہ تعالی آدمی پر باپ سے زیادہ مہربان ہے کہ اسنے اگلے دین سب منسوخ کر کے لوگون کی ہدایت کے واسطے کتاب قرآن مجید بھیجا اور اوسمین جو باتین دنیا اور آخرت مین آدمی کے کام کی تھین بیان کر دین سو وہ سب نئی باتون سے اچھی ہی اُسپر عمل کرو اور اللہ تعالی نے حضرت کو پیغمبر کر کے بھیجا اونھون نے قرآن کا سب مطلب صاف صاف بیان کر دیا اور عمل کر کے دکھلا دیا کوئی بات باقی نرہی جس کی نئی ایجاد کر نیکی دین مین ضرورت ہو پھر باوجود اسکے جو دین مین کوئی نئی بات نکلے وہ سب برائیون سے زیادہ بُری ہے کہ دین مین نئی بات نکالنا گویا اپنی ایک شرع جدی قائم کرنا ہی یا قرآن مین اور حضرت کے رویہ اور کام مین نقصان بتانا ہے گویا یہ دعوی کرنا ہے کہ یہ بات خدا تعالی نے قرآن مین نہ کہی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوئی جو کہہ جاتے سو اب ہم نے نکالی اور جو بات ایسی ہو کہ جسمین ایسی بُری بات لگتی ہو وہ صریح گمراہی ہی اسیواسطے بدعت کا کام سب کاموں سے زیادہ بد ہے کہ بدعتی کو توبہ نصیب نہین ہوتی اس سبب سے کہ وہ بدعت کو نیک کام جانکر کرتا ہی تو اوسکو کبھی توبہ کرنیکا خیال ہی نہین گزرتا اسیواسطے حضرت نے فرمایا کہ سب بدعتین گمراہی ہین -

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ ترجمہ مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہی کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ غضب اللہ کا سب آدمیون سے تین پر ہے ایک گناہ کرنیوالا حرم مین دوسرے چاہنے والا اسلام مین اگلے کافرون کی عادت کے کام تیسرے چاہنے والا مرد مسلمان کا خون ناحق صرف اسواسطے کہ بہاوے اسکا خون ف یعنے جو شخص گناہ کرتا ہی تو اللہ صاحب اوسپر ناخوش ہوتا ہے اور اوسکی طرف غضب الٰہی متوجہ ہوتا ہی جتنے آدمی دنیا مین گناہ کرتے ہین جسقدر غضب الٰہی

اون سب لوگون کی طرف ہوتا ہے اون سب سے زیادہ غضب الٰہی اوسپر ہوتا ہے جو کعبہ شریف کے حرم مین گناہ کرے اور جو شخص کافرون کی رسم مسلمانون مین جاری کیا چاہے اور جو ناحق کسی مسلمان کا خون کرنا چاہے اسواسطے کہ وہ شخص گویا اللہ تعالی کا مقابلہ کرتا ہی کعبہ شریف کو اللہ تعالی نے اپنا گھر ٹھہرایا اور وہان کے ادب کا اور وہان کی عبادت کا حکم دیا پھر جس نے وہان کا ادب نکیا وہان گناہ کیا تو اوسنے نہایت بی ادبی کی بلا تشبیہ جیسے کسی نے باوجود بادشاہ کے منع کرنیکے بادشاہ کے روبرو دیوان خاص مین قصور اور بے ادبی بادشاہ کی کی اور اللہ تعالی نے آدمی کو پیدا کیا اوسکے آنکھ ناک کان اعضا درست بنائے اوسکو بڑھاپا دنیا مین جگہہ دی پھر ایمان اوسکو دیا پھر جس نے اوسکو مارڈالنا چاہا تو اوسنے گویا اللہ کا مقابلہ کیا کہ جسکو اللہ تعالی رکھا چاہے اوسکو یہ مٹایا چاہے اور اگلے لوگون نے کچھہ اپنی عقل سے رسم رویہ نکال لئے تھے کہ اونکو وہ نیک جانتے تھے اللہ تعالی نے پیغمبر صاحب کو پیغمبر کرکے قرآن دیکر بھیجا اور حکم کیا کہ اگلے کافرون کی رسم رسوم مشاوین اون لوگون کو اوسکے کرنے سے باز رکہین پھر جو شخص وہ رسم و رسوم اگلے کافرون کی پھر جاری کرے اور چاہے کہ مسلمانون مین وہ رسمین جاری ہوجاوین تو اوسنے گویا شریعت کے مٹانے کی بنیاد ڈالی اور کفر کے جاری ہونے کی تدبیر کی تو یہ شخص گویا خدا تعالی کا مقابلہ کیا چاہتا ہے کہ جسکو خدا مٹایا چاہے یہ جاری کیا چاہتا ہی اور خدا تعالی کا دشمن ٹھیر جاتا ہے اور اگلے کافرون کی یہی رسمین اور عادتین تھین کہ اپنے مولویون درویشون کی نکالی ہوئی بات کو عین خدا ہی کا حکم سمجھنا اور باوجود مخالفت فرمودہ خدا اور رسول کے اس بات کو غلط نہ جاننا اور نہ چھوڑنا اور خدا رسول کے کلام کے مقابلہ مین اس بات کی سند پکڑنا اپنے باپ دادے کی رسم رویہ کو مقدم جاننا مسئلہ کے مقابل مین اوسکی دلیل اور سند پکڑنا دنیا کی طمع یا لوگونکی برا ماننے کے خوف سے یا نفسانیت کی راہ سے سچا مسئلہ بیان نکرنا کلام اللہ اور کلام رسول مین تحریف کمی بیشی کرنا اپنی خواہش کے موافق مسئلہ تاویلی تراش لینا صلح کل کا رویہ اختیار کرنا اپنی ذات نسب خاندان پر فخر کرنا اور سوئم دسوین دن کی لینا مُردون کے بیان کرکے چلا کر رونا پیٹنا غم مین سیاہ کپڑے پہنا قبرین بلند بنانا قبرون پر یا مقبرے مین اوسکی تاریخ وغیرہ لکھنا مقبرے بنانا قبرون پر مسجدین بنانا وہان کھانا چڑہانا باجے راگ کو عبادت سمجھنا نوروز کو ماننا صفر کے مہینے کے تیرہ دن کو نامبارک سمجھنا سعادت نحوست ستارونکی اور دنون کی ماننا جن پریون کی مانتا کرنا منگون لینا بزرگون کی منتین ماننا بزرگون کی نیاز اچھوتی ٹھیرانا تصویرون کی تعظیم کرنا اور جس شخص سے کچھہ معجزہ کرامت نہوا اوسکو پیغمبر اور ولی سمجھنا وغیرہ وغیرہ یہ رسمین اور عادتین سب یہود اور نصاری اور مجوس اور منافقون کی اور مکے والے اگلے مشرکون کی ہین اور سوا اوسکے اور ہزارون رسمین ہندؤن کی ہین کہ لوگون نے اپنے یہان رائج کرلین کہ پیغمبر خدا ایسی ہی

باتون کے مٹانیکو اور ایسی ہی رسمون کے دفع کرنیکے لئے آئے اور قرآن نازل ہوا پھر جو شخص ایسی رسمین احداث
اختیار کرے اور مسلمانون مین جاری کرے تو وہ شخص اس حدیث کے بموجب یہ لقب کہ ایک قسم کی بدعت یہ بھی ہے اگلے کافرونکی رسوم
اور خدا کے دشمنون مین شمار آسمقام پر معلوم نہ کہا چاہیئے کہ ایک قسم کی بدعت یہ بھی ہے اگلے کافرونکی رسوم
عادات اسلام مین جاری کرنا گویا وہ رسم اسلام مین نئی نکلی بعضے شخص جو شبہ کرتے ہین کہ جس کام کی ممانعت
برائی قرآن وحدیث مین نہین آئی اسکو ہم کیون برا جانین یہ بات غلط ہے اسواسطے کہ جسکام کی ہم کو خدا
اور رسول کی طرف سے اجازت نہو وہ کام ہمکو منع ہے اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّتِہٖ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ فِیْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ
یَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّہَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِہِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ
وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِیَدِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِلِسَانِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ
وَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِقَلْبِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَلَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ خَرْدَلٍ ترجمہ مشکوۃ کے
باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا ابن مسعود نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ جس نبی کو بھیجا اللہ تعالی نے اوسکی امت پاس مجھسے پہلی تو ہوتے تھے اوسکی امت مین کچھ لوگ
صاف دل اوسکی مددگار اور یار کہ اختیار کرتے تھے اس نبی کا دین یہ اور عمل کرتے تھے اوسکے حکم موافق پھر
یون ہوتا کہ پیدا ہوتے اُنکے بعد بد رویہ لوگ کہ وہ لوگونکو کہتے جو خود نکرتے اور کرتے ایسے کام جسکا حکم نہ ہوتا تو
جنے جہاد کیا اُنپر اپنے ہاتھ سے سو وہ مسلمان کامل ہے اور جو جہاد کرے اپنی زبان سے وہ بھی مسلمان ہے اور جو جہاد کرے
اُنپر اپنے دل سے وہ بھی مسلمان ہے اور نہین ہے بعد اُسکے کچھ ایمان رائی کے دانہ برابر ف حضرت نے اپنی
امت کے خبردار کرنیکو اگلے پیغمبرونکی امتون کا حال بیان کیا سو حضرت کی امت کا بھی یہی حال ہوا کہ حضرت
کے اصحاب صاف دل پاک باطن لوگ تھے کہ حضرت کے مددگار رہتے تھے اور حضرت کے حکم موافق عمل کرتے
تھے بعد اسکے مدت کے ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ لوگونکو اور کچھ بتلاتے اور آپ اور کچھ کرتے خود فضیحت بدیگران
نصیحت اور ایسے کام کرتے جسکا حکم نہین ہوا یعنے نئی نئی ایجاد کے کام بدعت کے سو حضرت نے فرمایا کہ جو
کوئی اُنپر ہاتھ سے جہاد کرے اُنکو مارے اور اُنکا وہ بدعت کا کام متغیر کردے اور توڑ ڈالے اور اُسکا کارخانہ
برہم کردے سو وہ کامل مسلمان ہے اول درجہ کا اور جو کوئی صرف زبان سے منع کرے بدعت سے اور اوس کی
برائیان بیان کرے اور بدعتی کو نصیحت اور بدعت کی فضیحت کرے وہ بھی مسلمان ہے دوسرے درجہ کا اور جو شخص
اُس بدعت کے کام کو دل سے برا جانے اور فکر اور تدبیر اُسکی دور ہونے کی کرے اور بدعتی سے دل نہ ملاوے
وہ بھی مسلمان ہے تیسرے درجہ کا ضعیف الایمان اور جو اتنا بھی نہو اُسمین رائی برابر بھی ایمان نہین

اس سے معلوم ہوا کہ جو خود بدعتی موجد بدعات ہو اوسکے ایمان کا کیا ٹھکانہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے اوسقدر بدعت کے موقوف ہونے کے واسطے کوشش کرنے اور بدعت کے کام کو توڑنے اور زبان سے بدعتیوں کو نصیحت کرے اور بدعت کے عیب بیان کرے اور دل سے بدعت کو برا جانے اور بدعتیوں سے دوستی اور اتحاد نہ رکھے اور نہ رکھے تو ایمان میں نقصان ہے اور جسقدر بدعت سے بچے اور بدعت کو موقوف کرے اوتنا ہی ایمان کامل ہو اور یہ بھی دریافت ہوا کہ جس کام کا حکم نہ ہوا اگرچہ منائی اور ممانعت بھی نہ ہوئی اُس کام کو کرنا بدعت ہے اور ممنوع مثلاً کہنیوں تک دونوں ہاتھ وضو میں دھونا فرض ہے اور بغلوں تک دھونا صریح منع ہی نہیں ہے اور حکم بھی نہیں تو اب اگر کوئی شخص وضو میں بغلوں تک ہاتھ دھوئے اور جانے کہ میں اچھا کرتا ہوں تو اوسکو منع کرینگے کہ وضو میں اسطرح دونو ہاتھ دھونے کا حکم نہیں ہوا یا مثلاً اذان میں اول چار دفعہ اللہ اکبر کہنا چاہیئے پھر کوئی شخص پانچ دفعہ اگر کہے اور دلیل لائے کہ پانچ دفعہ اذان میں اللہ اکبر کہنا منع نہیں آیا تو اوسکو رد کرینگے اور یہی کہینگے کہ چار مرتبہ سے زیادہ کہنے کا حکم نہیں آیا یا مثلاً اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے ساتھ یوں کہے اشہد ان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اسکو منع کرینگے یا مثلاً فجر کی دو سنت مقرر میں کوئی تین یا چار رکعت سنتیں فجر کو پڑھے تو اسیطرح اوسکو بھی منع کرینگے اور یہی کہینگے کہ اسطرح سے حکم نہیں ہوا منع کرنیکو صرف یہی دلیل کافی ہے کہ اس کام کی شریعت میں صراحۃً یا اشارتاً اجازت نہیں آئی مگر ان کام کرنیکے واسطے البتہ دلیل چاہیئے اور حکم ملنے خواہ آیت ہو یا حدیث ہو یا حضرت کے صحابوں کا اور تابعین کا عمل اور اتفاق ہو اَخْرَجَ الدَّارِمِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْہُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّہُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ہِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ وَاِنَّہٗ سَیَخْرُجُ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِہِمْ تِلْکَ الْاَہْوَاءُ کَمَا یَتَجَارَی الْکَلْبُ لِصَاحِبِہٖ لَا یَبْقٰی مِنْہُ عِرْقٌ وَّلَا مَفْصَلٌ اِلَّا دَخَلَہٗ رَوَاہُ فِیْ مِشْکٰوۃَ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور آویگا ایک ایسا وقت میری امت پر جیسا آیا تھا بنی اسرائیل پر جیسے ایک جوتی برابر دوسری کے یہانتک کہ اگر ہوگا میں کوئی ایسا کہ آئے برا کام کیا اپنی ماں سے علانیہ تو البتہ ہوگا میری امت میں بھی ایسا شخص کہ کریگا ایسا اور بنی اسرائیل بہوٹ کر ہو گئے بہتر فرقے اور پھوٹ کر بہ جاوے گی میری امت تہتر فرقے کر سب وہ دوزخی ہونگے سوا ایک فرقے کے اصحابوں نے عرض کیا کون ہے وہ ایک فرقہ یا رسول اللہ فرمایا وہ لوگ جو

اس طریقہ پر ہین جسپر ہین ہون اور میرے یار اور یون ہوگا کہ نکلین گے میری امت سے ایسے گروہ کہ جاری ہونگی اُنمین وہ بدعتین جیسے جاری ہوتی ہے ہڑک کتے کے کاٹے ہوئے کو کہ نہین باقی رہتی اوسکی کوئی رگ اور نکوئی جوڑ مگر بیٹھ جاتی ہی اوسمین ف یعنے جیسے کتے کے کاٹے کی بیماری آدمی کے بالکل رگ و ریشہ مین گوشت و پوست جوڑ بند مین بیٹھ جاتی ہے ویسے ہی ایک زمانہ میری امت پر ایسا آوے گا کہ لوگون مین بدعتین جاری ہو جاوین گی عقیدے اور عبادتین اور وظیفے اور روزے نماز صدقہ خیرات مراقبہ نئی نئی طرحکے نکلین گے اور مسلمانونکے دین مین یہود اور نصاری سے بھی زیادہ پھوٹ پڑے گی کہ وے تو بہتر ہی فرقہ ہوگئے یہ بہتر فرقے ہو جاوینگے سو ویسا ہی ہوا کوئی خارجی ہوا کوئی رافضی کوئی جبری کوئی قدری کوئی معتزلی کوئی آزاد کوئی ستراشاہی اور کوئی سُنی سو حضرت نے فرمایا کہ جو لوگ میرے اور میرے اصحابون کی عقیدی اور طریقے اور رسم اور عادت یعنی سنت کے موافق عمل کرنے والا جو فرقہ ہووہ بہشتی اور جنتی ہی اور باقی سب فرقے جو بدعت کی نئی نئی باتین نکالکر گروہ گروہ متفرق ہوگئے وہ سب دوزخی ہونگے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حضرت کے یارون کے عقیدے اور رسم و عادت اور عبادت کے موافق اپنا عقیدہ اور عبادت اور رسم اور عادت درست رکھے تو وہ جنتی اور سچا سنی مسلمان سنت کے موافق ہے اور جو شخص اونکے عقیدے اور عبادت اور رسم اور عادت کے سوا اور طریقے نکالے یا اونکے طریقے مین کچھ کمی بیشی کرے سو وہ اپنے واسطے دوزخ کی راہ صاف کرتا ہی اُنکے طریقے مین کیا نقصان پایا جو آدمی اور طریقہ نکالے اور پھر مسلمانی کا دعوی کرے جھوٹے نام سے کام نہین چلتا بلکہ الزام آتا ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّعَمْ یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَذٰلِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ ترجمہ مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہی کہ ذکر کیا ترمذی نے کہ انسؓ نے نقل کیا کہ مجکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے بچے اگر تجھہ سے ہوسکے کہ تو صبح اور شام کرے اور تیرے دلمین کسیکی طرف سے کدورت اور میل یعنی کینہ عداوت نہو تو کر پھر فرمایا اے بچے یہ میری سنت ہے اور جس نے دوست رکھا میری سنت کو تو اُسنے مجھے دوست رکھا اور جسنے مجکو چاہا اور دوست رکھا تو وہ ہوگا میرے ساتھہ بہشت مین ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کی دوستی یہی ہی کہ سنت کے موافق عمل کیجیے اور یہی دریافت ہوا کہ جو شخص سنت کے موافق عمل کرے وہ بڑے مرتبہ کا بہشتی ہے کہ بہشت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوگا تو ہر مسلمان طالب بہشت کو چاہیے کہ جسقدر ہوسکے اُسقدر سنت کو حتیالمقدور عمل کرے اور بدعت کو ترک کرے اور بدعت سے بیزار رہے اور ایک سنت یہ بھی ہی کہ شام سے صبح تک اور صبح سے

شام تک یعنی مدام کسی کی عداوت اور کسی سے بغض اور کینہ دلمین نہ رہے اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ

ترجمہ مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے چنگل مارا یعنے عمل کیا میری سنت پر میری امت کے فساد کے وقت تو اوسکو ثواب سو شہید کا ہے **ف** یعنی جب امت کے لوگ طرح طرح کی بدعتین ایجاد کرینگے اور ہر ایک اپنی بدعت کو نیک جانکر ذوق وشوق سے عمل مین لاویگا اور ہزارہا بدعتین ہونگی پھر بعضی بدعت کو کوئی فرض جانیگا اور بعضی کو کوئی واجب بتاویگا اور بعضی کو کوئی سنت ٹہیراویگا اور کوئی مصلحت وقتی اور دنیاوی قرار دیگا اور کوئی رسم اپنے بزرگون کی جانکر اور کوئی عوام کے طعن کے خوف سے عمل مین لاویگا اور ہر ایک اپنی بات پر اڑ رہیگا تو ایسے وقت مین جو شخص سنت پر عمل کریگا اور اُس بدعت سے کنارہ کریگا اور حضرت کے طریق کو نہایت مضبوط پکڑیگا اور کسی حال مین نچھوڑیگا تو اُسکو ثواب سو شہید کے موافق ملیگا اسواسطے کہ ہزارون بدعتی اوسکے دشمن ہونگے اور اُسکو بُرا کہینگے بلکہ اوسکی جان اور آبرو کھونے کی فکر مین رہینگے اور وہ موافق سنت کے خود صبر کریگا اسلیے اُسکو سو شہید کے برابر ثواب ملیگا سو اب اسی اختلاف اور بدعات کا وقت ہے کہ ہر شخص اپنی ہی گاتا ہے اور جو جسکے جی مین آتا ہے بیہودہ عمل مین لاتا ہے پھر کوئی آپ ہی نئی نئی باتین ایجاد کرتا ہے اور کوئی غیر مذہبون اور بد دینون سے رسوم اور بدعات یاد کرتا ہے یہ سب خرابیان اسی سے پڑین کہ لوگون نے قرآن حدیث پڑھنا اور اوسکے معنے دریافت کرنا چھوڑ دیا اس علم شریف مین سستی کی اور اور علمون مین لگ پڑے - اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّعَمْ حِیْنَ اَتَاهُ عُمَرُ رَضِ فَقَالَ اِنَّا نَسْمَعُ اَحَادِیْثَ مِنْ یَهُوْدَ فَتُعْجِبُنَا اَفَتُرٰی اَنْ نَكْتُبَ بَعْضَهَا فَقَالَ اَمُتَهَوِّكُوْنَ اَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَیْضَاءَ نَقِیَّةً وَلَوْ كَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ **ترجمہ** مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہے کہ ذکر کیا امام احمد اور بیہقی نے کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جب آئے عمرؓ اور کہا کہ ہم سنتے ہین باتین یہودیون سے سو اچھی معلوم ہوتی ہین ہمین سو بھلا تم اجازت دیتے ہو ہم کچھ لکھ لین کچھ اوسمین سے تو فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ کیا تم بھی حیران ہو جیسے حیران ہوئے یہود اور نصاریٰ سو بے شبہ مین تو لایا ہون تمہارے پاس شریعت روشن اور صاف اگر زندہ ہوتے موسیٰ تو نہ بن آتی اُنکو کچھ سوائے میری پیروی کے **ف** یعنی جس دین مین نقصان ہوتا ہے اور سب احکام نہین کھلتے تو اوس دین کے علما اور لوگ حیران ہوتے ہین کہ فلانے کام مین کیا حکم کیجئے اور کیسا فتوا

دیجئے اور فلانے کام کو کیونکر کیجئے تو وہ لوگ اور دین والے لوگون سے سیکھکر ویسا ہی کرتے ہین جیسے یہود اور نصاریٰ کہ جب انھون نے اپنے دین مین سب احکام بنائی یا دین کے احکام اُنکی سمجھ مین نہ آئے تو اور دین والون کی باتین حیران ہوکر انھون نے سیکھ لین سو اس دین اسلام مین اللہ تعالیٰ نے سب احکام بیان کئے اور اسکی تفصیل پیغمبر خدا سے بخوبی معلوم ہوئی اور کسی بات مین اشتباہ اور دھوکا نرہا اور اس شریعت مین کسی اور دین کی حاجت نہ رہی اور سب اگلے دین منسوخ ہوگئے۔ اگر اسوقت مین یہود یون کے پیغمبر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو اس شریعت پر چلتے سو یہود اور نصاریٰ کس گنتی اور شمار مین ہین اور کیا چیز ہین جو ہم اُنسے باتین سیکھین پھر اگر ہم اُنسے دین کی باتین سیکھین تو گویا اپنے دین کو ناقص اور اُنکے دین کو کامل اور پورا جانین اور اسبات سے ایمان مین نقصان آتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور دینون کے علم پڑھنا اور دین والون سے باتین سیکھنا اور اختیار کرنا نچاہیئے مگر ہان جو کوئی اور دین والونکی باتین اُس سے پرہیز کرنے اور بچنے کے لئے یاد کرنے کے واسطے دریافت کرے تو یہ جدی بات ہو تو ایسا شخص چاہیئے کہ پہلے آپ مسلمانے کے دین مین پکّا اور مضبوط اور عالم ہوئے اس زمانہ کی اکثر لوگ اسی سبب سے گمراہی مین پڑگئے کہ اپنے دین کی تو خبر نہ رکھی اور کچھ رسم و رواج یہود کے اور کچھ نصاریٰ کے اور کچھ ہنود کے سیکھ لئے اور کرنے لگے اور پھر اوسکو اپنے دین کی بات جانتے ہین چنانچہ اکثر جاہل جب نصاریٰ کی پکی قبرین اور اونچی اور اُسپر مقبرے قبے بنے ہوئے اور اُسپر تاریکین اور نام مردون کے لکھے دیکھتے ہین یا ہندؤن کی شادی اور موت کی رسم و رسوم دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ ایسی باتین ہمارے بھی دین مین ہین اور یہ نہین جانتے کہ اس دین کے نادانون نے انھین لوگون سے یہ باتین سیکھ لین اور آپ کو انکے مشابہ کر لیا اور پھر اگر کوئی نصیحت کرے تو اوس سے ردوبدل کرتے ہین اور جھگڑتے ہین اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًی كَانُوْا عَلَیْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہے کہ امام احمد اور ترمذی نے ذکر کیا کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گمراہ نہوئی کوئی قوم ہدایت پانیکے بعد جس ہدایت پر تھی مگر اس سبب سے کہ ملا انکو جھگڑا پھر پڑھی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ تجھسے بحث نہین کرتے کافر مگر جھگڑنے سے بلکہ یہ لوگ نرے جھگڑالو ہین۔

ف یعنی جھگڑا اوسکو کہتے ہین کہ آپ ناحق پر ہو اور حق والیکو منکرانا چاہے سو فرمایا کہ دین کے

کام مین جبتک اگلے لوگ حق بات کو مانتے رہے تب تک نیک راہ اور ہدایت پر رہے اور جب ناحق بات کو رائج اور جاری کرنے لگے اور حق بات مین چون وچرا کی اور اوسکو مکرانے لگے تو گمراہ ہوگئے سو مسلمانو چاہئے کہ بدعت کے کام پر جھگڑے نہین اور حق بات کی جو قرآن وحدیث مین لکھی ہو پیروی کرے اور جو شخص بدعت کیلئے جھگڑے اور بدعت جاری کرے انجام اُسکا گمراہی ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین اکثر کافر حق بات کو حق جانتے تھے اور جھگڑتے تھے سو اللہ تعالی نے انکو قرآن مین فرمایا کہ یہ لوگ نرے جھگڑالو ہین اور بحث اور گفتگو حق کی تحقیق کے واسطے نہین کرتے مگر اسواسطے کرتے ہین کہ حق بات کو مکرالین سبحان اللہ ایک مسلمان قرآن وحدیث سے ثابت کرتا ہے کہ یہ کام بدعت ہی اور کرنا نچاہئے دوسرا اُسکے مقابلہ مین کہتا ہے کہ یہ کام ہمارے باپ دادے یا ہمارے یہ یا ہمارے شہر کے لوگ کرتے ہین سو ہم بھی کرین گے اور نہ چھوڑینگے خدا اور رسول کے حکم کو اور بزرگون کی نکالی ہوئی بدعت سے کمتر اور حقیر جانا اور آسان اور سہل کام شریعت کے چھوڑکر ناحق کی سختی اور تکلیف شاقہ دینا اور آخرت کی اپنے واسطے گوارا کی اور گمراہی مین پڑگئے ۔ اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَنَسٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَیُشَدِّدَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَاِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِہِمْ فَشَدَّدَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ فَتِلْکَ بَقَایَاھُمْ فِی الصَّوَامِعِ وَالدِّیَارِ رَھْبَانِیَّۃً اِبْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ ترجمہ مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ انس رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ سختی نہ اختیار کرو اپنی جانون پر کہ سختی رکھیگا اللہ تم پر جس قوم نے سختی اختیار کی اپنے اوپر سختی رکھی اللہ نے اُنپر سو وہی باقی ہین اُنھین مین سے گرجون مین اور دیرون مین فرمایا اللہ تعالی نے یہ درویشی جو ایجاد کی ہے اور بدعت نکالی ہے انھون نے سو ہم نے تو فرض نہ کی تھی اُنپر فی یعنی بعضے لوگ ہود اور نصاریٰ مین درویش ہوتے تھے کہ آبادی چھوڑکر جنگلون مین رہتے تھے اور ٹاٹ پہنتے تھے اور زنجیرین گلے مین ڈالتے تھے اور اپنے آپکو خوجہ کرڈالتے تھے تاکہ زنا نہ ہوجائے اور جانتے تھے کہ ہم اچھا کرتے ہین سو اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ فقیری اور درویشی جو انھون نے ایجاد کی سو اسکا انھونکو حکم نہین دیا سو ہمارے حضرت نے اپنی امت کو فرمایا کہ جب آدمی مشکل مشکل کام اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالی بھی اوسکو چھوڑدیتا ہے کہ وہ اوسی مشکل اور سخت کامون مین پڑا رہتا ہے اور اُسکی بُرائی اوسکی سمجھ مین نہین آتی سو تم ایسی سخت کام ایجاد نکیجیو کہ تم کو اللہ تعالی نے شریعت مین بہت آسان کام بتلائے ہین اُنکے سوا اپنی طرف سے بے حکم خدا اور رسول کے سخت اور مشکل کام اپنے اوپر اختیار نکرو جیسے وسواس کے مارے

اور کسی مسلمان کا برتن اور پانی اور بدن اور کپڑا ناپاک سمجھنا اور وضو اور غسل وغیرہ مین بہت سا پانی خرچنا
اور نیت نماز کی زبان سے بار بار کہنا اور ہر عمل کے واسطے بے سبب ہندؤن کی طرح نہانا اور لوگون کی صحبت
سے پرہیز کرنا اور فلانے فلانے در وظیفے معمولی خلاف سنت ضرور پڑھنا مثلاً جب بدھ کا روز آوے تو
آپکو ناپاک سمجھکر نہاکر کپڑے بدلکر ایک در ایجادی خواہ مخواہ پڑھنا یا جب فقیر بنکر گدی پر بیٹھے پھر اپنے مکان
سے باہر نجانا اور اپنی طرف سے طرح طرح کے وظیفے ورد ایجاد کرنا یا اور کے ایجاد کے موافق قیود اور شروط سے
پڑھنا اور نماز معکوس پڑھنا اور ہفتہ مین ایک روز گوشت ترک کرنا اچھا کپڑا مباح نہ پہننا یا اچھے کہانے
جو حلال طیب ہو نہ کھانا یا ایک ترکاری کا ترک کر دینا یا کسی مہینے یا کسی روز مخصوص مین کوئی چیز مخصوص
ترک کرنا یا شادی موت کے رسوم کو لوازمات نکاح اور موت کے سمجھکر خواہ مخواہ بجالانا اور جبتک وہ رسوم
اپنے معمولی نہون تب تک اوس نکاح شادی موت کو اچھا نہ سمجھنا اور جبتک وہ لوازمات جمع نہ ہولین
تب تک ختنہ اور شادی مین دیر کرنا یا مثلاً اپنی وضع اور لباس معمولی خاندانی کے سوا اور وضع اور
لباس اور القاب کو اگرچہ مباح اور جائز ہو اپنے واسطے مکروہ سمجھنا یا سال کے بعد ضرور سمجھکر فلانے بزرگ کا
عرس کرنا یا سال کے بعد فلانی فلانی قبر کی زیارت کو خواہ مخواہ جانا اور سوا اسکے ہزارون باتین ہین
پھر ایسے ایسے کامون کو عبادت اور ثواب جاننا حالانکہ یہ سب بدعات ہین لوگون کی ایجادی کہ لگی
امتونکے لوگ ایسی ہی کام کرکے سختی مین پڑ گئے اور اللہ تعالی نے بھی اپنی مہر اُنسے اُٹھالی اور اُنکو اُسی
سختی اور مشکلون مین چھوڑ دیا سو اصفہین مین کے کہہ لوگ بعضی خانقاہون اور چلہ گاہون اور درگاہون
اور دہرون اور گرجون مین باقی موجود ہین اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ اپنی طرف سے اپنے
اوپر کوئی بات نہ ٹھیرالے جو کام خدا رسول نے عبادت بتلائے وہ عبادت جانے اور بجالاوے اور جو چیز
حلال اور مباح ہو اُسکو کھاوے اور عمل مین لاوے مگر ہان بعضے امر حلال مباح سے اگر کسی بڑی عمدہ
عبادت نامور مین خلل پڑتا ہو یا اُس مباح اور حلال سے آدمی گناہ مین گرفتار ہوتا ہو تو ایسی جگہ اُس
مباح اور حلال کو اُتنے ہی مطلب تک ترک کردے مگر حلال اور مباح جانتا رہے جیسے بیمار مرض کے خون
سے اچھا ہونے کے لئے طبیب کی صلاح موافق روٹی گوشت وغیرہ ترک کرے پھر جب صحت ہو جاوے تب
کھاوے اور یہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت مین جسکا کم یا جسقدر حکم ہو اتنا ہی اور ویسا ہی
بجالاوے اور اپنی طرف سے احتیاط نام رکھکر کچھ اور قیدین نہ بڑھاوے اَخْرَجَ مَالِكٌ عَنْ مَالِكٍ
بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ
بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ ترجمہ مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین

لکھا ہے کہ نقل کیا امام مالک نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑ رہا ہے تم مین دو چیزین کہ ہرگز
گمراہ نہوگے جبتک مضبوط پکڑے رہوگے اُن دونون کو ایک کتاب اللہ کی اور دوسری سنت رسول اللہ کی
ف یعنے آدمی کشمکش مین گرفتار رہے دنیا اپنی طرف بلاتی ہے شیطان اپنی طرف کھینچتا ہے باپ ماپنے
رویہ پر چلایا چاہتے ہین اور بادشاہ امیر اپنے رویہ پر اور اُستاد پیر اپنے طریقہ پر اور دوست آشنا اپنی وضع پر
اور جورو اولاد اپنی مرضی موافق آدمی کو چاہتے ہین اور آدمی کو اُن سب سے جا بجا تین درپیش ہوا اللہ تعالیٰ
نے کلام اللہ مین اور حدیث مین رسول اللہ نے دنیا کمانے کے اور شیطان دفع کرنے کے حیلے اور اسباب اور
ماباپ کی تابعداری کی طرح اور بادشاہ وامیر کی فرمان بڑاری کی وضع اور اُستاد کی اور پیر کی پیروی
کا طریق اور دوست آشنا کی دوستی نباہنے کی انواع اور جورو لڑکونکے حقوق سب مفصل بیان کئے تو
جبتک آدمی اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے رویہ اور طریق کو مضبوط
پکڑے رہے کہ کسی حال مین نچھوڑے تب تک ہرگز گمراہ نہو اور اگر قرآن کو اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو چھوڑ دے تو دنیاداری کے سبب یا ماباپ کے رویہ اور رسوم پر چلکر یا بادشاہ امیرون کی فرمانبرداری
کرکے یا اُستاد پیر کے بہکانے سے یا دوست آشنا کے اغوا سے یا جورو کی تابعداری سے گمراہ ہوجاوے اور
جو قرآن وسنت کو مضبوط اختیار کرے تو ان سبکا کہنا اُسی بات مین مانے جو کتاب اللہ اور سنت کے
موافق ہو اور نہین تو ہرگز نہ مانے بڑی کمبختی اوسکی جو عیسی کو چھوڑکر دجال کے پیچھے جاوے اور زیادہ مرد نصیبے
اوسکی جو اللہ ہادی مطلق اور محمد رسول اللہ رہنمائے برحق کو چھوڑکر شیطان کو اپنا پیشوا بناوے اَخْرَجَ
رَزِيْنٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ
لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا أَفْضَلَ
هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ
وَلِإِقَامَةِ دِيْنِهٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ فِيْ آثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ
مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ ترجمہ مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا
ہے کہ رزین نے نقل کیا کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہ جسکو اچھا رویہ اختیار کرنا ہو اور سیدھی راہ
چلنا ہو تو چاہئے کہ وہ راہ چلے اور پیروی کرے اونکی جو مرگئے اسلئے کہ زندون پر فتنہ کی امن نہین سو وہ
لوگ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے کہ وہ افضل تھے اس امت مین اور نیک تر تھے دلون سے اور
نہایت دوراندیش تھے از روے علم کے اور از بس کم تھے تکلف مین کہ اختیار کیا تھا اُنکو اللہ تعالیٰ نے
اپنے نبی کی صحبت کے لئے اور اپنے دین کے قائم کرنیکے واسطے سو مراعات کرو اونکی بزرگیان اور پیچھے چلو

اور دنیا و مکی
عظمت و جبروت سے بیخبر ہے
ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد
مین مشغول رہے اور
دنیا کی طرف
متوجہ نہو اور
دنیا کی طرف
متوجہ ہونے سے
بچتا رہے اور
دنیا سے
بے رغبت رہے
اور
دنیا کی طرف
متوجہ نہو
اور
دنیا کی طرف
متوجہ ہونے سے
بچتا رہے اور
دنیا سے
بے رغبت رہے

داخل ہوا دنیا اور
فتوح کرنا اور
کرنا اور
بین سب باتین جو
آیۃ قل اللھم مالک الملک
مین ہین یہ مضمون
تفسیر کرکے لکھا ہے
معترض غافل کو چاہئے
کہ مورد اخلاص کی
علامات تلاش کرے کہ
اوس غلط فہمی
قابل علاج ہو

انھیں کے قدم پر قدم اور جس قدر ہوسکے مضبوط پکڑو انکی خوبیں اور عادتیں اسواسطے کہ وہ تھے سیدھی راہ پر
ف یعنی نئی نئی راہیں اور رویہ نہ نکالو اور جسکو نیک راہ چلنا ہو تو پیغمبر خدا صلعم کے یاروں کے قدم پر قدم
چلے اور انھیں کی رسوم اور عادتیں خوب مضبوط ہوکر اختیار کرے اسواسطے کہ وہ لوگ نہایت صاف دل پاک
باطن تھے اور انکو علم دین نہایت فہم تھا اور فراست اور سمجھ تھی کہ دور کی بات سوجھتی تھی اور تکلف
انمین نہایت کم تھا اور ظاہرداری کم کرتے تھے اسیواسطے اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کا انکو مصاحب بنایا تھا کہ
اُنسے دین قائم ہووے سو انکی بزرگیان اور خوبیان دریافت کرو اور وہ صراط مستقیم پر تھے بعد ان کے
جون جون پیغمبر صاحب کا زمانہ دور ہوتا گیا پچھلے لوگ جو پیدا ہوتے گئے اُنکے کامون مین شیطان دخل کرتا
گیا اور انمین نفسانیتین پیدا ہوئین اور اختلاف بہت سا پڑا سو مسلمانونکو ایسے وقت مین یون ہی مناسب
ہے کہ حضرت کے اصحابون کی راہ کو جو سب سے افضل اور پاک باطن اور بے تکلف اور سبکے سب اصل
جاری کرنے والے دین کے تھے اختیار کرے اور نئی نئی باتین نہ نکالے اور اُنکی نکالی ہوئی پر چلے اور نہین تو
موت اور قیامت نزدیک ہے عمر نیکے بعد اور قیامت کو حال معلوم ہوگا اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ سَهْلِ بْنِ
سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَیَّ
شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِیْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِیْ
وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّیْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِیْ
سرچشمہ مشکوۃ کی باب الحوض والشفاعۃ مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ سہل بن سعد نے ذکر کیا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ مین تم سب سے آگے حاؤن گا حوض کوثر پر سامان درست کرنیکو جو شخص ہونگے گا میر لیطرف پھیگا اور جو
پھیگا ہرگز کبھی پیاسا نہوگا البتہ مجھپر وارد ہونگے کئی فرقے کہ مین پہچانتا ہون گا اونکو اور وہ پہچانتے ہونگے
مجکو پھر ایک پردہ ہوجاویگا میرے اور اُنکے بیچ مین تو مین کہونگا کہ یہ تو میرے ہین تو کہا جاویگا تو نہین
جانتا کہ کیا نئی نئی باتین نکالی تہین انھون نے تیرے بعد بت مین کہونگا کہ دوری ہو دوری اوسکو
جسنے تغیر کیا میرے بعد دین کو ف یعنی روز قیامتکو جب آفتاب میل برابر نزدیک ہوگا اور دورخ سامنے
آویگا تو نہایت گرمی کی شدت ہوگی اور لوگون کو پیاس لگے گی اور وہان ایک حوض ہوگا کہ جسکا پانی دودھ
سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سرد ہوگا اُس حوض پر ہمارے حضرت پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے سے جاکر ٹھیرینگے اور جو پیاسا اودہر جاویگا حضرت اوسکو پانی پلاوینگے تو وہ پھر کبھی
پیاسا نہوگا اس اثنا مین بدعتی لوگ بھی جنھون نے دین کے کام مین نئی نئی باتین اور نہین نکالی
تہین اور سنت اُٹھاکر بدعت ایجاد کی تھی حوض کوثر پر جاوینگے تو بسبب اسکے کہ وہ کلمے کو پڑھتے تھے

عظمت و شان
اوسکے کہین سمجھائی
اسواسطے کہ اس کو
شریف مین زیادہ
بیان ہے ایک اصلیت
اور دوسری ضمیمت
کا اور باقی ضمنین ہے
انمین کی شانین مین
کہ کونکر شرک
علمدین
اوسکو تعلقہ

اور نماز روزہ ادا کرتے تھے نشانیون سے پیغمبر صاحب اُن کو پہچانینگے کہ یہ میری امت مین ہین اور وہ لوگ بھی حضرت کو پہچانین گے کہ یہ ہمارے پیغمبر ہین اس عرصہ مین فرشتے ایک پردہ اِن بدعتیون کے اور حضرت کے درمیان مین آڑ کر دینگے اور حوض پر حضرت کے پاس اُنکو نجانے دینگے تو حضرت صاحب رحمۃ اللعالمین یہ حال دیکھکر فرشتونسے کہین گے کہ یہ تو میری امت کے لوگ ہین اُنکو کیون روکتے ہو وہ فرشتے عرض کرین گے کہ حضرت آپکے بعد اِن لوگون نے دین مین نئی نئی باتین نکالی تھین کہ وہ آپکو معلوم نہین تو حضرت یہ بات سنکر ایسے ناراض اور بیزار ہونگے کہ باوجود اس خلق عظیم کے اُن لوگونکے حق مین فرشتونسے ایسی آفت کے وقت مین کہ یہ پیاسے محتاج ہونگے قیامت کے میدان مین فرماوینگے کہ دور کرو انکو دور کرو کہ انھون نے میرے بعد دین مین نئی نئی باتین نکالکر دین کی صورت بدل دی گو دین ہی اور کر دیا بلکہ اصل دین مین خلل آگیا اور جس واسطے اللہ تعالی نے پیغمبر صاحب کو رسول بناکر بھیجا تھا کہ بدعت کو اُٹھاوین سو انھون نے اور بدعتین ایجاد کین یہان پر ایکبات اور بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے قرآن لوگونکی ہدایت کے واسطے پیغمبر صاحب کی معرفت بھیجا اور دین و دنیا کی سب باتین مجمل اور مفصل بیان قرآن مین کردین اور پیغمبر صاحب نے اوس بموجب کرکے دکھا دیا اور مجمل بات کو مفصل کرکے بتا دیا جب قرآن تمام ہوا اور حضرت کے دنیا سے جانے کے دن قریب ہوئے اللہ صاحب نے فرمایا کہ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ترجمہ یعنی آجکے دن کامل اور پورا کرچکا مین تمہارے لئے تمہارا دین اور تمام کرچکا مین تمپر اپنی نعمت اور فضل اور پسند کیا مین نے تمہارے واسطے اسلام کو دین یعنی قرآن مین سب باتین تمہارے کام کی صاف صاف کہدین اوی دین پورا اور کامل ہوچکا اور نعمت اللہ کی جو قرآن کا نازل ہونا تھا سو پورا ہوچکا اسکے بعد اگر کوئی کچھ بات بڑھاوے اور نئی نکالے سو وہ بات قرآن سے باہر ہے اور اللہ کے فضل سے دور اور دین اسلام سے بعید اور یا کوئی قرآن کے حکمون مین سے کوئی بات گھٹاوے اور کم کرے تو دین مین جسکو اللہ نے پورا اور کامل کیا تھا نقصان کیا اور اللہ کا فضل کم کردیا القصہ جب حضرت پیغمبر خدا اور اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین دنیا سے تشریف لیگئے اور قرآن کا علم کم ہوتا گیا اور نئے لوگ پیدا ہوتے گئے اور دین مین نئی بات نکالتے گئے پھر اُنکے بعد جو لوگ پیدا ہوئے اُن نئی باتون کو اپنے بزرگون کی راہ و رسم جانکر اوس دین کی بات مین اُن رسمون کو ملاکر کرتے گئے پھر اب ایسا ہوگیا کہ وہ رسم و رسوم اور دین کی بات ملکر ایک ہی بات ہوگئی اور احمق لوگ اُس بالکل مجموعہ کو دین کی بات اور مسلمانی کے کام سمجھنے لگے تو دین جیسا اسوقت مین حضرت اور اصحابون کے سامنے تھا جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تھی ویسا نر ہا مثلاً ختنہ کرنا سنت ہے اور اوسمین

کچھ اور اسباب اور سامان نہین چاہیئے اور حضرت اور اصحابون کے وقت مین اسیطرح بے تکلف لوگ جیتے ہوا کرتے تھے پھر پھیلے لوگون نے اسمین نئی نئی اپچین نکالین اور چمڑے کے کپڑے اور سہرا اور باجا اور راگ ایجاد کیا پھر ایکے لوگ جاہل ان سب کا سونکو خصتے کے لوازمات سے سمجھتے ہین اور سنت مین بدعت کو ملاکر سنت اور بدعت کو ایک کردیا علی ہذا القیاس نکاح وغیرہ مین بدعتین ایجاد کرکے نیک کام اور بد کو ملاکر ایک ہی ٹہیرا لیا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ جو نیک بخت موافق سنت حضرت کے اور اصحابونکے رویہ کے موافق کرے اور کہے سہم و رسوم نکرے تو لوگون کے نزدیک اُسکا کام کا اعتبار نہو اور کمبخت بدعتی اور جاہل اور سپر منفسین اور طعن کرین اور سب مسلمانون کو بدعات سے بچاکر سنت کے موافق کرے آمین یارب العالمین اور بعضی بدعتین بلکہ اکثر بدعتون کو لوگ ایمان کے کامون مین جانتے ہین تو اب دریافت کیا چاہیئے کہ ایمان کسکا نام ہے اور ایمان کا کیا کام ہے اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ ذِکْرِ حَقِیْقَۃِ الْاِیْمَانِ

فصل دوسری ایمان کی حقیقت کے ذکر مین ؁ف یعنی اس فصل مین اون

آیتون اور حدیثون کا ذکر ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان کی حقیقت یہ ہے اور اصل ایمانکے یہ کام ہین پھر جب یہ بات ثابت ہوجاوے تو عقلمند آدمی آپ ہی بوجھ لے کہ برخلاف اسکے جو کام ہین وہ بے ایمانی کے کام ہین یا ایمان کے کام ہین جانا چاہیئے ایمانکے کام اللہ رسول کے بتلانے سے معلوم ہوتے ہین اور اپنی عقل سے نہین بوجھے جاتے اگر صرف عقل سے معلوم ہوتے تو بڑے کامل مسلمان بالقراط اور ارسطاطالیس ہی ہوتے عقل کو شرع کے تابع کرنا چاہیے اور شرع عقل کے تابع نہین تو اب دریافت کیا چاہیے کہ اللہ و رسول نے کون کون سے کام ایمان کے فرمائے قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خٰشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ مؤمنون مین کہ کامیاب نکل گئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز مین نوی ہین اور جو نکمی بات پر دھیان نہین کرتے اور جو زکوۃ دیا کرتے ہین اور جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ماتہہ کے مال پر سو اُسپر نہین الزام پھر جو کوئی ڈھونڈے اوسکے سوا سو وے ہین حد سے بڑھنے والے اور جو اپنی امانتون سے اور اپنے قرار سے خبردار ہین اور جو اپنی نمازون سے خبردار ہین وہی ہین میراث لینے والے

جو میراث پاوینگے بہشت دے اوسمین ہمیشہ رہین گے ف یعنی جو مسلمان کہ نماز مین اخلاص سے اللہ
کی طرف دل لگائے ہوئے اللہ کے خوف سے دبے جاتے ہین اور خیال اور وہم اور طرف نہین جانے دیتے اور جو لغو
نکمی بات پر کہ جس سے دنیا و دین کا کچھہ فائدہ نہین چنانچہ راگ باجا کھیل تماشے پر دھیان نہین کرتے
اور جو اپنے مال سے زکوۃ دیا کرتے ہین اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو روکتے ہین اور سوای اپنی نکاحی عورتوں
یا لونڈی کنیزک اور سے صحبت نہین کرتے پھر جو شخص سوای اپنی نکاحی بی بی یا سوای اپنی باندی کے
اور کہین اپنی شہوت خرچ کرے جیسے متعہ کرے یا کسی عورت کو اُجرت دیکر اوس سے زنا کرے یا صرف
دوستی ہی سے زنا کرے یا زبردستی کسی عورت سے صحبت کرے یا غیر کی عورت سے کرے یا کسیکی باندی عادت
لیکر اوس سے صحبت کرے یا مرد سے ایسی حرکت کرے یا حلق و سحاق کرے تو وہی حد سے بڑھنے والا ہے
زانی حرامکار اور جو لوگ امانت بجنسہ ادا کرتے ہین اور اپنا قول عہد نباہتے ہین اور جو اپنی نمازون کی
خبرداری رکھتے ہین کہ وقت پر ادا کرتے ہین اور کسی حالمین نماز سے غفلت نہین کرتے ہین سوایسے لوگ
مراد کو پہونچتے ہین اور اونھین کا کام نکلا کہ حضرت آدم کے وارث ہونگے اور بہشت کو میراث مین پاوینگے
اور وہان ہمیشہ رہین گے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان نماز اپنے حضور دل سے عجز و انکسار کیساتھ
وقت پر ادا کرے اور مال ہو تو زکوۃ دے اور امانت داری کرے اور قول و قرار نباہے اور لغو بیہودہ
نکمے کام نکرے اور سوا اپنی عورت اور باندی کے اور سے صحبت نکرے اور اپنی شہوت کی جگہ کو روکے رہے
تو تو کچھہ اسکا کام نکلے اور اصل مراد کو پہونچے اور بہشت پاوے کہ یہ کام ایمانداری اور مسلمانی کے ہین۔
انھین سے فلاح اور نجات ہوتی ہے قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ
اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ
الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ
دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انفال مین کہ ایمان والے
وہی ہین کہ جب یاد کرے اللہ کا ڈر جاوین اونکے دل اور جب پڑھے جاوین اُنکے پاس اوسکے کلام زیادہ ہوے
اونکا ایمان اور اپنے رب پر بھروسا کرتے رہتے ہین جو قائم رکھتے ہین نماز اور ہمارا دیا کچھہ خرچ کرتے ہین
سچے ایمان والے انکے واسطے درجے ہین اُنکے رب کے پاس اور مغفرت اور روزی آبرو کی ف یعنی ایمانکی
نشانیان اور پتے یہ ہین کہ جب آدمی کے سامنے اللہ کا ذکر آوے تو ڈر جاوے اور دل اوسکا مارے ہیبت کے
کانپ اوٹھے اور جب اللہ کا کلام اوسکے سامنے پڑھا جاوے تو شوق سے دل لگاکر سنے اور ہر حکم کو مانے اور
ہر بات کو سچا جانے اور اوسپر یقین لاوے تو ہر بار سُننے سے اوسکا ایمان مضبوط ہو اور اللہ پر یقین صاف

زیادہ ہو اور اپنے رب سے بہت بھروسا رکھے اور کسی کی پرواہ نہ رکھے اور نماز کو اچھی طرح سیدھی درست ادا کرے
اور خدا نے جو مال و متاع دیا ہو اُسکی راہ پر اور سمین سے اُسکے حکم بموجب خرچ کرے تو وہی مسلمان ہے سچا ایماندار
تو جون جون اُسکی یہ باتین زیادہ ہوتی جاوین اتنا ہی اللہ کے نزدیک اوسکا مرتبہ بڑھتا جاوے پھر اُسکے بخصر
سے اگر کچھ گناہ بھی ہو تو اللہ معاف کردے اور اُسکو بہشت مین عزت و آبرو کی روزی دے اسبات سے معلوم
ہوا کہ جس مین یہ باتین نہون پھر وہ مسلمانی کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے دعوی اوسکا تب سچا ہو جب اُس کے
پاس یہ گواہ ہون جو مذکور ہوے قال اللہ تبارک وتعالی وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ
ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ انفال مین کہ اور جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ
کی راہ مین اور جن لوگون نے جگہ دی اور مدد کی وہی ہین مسلمان ٹھیک اُنکو بخشش ہے اور روزی
عزت کی ف یعنی جن لوگون نے مسلمانی کا دین قبول کیا پھر بموجب حکم خدا کے کافرون کے ملک سے اپنا
گھر چھوڑ کر نکل گئے اور اللہ کی راہ مین جہاد کیا اور لڑے اور وہ لوگ جنہون نے اپنے ملک مین اور اپنے بیچ مین
اُنکو جگہ دی اور اُنکی مدد کی سو ایسے ہی لوگ ہین ٹھیک مسلمان سچے کہ اونکی بخشش ہوگی اور بہشت مین
عزت کی روزی ملے گی اس سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمانی کے یہ کام ہین کہ کافرون کے ملک سے نکلجانا اور جہاد
کرنا اور مجاہدون کو اپنے بیچ مین جگہ دینا اونکی مدد کرنا پھر جو شخص یہ کام نکرے وہ ٹھیک مسلمان نہین قال
اللہ تبارک وتعالی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورہ حجرات مین کہ ایمان
والے وہی ہین کہ جو یقین لائے اللہ اور رسول پر پھر شبہہ نہ لائے اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ
مین وے جو ہین وہی ہین سچے ف یقین لانا اللہ پر یہ ہے کہ اللہ ہی کو اپنا خالق اور مالک حاجت روا مشکل کشا
روزی رزق دینے والا سمجھے اور جتنی خوبیان اور وصف کمال کے ہین سب اُسمین جانے اور جتنے نقصان
ہین سب سے اوسکو پاک سمجھے پھر اوسکے حکم کو جان و دل سے قبول کرے اوسکی طرف ہر حالمین نظر رکھے آسانی
اور آرام مین اُسکا شکر کرے اور رنج و مصیبت مشکل مین اوسکی طرف رجوع لاوے اوسکے کام کو سب سے
مقدم رکھے اپنی مرضی نامرضی اوسکے حکم کے تابع کردے اپنے آپکو اوسکے روبرو ناچیز سے ناچیز جانے پھر ان
باتون مین کبھی شبہہ نہ لاوے اور اللہ کے رسول پر یقین لانا یہ ہے کہ اس رسول کو اللہ کا بندہ مقبول سب مخلوق سے
کمالات اور خوبیون مین افضل جانے اور جو بات رسول فرماوے اوسکے بجالانے مین اللہ تعالی کی مرضی سمجھے
اور رسول کے حکم کو سب مخلوق کے حکم سے مقدم کرے اور اوسمین اپنی عقل ناقص کو دخل نہ دے اور اوسکے

حکم کے مقابلہ مین کسی کا حکم نہ مانے اور اوسکے فرمودے کو برحق جانے پہر اسبات مین ایسا مضبوط ہوجائے کہ کبھی شبہ نہ لاوے سو جو شخص کہ ایسا ہو اور اللہ کی راہ مین کافرون سے لڑے اور جان و مال اپنا اوسکے حکم پر نثار کرے وہی سچا مسلمان ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانی کے کام یہی ہین کہ اللہ اور رسول پر یقین لانا اور شک مین نہ پڑنا اور جان و مال سے جہاد کرنا قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ نساء مین کہ قسم ہے تیرے رب کی وہ لوگ ایمان نہوگا جبتک کہ بجی کو منصف بجائین اسمین جو جھگڑا اوٹھے آپسمین پھر نہ پاوے اپنے جی مین تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کرین مان کر ف اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی علامت اور دست آویز یہی ہے کہ دنیا و دین کے جس کام بابت آپس مین تنازع و جھگڑا اوٹھے اوسکے فیصلہ کیواسطے محمد رسول اللہ کو منصف ٹھیراوے پھر جو حکم حضرت کی حدیث سے ثابت ہوا اسمین چون و چرا نکرے اور اوس سے ناخوش اور دلمین بھی تنگ نہوجاے اور بسر و چشم اوس حکم کو تسلیم کرے اور مان لیجو تو ایمان ہے اور نہین تو نہین اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الایمان مین لکھا ہے کہ ذکر کیا بخاری اور مسلم نے کہ نقل کیا ابن عمرؓ نے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنایا گیا اسلام پانچ چیزون پر گواہی دینا اسبات پر کہ کوئی بندگی کے لائق نہین سوا اللہ کے اور یہ کہ محمد بندہ اوسکا اور رسول اوسکا ہے اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوۃ اور حج کرنا اور روزے رمضان کے ف یعنی ہر چیز کی ایک بنیاد اور جڑ ہوتی ہے کہ جسپر وہ چیز قائم ہوتی ہے اگر وہ بنیاد اور جڑ نہو تو وہ چیز ہی قائم نہ رہے جیسے مکان کی بنیاد زمین ہے اور چھت کی بنیاد دیوارون یا ستونون پر ویسے ہی دین اسلام کی بنیاد اور جڑ یہ پانچ چیزین ہین گویا اسلام انھین پر قائم ہے اور دین کے اصل الاصول یہی ہین سو اول اور افضل اونمین گواہی دینا ہے اسبات پر کہ خدا تعالی کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہین اور محمد رسول اللہ صلعم بندہ اوسکا اور رسول اوسکا ہے اور یہ بات دل اور زبان سے علاقہ رکھتی ہے دوسری بنیاد اسلام کی نماز ہے کہ وہ تمام بدن اور روح سے علاقہ رکھتی ہے تیسری بنا اسلام کی زکوۃ دینا ہے مالدار پر کہ وہ عبادت مالی ہے اور چوتھی بنیاد اسلام کی رمضان کے مہینا بھر روزے رکھنا کہ وہ بھی عبادت بدنی باطنی ہے پانچوین بنیاد اسلام کی حج کرنا کعبہ شریف کا کہ وہ عبادت مرکب بدنی اور مالی ہے پر اسمقام پر اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کے معنے اور مطلب کو دریافت کیا چاہیے کہ اکثر لوگ اسکے مضمون اور مطلب سے غافل ہین بلکہ برخلاف اسکے عقیدہ رکھتے ہین اور پھر دعوے اسلام کا کیے جاتے ہین سو سنا چاہیے کہ شہادت کہتے ہین

گواہی کو اور گواہی وہ ہوتی ہی جو بات آدمی کے نزدیک یقین کامل سے بیشک و شبہ ثابت ہو اوسکی خبر
دی تو وہ گواہ سچا ہے اور اگر اوسکے نزدیک وہ بات یقین کامل سے ثابت نہو اور خبر دے تو وہ گواہ جھوٹا ہی
اگرچہ وہ بات حقیقت مین سچی ہی ہو جیسے حضرت کے وقت مین منافق حضرت سے کہتے تھے نشہد انک لرسول
یعنے ہم گواہی دیتے ہین البتہ تم پیغمبر بیشک ہو خدا کے اور دل سے اسبات پر یقین نہین لاتے تھے اللہ تعالے
نے قرآن مین اونکو فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ اے پیغمبر تو اوسکا پیغمبر ہے مگر واللہ یشہد ان المنفقین لکذبون
یعنی اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق البتہ جھوٹے ہین اسلئے کہ صرف زبان سے یہ بات کہتے ہین اور یقین
کامل اسکا اونکو نہین اسواسطے یہان فرمایا کہ جب آدمی کے نزدیک یقین کامل سے ثابت ہو جاوے اوسکے
بموجب زبان سے کہے کہ خدا ہی بندگی کے لائق ہے اور کوئی نہین اور محمد صلعم بندہ اوسکا ہے اور رسول
ہے تب اوسکا زبان سے کہنا سچا ہو اور وہ کہنے والا مسلمان ٹھیرے اور نہین تو نہین پھر اگر زبان سے
کہا اور دلمین اوسکے یہ بات نہین تو یہی مسلمان نہین بلکہ منافق ہے اور اگر دلسے اسبات کو سچا جانا
اور زبان سے نکہا تو یہی مسلمان نہین ہان اگر گونگا ہو تو لاچاری ہی یاد نہین یقین آنیکے بعد فورا
مر گیا اور زبان سے کہنے نپایا تو اوس کا کچھ قصور نہین پھر جو شخص دلسے یقین لایا اور زبان سے اقرار
کیا تو اوسنے گویا یہ بات کہی کہ مین مشرک اور بت پرست اور ستارہ پرست اور پیر پرست نہین ہون اور مجوس
اور صابئین اور ثنویہ اور نیچر وغیرہ سب دینون سے دست بردار ہوا اسواسطے کہ اوسنے اقرار کیا سوائے
خدا کے کوئی اور معبود نہین اور سوا اوسکے مین کسی کی عبادت نکرونگا سو اسکی تقریر یہ ہے کہ آپکو نہایت ذلیل
کرنا اور کی نہایت تعظیم کیواسطے اسکا نام عبادت اور بندگی اور پرستش اور پوجا ہے جیسے سجدہ یا رکوع
کرنا یا ہاتھ باندھکر اوسکے روبرو کھڑا ہونا اوسکے مکان کا طواف کرنا اوسکے نام پر مال خرچنا اوسکے نام کا
روزہ رکھنا اوسکے نذر منت ماننا اوس سے مراد مانگنا اوٹھتے بیٹھتے مشکل آسانی کے وقت اوسکا نام
مدد کے واسطے لینا اوسکے نام کا ورد اور وظیفہ کرنا اوسکی عبادت کرنیوالے کے منکرون سے لڑنا وغیرہ
کام عبادت ہین تو جب آدمی نے یہ گواہی دی کہ کوئی بندگی کے لائق نہین سوائے اللہ کے تو اوسکا مطلب
یہ ٹھیرا میرے نزدیک یقین کامل سے ثابت ہو چکا کہ کوئی اس لائق نہین کہ اوسکو سجدہ یا رکوع کرے
یا اوسکے نام کا روزہ رکھے یا اوسکے نام پر مال خرچے یا اوسکے نام کو درود وظیفہ کیجئے یا مشکل کیوقت
اوسکو پکارے اوس سے مدد مانگے آسانی کے حالمین اوسکی شکرگذاری مین اوسکی حمد کیجئے سوائے اللہ
کے اور کوئی اس لائق نہین نہ کوئی بزرگ نہ کوئی خورد نہ کسی کا جسم نہ کسیکی روح نہ کوئی امیر و فقیر
نہ کوئی جن و فرشتہ نہ کوئی بھوت و پری نہ کسیکا مکان نہ کسیکا چلانا نہ کسیکا جھنڈا اور نشان نہ کسیکا

اور قدم نہ کسیکی مورت اور تصویر نہ کسیکی قبر کہ اوسکے واسطے یہ کام عبادت ہون اور عبادت کے لایق اللہ
ہی ہی کہ اوسیکی عبادت کیجئے اسلئے کہ عبادت اوسکی کرنا چاہیے جو خود مستغنی اور بے پرواہ ہو اور اُسکے سب
محتاج ہون اسواسطے کہ اگر سب اوسکے محتاج ہنون تو خود مستغنی اور بے پرواہ ہون پھر بے پرواہ ہوکر کیون
کسیکی عبادت کرین اور جسکی عبادت کرین اور اگر وہ مستغنی ہوگا تو محتاج ہوگا پھر محتاج محتاج برابر ٹھیرے ایک محتاج
دوسرے محتاج کی کیون عبادت کرے پھر جو مستغنی بے پرواہ ہوگا تو وہ خود بخود ہوا ہوگا اوسکو کسینے پیدا کیا ہوگا اور
قدیم ہوگا اور ہمیشہ رہیگا اور سب عیبون سے پاک ہوگا اور سنتا ہی ہوگا اور دیکھتا ہی ہوگا اور بولتا ہی ہوگا
اور اپنے کامون سے کچھ اسکو اپنی غرض نہوگی اور کوئی کام اوسپر واجب نہوگا اور جسکی سب مخلوق محتاج
ہونگے وہ سبکی قدرت ہی رکھتا ہوگا اور ہر کام اپنے ارادے سے کریگا اور غیب کا عالم ہوگا کہ سب کا حال
اوسکو مفصل معلوم ہوگا اور وہ زندہ ہوگا اور ایک ہوگا تو سبکا پیدا کرنیوالا بھی وہی ہوگا تو جب آدمی نے
لا الہ الا اللہ کہا تو اوس سے مراد یہ نکلی کہ کوئی ایسا نہین جو خود مستغنی اور بے پرواہ ہو کسی چیز کی اوسکو پرواہ نہو
اور سب اُسیکی طرف محتاج ہون مگر الٰہی ایسا ہے کہ خود مستغنی اور بے پرواہ ہے اور سب اُسیکے محتاج ہین
تو جو کچھ وہم اور خیال ہین آوے عرش سے فرش تک بزرگ خور جسم روح مُردے زندے جن بھوت
پری یا کوئی درخت یا کوئی پتھر یا کسی کا جھنڈا یا نشان یا کسیکا جلّہ یا مکان یا کسیکی قبر یا کسیکی تصویر یا کسیکا
پنجہ یا کسیکی مورت یا کسیکا تھان غرض سوائے خدا کے جو کچھ ہے کوئی چیز اوس لائق نہین کہ اوسکے واسطے
نماز پڑھیے یا روزہ رکھیے یا اوسکے نام پر مال خرچیے یا اوسکے مکان کا طواف کیجئے یا اوسکے واسطے کوئی عبادت قلبی
یا بدنی یا مالی یا مرکب بجا لائے اسواسطے کہ سوا خدا کے کوئی مستغنی اور بے پرواہ نہین سب مخلوق اوسکی طرف
محتاج ہین کہ خدا ہی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہین اور خدا ہی ہمیشہ رہنے والا ہے اور سب کو فنا ہونا ہے اور
سوائے خدا کے سب نقصانون سے کوئی پاک نہین اور سوا ہی خدا کے سب کو کچھ کچھ غرض لگی ہی اور سب محکوم ہین
اور سوا ہی خدا کے کسیکو سب کامون کی قدرت نہین اور سوائے خدا کے کسی چیز مین مستقل تاثیر نہین کوئی
عالم غیب کا نہین تو جو شخص کلمہ کہے اور لا الہ الا اللہ کے یہ معنی نہ جانے یا ان باتون مین سے کسی بات پر اعتقاد
نہ لاوے یا شک لاوے اُسکا ایمان نہین اور جو شخص لا الہ الا اللہ کا اعتقاد لاوے اور اقرار کرے مگر محمد عبدہ
و رسولہ کا مطلب نہ سمجھے یا سمجھے اور انکار کرے وہ بھی مسلمان نہین تو اب اسکا مطلب دریافت کیا چاہیے سو وہ
یہ ہے کہ یقین کامل سے بیشک بے شبہہ جانے اور زبان سے اقرار کرے کہ محمد صلعم بندہ اللہ کا ہے اور بھیجا ہوا
اوسکا ہے پیغام پہنچانیکے واسطے اسمقام پر جو حضرت کا نام لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول
تھے تو اس سے پوچھا گیا کہ پیغمبر بھی آدمی اور خدا کے بندے ہی ہوتے ہین اسلئے کہ اگر اللہ کے بندے ہونے تو

تو معاذ اللہ خود خدا ہوتے اور اگر ایسا ہوتا تو پیغام کس کی طرف سے لاتے پھر جب وہ بندے ٹھیرے تو بندگی
بھی خدا کی اُنپر لازم ٹھیری اور وہ آدمی تھے اور سب مخلوق سے چُن کر جو اُنھین کو پیغمبر کیا تو اس سے معلوم
ہوا کہ اونمین اوصاف ایسے جمع ہوئے تھے کہ جو آدمی کے حق مین اوس سے زیادہ کمال نہین اور وہ اوصاف یہی ہین
جیسے عقل کی ہوشیاری حلم بردباری عاقبت اندیشی خوش خلقی بے نفسانیت ہونا اور مطیع رہنا اور قناعت
و نزہ اور مروت اور سخاوت اور شجاعت رحمت تقویٰ پرہیزگاری اور کسی کا غلام نہونا اور سوا اسکے
جتنے اوصاف کمال کے اعلیٰ درجہ پر ہین سب انمین تھے پھر جب لوگون کی ہدایت کے واسطے پیغمبر کرکے بھیجا تو
اس سے معلوم ہوا کہ آدمی سارے مکلف ہین کہ اون کو خدا کے حکم کے موجب کام کرنا چاہیے خود مختار نہین اور
یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو کسب کا اختیار دیا ہے اگر محض مجبور اور بالکل بے اختیار ہوتا تو ثواب
عذاب کیون ہوتا اور یہ معلوم رہے کہ جب کوئی دعویٰ کرے کہ مین خدا کی طرف سے پیغمبر ہون تو اوس سے اگر عجز
ظاہر ہو تو وہ پیغمبر نہ معلوم ہو اور اونمین اور اور آدمیون مین فرق نہ ٹھیرے تو پیغمبر کے واسطے معجزہ بھی ضرور
ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکے ہاتھ سے ایسا کام کروا دے جو خلاف عادت ہو تاکہ لوگ اوسکو سچا جانین اور منکر اوسکا
بات پر یقین ہو اور اوسکا کہا خدا کا حکم جانین پھر رسول مین تین باتین اور بھی ضرور ہین ایک یہ کہ وہ شخص
سچا ہو جھوٹھ کبھی نہ بولتا ہو دوسرے یہ کہ معصوم ہو کوئی اوس سے گناہ نہ ہوتا ہو تیسرے یہ کہ خدا کا حکم لوگونکو
پہنچا وے جب یہ بیچ ہے تو سچا ہونا اسلئے کہ اگر جھوٹھ بھی بولتا ہو تو اوسکی اور سچی بات کا بھی اعتبار نہ رہے
اور جب پیغمبری اوسکی خدا نے معجزے سے ثابت کرادی تاکہ لوگ اوسکو سب باتمین سچا جانین اور اوسکا کہا
مانین پھر وہ جھوٹھ بولے تو گویا اللہ تعالیٰ نے جھوٹھ کو سچا کرایا اور جھوٹے کی بات ماننے کا حکم دیا اور یہ بات
اللہ تعالیٰ سے محال اور غیر ممکن ہے اور معصوم ہونا اسواسطے پیغمبر خدا کا ضرور ہے کہ اگر معاذ اللہ پیغمبر معصوم نہ ہو تو اوس سے
حرام اور مکروہ صادر ہو تو وہ گنہگار ٹھیرا اور سب لوگون کو اوسکی پیروی کا حکم ہے پھر جو کوئی اوسکی پیروی کرے
وہ بھی گنہگار رہے تو ایسا جو پیغمبر ہو تو لوگ ہدایت نہ پاوین بلکہ گمراہ ہو جاوین اور رسول بھیجنے سے جو غرض ہے
لوگونکی ہدایت سو حاصل نہو بلکہ ضلالت حاصل ہو تو رسول کا معصوم ہونا بھی ضرور ہے اور پیغمبر کو حکم خدا کا
پہنچانا اسواسطے ضرور ہے کہ اگر وہ حکم خدا کا چھپاوے تو اوسکے رسول کرنے سے جو غرض تھی وہ حاصل نہو وے
اور اُسکا رسول ہونا لغو ہو اور خدا تعالیٰ سے لغو کام ہونا غیر ممکن ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ جو باتین بشریت
اور آدمیت سے تعلق رکھتے ہین جیسے کھانا پینا سونا جاگنا حاضر و غیب اور نکاح کرنا پیغمبر کے حق مین نقصان
نہین اگر یہ باتین اونمین نہون تو وہ آدمی نہ ٹھیرے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جس نے یہ بات کہی اشہد انّ
محمدًا عبدہ ورسولہ تو اسنے یہ اقرار کیا کہ مین یقین کامل سے بیشک و شبہ جانتا ہون اور زبان سے اقرار کرتا ہون کہ

محمد بندے اللہ کے تھے خدا کی عبادت اُنپر بھی واجب تھی اور سب مخلوق سے افضل تھے عقلمند ہوشیار حلیم رحیم عاقبت اندیش خوش خلق بے طمع قانع صاحب مروت سخی شجاع غرضکہ سب جو کچھ کہ آدمی کے حق مین اوصاف کمال کے ہین اون مین سب سے زیادہ تھے اور وہ سچے تھے اور سب گناہون سے معصوم اور خدا کا حکم سب بیعنہ اونھون نے پہنچایا اور جو کچھ اونھون نے فرمایا وہ حکم خدا کا تھا اور اونکے کام سب خدا کی مرضی موافق تھے سو اُنکے فرمودے کو مین نے سچا جانا اور اُنھین کا راہ رویہ اختیار کیا اور اورون کے راہ رویہ سے بننے انکار کیا اسواسطے کہ ہمارے واسطے اور کوئی رسول نہین اور جو رسول نہین وہ معصوم بھی نہین تو اوس سے گناہ ہونا بھی ممکن ہے تو جب گناہ ہونا اوس سے ممکن ہوا تو اسکے راہ رویہ کا اعتبار بھی نہین اور اُسکی اطاعت ہمپر واجب نہین مگر ہان جسکی راہ رویہ کو خود رسول فرماوے کہ وہ اختیار کرو اور فلانے کی اطاعت کرو تو یہ رسول کے فرمودے بموجب عمل ٹھہرا پھر جو شخص بے حکم محمد صلعم کے کسی اور کے راہ رویہ اور اطاعت اختیار کرے یا اور راہ نئی نکالے تو اوسنے گویا محمد رسول اللہ کا انکار کیا اور یہ جو گواہی دیتا ہے کہ اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ سو اوسکی یہ گواہی جھوٹی ہوئی گویا کہ پیغمبر کی طرف معاذ اللہ جھوٹ بولنے کی یا وحی نہ پہنچانے کی یا گناہ کرنے کی یا بدخلقی یا طمع نفسانی یا حب جاہ یا رزالت کی نسبت کی تو ہی وہ مسلمان نہ رہا اور اوسکا یہ کلمہ کہنا سچا نہ ٹھہرا اور جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعتقاد رکھے اور حکم شریعت کا نہ مانے تو وہ بھی مسلمان نہین سو سب حکم شریعت کے دو طرح کے ہین ایک اسطرح پر کہ فلانا کام کرو دوسرا اسطرح کہ فلانا کام کرو سو یہ جسکے کرنے کا حکم ہے اول اوسمین سے یہ تھا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کا دل سے یقین لانا اور زبان سے کہنا اور دوسرے اسمین سے نماز ادا کرنا ہے اور سترہ رکعت مین ایکدن اور رات کے عرصہ مین پانچ وقت اوسکے معین ہین کہ کسی بیشی کا اوسمین کسیکو اختیار نہین اوسکی مثال ایسی ہی سمجھنا چاہیئے کہ جیسے ایک بادشاہ عظیم الشان نے سب اپنی رعایا سے چنکر ایک خاص جماعت کو دربار دار لیکا پنج وقتہ حکم دیا اور نہ حاضر ہونے پر سخت عذاب کا وعدہ دیا پھر اگر وہ درباداری اور حاضر باشی مین قصور کرے تو بادشاہ کی طرف سے سخت عذاب پاوے اور مار کھاوے اور سب رعیت کے نزدیک نمکحرام ٹھہرے اور اوسکا اعتبار جاوے اور اگر بادشاہ کے حکم بموجب غسل کرکے خوشبو لگاکر سب کام اپنے چھوڑکر اول وقت دربار کو نہایت شوق سے اور خوف سے جاکر دربار مین حاضر ہو آداب مجرا بجالاوے اور بادشاہ کی ثنا وصفت کرے اور بادشاہ کے احسان بیان کرے اور شکر ادا کرے اور اپنی حاجتین جو منظور ہون سو بادشاہ سے عرض کرے پھر بادشاہ کا جو حکم ہو اوسکو جان و دل سے قبول کرکے اوسپر فخر و غرت سمجھے اور اپنے اوپر بادشاہ کی عنایتین دیکھکر اوسکو آداب مجرا بجالاوے پھر جب حکم ہو تب رخصت ہو تو ایسے چیلہ کا سب رعیت کے نزدیک بڑا مرتبہ ثابت ہوا و بار و بار مین عنایتین بادشاہ کی اسکے حال پر متوجہ ہون اور اوسکو سب رعیت پر فخر ہو اب اسیطرح نماز کو سمجھنا چاہیئے کہ

اللہ تعالی نی سب مخلوق سے چنکر آدمی کو اپنا خاص حبیلہ بنایا اور اوس کو پانچ وقت اپنے دربار مین حاضر ہونیکا حکم دیا پھر اگر یہ پنجوقتہ نماز ادا نکرے تو ساری مخلوق کے نزدیک نہایت ناچیز اور نمک حرام ٹھیرے اور غضب الہی اوسکی طرف متوجہ ہو اور دوزخمین پڑکر سخت عذاب پاوے اور اگر بموجب حکم حضرت شاہنشاہ عالی جاہ خدائتعالے کے یہ بندہ بنجاست ظاہری سے اپنا بدن غسل کرکے یا وضوسے پاک کرکے اور باطن اپنا بجاسب باطنی شرک اور بدعت وگناہ سے طاہر کرکے اچھی پوشاک اُس دربار کے دستور موافق پہنکر دربار مین جاکر مصلے پر حاضر ہو اور کعبہ شریف کو اوسکی تختگاہ خیال کرکے اوسکی طرف مُنھ کرے اور سوائے اللہ تعالی کے سب سے دست دار ہوکر دونون ہاتھ کانون تک اوٹھاکر کہے اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے بڑی شان والا کہ مینے دونون جہانمین اُسیکو بزرگ تر جانا پھر یہ جانے کہ خدا کے دربار مین خدا کے روبرو کھڑا ہون تو کہے اے اللہ تو بہت پاک ہے اور سب خوبیان تجھمین ہین اور تیرا نام نہایت برکت کا ہے اور تیری شان بہت بڑی اور سوائے تیرے اور کوئی معبود نہین ہے اور مین کسیکی عبادت نہین کرتا اور شیطان جو تیری درگاہ سے راندہ گیا ہے اوس سے تو مجکو بچا اور اوسکو مجھے دفع کرتا کہ میری عرض معروض مین خلل نڈالے اب مین اپنی عرض یہ رکھتا ہون اور تیرا ہی نام لیکر شروع کرتا ہون کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا ہے تعریف اللہ ہی کو ہے جو سارے جہان کا پرورش کرنیوالا بہت مہربان نہایت رحم والا ہے قیامت کے دن کا وہی مالک ہے جسکو چاہے بخشے جسکو چاہے سزا دے سو مین تیری ہی عبادت اور بندگی کرتا ہون اور تجھسے مدد چاہتا ہون تیری سوا اور کی طرف رجوع نہین کرتا سو تو ہی دکھا دے مجکو سیدھی راہ کہ مین تیری مرضی موافق کام کرون نیون (نیکیون) کی راہ پر مجکو چلا اور جو لوگ اونکی راہ چلنے کا جھوٹھ موٹھ دعوی کرتے ہین وہ تیرے غضب مین گرفتار ہین اور راہ سے بیراہ ہین اونکی راہ مجکو نہ چلا اور یہ میری دعا اور عرض قبول کر پھر رکوع مین جاوے تو یہ خیال کرے کہ مین نے اپنی پیٹھ تیرے سامنے جھکا دی جو حکم تو ہمپر کیا دے وہ مین قبول کی اور زبان سے کہے کہ بہت پاک ہی میرا پروردگار بڑی شان والا پھر سر اوٹھاکر کھڑا ہو کہ مین اسبات پر سیدھا اور مضبوط ہون اور زبان سے کہے کہ جو اللہ کی تعریف کرے اوسکے اللہ سنتا ہے اور اے اللہ تو ہمارا پروردگار ہے اور تیری ہی سب خوبیان ہین پھر سجدہ کرے اور جانے کہ مین اوسکے سدبرو نہایت ناچیز ہون خاک کی برابر کہ اپنا اشرف اعضا جو سر تھا سو مینے اوسکے سامنے خاک مین ملادیا اور وہی بہت بڑا ہے اور کہے کہ بہت پاک ہے میرا رب بڑے مرتبہ کا پھر سر اوٹھاوے اور بیٹھے اور سکی شکرگذاری مین کہ مجکو اس مرتبہ کو پہنچایا کہ اسکے دربار مین حاضر ہوا اور اپنی عرض معروض کرتا ہون دوسرا سجدہ کرے پھر بیٹھے اور یہ جانے کہ گویا اُسنے یہ میری بندگی قبول کی اور اپنے روبرو

دربار مین بیٹھنے کا حکم دیا۔ تو خالی بیٹھنا بھی بے ادبی ہی تو وہان بیٹھکر یہی کہے کہ سب عبادتین زبان کی اور سب تکلیف بدن کی اور سب عبادتین پاک مال کی اللہ ہی کے واسطے ہین اور سلام تجھپر اے نبی اور رحمت اللہ کی اور مہربانیان اللہ کی کہ اس وسیلہ سے مین اس دربار تک پہنچا اور ہم سب اس بارگاہ کے چیلون پر اور اس درگاہ کے بندون پر اور جتنے اللہ کے اچھے بندے ہین سب پر سلام کرتے ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی سوائے اللہ کے بندگی کے لایق نہین اور محمد اسکا بندہ ہو اور اوسکی طرف سے رسول پھر دربار سے رخصت ہوا ور کہے کہ السلام علیکم و رحمۃ یعنی اوپر اُدھر والے تمھارے تک درباری وغیرہ جو ہین اُنکے واسطے یہ سلام ہوا پھر جب یہ اسطرح سے آداب مجرا حاضری اور درباری کے بجالائے تو سب مخلوق کے نزدیک اوسکا بڑا مرتبہ ٹھیرے اور ہر وقت اوپر عنایت الٰہی نازل رہے جب حقیقت نماز کی معلوم ہو چکی تو اب جاننا چاہئے کہ تیسری بات زکوۃ ہی تو اوسکو یون سمجھنا چاہئے کہ عینی بادشاہون کی طرف سے رعایا پر کچھ کچھ حقوق بادشاہی بندھے ہوتے ہین جیسے کھیتی والون پر محصول اور چارون پر چرواہ اور سپاہیون پر لڑائی کہ اگر وہ لوگ وہ حقوق بادشاہی نہ ادا کرین تو سزا پاوین اور اونکی کھیتی اور ملک معاش ضبط ہو جاوے اور خالصہ مین لگ جاوے یا کسی اور کے حوالہ ہو جاوے اور اگر حقوق بادشاہی ادا کرین تو بادشاہ کی حمایت مین رہین اور کوئی اُنپر دست اندازی نکرنے پاوے ایسے ہی کہ اللہ تعالی نے جسکو مال و متاع حاجت اصلی سے زیادہ دیا اوسکے اوپر حق اپنا مقرر کیا کہ سال کے بعد مقدار ہماری نذر گذرانا کرے اور محتاج لوگ اپنی طرف سے اسکے لینے کو مقرر کئے گویا ان محتاجون کی تنخواہ اون مالداروں نے ذمہ ٹھیرادے پھر جو کوئی زکوۃ حق اللہ نہ ادا کرے تو آخرت مین سزا پاوے اور دنیا مین بھی اوس کا مال و متاع ضبط ہو جاوے اور کسی حق گذار کے حوالہ ہو فرق اتنا ہے کہ دنیا کے بادشاہ فوراً ملک و معاش ضبط کر لیتے اور اللہ تحمل والا ہے تھوڑی دیر کے بعد کرتا ہے اور اگر زکوۃ حق اللہ ادا کرے بے قصور تو اللہ کیطرف سے اُسپر رحمت ہو اور اسکا مال و متاع محفوظ رہے اور روز بروز جس طور پر اوسکے حق مین بہتر ہو زیادہ ہووے اور چوتھی بات حج ہے تو اوسکو یون معلوم کیا چاہئے کہ جیسے بادشاہون کا تختگاہ مقرر ہوتا ہے اور حکم ہوتا ہے کہ جو کوئی بادشاہ کی طرف سے کسی خدمت اور منصب پر سرفراز ہووے وہ پایہ تخت مین حاضر ہو کر نذر گذرانے اور آداب مجرے بجالاوے اور سند بادشاہی پاوے اور اگر کوئی بیشتر سے پھرا ہوا باغی ہوا اور پھر اپنے قصور معاف کرانے کو آپ ہے پایہ تخت مین جا کر حضور مین حاضر ہو تو پچھلی خطائین اور قصور اوسکے معاف ہون تو ایسے ہی اللہ تعالی نے باوجود یکہ وہ زمان اور مکان سے پاک ہی دنیا مین کعبہ شریف کو نمبر لہ اپنے تختگاہ اور پایہ تخت کے ٹھیرایا اور حکم کیا کہ جسکو ہم نے یہ منصب دیا کہ سواری پر سوار ہو کر اپنے ماپ سے کھا جاوے اور کھاتا آوے اور اپنے گھر والون کو جتنا کھانا کپڑا اُسپر واجب ہی اسقدر دے جاوے کہ اوس کے

آنے تک انکو کسی سے مانگنے کی احتیاج نہو تو وہ شخص کعبہ شریف مین ایک مرتبہ حاضر ہوا ور دربار عام کی روز نذر گذرانی اور آداب بجالائے اور دست مبارک کو بوسہ دے پھر اُس سے اگر کوئی قصور بھی ہو گیا ہو تو وہ معاف ہو جاویگا اور ہمارے حضور لوین مین وہ گنا جاویگا یہ بڑی بدنصیبی اوسکی جو دنیا کے بادشاہونکے بلکہ ادنی ادنے امیرون کے دربار مین حاضر ہونا اپنا فخر جانے اور خدائی دربار مین سے باوجود قدرت کے دل چراوے پھر پانچوین بات رمضان مین مہینے بھر تک روزے رکھنا ہے تو اوسکو لوین پوچھا چاہئے کہ جیسے صاحب ملک صاحب ارادہ بادشاہ دشمنون سے لڑائی کے واسطے اور ملک فتح کرنیکے لئے جاڑی کے ایام مین کوچ و سفر مقرر کرتے ہین کہ اون روزون دشمن زیر کئے جاتے ہین اور اپنی فوجکو مہارت اور مشق سفر اور لڑائی کے حاصل ہوتی ہے تو شیطان اور نفس یہ نیک راہ کے دشمن ہین اور چاہتے ہین کہ لوگون پر ہماری ہی حکومت رہے سو اللہ تعالی نے رمضان کا مہینا اسواسطے مقرر کیا کہ سال بھر مین ایک مہینا ہر شیطان اور نفس سے بخوبی لوگ لڑین اور نفس کی خواہش سے یعنی کھانے پینے جماع سے دن بھر اسکو روکین اور اُسکے مخالف کام کرین اور عبادت خدا کی اور دنون سے زیادہ اس مہینے مین بجالاوین تو قرآن کا ختم اور تراویح اور اعتکاف اور ذکر اور شغل تاکہ شیطان کو شکست ہو اور آئندہ کو بھی مسلمانون کو خدا کی راہ مین محبت اور مشقت کرنا سہل ہو جاوے اور پھر جس چیز کا خدا نے کہنا اور کرنا منع کیا جب سامنے آوے یا ایسی چیز کو یا غیر مشروع کام کو جب جی چاہے اور شیطان اور نفس علین کہ شیخص کلام کرے تو یہ شخص جانے کہ اسکام سے میرا روزہ نہ رہے اور جیسے روزہ مین کھانے پینے سے صبر ہوتا ہے اور باوجود حاجت اور خواہش کے کھاتے پیتے نہین ویسے ہی اُس غیر مشروع کام سے بھی اپنے آپکو روکین غرضکہ یہ پانچ کام ہین خدا اور رسول کو برحق سمجھنا اور زبان سے اقرار کرنا اور نماز پڑھنا اور مال ہو تو زکوۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے مہینے بھر روزے رکھنا اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَ الْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الایمان مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان ستر اور کئی شاخین ہین افضل اُن شاخون مین سے کہنا لا الہ الا اللہ کا ہے اور ادنی شاخ ایمان کی دور کرنا تکلیف دہ کانٹے سے اور شرم ڈالی ہے ایمان کی ف یعنے جیسے درخت مین بہت سی شاخین ہوتی ہین کہ اوسمین سبز پتے اور رنگ برنگ کے پھول اور طرح طرح کے میوے مزیدار لگتے ہین ویسے ہی ایمان کو سمجھا چاہئے اوسکی یہی بہت شاخین ستر سے بھی زیادہ۔ اور سب سے بڑی شاخ کلمہ کہنا ہے گویا یہ شاخ جڑ ہے اور چھوٹی اُنمین ایمان کی یہ ہے کہ راہ سے کانٹا اینٹ پتھر دور کر دے اور اگر گڑھا ہو تو بند کر دے تاکہ کسیکو تکلیف نہو اور ایک شاخ

اب ہو زکوۃ کا بیان کرنا چاہئے کہ زکوۃ کس چیز مین کیون کر کتنا کتنا کب کب کس کو دینا چاہئے اگر یہ بات اور اسکے مخالف کی روایتین کسیکو معلوم نہو تو کافر ہو جاوے اسلیے یہ امر بہت اہم کا مقصود ہین بلکہ بڑا اختلاف ہے اسلیے اللہ تعالی کی ذات پاک سے توفیق چاہتا ہون اور اسی سے مدد مانگتا ہون

اس باب مین کتاب مین کل مسائل الصوات والارکان وغیرہ لکھے جاوینگے من بنا ربہ الرحیم الرحمن الغفور

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

من الاباب

ایمان کی حیا و شرم ہی ہے یعنی کلمہ پڑھنا اور حیا و شرم کرنا اور مخلوق کی ایذا کے روادار نہونا ایمان کا مقتضا ہے اخرج الشیخان عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الایمان مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ مسلمان نہین ہوتا کوئی تم مین سے مگر جبکہ ہو نہین دوست اسکے نزدیک اسکے باپ سے زیادہ اور بیٹے سے زیادہ اور سب لوگون سے زیادہ ف یعنی آدمی جب پیغمبر خدا صلعم کو اپنے ماں باپ سے اور اولاد سے اور تمام مخلوقات سے زیادہ دوست جانے اور سبکی دوستی سے زیادہ اون کی محبت دلمین رکھے اور سبکی مرضی سے زیادہ اونکی مرضی کے کام مقدم کرے اور حضرت کی حدیث کو سبکے قول سے زیادہ مقدم جانے اور حضرت کے فرمودے موافق سب کے حکم سے زیادہ عمل کرے تب مسلمان ٹھیرے اور نہین تو نہین اور محبت اسی کا نام ہے کہ محبوب کی مرضی موافق کام کیجئے اسکا نام محبت نہین کہ صرف زبان سے کہہ لیا کہ ہم کو محبت ہے اور محبوب کا کہا نہ مانے یا محبوب کی مرضی کے خلاف کام کرے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو اگر کسی پیر فقیر درویش عالم مولوی ماں باپ امیر بادشاہ کا کام یا قول خلاف حدیث کے معلوم ہو تو اوسکو ردکرے پھر اگر کوئی اوسکو مانے اور حدیث کو نہ مانے تو وہ مسلمان نہین اخرج الشیخان عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما ومن احب عبدا لا یحبہ الا للہ ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یلقی فی النار ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الایمان مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا انس رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ تین باتین جس مین ہون اوسنے ایمان کا مزا پایا جسکے نزدیک اللہ اور اللہ کا رسول سب سے زیادہ دوست ہون اور جو دوست رکھے کسی بندے کو نہ دوست رکھتا ہو اوسکو مگر اللہ کے واسطے اور جسکو برا لگے یہ کہ پھر جاوے کفر مین بعد اسکے کہ صاف کیا اوسکو اللہ نے کفر سے جیسے برا لگتا ہے آگ مین پڑنا ف یعنی جس مین یہ تین خصلتین ہون کہ سب سے زیادہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھے دوسرے یہ کہ للہ فی اللہ اللہ کے بندے سے محبت رکھی تیسرے یہ کہ جب اللہ نے کفر سے بچاکر مسلمان کیا پھر کفر مین جانیکو یعنی کفر کے کام کرنیکو ایسا برا جانے جیسے آگ مین گھسنے کو برا جانتا ہے تو اوس شخص نے ایمان کا مزا پایا یعنی تب اسپر ایمانکی خوبیان کھلین اخرج مسلم عن العباس بن عبد المطلب قال قال رسول اللہ صلعم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا ترجمہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ عبد المطلب کے بیٹے عباس رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ مزا ایمان کا اوسنے چکھا کہ جو خوش ہوا اللہ کے اپنا رب ہونے پر اور اسلام اپنا دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اپنا پیغمبر ہونے پر ف یعنی جو شخص یہ بات سمجھکر مطمئن اور خوش ہوا کہ اللہ میرا رب ہی اور دین میرا اسلام ہے اور محمد صلعم میرا پیغمبر ہے تو اوسنے ایمان کا مزا پایا اور مزا تب ہی ملتا ہی جب دلمین یہ بات خوب مضبوطی سے سما جاوے اور جبکے دلمین یہ بات سمائی اور اُسکو اطمینان ہوگیا اسبات پر کہ اللہ ہی میرا پروردگار ہے تو ہرگز اور کی طرف اوسکی بے حکم رجوع نکریگا اور جبکے دلمین یہ بات سمائی اور اسکو اطمینان ہوگیا اسبات پر کہ میرا دین اسلام ہی ہی تو اور دینون کی بات پر ہرگز نہ چلیگا اور جبکے دلمین یہ بات سما گئی اور اطمینان ہوگیا کہ پیغمبر میرے محمد صلعم ہین تو پھر وہ اُنکے سوا اور کسی کی راہ دیہ اور رسم پر ہرگز نہ چلے گا اور کسیکا حکم خلاف اونکے نہ مانے گا۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الایمان مین لکھا ہی کہ بخاری نے ذکر کیا کہ انس رضہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہماری نماز کی مانند نماز پڑھی اور متوجہ ہوا ہمارے قبلہ کی طرف اور کھایا اوس نے ہمارا ذبیح کیا ہوا تو وہ مسلمان ہی کہ خدا کی امان مین ہی اور اوسکے رسول کی امان مین ہی سو مت توڑو تم اللہ کے امان مین ف نماز ایمان کی نشانی ہی گویا اسلام کی ... وہ دی ہی کہ اوسکے بدون آدمی مسلمان نہین معلوم ہوتا اور یہودیون کے ہان نماز مین رکوع تھا اور نصاری کی نماز مین سجدہ نہین اور یہود و نصاری بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہین سو فرمایا کہ جس نے ہمارے طرح نماز کے رکوع اور سجدے سے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوگیا یہ شخص دین محمدی مین ہی اور جب اُسنے مسلمانونکے ہاتھ کا ذبیح کیا ہوا حلال جانور کھایا تو معلوم ہوا کہ یہ سب مسلمانون کو اپنا بھائی جانتا ہے تو اسکو بھی مسلمان جانو کہ اوسکو اللہ و رسول نے امان دی ہی اوسکا ناحق مارنا اور اوسکا مال لینا حرام ہی سو اُسکو امان دو اور اُسکا خون مت کرو اور اوسکا مال مت چھین لو کہ یہ اللہ کی دی ہوئی امان مین رخنہ ہے اور بدقولی ہی اس سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو جان و مال کی ایذا نہ دینا علامت اسلام کی ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانون کی طرح نماز پڑھنا اور مسلمانون کے ہاتھ کا حلال جانور کیا ہوا کھانا بھی علامت اور نشانی اسلام کی ہی پھر جو شخص ایسا کرے اسکو مسلمان کہا چاہیئے اور ایماندار جانا چاہیئے پھر اوسکے دل کا عالم اللہ ہے اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّعَمْ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الایمان مین لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابوامامہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسیکو دوست رکھا اللہ کیواسطے اور دشمن رکھا اللہ کے واسطے اور دیا اللہ کیواسطے اور نہ دیا اللہ کیواسطے تو البتہ پورا کرلیا اپنا ایمان ف یعنی جو کوئی کسی سے دوستی محبت رکھتا ہے تو کچھ

سبب سے کہتا ہے مثلاً ماں باپ سے اسواسطے کہ اُنھون نے پرورش کیا اور بہر اُستاد کی اسلئے کہ انھون نے نیک راہ بتائی اور حاکم اور بادشاہ کی اسواسطے کہ اونکی حمایت اور رعایت مین یہ شخص رہتا ہے اور کسی سے اسواسطے کہ وہ نیکی ہے اور کسی سے اسواسطے کہ اوسکی صورت اور وضع اچھی معلوم ہوتی ہے آدمی محبت رکھتا ہے اور کسی سے اسلئے محبت ہوتی ہے کہ وہ دوست کا دوست ہے یا دوست کے دشمن کا دشمن ہے پھر اسیطرح حال بغض عداوت دشمنی کا بھی ہے کہ کسیکے دشمنی اور بغض کسی سبب سے رکھتا ہے پھر اسیطرح جو کوئی کسیکو کچھ دیتا ہے یا نہین دیتا ہے تو بھی کچھ سبب ہوتا ہے پھر بعضے شخص ایسے ہین جنسے محبت رکھنے کو خدا نے حکم دیا ہے جیسے پیغمبر اور اولیاء اللہ اور شہید اور عالم اور درویش اور کل مسلمان اور فرشتے اور بعضے وہ ہین جنسے بغض و عداوت رکھنے کا حکم دیا ہے یا وہ خدا کی درگاہ سے راندہ گئے ہین جیسے شیطان اور کافر آدمی اور کافر جن تو جو شخص ایسا ہو کہ جس سے اللہ نے دوستی محبت کا حکم دیا اس سے محبت رکھے اللہ کا مقبول سمجھکر یا کسی کی عداوت دشمنی رکھنی ہو تو بھی اسی سبب سے کہ یہ خدا کے خلاف مرضی کام کرتا ہے یا سبب ضلالت کا ہے اگرچہ دیوے تو ایسی ہی جگہ دیوے جہان خدا نے دینے کا حکم دیا اور نہ دیوے تو اسی سبب سے نہ دیوے کہ خدا نے اسجگہ دینا منع کیا ہے اس شخص کا ایمان کامل ہے اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حب اور بغض اور سخاوت اور بخل کو خدا کی مرضی کے تابع کردینا موجب کمال ایمان کا ہے حدیث رواہ الترمذی والنسائی والبیہقی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمؤمن من امنہ الناس علی دمائھم واموالھم ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الایمان مین لکھا ہے کہ ترمذی اور نسائی اور بیہقی نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کامل وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے اور مسلمان سلامت رہے اور مومن کامل وہ ہے جسکو امانت دار جانین لوگ اپنے خونونپر یعنے جانون پر اور اپنے مالونپر یعنی جس مسلمان کی زبان سے اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو ایذا نہ پہونچے مثلاً کسی مسلمان کی اپنی زبان سے غیبت نکرے چغلی نہ کھاوے ٹھٹھا ہنسی نکرے کسی مسلمان کو لعنت نہ کہے گالی نہ دے طعنہ نہ دے کسی مسلمان سے جھگڑا نہ کرے کسی مسلمان کا چھپا بھید نہ کھولے سخت گوئی درشتی نکرے کسی مسلمان کو بددعا نہ دے کسی مسلمان کا برا نام نہ ٹھیراوے کسیکو ڈراوے نہین مسلمان کی بات نہ کاٹ دے کسی مسلمان کو رستہ نہ بہکاوے کسی مسلمان کے حق مین جھوٹی گواہی نہ دے اور ہاتھ سے مثلاً کسی مسلمان کو ناحق قتل نکرے زخمی نکرے مارے نہین مال نہ لیلے مسلمان کے گھر مین آگ نہ لگاوے تو وہ کامل مسلمان ہے اور جس سے لوگونکو اپنی جان اور مال کا خوف نہو بلکہ لوگ اوسکو اپنی جان اور مال کا امین نگہبان جانین وہ مومن کامل ہے اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان عن انس قال قلما خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال لا ایمان

لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ ترجمہ مشکوۃ کے باب الایمان مین لکھا ہی کہ بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان مین ذکر کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کم ایسا ہوا کہ خطبہ پڑھا ہمارے واسطے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مگر یہی فرمایا کہ جسکو امانت نہین اسکا ایمان نہین اور جسکا قول عہد مضبوط نہین اُسکا دین نہین ف یعنے جو امانت دار نہین اور جس کو اپنے قول و قرار نباہنے کا لحاظ نہین اوسکا ایمان اور دین بھی نہین یعنی ایمان اور دین مین اوسکے نقصان ہے کامل نہین اس سے معلوم ہوا کہ امانت داری اور قول و قرار نباہنا علامت کمال ایمان کی ہی اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَتَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الایمان مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو واجب کرنے والیان ہین ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا دو واجب کرنیوالیان ہین فرمایا جو مرا کہ وہ شریک کرتا تھا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو وہ گیا دوزخ مین اور جو مرا کہ نہین شریک کرتا تھا اللہ کیساتھ کسی چیز کو داخل ہوا بہشت مین ف یعنی شریک کرنے سے دوزخ واجب ہوتی ہی اور توحید بہشت واجب کرتی ہے۔ اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَاتُكَ وَسَائَتْكَ سَيِّئَاتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الایمان مین لکھا ہی کہ احمد نے ذکر کیا کہ ابوامامہ نے ذکر کیا کہ ابوامامہ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا رسول خدا سے کہ کیا چیز ہے ایمان فرمایا کہ جب اچھی لگے تجکو اپنی نیکی اور بری لگے تجکو اپنی برے تو تو مومن ہے ف یعنی جب اچھی بات اچھی لگے اور برا کام برا معلوم ہو تو ایمان ہی اور جب اچھی بری بات مین تمیز نہ رہے تو ایمان نہین اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ كُنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ حُرٌّ وَعَبْدٌ قُلْتُ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِيْبُ الْكَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ قُلْتُ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الایمان مین لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا عبسہ کے بیٹے عمرو نے نقل کیا کہ مین آیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھر عرض کیا مینے یا رسول اللہ کون تمھارے ساتھ ہے اسکام پر فرمایا میان اور غلام مینے کہا اسلام کیا چیز ہے فرمایا اچھی بات بولنا اور کھانا کھلانا مینے کہا ایمان کیا چیز ہے فرمایا صبر کرنا اور جوانمردی ف یعنی مین باتین پوچھین حضرت سے ایک یہ کہ تم کس پر پیغمبر ہوا اور تمھارے حکم مین کون کون ہین حضرت نے فرمایا کہ خواہ میان ہو خواہ غلام سب پر مین پیغمبر ہون اور سب میرے ساتھ ہین دوسرے یہ کہ اسلام کیا چیز ہے فرمایا کہ ہر شخص سے اچھی بات

بلنا نرمی ملائمت خوش خلقی سی اور نصیحت کردینا اور سلام علیک کرنا اور لوگون کو کھانا کھلانا تیسرے یہ کہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا صبر کرنا اور دلیری مردانگی کرنا سو آمین بہت باتین آگئین جیسے مشکل عبادت سے دل نہ چرانا اور مصیبت مین نہ گھبرانا اور دینداری نہ چھوڑنا اور زنا لواطت سے بچنا اور مکروہات سے اور شبہات سے پرہیز کرنا اور کافرون کی لڑائی سے نہ بھاگنا غصہ تھامنا بڑے بڑے کامون مین تنگ دل ہونا لوگون کے بھید نہ کھولنا امانت داری کرنا دنیا کی لذت مین مشغول نہونا یہ سب صبر اور دلیری سے متعلق ہین اخرجہ احمد و ابو داؤد عن العرباض بن ساریۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فاقبل علینا بوجھہ فوعظنا موعظۃ ذرفت منہا العیون ووجلت منہا القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کان ھذہ موعظۃ مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ

ترجمہ مشکوۃ کی باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہے کہ امام احمد و ابو داؤد نے ذکر کیا کہ ساریہ کے بیٹے عرباض نے نقل کیا کہ پڑھوائی ہم کو یعنی امامت کی رسول خدا صلعم نے ایک دن پھر متوجہ ہوئے ہمارے طرف اپنا موہنہ کرکے تو نصیحت کی ہم کو نصیحت کہ روئین اوس سے آنکھین اور ڈر گئے اوسکے سبب دل تو کہا ایک آدمی نے یارسول اللہ گویا یہ نصیحت رخصت کرنیوالے کی ہے تو وصیت کر ہم کو تو فرمایا کہ مین تم کو وصیت کرتا ہون خدا سے ڈرنیکی اور حاکمون کے حکم قبول کرنے کی اور فرمانبرداری کرنے کی اگرچہ غلام حبشی حاکم ہو پھر جو کوئی جیتا رہا بعد میرے تم مین سے تو آخر کو دیکھیگا اختلاف بہت تو لازم پکڑیو اپنے اوپر میرے رویہ کو اور میرے خلیفون کے رویہ کو کہ وہ خوبیون والے نیک راہ پائے ہوئے ہین مضبوط پکڑیو اوس رویہ کو اور زور سے پکڑیو اسکو دانتون سے اور بچیو نئے کامون سے اسواسطے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ف یعنی خدا کا خوف رکھیو تاکہ برے کام نہ ہوون اور اگر برا کام ہو بھی جاوے تو بسبب خوف خدا کے توبہ نصیب ہو اگر خدا کا خوف ہو تو نیک کام بھی ہون اور وقت کے حاکم کے حکم مانیو بغاوت مت کیجیو حاکم کے حکم ذات ہونے کا لحاظ نکیجیو اگرچہ غلام حبشی حاکم ہو تو بھی اوسکی فرمانبرداری و اطاعت کیجیو مگر اوسی امر مین جو خدا کی رضی کے خلاف نہ ہو اور اخیر زمانے مین لوگون مین اختلاف بہت پڑیگا تم میرا رویہ اور میرے اصحابون کا رویہ جو میرے نائب ہونگے خوبیون والے نیک راہ پر خوب مضبوط اختیار کیجیو جیسے کوئی دانتون سے چیز مضبوط زور سے پکڑتا ہے ویسے ہی اس رویہ کو اور میرے یارون کے رویہ کو اختیار کیجیو کسی طرح نہ چھوڑیو اور نئے نئے کامون سے نہایت بچیو پرہیز کیجیو اسواسطے کہ نئے کام کا نام بدعت ہے اور جو بدعت ہے وہ گمراہی ہے تو نئے کامونکے سبب

گمراہی مین پڑجاوگے بدعت کا حال اور نئے کامون کی تفصیل کہہ پہلے معلوم ہوچکی اسمقام پر اتنا معلوم رہے کہ اسلام کا یہ تمغہ ہے کہ خدا کا خوف رہے اور حاکم مسلمان سے بغاوت نکرے اور حضرت کے اور صحابون کے رویہ پر چلیے اور نئے نئے یعنی بدعت کے کامون سے پرہیز کیجیے اور جو پرہیز نکرے وہ ایک راہ گمراہی کی چلتا ہے اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ ھٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَشِمَالِہٖ وَقَالَ ھٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِنْھَا شَیْطَانٌ یَدْعُوْ اِلَیْہِ وَقَرَأَ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الآیۃ ترجمہ مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہے کہ امام احمد اور نسائی اور دارمی نے ذکر کیا کہ عبد اللہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ ایک لکیر کھینچی ہمارے سمجھانے کو پیغمبر خدا صلعم نے پھر فرمایا کہ یہ اللہ کی راہ ہے پھر لکیرین بنائین اوسکے دائین بائین طرف اور فرمایا کہ یہ کئی راہین ہین کہ ہر راہ پر ایک ایک شیطان ہے کہ اپنی طرف بلاتا ہے اور پڑھی حضرت نے یہ آیت وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الآیۃ اخیر آیت تک ف اسکے اسی نے فرمایا ہے کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے اسپر چلو اور کئی راہین نہ چلو کہ وہ راہین تمکو میری راہ سے بہکا دینگی سو حضرت نے اسکی مثال بنا کر سمجھایا کہ شریعت کی راہ خدا کیطرف سیدھی گئی ہے اور اس راہ کے آس پاس لوگون نے بدعت کی راہین نکالکر اس راہ مین ملا دی ہین سو اُن راہون پر ایک ایک شیطان بیٹھا ہے اور اپنی طرف بلاتا ہے اور اس بدعت کی خوبیان اور توجیہین اور حیلے سمجھاتا ہے سو تم اُن راہون پر نہ چلو صرف اللہ کی بتائی شریعت کی سیدھی راہ چلو جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی سیدھی راہ فرمایا اور جو اور راہین چلوگے اور دین مین نئی نئی راہین نکالو گے اور جاری کروگے تو سیدھی شریعت خدا کی راہ سے بہک جاوگے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا مقتضا یہی ہے کہ قرآن و حدیث ہی کی راہ سیدھی شریعت کی اختیار کرے اور اور راہین نہ چلے اور جو کوئی کئی راہین چلے یا شریعت مین کوئی نئی راہ نکالے تو وہ شیطان کی راہ پر جاتا ہے۔ اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْیٰی سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَۃً ضَلَالَۃً لَا یَرْضَاھَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِھَا لَا یُنْقِصُ ذٰلِکَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئًا ترجمہ مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ بلال بن حارث المزنی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے بھلا یا بہتر جاری کیا میری سنتون مین سے کسی سنت کو کہ وہ سنت میرے بعد مٹا دیگئی ہو تو اوسکو ثواب ہوگا

اسیقدر جس قدر ثواب ہوگا اس سنت پر عمل کرنے والون کو بے اسکے کہ کم کیا جاوے عمل کرنے والون کے ثواب سے کچھ اور جس نے یہ سنت نکالی بدعت گمراہی کی کہ راضی نہین اس سے اللہ اور رسول اُسپر گناہ ہوگا عمل کرنیوالون کے گناہ سے کچھ کم نکرے اونکے گناہون سے کچھ **فائدہ** اسمین ہے کہ بدعتون مین کسی جگہ لوگ نیک سمجھنے زیادہ ہو جاتے ہین تو بدعتین بدعت کی سمجھتی ہین گویا مرجاتی ہین اور جب بدلوگ بدعتی زیادہ ہو جاتے ہین تو سنت ٹوٹ جاتی ہے گویا مرجاتی ہے پھر جو شخص سنت کو پھر جاوے زندہ کرے یعنی جاری اور رائج کرے اور لوگ اوس سنت پر عمل کرین تو جتنا ثواب عمل کرنیوالیکو ہوا اُسیقدر اوس سنت کے جاری کرنے والے کو ہوا اور عمل کرنیوالے کا ثواب کم نہو بلکہ خود اللہ تعالی علیحدہ علیحدہ ثواب دے پھر جتنا جس قدر لوگ عمل کرتے جاوین اوسی قدر اوسکو ثواب زیادہ ہوتا جاوے ایسا ہی جو شخص مٹی ہوئی بدعت کو پھر جاری کرے اور لوگ اوسکے موافق عمل کرین تو جس قدر اُس بدعت کرنیوالیکو گناہ ہوا اوسی قدر اوس جاری کرنیوالے کو گناہ ہوتا جاوے پھر جسقدر لوگ اس بدعت پر عمل کرتے جاوین اوسیقدر اُس رائج کرنیوالے پر گناہ ہوتا جاوے مثلاً جس قدر تراویح کی نماز پڑھنے والیکو ثواب ہوتا ہے اوسی قدر اکیلے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو ہوتا جاتا ہے اسواسطے کہ انھون نے اس سنت کو جاری کیا ہے اور اب بھی بہت رائج سنتین ہندوستان مین مٹ گئین جیسے بیوہ عورتون کا نکاح ثانی اور ولیمہ کا کھانا اور اونٹ یا گدھے خچر وغیرہ کی سواری تو جو کوئی اب ان سنتون کو جاری کرے تو جس قدر ان عمل کرنیوالون کو ثواب ہوگا اوسی قدر اوس جاری کرنے والے کو ہوتا جاوے مثلاً جسقدر تعزیہ داروں کو ہر سال ہمیشہ گناہ بڑھتا جاتا ہے اوسیقدر اوسپر گناہ چڑھتا جاتا ہے جس نے پہلے تعزیہ داری محرم کی ایجاد کی اَخْرَجَ الْاَزْرَقِیُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدِّیْنَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْحِجَازِ کَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا وَلَیَعْقِلَنَّ الدِّیْنُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْاُرْوِیَّۃِ مِنْ رَاْسِ الْجَبَلِ اِنَّ الدِّیْنَ بَدَاَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَاَ فَطُوْبٰی یَوْمَئِذٍ لِلْغُرَبَاءِ وَھُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ ترجمہ مشکوۃ کو باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھا ہے کہ زندی نے ذکر کیا کہ عمرو بن عوف نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دین سمٹیگا مکہ کے ملک کیطرف جیسے سانپ سمٹتا ہے اپنے بل کیطرف اور پناہ پکڑیگا دین مکے کے ملک سے جیسے پہاڑی بکرا پناہ پکڑے پہاڑ کی چوٹی سے بیشک دین ظاہر ہوا مسافر اور اجنبی ہو جاویگا جیسا پہلے ظاہر ہوا تھا سو کیا اچھا حال ہوگا مسافر کا اور وہ لوگ ہین جو صلاح کرتے ہین جو بگاڑا لوگون نے میرے بعد میری سنت مین **فائدہ** اخیر زمانہ مین اصل اسلام اور دین کی باتین ایسی ہو جاوین گی جیسے مسافر ہوتا ہے کہ اوسکو کوئی نہین پہچانتا اور لوگ اوسکو بیگانہ جانتے ہین اور ابتدا مین بھی اسلام کو کوئی نہین جانتا تھا اور عرب کے کافر مسلمانون کو انگشت نما کرتے تھے ویسے ہی اخیر زمانہ مین دین اسلام کی اصل باتونکو کوئی نہ پہچانیگا اور مسلمانون کو لوگ انگشت نما کرینگے تو

کیا اچھا حال ہوگا اون لوگون کا جو بدعت کو مٹادین اور سنت کو جاری کرین جو سنت جاری نہ رہی اور بدعتیون نے جو اسلام مین نئی نئی باتین نکالکر دین کو بگاڑ دیا اوسکو سنوار کر درست کرتے ہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اخیر زمانہ مین دین ملک عرب مین رہیگا اور اطراف سے جاتا رہے گا غرضکہ جو لوگ سنت کو جاری کرین اور بدعت کو رد کرین انکا بڑا مرتبہ ہے اور یہ بات دیندار یکی ہے اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَتُبْغِضَ لِلّٰهِ وَتَعْمَلَ لِسَانَكَ فِیْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالَ وَمَاذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الایمان مین لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبل نے نقل کیا کہ مین نے پوچھا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ افضل ایمان کیا ہے فرمایا یہ ہے کہ تو دوستی رکھے اللہ کے واسطے اور بغض رکھے اللہ کیواسطے اور جاری رکھے زبان کو اللہ کے ذکر مین عرض کیا معاذ نے کہ یہ کیا ہے اے رسول خدا فرمایا کہ اچھا جانے تو لوگون کے لئے جو اچھا جانے اپنی جان کے لئے اور بُرا جانے تو لوگون کیواسطے جو بُرا جانے اپنے لئے ف یعنی جس کی دوستی کو اللہ نے فرمایا اُس سے دوستی رکھے اور جس سے بغض رکھنے کو فرمایا اس سے بغض رکھے اور اللہ کے ذکر سے کبھی غافل نہووے اور جو چیز اپنے حق مین اچھی جانے وہی چیز اور لوگون کے حق مین اچھی جانے اور جو اپنے حق مین بُری سمجھے وہ اور دنکے بھی حق مین بری سمجھے ان آیتون اور حدیثون سے معلوم ہوا کہ دین مسلمانی کے یہ کام ہین کہ اللہ تعالی کو ہر صفت مین واحد سمجھنا اوسکے اوصاف کسی اور مین نہ جاننا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اوسکا رسول مقبول جاننا اور سوا اونکے اور کسیکا رویہ نہ اختیار کرنا اور نماز دل لگاکر وقت پر پڑھنا زکوۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا حج کرنا لغو بیہودہ کام نکرنا زنا سے بچنا امانت داری کرنا قول و قرار نباہنا جب اللہ کا ذکر آوے ڈر جانا اور خدا کا خوف دلمین رکھنا اور اُسکے کلام کو شوق سے سننا اور اسپر یقین لانا لوگون کو کھانا کھلانا خیرات کرنا کافرون کے ملک سے نکلجانا جہاد کرنا مہاجرون کی خاطرداری کرنا اپنے پاس اُنکو رکھنا انکی مدد کرنا جہاد کی راہ مین اپنا مال خرچنا سب کام اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث موافق کرنا رستہ سے تکلیف کی چیز دور کرنا شرم رکھنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ماباپ اولاد وغیرہ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب رکھنا خدا کے محبوبون سے محبت کرنا کفر کے کام سے بیزار رہنا خدا یتعالی پر بھروسہ رکھنا دین اسلام مین شک نہ لانا مسلمان کے نقصان کا روادار نہونا حب اور بغض اور مخاوت اور بخل اپنا سب اللہ تعالی کی مرضی کے تابع رکھنا زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچانا نیک کام سے خوش ہونا بدکام سے ناخوش لوگون سے اچھی بات کہنا سلام علیک کرنا صبر اور مردانگی اختیار کرنا حاکم مسلمان کی تابعداری کرنا حضرت کی اور حضرت کے اصحابون کے رویہ کو خوب مضبوط پکڑنا اور بدعت سے بچنا سنت کو کوشش کرکے جاری کرنا بدعت کو کوشش کرکے مٹانا سب آدمیون کی خیرخواہی کرنا کہ یہ باتین اصل

نفسف المال
وقلة الزاد کے
اتقی کلامہ بل قرآن
شریف اور تقسیم وراثت
صاف ۱۲ کر
اوس مالک الملک
نے فصحابہ کرام رضی اللہ
عنہم کو بسبب ضعف
قلت مال کے
کفار
کے مقابلے ضعیف
و بیکس پایا

دلیل فرمایا
صحابہ کرام اوس
مالک الملک کی خوشی
کا ہمیشہ طلبگار رہتے تھے
کے سامنے کبھی نہ
اور وقت پڑا
ضعف و ذلیل
ضعف نہ کرنے جان
ضعف اور
اسلام کے
ان ہی اور قرآن
مالکان

دینداری کی ہین ان باتون سے اور ہزارون باتین نکلتی ہین پھر اسکی جو باتین نکلتی ہین پھر اسکی جو باتین برخلاف ہین وہ باتین بددینی کی ہین اُنسے دین جاتا ہے اور کفر آتا ہے خدا محفوظ رکھے **الفصل الثالث فی ذکر الایمان بالقدر** ترجمہ تیسری فصل ایمان بالقدر کے ذکر مین **ف** یعنے اس فصل مین اُن آیتون اور حدیثون کا ذکر ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تقدیر پر یون یقین رکھنا چاہیے اور یون نہ رکھنا چاہیے سو جاننا چاہیے کہ خدا تعالے کے حکم کرنیکو اور اندازہ کرنیکو قضا و قدر کہتے ہین یعنی اللہ تعالی نے سب مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہر مخلوق کے حق اوسکا حال ٹھیرا دیا اور اندازہ کر دیا گویا حکم کر دیا کہ یہ چیز ایسی ہوگی اور فلانے فلانے کام کرینگی اور ابتدا اور انجام اوسکا یون ہوگا اور ہر چیز بیجان اور جاندار کو اللہ نے پیدا کیا اور جاندار چیز سے جو کام ہوتے ہین اور جو ارادہ دلمین پڑتا ہے وہ بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے اسبات کو ماننے اور اس بات پر یقین لانیکا نام ایمان بالقدر ہے پھر جو شخص اسکے برخلاف جانے کہ بندہ اپنے کام آپ پیدا کرتا ہے اور جو کچھ وہ بندہ کرتا ہے وہ خود کرتا ہے یا بعضے بعضے کام اللہ کے ارادے کے خلاف کرتا ہے یا فلانی بات جو دنیا مین ہوئی اوسکا حال آگے سے اللہ کو معلوم نہ تھا ایسے شخص کو قدریہ کہتے ہین یعنی تقدیر کا منکر کہ وہ بندون مین صفت خالقیت کی ثابت کرتا ہے اور جو شخص یہ جانے کہ آدمی کو مطلق اپنے کام مین کچھ ذرا بھی اختیار نہین جو کچھ اس سے ہوتا ہے نیک و بد سب اللہ ہی کرتا ہے اور آدمی اور ہر جانور محض مجبور بے اختیار محض ہین حتے کہ کفر اور گناہ بھی اللہ ہی کراتا ہے ایسے شخص کو جبریہ کہتے ہین یعنی جبر کا اعتقاد رکھتا ہے سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے اسواسطے کہ یہ بات بیشک ہے کہ آدمی مین کچھ فی الجملہ ارادہ اور اختیار بھی ہے کہ اسی کے سبب بعض کام کرنا اور بعض کام نہ کرنا اوس سے ظاہر ہوتا ہے آدمی کے چلنے مین اور پتھر کے لڑھکنے مین فرق ہے کہ آدمی خود چل سکتا ہے اور ٹھیر سکتا ہے اور پتھر نہ خود چل سکتا ہے نہ خود ٹھیر سکتا ہے اور آپ ہاتھ ہلانے والے ہین اور رعشہ والیکے ہاتھ مین تفاوت ہے کہ رعشہ والا اپنے ہاتھ ہلنے سے تہام نہین سکتا ہے اور وہ تھام سکتا ہے سو اسی اختیار اور اسیقدر ارادے کے سبب اللہ تعالی نے نیک کام کا حکم دیا اور بد کام سے منع کیا پھر جو کوئی بدکام کرے سزا پاوے اور جو نیک کام کرے جزا پاوے اگر اسقدر بھی بندے کو اختیار نہ ہوتا تو دنیا مین حاکم اور عدالت اور چور اور خونی کو سزا کیون مقرر ہوتی اور اللہ تعالی کی طرف سے پیغمبر کیون آتے اور قرآن اور شریعت کسواسطے اُترتے اگرچہ نیک اور بدکام پیدا کرنا اللہ تعالی ہی کا کام ہے مگر بدکام سے راضی نہین اور بندے کے نصیب مین پہلے سے ہر کام کا لکھدینا اور بات ہے اس لکھدینے سے یہ بجا نے کہ وہ بدکام سے بھی راضی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے بلا تشبیہ ایک نجومی نے ایک لڑکے کا جنم پترہ لکھدیا کہ یہ لڑکا فلانے فلانے وقت مین فلانے فلانے کام کریگا اور چور مین پکڑا جائیگا اور قید ہوگا پھر اسکے بعد ایسا ہی ہوا تو اس چوری مین نجومی کا کچھ قصور نہین اوسنے اپنے علم کے موافق ایک بات لکھدی تھی ایسے ہی سمجھا چاہیے کہ اللہ تعالی نے

جو نصیب مین ہر ایک کے ہے جو اس سے ہونا تہا سو لکھدیا پھر نیکی بدی الگ الگ بتا دی اور نیکی کرنے کا حکم
اور بدی سے منع کیا چنانچہ بکری کھانے کی اجازت دی اور سور کھانے سے منع کیا پھر اگر کوئی سور کھاوے تو
اللہ تعالی پر کچھ الزام نہین اگرچہ اوسے اختیار کھانے کا دیا تہا اوس کھانیوالیکا قصور ہے اسواسطے کہ
نے اوسے بچنے کا بھی اختیار دیا تھا گو کہ نصیب مین یہی اوسکے لکھدیا تہا کہ یہ شخص سور کہاوے گا مگ
اجازت نہین دی تہی بلکہ منع کیا تھا مگر ہان وہ شخص سوتا ہوا اور اُس کے موہ مین کوئی حرام چیز ڈالدے
البتہ وہ مجبور اور بے قصور ہے اللہ تعالی نے بہی اوپر بیہوش اور سوتے اور دیوانے پر حکم جاری نہ کیا
اگر کسیکو یہ شبہہ آوے کہ اللہ تعالی نے فلانے فلانے کو نیکبخت اور مسلمان نیکوکار اور فلانے فلانے کا
کمبخت کافر بدکار روز ازل مین کیون ٹھیرا دیا اسکا جواب یہ ہے کہ اسباب کا بھید دریافت ہونا آدمی
کی عقل کے بوجہ سے زیادہ ہے جیسے کہ آدمی کی جان کی حقیقت یا قبر کے عذاب کی حقیقت آدمی کی عقل
کے بوجہ سے زیادہ ہے سمجہہ مین نہین آتی ویسے ہی یہ بات ہی ہے اور شریعت مین بہی ہم کو اسکے دریافت کرنیکا
نہین ہوا سو اسباب کے بھید کا دریافت ہونا ممکن نہین اور بالفرض اگر دریافت بہی ہوگیا تو دنیا
دین کا اس سے کچھ فائدہ نہ نکلا بہشت کا ملنا دوزخ سے بچنا اسکے دریافت پر موقوف نہین بلکہ شریعت مین
ہم کو اسباب مین گفتگو کرنے سے منع آیا ہے پھر اسمین گفتگو اور جھگڑا کرنا نادانی اور حماقت ہے بلکہ جہالت
اور ضلالت اور ایمان جاتا ہے مگر جس قدر کہ قرآن اور حدیث مین اسکا ذکر ہے اوسپر ایمان لاوے اور
چون وچرا نکرے سو چاہیئے قال اللہ تعالی اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے
یعنی سورۂ قمر مین کہ ہمنے ہر چیز بنائی ٹھیرا کر یعنی جو چیز ہے ظاہر اور چھپی عرش کرسی اور لوح و قلم اور فرشتے
اور بہشت اور دوزخ اور آسمان اور تاری اور آسمانون کی گردش اور زمین اور جو کچھ آسمان و زمین کے
درمیان مین ہے آدمی اور جانور اور پہاڑ اور دریا اور ہوا اور درخت اور آگ اور جو کچھ ان چیزون سے ملکر بنتا
ہے اور سوا اسکے جو وہم و خیال مین آوے یا جو ہم کو معلوم ہو سو سب اللہ تعالی نے پیدا کیا اور بنایا اور
اسکو پیدا کرنے سے پہلے اپنے نزدیک ٹھیرا لیا اور اندازہ کر لیا کہ یہ چیز ایسی ہوگی اور فلانے فلانے
کام اوس سے ہونگے اور فلانی فلانی برائیان اور فلانی فلانی نیکیان اس سے فلانے فلانے وقت مین
ہونگی اللہ تعالی حکیم مطلق ہے امر دانا اور علیم اور حکیم تب کام کرتا ہے جب پہلے اُسکام کا انجام سوچ لیتا ہے
اور دل اپنے ذہن مین ٹھیرا لیتا ہے کہ اُسکام کا انجام یون ہوگا سو اللہ تعالی تو سب حکیمون کا حکیم اور سب
دانائون کا دانا ہے اوسنے جو چیز پیدا کی اسکے پیدا کرنے سے پہلے ہی اسکا سب اندازہ ٹھیرا دیا سو اوس کے
موافق اوسچیز سے ظہور مین آتا ہے تو اب آدمی کو مناسب ہے کہ اگر کسی سے اگر کچھ ضرر اور نقصان ہو پہنچے تو

اوسکا شکوہ نکرے اور جانے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے یہ بات مقدر کی تھی اور اسی مین کچھہ حکمت ہی کہ وہ ہمارے خیال مین نہین آتی اور اگر کسی سے کچھہ فائدہ پہنچے تو شکر اللہ تعالیٰ کا کرے کہ اوسنے ہمارے پیدا ہونے سے پہلے ہمارے واسطے یہ فائدہ مقدر کیا تھا اور جسکے ہاتھہ سے وہ فائدہ پہنچے اُسکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسباب ظاہر سمجھکر اوسکا بھی احسان مانے اور شکر نہی بجالاوے اور کسیکی اگر بُری صورت دیکھے یا صورت مین کچھہ نقصان دیکھے تو اوپر ہنسے نہین اور یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو اسیطرح پیدا کیا اسمین کچھہ حکمت ہی اس شخص کا کچھہ قصور نہین تو اوپر ہنسنا اور طعن کرنا بھی اپنی طرف سے نادانی ہے پھر ایسے مقام پر یون کہنا کہ ہم سے ہنسوا تا ہی وہی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جناب مین سخت بے ادبی ہی اور جہالت اسواسطے کہا ہے جیسے ہنسنے کا فی الجملہ اختیار دیا ہے ویسے ہی نہ ہنسنے کا ہی اختیار دیا ہے مگر ہان اصل خالق سب چیز کا اللہ تعالیٰ ہی ہے قال اللہ تبارک وتعا واللہ خلقکم وما تعملون ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ والصافات مین کہ اللہ ہی نے بنایا تمکو اور جو تم کرتے ہو ف یعنے تم کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا اور بنایا اور جو تم کرتے ہو کام وہ کام ہی اللہ ہی پیدا کرتا ہے اگر وہ پیدا نکرے اور روک لے تو تم سے ہرگز نہو سکے چنانچہ بہت کام آدمی کیا چاہتا ہے اور نہین ہو سکتے اور بعضے کام نہین کیا چاہتا ہے اور بے اختیار ہی مین ہو جاتے ہین تو اس سے معلوم ہوا کہ کام بھی جو آدمی کے ہاتھہ سے ہوتے ہین اوسکا پیدا کرنیوالا بھی اللہ ہی ہے تو جو کام اپنے ہاتھہ سے اچھا بن پڑے یا اور کسی سے اپنے حق مین کچھہ سلوک ہو تو اللہ کا شکر بجا لانا چاہیے کہ باوجود اوسکے وہی کام کا پیدا کرنیوالا ہے پھر جو ہمکو جزا نیک کا وعدہ دیا تو اسکا نہایت احسان ہی اور جب یہ معلوم ہو چکا کہ ہمارے سبکے کام بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے پھر اور کسیکی حرکات اور سکنات پر ہنسنا اور عیب پکڑنا ہرگز نچاہیے گمان سپر اللہ تعالیٰ ہی نے حکم دیا وہ بات جدی ہی اپنی طرف سے نہ چاہیے اور یہ بھی دریافت رہے پیدا کرنا کام کا اور بات ہے اور کام کے کسب کا فی الجملہ اختیار دینا اور بات ہے اگر کام کے کسب کا اختیار ہو تو امر و نہی بے فائدہ ہو جاوے اور بہشت اور دوزخ بنانا اور دنیا مین پیغمبرون کا بھیجنا اور بادشاہ اور حاکم مقرر کرنا لغو ٹھیرے سو کام کے کسب کا تو البتہ آدمی کو اختیار دیا ہے مگر بالکل اختیار بھی نہین دیدیا اگر ایسا ہو تو بندہ مختار نہو چاہیے اور اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بیکار بیجا وے قال اللہ تعالیٰ واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انفال مین کہ جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اوسکے دل کو ف ہر کام کا ارادہ پہلے آدمی کے دل مین پڑتا ہی بعد اوسکے وہ کام آدمی کے ہاتھہ پاؤن سے ظہور مین آتا ہی پھر جس کام کو اللہ تعالیٰ نہین چاہتا ہے اوسکا م سے آدمی کے دل کو روک لیتا ہے اور کرنے نہین دیتا چنانچہ ظاہر ہے کہ ہزارون کام آدمی کیا چاہتا ہے یا بات کہا چاہتا ہے مگر اوس سے نہین ہو سکتا تو اس سے صاف

معلوم ہوتا ہو کہ کوئی روک لیتا ہو اور کرنے نہین دیتا اسکی مثال ایسی ہو کہ جیسے کسی نے ایک جانور کے گلے مین ایک رسی باندھی اور سرا اوس ہی کا اپنے ہاتھ مین رکھا اور جانور کو دو کھیتون کے بیچ مین چھوڑ دیا اور اوس کو بتا دیا کہ اس کھیت مین سے کھایو اور دوسرے مین مُنھ نہ ڈالیو وہ جانور باوجودیکہ چھوٹا ہوا ہو مگر پھر بھی اس شخص کے اختیار مین ہی جہان سے چاہے کھانے دے جہان سے چاہے رسی کھینچ لے اور نہ کھانے دے ایسے ہی آدمی کا حال سمجھا چاہیے اس سبب سے آدمی کا چاہا اللہ کے چاہے کے مقابل نہین چلتا قال اللہ تبارک و تعالیٰ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین ترجمہ نسفی مایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ کورت مین کہ اور تم جبھی چاہو کہ چاہے اللہ سارے جہان کا صاحب ف یعنی تمھارے دلمین کام کا ارادہ ڈالنا بھی اللہ ہی کا کام ہے جب وہ چاہے تو تمھارے بھی دلمین وہ ارادہ ڈالدے پھر تم اوسکام کو کرنے لگو اور اگر وہ نچاہے تو تم ہزار چاہو کہ ہم فلانا کام کرین مگر تمھارے دلمین اوسکام کا ارادہ ہی مضبوط بیٹھے پھر جب ساری مخلوق اسیطرح پر ٹھیرے تو خدا ہی پر توکل اور بھروسا مضبوط رکھنا چاہئے کہ سوا اوسکے نہ کوئی کسیکا کچھ بگاڑ سکے نہ بنا سکے پھر غیرون کی طرف رجوع لے جانا اور غیرون کی خوشامد مین اپنے آپکو ذلیل کرنا محض بیفائدہ ہے جب وہ چاہیگا لوگونکے دلمین ارادہ ڈالدیگا اوسکے بغیر چاہے کچھ نہین ہوتا اوس نے پہلے سب چیز کا اندازہ اپنے نزدیک ٹھیرا لیا پھر اسیطرح پر پیدا کیا اور جو کام بندون سے ہوتے ہین وہ کام بھی وہی پیدا کرتا ہے اور جس کام سے چاہتا ہے وہی باز بھی رکھتا ہے اور جس کام کو چاہتا ہے وہی ارادہ بھی آدمی کے دلمین ڈالدیتا ہے سو اسپر اسیطرح یقین رکھنا چاہئے اور کچھ اپنی عقل ناقص کو دخل نہ دیا چاہئے اور نہین تو ایمان جاتا رہے گا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ یَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ وَیُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَیُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے کہ مومن نہین ہوتا کوئی بندہ جبتک ایمان نہ لاوے چار چیزون پر گواہی دیوے یہ کہ نہین کوئی معبود سوائے اللہ کے اور یہ کہ مین اللہ کا رسول ہون بھی کیا مجکو برحق اور یقین لاوے موت پر اور یقین لاوے کہ زندہ ہونا ہے بعد مرنے کے اور یقین لاوے تقدیر کا ف یعنی جیسے اللہ تعالیٰ کو واحد اور رسول خدا کو بھی برحق اور موت اور قیامت کو بیشک جاننا چاہیے ویسے اسبات پر بھی یقین صادق لانا چاہئے کہ تقدیر بھی برحق ہے جو ہونا تھا سو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کا حال پیدا کرنے سے پہلے مقدر کر دیا اور ٹھیرا دیا اور جو شخص اسپر یقین نہ لاوے وہ مومن نہین کافر ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ لَیْسَ لَہُمَا فِی الْاِسْلَامِ

فضیلت بیان کرنی سب عقلمندون پر اظہر من الشمس ہے حاصل کلام یہ کہ وہ خدا وند خلاق و مالک علی الاطلاق اپنی شان عزت خالقیت اور شان عزت الوہیت اور شان عزت ربوبیت اور شان عزت قیومیت اور شان عزت احدیت اور شان عزت صمدیت اور شان عزت اور شان عزت اور شان عز

نصیب وجہہ والقدریہ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عباس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگ ہیں میری امت میں کہ انکو اسلام میں کچھ نصیب نہیں مرجیہ اور قدریہ ف یعنی جو شخص یہ جانے کہ ہم کو کچھ مطلق اختیار نہیں ہے بالکل ہم محض مجبور اور بے اختیار ہیں اور جو کام ہمسے ہوتے ہیں اللہ ہی کراتا ہے سو ہم سے آخرت میں پرسش نہ ہوگی اگر حشر ہی ہو تو ہم بخشے جائینگے سوایسے شخص کو جبری اور مرجی کہتے ہیں کہ وہ یہ بات جاتا ہے کہ گویا اللہ تعالی ہمیں جبر کی راہ سے کام کراتا ہے ہمارا کچھ قصور نہیں تو اس عقیدے سے یہ بات نکلتی ہے کہ گناہ ہی ہم سے اللہ ہی کراتا ہے پھر ہمکو گناہ سے بچنے کا حکم کیوں کیا تو اسبات سے شریعت کا انکار نکلتا ہے اور جو شخص جانے کہ بالکل ہم مختار ہیں اور جو کرتے ہیں ہم خود کرتے ہیں اور جو کام ہم کرتے ہیں ان کاموں کو ہم ہی پیدا کرتے ہیں اللہ تعالی کو اوسمیں کچھ دخل نہیں اور آگے اوسنے کچھ تیسرا نہیں دیا ایسے شخص کو قدریہ کہتے ہیں یعنی قدر کا منکر گویا اپنے تئیں ہی ایک خالق افعال کا اور مختار جانتا ہے سو اس دونوں طرح کے عقیدے والے لوگ مسلمان نہیں ہیں اور اسلام سے اونکو کچھ حصہ نہیں ہے اور نصیبہ اسلام سے بے نصیب ہیں اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں اور پیغمبر خدا کی اُمت میں شمار کریں اخرج ابوداؤد والترمذی عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکون فی امتی خسف ومسخ وذلک فی المکذبین بالقدر ترجمہ ابوداؤد اور ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عمر رضہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہوگا میری امت میں لوگوں کا زمین میں دھس جانا اور صورتیں جانور و ملی سی ہو جانی اور یہ انہیں ہوگا جو جھٹلاتے ہیں تقدیر کو ف اور حدیثوں سی معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ میری امت میں لوگ زمین میں نہ دھس جائینگے جیسے اگلی امتوں میں قارون وغیرہ دھس گئے اور نہ میری امت کے لوگوں کی صورتیں جانور و نکی سی ہونگی جیسے اگلی امتوں میں یہود اور نصارا کی بندرون سورون کی سی شکلیں ہوگئیں ہیں سو اس حدیث میں فرمایا کہ جو لوگ میری امت کے یعنی کلمہ گو کہ آپکو مسلمان جانتے ہونگے مگر تقدیر کے منکر ہونگے سو اخیر وقت میں اُنکی صورتیں بھی جانورون کیسی ہو جاوینگی اور بعضے زمین میں دھس جاوینگے یعنی اللہ تعالی کا اس عقیدے والوں پر ایسا غضب ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی انکو عذاب شدید ہوگا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قدریہ اسیکا نام ہے کہ تقدیر کا انکار کرے اخرج احمد وابوداؤد عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم ترجمہ امام احمد اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قدریے مجوس اس امت کے ہیں اگر بیمار پڑیں تو مت پوچھو انکو اور اگر مریں تو نماز نہ پڑھو اخیر ف یعنی مجوس وہ ہوتا ہے کہ جو سورج اور آگ کو پوجے اور

نجیروں کی تاثیر کا اعتقاد رکھے اور جب آدمی تقدیر کا ستا کر نہیں رہتا اور اسدھی پر بھروسا نہیں رکھتا تو اوسکا
دل ہر طرف بٹتا ہے اور ہر چیز کو پوجنے لگتا ہے کبھی بھوانی کو مانتا ہے کبھی قبروں کو پوجتا ہے کبھی کسی درگاہ کے
چراغ کو جاتا ہے کبھی درات کی نحوست و سعادت کے پیچھے پڑتا ہے حالانکہ کچھ ہوتا نہیں ہوتا وہی ہے جو اللہ نے تقدیر
میں لکھدیا سو ایسا شخص مسلمان نہیں رہتا ہے مجوسی سا ہو جاتا ہے سو حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپکو مسلمان
کہے اور پھر تقدیر کا منکر ہو تو وہ اس امت میں گویا مجوس ہے تو ایسا شخص اگر بیمار پڑے تو اوسکا حال نہ پوچھو اور
اگر مر جاوے تو جنازے کی نماز نہ پڑھو اسواسطے کہ یہ معاملہ مسلمانوں کے ساتھ کرنا چاہئے کافر کے ساتھ ایسا معاملہ
ملاپ اور دوستی اور اوسکی مغفرت کی دعا مانگنا نہ چاہئے اسواسطے کہ اور لوگ یہ عقیدہ نہ اختیار کریں فَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُجَالِسُوْا اَھْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَا
تحقیق حدیث ابوداؤد نے ذکر کیا کہ عمر رضی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھ نہ بٹھلاؤ
اہل قدر کو اور نہ اول بات کہو اوسے ف یعنی جو شخص تقدیر کا منکر ہو اوس شخص سے محبت اور ملاقات نہ رکھو بلکہ
اپنے ساتھ برابر نہ بٹھلاؤ اور نہ تم اوسکے پاس بیٹھو اور اپنی طرف سے پہلے اوس سے بات ہی نکہو ہاں اگر وہ چھیڑے
تو بقدر ضرورت اوسکا جواب دینا مضائقہ نہیں گویا وہ شخص آدمیت سے خارج ہے سو کفار کی طرح چہ اوس سے
معاملہ کرو بلکہ کافروں سے بھی وہ بدتر ہے اسواسطے کہ کافر کو ہر مسلمان کافر جانتا ہے اور اوسکی بات نہیں مانتا
اور یہ قدری تو آپکو مسلمان کہیگا اور بعض آیتیں اور بعض حدیثیں اور کچھ قول اور اشعار کے معنے اپنے
طور پر لگا کر جاہلوں کو گمراہ کریگا تو ایسے شخص سے ترک محبت کرنا اور علیحدہ رہنا بہتر ہے تاکہ لوگو کو گمراہ نکرے اور شاید
اپنے عقیدے کو برا سمجھ کر ترک کردے اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ وَالرَّزِیْنُ عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّۃٌ لَعَنْتُھُمْ وَلَعَنَھُمُ اللّٰہُ وَکُلُّ نَبِیٍّ مُجَابٌ الزَّائِدُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ وَ
الْمُکَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰہِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِیُعِزَّ مَنْ اَذَلَّہُ اللّٰہُ وَیُذِلَّ مَنْ اَعَزَّہُ اللّٰہُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرَمِ
اللّٰہِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَالتَّارِکُ لِسُنَّتِیْ ترجمہ ذکر کیا بیہقی اور رزین نے کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ شخص پر لعنت کی میں نے اور لعنت کی اللہ نے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے بڑھانیوالا
اللہ کی کتاب میں اور جھٹلانے والا اللہ کی تقدیر کا اور زبردستی سے حاکم بنجانے والا اسواسطے کہ عزت دیوے
جسکو ذلیل کیا اللہ نے اور ذلیل کرے جسکو عزت دی اللہ نے اور حلال کرنیوالا اللہ کے حرام کا اور حلال کرنیوالا
میرے رشتہ داروں سے وہ چیز جو حرام کی اللہ نے اور چھوڑ دینے والا میری سنت کا ف یعنی جو شخص حضرت کی
سنت کو بے عذر شرعی ترک کرے اور چھوڑ دے تو اوسکو حضرت پر ایمان نہیں اور جو سید ہو حضرت کی آل میں
اور اللہ کے حرام کئے ہوئے کاموں کو حلال کرے یعنے گناہ کرے اللہ تعالیٰ کے منع کرنیکا لحاظ نہ رکھے تو

۱۲ احمد و ابوداؤد

سوال دوم
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھائی کہنا حالانکہ سب انبیا کو آزردہ دیکھا کہ اوسنے ایسا کیا اور اگر خود ان پر درود صلی اللہ علیہ وسلم کہیں بھائی فرمایا تو لازم نہیں کہ اوسکو دوسرے بھی کہیں

جواب

اوس نی بڑا قصور کیا جیسے بلا تشبیہ وزیر کا بیٹا بادشاہ کی چوری کرے اور بادشاہ کے آئین کی قدر نہ رکھے
اور برخلاف آئین کی کرے تو اوسکو دیکھکر اور رعیتی ہمکین تو اوسکی سزا بھی زیادہ چاہئے جسپر عنایت اور
مہربانی زیادہ اوسکو تقصیر پر عتاب بھی زیادہ اور جو شخص اللہ کے کعبہ کے حرم کی تعظیم نہ رکھے اور جو کام وہان
کرنے حرام ہین سو وہان کرے تو اوسنے گویا ایسا کیا کہ خود بادشاہ کے مکان پر دربار مین بے ادبی اور
حکم عدولی کی اور جو شخص لوگون پر زبردستی حاکم بنجاوے تاکہ اشرافون کو ذلیل کرے اور کمینون کو مسند
کرے اور جو شخص تقدیر کے برحق ہونے کو مکراوے اور تقدیر کے قائل کو جھٹلاوے اور جو شخص قرآن مین
کچھ اپنی طرف سے بڑھاوے کوئی لفظ یا کوئی حرف یا کوئی مطلب یا کوئی سورت سو ایسے شخص چھیون
قسم کے ملعون ہین کہ اللہ تعالی نے اُنکو پھٹکار دی اور رسول خدا نے اونکو بد دعا دی کہ اللہ نے اپنی ہر
اون سے اُٹھالی سو حضرت کی یہ دعا قبول ہوئی اسواسطے کہ حضرت نبی تھے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی
ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قدر سے تقدیر کے منکر پر اللہ اور رسول کی طرف سے لعنت اور پھٹکار برستی
ہے اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ عَذَّبَ اَھْلَ سَمٰوٰتِہٖ وَاَھْلَ اَرْضِہٖ عَذَّبَھُمْ وَھُوَ غَیْرُ ظَالِمٍ لَّھُمْ
وَلَوْ رَحِمَھُمْ کَانَتْ رَحْمَتُہٗ خَیْرًا لَّھُمْ مِنْ اَعْمَالِھِمْ وَلَوْ اَنْفَقْتَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا قَبِلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْکَ حَتّٰی تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ وَتَعْلَمَ اَنَّ
مَا اَصَابَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِئَکَ وَاَنَّ مَا اَخْطَاَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَکَ وَاِنْ مُتَّ عَلٰی
غَیْرِ ھٰذَا دَخَلْتَ النَّارَ ترجمہ امام احمد اور ابوداود اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ زید بن ثابت نے نقل کیا کہ پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو کہ اللہ عذاب کرے اپنے آسمان والون پر اور اپنے زمین والون پر تو
عذاب کرے اور وہ ظالم نہ ٹھیرے اُنکے حق مین اور اگر مہر کرے اونپر ہووے مہر اوسکی بہتر اُنکے لئے اون کے
کاموں سے اور اگر تو خرچ کرے احد پہاڑ برابر سونا اللہ کی راہ مین قبول نکرے اللہ تجھ سے مگر جب تو ایمان لاوے
تقدیر پر اور جان لیوے یہ کہ جو بھلا پہنچا تجھے چوکنے والا نتھا اور جو تجھ سے چوکا وہ پہنچنے والا نتھا اور اگر تو مرے
اسکے برخلاف عقیدے پر تو ضرور داخل ہووے تو دوزخ مین ف یعنی جو کچھ اللہ نے قسمت مین لکھدیا
اوار مقدر کردیا وہ ضرور پہنچیگا ممکن نہین کہ چوک جاوے اور نہ پہونچے سو جو کچھ آدمی کو رنج اور تکلیف اور بیماری
اور راحت اور خوشی اور صحت اور فتح اور شکست اور مفلسی اور امیری پہنچتی ہے یہ سب تقدیر کے لکھے موافق
پہنچتی ہے کسی سبب سے نہین ملتی پھر اگر سب مخلوق چاہے کہ نہ پہونچے تو ممکن نہین کہ نہ پہونچے اور تقدیر
خطا کرے اور جو آدمی کو پہنچا نہین چاہتا کہ مین تندرست ہو جاؤن اور رہا چاہتا کہ اسیر ہو جاؤن اور نہ ہوا

یا جیسا کہ میری اسپر فتح ہو اور نہ ہوئی یا سانپ ہاتھ پر چڑھا اور نہ کاٹا اور نہ ہوا تو تقدیر ہی مین یون لکھا تھا ممکن نتھا کہ اوسکے برخلاف ہو اگرچہ ساری مخلوق ملکر چاہے کہ اسکے برخلاف ہو مگر ہونا ممکن نہین پھر اب اسکے سوا اور طرح جو شخص سمجھے کہ فلانے سبب سے تقدیر پلٹ گئی اور تقدیر کا لکھا مٹ گیا اور تدبیر چلگئی پھر وہ شخص بے توبہ مرجاوے تو دوزخی ہے اور صدقہ خیرات نیکی اوسکی کچھہ قبول نہین ہوتی اگرچہ پہاڑ برابر سونا خدا کی راہ مین خرچ کیا ہو تو بھی قبول نہو اسواسطے کہ اوسنے اللہ کی تقدیر کا انکار کیا اور اللہ کے بنائے کے خلاف نہین ہوسکتا وہ مالک الملک شہنشاہ بے پرواہ ہے جیسا کہ اوسنے چاہا ویسا ہر ایک کی قسمت مین لکھدیا وہ بہر صورت سے مالک ہے اگر سب فرشتون اور آدمیون کو دوزخ مین ڈالدے تو بھی وہ ظالم نہ ہیگا اسواسطے کہ ساری مخلوق اسکی ہے اور کسیکی نہین اور اگر وہ خلق پر مہربانی کرے تو مہربانی اوسکی خلق کے حق مین بہتر ہے مگر اسپر کچھہ بندے کا حق نہین اخرج الترمذی عن ابی ھریرۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نتنازع فی القدر فغضب حتی احمر وجھہ کانما فقئ فی وجھہ حب الرمان فقال بھذا امرتم امر بھذا ارسلت الیکم انما ھلک من کان قبلکم حین تنازعوا فی ھذا الامر عزمت علیکم الا تنازعوا ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابی ہریرہ نے نقل کیا کہ باہر آئے ہمپر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم جھگڑ رہے تھے قدر کے مسئلہ مین سو غصہ ہوئے ایسا کہ سرخ ہوگیا چہرہ اوسکا گویا توڑے گئے اوسکے چہرہ پر انار کے دانے پھر فرمایا کہ کیا اسبات کا تم کو حکم ہوا کیا اسواسطے مین بھیجا گیا تمھاری طرف تب ہی ہلاک ہوئے وہ جو تمسے پہلے تھے جب جھگڑا کیا اونھون نے اسبات مین تقید کرتا ہون مین تم پر تقید کرتا ہون مین تمکو کہ نہ جھگڑو اسمین ف جو باتین کہ بندہ کے حق مین فائدہ کی نہین سو اللہ تعالی نے بتادین کہ اللہ کو ایسا سمجھو اور رسول کو یون جانو کہ بندگی اللہ کی اسطرح کرو اور دنیا کے کام یون چلاؤ اور جو بات بندون کے کام کی نہ تھی کہ جس سے کچھہ دنیا اور دین کا فائدہ نہ تھا اوسکا مفصل بیان نہ کیا یا وہ بات جو آدمیون کی سمجھہ اور بوجھہ سے زیادہ تھی اوسکا بھی بیان نہ کیا تاکہ آدمی لایعنی بالو مین مشغول نہو جاوین مثلاً یہ نہ بیان کیا کہ چاند اور سورج فلانی چیز سے بنے اور عرش فلانی چیز سے اور زمین اور پانے اور آگ فلانی فلانی چیز سے اور سورج کی حقیقت یہ ہے اسواسطے کہ ان بالتون کے دریافت کرنے سے کچھہ فائدہ نقصان نہین یا مثلاً شریعت مین وحدت وجود اور شہود اللہ تعالے کی ذات اور متشابہات آیتون کی تاویلین اور ہر عبارت کی وضع مخصوص کے مامور ہونیکا بھید دریافت کرنیکا حکم نہوا اسواسطے کہ یہ باتین اکثر آدمیون کی عقل کے بوجھہ سے زیادہ ہین کہ اکثر لوگ اوسکی حقیقت کو دریافت نکر سکینگے بعضے مطلق انکار کرینگے اور بعضے اوسمین زیادتی کرینگے تو وہ دونون گمراہ ہونگے چنانچہ اگلی امتونکے لوگ

اسی سبب سے گمراہ ہوئے ویسا ہی جبر اور اختیار اور تقدیر کا مسئلہ ہے کہ اسمین گفتگو اور بحث کرنا اور اسکی حقیقت کی دریافت کی فکر مین رہنا نہ چاہیے اسواسطے کہ آدمی کی عقل کے بوجہ سے یہ بات زیادہ ہے بہر بہت آدمی جاہل گمراہ ہوجاوین گے چنانچہ ویسا ہی ہوا اسیواسطے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ حضرت ابوہریرہ وغیرہ اصحاب بیٹھے ہوئے اوس جبر اور تقدیر کے مسئلہ مین بحث کرتے ہین تو نہایت ناخوش ہوئے اسقدر کہ چہرہ آپ کا انار کے دانے کی طرح سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ کیا تم کو اللہ اور رسول نے اس مسئلہ مین گفتگو کرنیکا حکم کیا ہے اور یا مین اس مسئلہ مین جھگڑا ڈالنے کو آیا ہون رسول ہوکر سویون تو نہین ہے جو تم کو عبادت کا حکم ہوا ہے سو کرے جاؤ پھر چون وچرا مت کرو اور اگلی امتون کے لوگ اسیطرح مشکل مشکل مسئلون مین بحث کرکے گمراہ ہوگئے کہ اللہ تعالی نے اونکو ہلاک کیا سو مین تم کو تاکید کرتا ہون کہ اس مسئلہ مین ہرگز گفتگو نہ کیجیو۔ تخریج اِبْنُ مَاجَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَمَنْ تَکَلَّمَ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یَتَکَلَّمْ فِیْہِ لَمْ یُسْئَلْ عَنْہُ ترجمہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جس نے کلام کیا کسی چیز مین قدر کے مسئلہ مین تو پوچھا جاویگا اوس سے وہ کلام قیامت کے دن اور جس نے نہ کلام کیا اوسمین اوس سے پرسش نہوگی اوسکی ف یعنے قیامت کے روز اسبات کا بھی حساب ہوگا کہ جو شخص اس مسئلہ مین گفتگو کریگا قیامتکو اوس سے محاسبہ لیا جالے گا کہ تو نے اسمین کیون گفتگو کی اور بحث کی اور جو شخص اسمین گفتگو اور بحث ہی نکریگا اوس سے پوچھا بھی نجائیگا اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اس مسئلہ مین گفتگو ہی نکرنا چاہیے اسقدر سمجھلے کہ اللہ تعالی نے جو روز ازل مین تقدیر مین لکھدیا وہ ضرور ہوگا اور اللہ تعالی نے بندونکو فی الجملہ کام کرنے کا اختیار دیا ہے اور کام کا پیدا کرنا اور دلمین ارادہ ڈالنا یہ اللہ ہی کا کام ہے جس قدر قرآن وحدیث مین مذکور ہے اوسپر ایمان لاوے اور یقین رکھے زیادہ دم نمارے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عُبَادَۃَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَہُ اُکْتُبْ فَقَالَ مَا اَکْتُبُ قَالَ اُکْتُبِ الْقَدَرَ فَکَتَبَ مَا کَانَ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلَی الْاَبَدِ ترجمہ ذکر کیا ترمذی نے کہ عبادہ بن صامت کے بیٹے نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے پیدا کیا اللہ نے قلم کو تو فرمایا اوسکو لکھ وہ بولی کیا لکھون فرمایا لکھ تقدیر سواوسکے لکھا جو ہوا اور ہونے والا ہے ہمیشہ تک اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَتَبَ اللّٰہُ مَقَادِیْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ وَکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاءِ ترجمہ مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ ابن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے لکھین تقدیرین خلائق کی آسمانون اور

اور زمین کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے حالانکہ اوسکا عرش پانی پر تھا اخرجہ احمد وابوداؤد عن ابی موسیٰ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ خلق آدم من قبضۃ قبضھا من جمیع الارض فجاء بنو آدم علی قدر الارض منھم الاحمر والابیض والاسود وبین ذلک والسھل والحزن والخبیث والطیب ترجمہ امام احمد اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابوموسیٰ نے نقل کیا کہ مین نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی خاک سے کہ وہ لی ہی سب زمین سے سو ہوئی اولاد آدم کی اندازہ پر زمین کے کوئی سرخ کوئی سپید کوئی کالی کوئے درمیان مین اوسکے کوئی نرم کوئی کڑی کوئی ناپاک کوئی ستھری ف یعنی یہ جو آدمیون مین تفاوت ہے کہ بعضے سرخ وسفید ہوتے ہین اور بعضے سیاہ رنگ ہوتے ہین اور ایسے ہی کسی کی خو نرم ہوتی ہی کوئی سخت ہوتا ہے اور کوئی نیکبخت پاک صاف ہے اور کوئی ناپاک خبیث کافر ہے سو پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ نے انکی اصل ایسی پیدا کی کہ حضرت آدم کو سارے جہان کی طرح طرح کی زمینون مین سے تھوڑی تھوڑی مٹی لیکر اوس سے بنایا کہ بعضے جگہ کی مٹی سرخ اور بعضی جگہ کی سفید اور کہین کی سیاہ اور کہین ملی ہوئی اور کہین کی نرم اور کہین کی سخت ہوتی ہے یہ سب باتین حضرت آدم مین جمع تہین ویسا ہی اوسکا ظہور اونکی اولاد مین ہوا اسواسطے کہ پہلے سے اللہ تعالیٰ نے آدمیون کی تقدیرین یون ٹھیرا دیا تھا۔ اخرجہ احمد والترمذی عن عبداللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ خلق خلقہ فی ظلمۃ فالقی علیھم من نورہ فمن اصابہ من ذلک النور اھتدی ومن اخطأہ ضل فلذلک اقول جف القلم علی علم اللہ تعالیٰ ترجمہ امام احمد اور ترمذی نے ذکر کیا کہ عبداللہ ابن عمرو نے نقل کیا مین نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا خلق کو اندھیرے مین پھر ڈالا اوپر اپنا نور پس جسکو پہنچا اس نور مین سے اوسنے سیدھی راہ پائی اور جسکو نہ پہنچا وہ نور وہ گمراہ ہوا تو اسیواسطے مین کہتا ہون کہ سوکہ گئی قلم اللہ کے علم پر ف یعنے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے موافق لکھنے کا قلم کو حکم دیا اور اسنے لکھدیا پھر وہ خشک ہوگئی کہ اب نہین وہ لکھتے اور اسلام جو ہے سو اللہ تعالیٰ کے نور کے سبب سے ہے جسپر اللہ تعالیٰ کا نور رونہ ازل مین پڑا وہ نیک راہ پر مسلمان ہوا اور جسپر وہ نور نہ پڑا وہ گمراہ ہوا کافر اخرج احمد عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل قد عزل الی کل عبد من خلقہ من حمقہ من اجلہ وعملہ ومضجعہ ورزقہ ترجمہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابودرداء نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فارغ ہوچکا اپنی مخلوقین ہر بندے کی پانچ چیز سے اوسکی اجل سے اور اوسکے عمل سے اور اوسکے رہنے کی جگہ سے اور اوسکی چال سے اور اوسکی روزی سے ف یعنی ہر مخلوق کے حق مین یہ باتین کہ

محمد احمد جو مشترک کل اشخاص کا نام ہے اور احمد جو خاص آپکا نام ہے اور محمد جو بہت سے آدمیون کا نام ہے اور احمد جو بہت کم آدمیون کا نام ہے اہل اصول کے نزدیک کان اطلاق العام من اللفظ الخاص الموصوف بوصف معقول کما لا یخفی علی المتامل بالاصول۔ منہ

ف یہان سے یہ بات نکلی کہ جو کچھ آدمیون مین تفاوت ہے سو اللہ تعالیٰ کے علم اور اوسکے لکھنے کے موافق ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم اور لکھنے مین کسی کا دخل نہین اور نہ کسی کے کرنے سے کچھ ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے اور جو کچھ ہوا ہے اور ہوتا ہے اور ہوگا سو اللہ تعالیٰ کے علم اور

یہ فلانے وقت پر فلانے روز فلانی جگہ اسطور مریگا اور زندگی مین فلانے فلانے عمل کریگا اور فلانی فلانی جگہ رہے گا اور فلانی فلانی چال اور وہ اختیار کریگا اور فلانی فلانی وضع اسکیقدر روزی رزق ملیگا اور یہ کھاویگا اللہ تعالی نے مقرر کردین اور ٹھیرادین ویسا ہی ہوتا ہے اوس سے کم و بیش نہین ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو چاہیے کہ توکل ہی پر رہے اس بات پر بہت بھروسا نکرے اور دنیا داری کے امور مین بہت کوشش اور سردردی نکرے جو قسمت مین لکھا ہے وہ آگے ہی مقرر ہو چکا اسمین کمی بیشی نہین اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ حِیْنَ خَلَقَہٗ فَضَرَبَ لِتَفَہُ الْیُمْنٰی فَاَخْرَجَ ذُرِّیَّۃً بَیْضَاءَ کَاَنَّھُمُ الذَّرُّ وَضَرَبَ کَتِفَہُ الْیُسْرٰی فَاَخْرَجَ ذُرِّیَّۃً سَوْدَاءَ کَاَنَّھُمُ الْحُمَمُ فَقَالَ لِلَّذِیْ فِیْ یَمِیْنِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ وَلَا اُبَالِیْ وَقَالَ لِلَّذِیْ فِیْ کَتِفِہِ الْیُسْرٰی اِلَی النَّارِ وَلَا اُبَالِیْ تمہ جمیعہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابی الدرداء سے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا آدم کو اونکی پیدائش کے وقت پھر مارا اونکا داہنا مونڈھا سو نکالی اونکی اولاد سفید جیسے چیونٹیان اور مارا اونکا بایان مونڈھا سو نکالی اونکی اولاد کالی جیسے کوئلے پھر فرمایا انکو جو دہنے ہین ہے طرف بہشت کے اور کچھ پروا نہین مجکو اور فرمایا جو انکے بائین مونڈھے مین ہے طرف دوزخ کے اور کچھ پروا نہین مجکو ف یعنی اور خلقت کے پیدا ہونیسے پہلے ہی حضرت آدم کو پیدا کرنے کے وقت اللہ تعالی نے حکم کردیا اور ٹھیرادیا کہ یہ لوگ نکے حق مین کہ بہشتی ہین اور کہ یہ لوگون کے حق مین کہ دوزخی ہین اور فرمایا کہ مجکو کچھ پروا نہین جو چاہون سو کرون مین مالک ہون اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ لِلْجَنَّۃِ اَھْلًا خَلَقَھُمْ لَھَا وَھُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِھِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَھْلًا خَلَقَھُمْ لَھَا وَھُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِھِمْ مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا جنت کی لیاقت والونکو بنایا انکو بہشت کے واسطے اور وہ اپنے باپونکی پیٹھ مین تھے اور پیدا کیا دوزخ کے سزاوار لوگونکو بنایا اونکو دوزخ کے واسطے اور وہ اپنے باپون کی پیٹھ مین تھے ف یعنی دنیا مین پیدا ہونیسے پہلے ہی اللہ تعالی نے ہر ایک کو جس لائق وہ شخص تہا ویسا ٹھیرادیا سو اسی موافق دنیا مین ہر شخص سے کام ہوتے ہین بہشتی سے اچھے کام اور دوزخی سے برے کام اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِکُمْ یُجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا نُطْفَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ اِلَیْہِ مَلَکًا بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ فَیَکْتُبُ عَمَلَہٗ

واجلہ ورزقہ وشقی او سعید ثم ینفخ فیہ الروح فوالذی لا الہ غیرہ ان احدکم
لیعمل بعمل اھل الجنۃ حتی ما یکون بینہ وبینہا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب
فیعمل بعمل اھل النار فیدخلہا وان احدکم لیعمل بعمل اھل النار حتی ما یکون بینہ
وبینہا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اھل الجنۃ فیدخلہا ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ
حدیث فرمائی ہم سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور وہ سچی سچائی ہی فرمایا کہ پیدا کرتا ہر کسیکی کھٹا
کیجاتی ہی اوسکی ماکے پیٹ مین چالیس دن تک نطفہ پھر ہوتا ہے خون چالیس دن تک پھر ہوتا ہے لوتھڑا
چالیس دن تک پھر بھیجتا ہے اوسکے واسطے اللہ تعالی اوسکی طرف ایک فرشتہ چار باتونکے لئے سو وہ لکھدیتا
ہے اوسکا عمل اور اوسکی اجل اور اوسکی روزی اور بدبخت یا نیکبخت پھر پھونکتا اوسمین روح تو قسم ہے اوسکے
کہ نہین کوئی معبود سوا اوسکے کہ بیشک کوئی تم مین کا کئے جاتا ہے کام بہشتیونکے یہانتک کہ نہین رہتا اوسکے
اور بہشت کے درمیان مین فرق سوا ایک ہاتھ کے پھر بڑھ نکلتی ہی اوسپر لکھت تو کرنے لگتا ہے کام دوزخیونکے
تو داخل ہوتا ہے دوزخمین اور بعضا شخص تم مین کا کئے جاتا ہے کام دوزخیونکے اسقدر کہ نہین رہتا
اوسکے اور دوزخکے درمیان فرق سوا ایک ہاتھ بھر کے پھر بڑھ نکلتی ہے اوسپر لکھت تو کرنے لگتا ہے کام
بہشتیونکے تو داخل ہوتا ہے بہشت مین **ف** یعنی حضرت رسول خدا خود بھی سچے تھے اور اللہ تعالی نے بھی
اونکو سچا کہا تھا سو اونہون نے یون حدیث فرمائی کہ ایک ایک سوبیس دن مین آدمی کی صورت بنتا
ماکے پیٹ مین درست ہوتا ہے پھر اللہ تعالی ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ فرشتہ اوسکے حق مین لکھدیتا ہے
کہ یہ شخص فلانی فلانی کام کریگا اور فلانی سال اور سن مین فلانے وقت فلانے دن فلانی جگہ مریگا
اور زندگی مین فلانی فلانی چیز اسقدر کہا دیگا اور بدبخت ہوگا یا نیکبخت ہوگا بعد اسکے اسمین جان ڈالتا
ہے سو اسکے لکھے کے موافق اوسکا کام اور انجام دنیا مین ہوتا ہے پھر اگر اسکی قسمت مین انجام دوزخ لکھا ہوتا
ہے تو دنیا مین اگرچہ پہلے وہ کام بہشتیونکے کرتا ہے اسقدر کہ بہشت سے نزدیک ہو جاوے ہاتھ بھر پھر یکایک
تقدیر کا لکھا زور مارتا ہے تو وہ شخص آخر کو کام دوزخیون کے کرنے لگتا ہے تو دوزخ کو جاتا ہے اسیطرح
جس کی تقدیر مین بہشت لکھی ہے تو وہ اگرچہ کام دوزخیونکے سے کرتا ہے یہانتک کہ دوزخ سے نزدیک رہ جاتا
ہے ہاتھ بھر پھر اوسکی تقدیر کا لکھا زور مارتا ہے تو وہ بہشتیونکے کام کرنے لگتا ہے تو آخر بہشت کو جاتا ہے
المقصود آدمی اپنی عقل پر مغرور نہو اور اعتماد نرکھے اللہ تعالی ہی کے کرم و فضل کا بھروسا رکھے اور
اوہی سے امیدوار رہے اور خاتمہ سے ڈرتا رہے اگر خاتمہ اچھا ہوا تو اچھا ہے اور برا ہوا تو برا ہے۔
اخرج مسلم عن ابی موسی قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ام الملائکۃ الی آدم حیث قال واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وہم لکم عدو بئس للظالمین بدلا ۱۲ منہ

علی سبیل الاختصاص معدا لی الفصل وصار نوعا من السبب وصار مبدا لی الفصل بلا واسطۃ فی الجملۃ ان الخصوص المقتضی بالقیاس علی الفصل للدخول فی الحکم جائز بہم نفسہ کما فی سورۃ الحجرات فی قولہ تعالی ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین ۱۲ منہ

خطب بخمس کلمات فقال ان اللہ لا ینام ولا ینبغی لہ ان ینام یخفض القسط ویرفعہ
یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار وعمل النہار قبل عمل اللیل حجابہ النور لو کشفہ لاحرقت سبحات
وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ ترجمہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابی موسیٰ نے نقل کیا کہ کھڑے ہوئے ہمارے بیچ مین
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھا پانچ باتون کا سو فرمایا کہ بیشک اللہ نہین سوتا اور لائق نہین اوسکو کہ
کہ سووے جھکا دیتا ہے پلڑا اور اونچا کر دیتا ہے اوسکو عرض کیا جاتا ہے اسپر رات کا کام دنکے کام سے پہلے
اور دن کا کام رات کے کام سے پہلے پردہ اوسکا نور ہے اگر کھولدے اوسکو تو جلادے اوسکا نور ہر چیز کو
خلق مین سے جہانتک ہو چکے اوسکی نگاہ ف نبی صاحب نے خطبہ مین پانچ باتین فرمائین اور لوگون کو
سمجھایا کہ یہ جان لو کہ اللہ تعالی کو نیند نہین آتی اسواسطے کہ سونا غفلت ہے اور غفلت نقصان ہے
اور اللہ تعالی نقصان سے بری ہے تو ہرگز نہین ہو سکتا کہ اللہ تعالی سووے اور تم سے یہ سمجھ لو کہ مقبول
کرنا اور مردود کرنا اور روزی کی کشائش اور تنگی اللہ ہی کے اختیار مین ہے کہ ترازو اوسکے پاس ہے
جسکے لئے چاہتا ہے پلڑا جھکا دیتا ہے اور جسکے واسطے چاہتا ہے پلڑا اونچا کر دیتا ہے اور چوتھے یہ بات
جان رکھو کہ جو کام بندے دن کو کرینگے اُسکام کی خبر اوسکو رات کے کام سے پہلے رہتی ہے اور جو کام بندے
رات کو کرینگے اوسکی خبر دنکے کام سے پہلے اوسکو پہنچتی ہے آگے سے اور پانچوین یہ کہ اللہ تعالی کی بہت بڑی شان
ہے رعب اور دبدبہ اوسکا بڑا ہے ایسا کہ پردہ اُسکا نور ہے اگر وہ پردہ اُٹھاوے تو ساری مخلوق جلجاوے
کسیکو طاقت اوسکی برداشت کی نہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجودیکہ اللہ تعالی نے جو کیا سو ہوا
اور ہوگا اور جو ہوتا ہے سب سے پہلے تقدیر مین لکھدیا پھر بھی اللہ تعالی غافل نہین اسکو اب بھی اختیار
ہے جو چاہے سو کرے قسمت کی ترازو اسکے ہاتھ مین ہے جس کا چاہتا ہے پلڑا اونچا کرتا ہے جسکا چاہتا ہے
نیچا کرتا ہے اور ہر ایک کام کی خبر رکھتا ہے آگے سے یعنے آگے سے ہر ایک کام ہر ایک کیواسطے اوسنے
مقرر کر دیا دلیا ہی اس سے ہوتا ہے۔ اخرج الترمذی وابن ماجۃ عن انس قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر ان یقول یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک
فقلت یا نبی اللہ امنا بک وبما جئت بہ فھل تخاف علینا قال نعم ان القلوب بین اصبعین من اصابع اللہ
یقلبھا کیف یشاء ترجمہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ انس رضے اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم اکثر کہا کرتے تھے کہ اے پھیرنے والے دلونکے ثابت رکھ میرا دل اپنے دین پر تو کہا مین نے کہ اے نبی اللہ کے
ہمنے مانا تم کو اور جو کچھ تم لائے سو کیا تم ڈرتے ہو ہمپر فرمایا ہان اسواسطے کہ دل اللہ کی دو انگلیون مین ہے
انگلیون مین سے پھیر دیتا ہے دلونکو جیسے چاہتا ہے ف یعنی یہ بات ثابت ہے کہ سب پیغمبر بہشتی ہین

واول الامر مع
اور اسی سبب سے ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
نکاح کیا اور اس سبب سے
آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کے نکاح کا
پیغام حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ
کو بھیجنا تو وہون کے
جواب مین کہا کہ مین
تمہارا بھائی ہون
تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم

اور پیغمبروں سے پیغمبری جاتی نہیں اور سب پیغمبر دنیا سے ایمان کے ساتھ جاتے ہیں پیغمبروں کو اپنے ایمان کے جاتے رہنے کا خوف نہیں حضرت کی زبان سے جو یہ دعا اکثر نکلتی تھی کہ اے میرے اللہ میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ تو حضرت انس رضؓ سمجھے کہ اس دعا سے حضرت کا مطلب یہ ہے کہ میری امت کا دل ایمان پر ثابت رکھ سو عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے کیا تم کو ہم پر خوف ہے اسبات کا کہ ہم دین اسلام سے پھر جاویں سو تم یہ دعا مانگتے ہو تو حضرت نے فرمایا کہ ہاں مجکو البتہ خوف ہے اسواسطے کہ آدمی کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے قابو میں ہے جدھر چاہے پھیر دے اس سے معلوم ہوا کہ نیک راہ اور بد راہ پر لگا دینا اللہ ہی کا کام ہے جس دل کو جدھر چاہے پھیر دے جسکے دلمیں چاہے ارادہ نیکی اور سلوک کا ڈالدے اور جس سے چاہے برا کروا دے آدمی کو چاہئے کہ اپنے دل پر اعتماد نہ رکھے ہر وقت اللہ کی درگاہ سے یہی التجا کرے کہ نیکی کے رویہ پر دلکو ثابت رکھے اخرج مسلم عن عبد اللہ بن عمر رض قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی یدیہ کتابان فقال اتدرون ما ھذان الکتابان فقلنا لا یا رسول اللہ الا ان تخبرنا فقال للذی فی یدہ الیمنی ھذا کتاب من رب العلمین فیہ اسماء اھل الجنۃ واسماء اٰبائھم وقبائلھم ثم اجمل علی اٰخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدا ثم قال للذی فی شمالہ ھذا کتاب من رب العلمین فیہ اسماء اھل النار واسماء اٰبائھم وقبائلھم ثم اجمل علی اٰخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدا فقال اصحابہ ففیم العمل یا رسول اللہ ان کان امر قد فرغ منہ فقال سددوا وقاربوا فان صاحب الجنۃ یختم لہ بعمل اھل الجنۃ وان عمل ای عمل وان صاحب النار یختم لہ بعمل اھل النار وان عمل ای عمل ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدیہ فنبذھما ثم قال فرغ ربکم من العباد وفریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر ترجمہ مسلم نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن عمر رض نے نقل کیا کہ ہمارے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور انکے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں سو فرمایا کہ بھلا تم جانتے ہو کیا ہیں یہ دونوں کتابیں ہم نے عرض کیا ہم نہیں جانتے یا رسول اللہ مگر تم بتلاؤ ہم کو تو بتلا دیا اوسکو جو داہنے ہاتھ میں تھی کہ یہ کتاب رب العالمین کیطرف سے آئی ہے اسمیں نام لکھے ہیں بہشتیوں کے اور نام انکے باپوں کے اور نام اُنکے کنبوں کے پھر جملہ کیا ہوا ہے اُنکے آخر پر سو زیادہ نہیں ہوتا اُنمیں اور نہ کم ہوتا ہے اُن سے کبھی پھر فرمایا اوسکو جو بائیں ہاتھ میں تھی کہ یہ کتاب ہے رب العالمین کیطرف سے اسمیں دوزخیوں کے نام ہیں اور نام اُنکے باپوں کے اور اونکے کنبوں کے پھر جملہ کیا ہوا ہے اونکے آخر پر تو بڑھتا نہیں اُنمیں اور نہ اُنسے کم ہوتا ہے کبھی پھر عرض کیا اُنکے یاروں نے کہ تو کسواسطے ہے عمل یا رسول اللہ اگر ایسی بات ہے کہ اوس سے فراغت ہو چکی تو فرمایا کہ سیدھی راہ چلو اور سیدھی کرو اسواسطے کہ کبھی

فرمایا کہ قلب مومن دو انگلیوں کے بیچ میں ہے جس طرح چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اسی طرح مومن کا دل بھی ہے جس طرح چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اور اسی طرح کافر کا دل بھی ہے جس طرح چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اور اسی طرح کافر کا دل بھی ہے جس طرح چاہتا ہے پھیر دیتا ہے

فقال ان القلوب کلھا بین اصبعین من اصابع الرحمن کقلب واحد یصرفہ حیث یشاء

خاتمہ کیا جاتا ہی بہشتیونکی کام پر اگرچہ وہ کچھ کام کسب اور دوزخی کیواسطے خاتمہ ہوتا ہی دوزخیونکے نام پر اگرچہ وہ کچھ
کام کرے اور پھر اشارہ کیا پیغمبر خدا صلعم نے اپنے دونون ہاتھونکی طرف اور پھینک دیا اون دونون کتابونکو اور
پیچھے پھر فرمایا فارغ ہو گیا تمہارا رب بندون سے ایک گروہ جنت مین اور ایک گروہ دوزخمین ف یعنے جب حضرت نے یہ فرمایا
کہ اللہ تعالے نے دوزخیون اور بہشتیونکے نام معہ ولدیت ذات پہانت کے نشان سمیت الگ الگ لکھدیے
ہین پھر اون نامونکے آخر مین میزان دیکر جملہ کر دیا ہے کہ اسمین کمی بیشی نہین ہوتی اللہ تعالی نے آگے ہی سے
ہر ایک شخص کے حق مین بہشتی ہونا یا دوزخی ہونا ٹھیرا دیا ہے یہ بات منکر یارون نے عرض کیا اگر ایسا ہے
کہ دوزخ یا بہشت آگے ہی سے ہر ایک کیواسطے ٹھیر گئی اور اب اسمین کمی بیشی نہین ہوتی تو پھر اب عمل
نیک کرنا اور محنت اوٹھانا کیا ضرور جسکی قسمت مین جو لکھا ہے وہی آخر کو ہو رہے گا اسکے جواب مین حضرت نے
فرمایا کہ جسکی قسمت مین بہشت ہے اوس سے مرنیکے وقت بہشتیون کیسے کام ہونے لگتے ہین اور اُسکا خاتمہ بخیر
ہوتا ہے اگرچہ پہلے برے کام کرتا رہا ہو اور جسکی قسمت مین دوزخ لکھا ہے اوس سے مرنیکے قریب بُرے کام
ہونے لگتے ہین اور اُسکا خاتمہ اونہین بد کامونپر ہوتا ہے اگرچہ وہ پہلے نیک کام کرتا رہا ہو سو تم نیک کام
کیے جاؤ اور اپنی طرف سے بد کام کا ارادہ مکرو پھر آگے قسمت ہے اور اللہ کو جو کرنا تھا کہ ایک گروہ کیواسطے
بہشت اور ایک فریق کے لئے دوزخ سو وہ کر چکا اَخْرَجَہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ خُزَامَۃَ
عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْہَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰی بِہٖ وَتُقَاۃً نَتَّقِیْہَا
ھَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ شَیْئًا قَالَ ھِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ ترجمہ امام احمد اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ
ابو خزامہ نے نقل کیا کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ بتلاؤ حال دم
کرنیکا کہ ہم دم کرتے ہین اور حال دوا کا کہ ہم علاج کرتے ہین اس سے اور حال بچاؤ کا کہ ہم پناہ پکڑتے ہین اس سے
کیا لوٹا دیتے ہین یہ چیزین اللہ کی تقدیر مین ہی کچھ فرمایا کہ یہ چیزین بھی اللہ ہی کی تقدیر مین سے ہین ف
یعنی اسبات کے سننے سے کہ اللہ تعالی نے جو تقدیر مین لکھا وہی ہوگا یہ خیال مین آتا ہے کہ بیمار پر کچھ پڑھکر
دم کرنیسے یا علاج کرنا یا دعا صدقہ خیرات کرنا لاحاصل بیفائدہ ہے اس سے کچھ نہین ہوتا سو یہی بات خزامہ
کے باپ نے حضرت سے پوچھی کہ اگر تقدیر ہی کا لکھا ہوتا ہے تو پھر ہم لوگ بیمارون کیواسطے کچھ پڑھکر دم کرتے
ہین اور دوا سے علاج کرتے ہین اور مشکل مین دعا صدقہ وغیرہ خیرات کرتے ہین اور لوگونکو ظاہر مین
یہی فائدہ معلوم ہوتا ہے تو کیا یہ چیزین اللہ تعالی کی تقدیر کی لکھی ہوئی کو پھیر دیتے ہین سو حضرت نے
فرمایا کہ یون سمجھو فائدہ جو ہوتا ہے سو یہی تقدیر ہی مین لکھا ہے کہ یہ شخص یون کریگا تو یون فائدہ ہوگا
سو ویسا ہی ہوتا ہے یہ تقدیر کے خلاف نہین بلکہ اسمقام پر معلوم کیا چاہئے کہ عالمون نے لکھا ہے کہ

تقدیر دو قسم ہے ایک وہ ہے کہ جیسا مقرر کر دیا ویسا ہی ہوا اوسکو مبرم کہتے ہین اور ایک تقدیر معلق ہے کہ اگر فلانا شخص یون کرے تو ایسا ہو اور یون نکرے تو ایسا ہو یعنی مثلاً دعا مانگے تو بیمار اچھا ہو اور نہ مانگے تو نہو تو یہ دعا تعویذ صدقہ خیرات دوا علاج کا اثر اسی تقدیر معلق کے سبب ہوتا ہے اگرچہ یہ اثر ہونا بھی اسکی تقدیر مین لکھا ہے مگر اصل یہ ہے کہ آدمی اسمقام پر تردد ذکری اور اپنی عقل ناقص کو منہ زور گھوڑے کی طرح اس میدان مین نہ دوڑاوے جسطرح فرمایا اور سپر یقین لاوے چون وچرا نکرے بڑے آدمیون کے حکمون اور کلامون کے بہید و بہالی گنوار دنکو معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے اور ان کی سمجھ مین نہین آتا چہ جائے کہ اللہ تعالی کے

حکمون اور کاموں کا بہید بندہ دنکو عقل سے دریافت ہو اخرج الشیخان عن علی رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا وقد کتب مقعدہ من النار ومقعدہ من الجنۃ قالوا یا رسول اللہ افلا نتکل علی کتابنا وندع العمل قال اعملوا فکل میسر لما خلق لہ اما من کان من اہل السعادۃ فسییسر لعمل السعادۃ واما من کان من اہل الشقاوۃ فسییسر لعمل اہل الشقاوۃ ثم قرأ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی الآیۃ ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ علی نے ذکر کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک شخص کی تم مین سے لکھی گئی جگہ دوزخ مین اور جگہ بہشت مین اصحابون نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلا پہر ہم پہر و سا نکر لین اپنے لکھے ہوئے پر اور چہوڑ دین عمل فرمایا کہ عمل کئے جاؤ اسواسطے کہ ہر شخص کیواسطے میسر ہو جاتی ہے وہی چیز جسکے واسطے وہ پیدا ہوا سو جو شخص بدبختون مین سے موجود کیا جاتا ہے اوسکو بدبختی کا کام اور جو ہوا پہ بختون مین تو میسر ہوتا ہے اوسکو کام بدبختی کا پہر پڑہی حضرت نے یہ آیت کہ جسنے بخشش کی اور پرہیزگار رہوا اور سچا جانا قرآن کو تو اب ہم آسان کرینگے اوسکو آسانی کی راہ اور جسنے بخل کیا اپنے آپکو بے پرواہ جانا اور جہوٹہ جانا قرآن کو تو اب ہم آسان کرینگے اوسکو سختی کی راہ ف یعنے نیکبخت کیواسطے اسباب بہی ویسے ہی نیکی کے جمع ہو جاتے ہین اور بد کے لئے اسباب بہی ویسے ہی بدی کے موجود ہو جاتے ہین اور نیک کو نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے اور بد کو بدی کرنا سہل ہو جاتا ہے تو آدمی کو چاہئے کہ جب اوس سے نیکی ہونے لگے اور نیکی کے اسباب جمع ہو جاوین تو شکر کرے اور نیکی ہی کئے جاوے اور جب معاذ اللہ بدی کے اسباب جمع ہو جاوین اور بدی ہونے لگے اور بدی مین مبتلے تو خوف کرے اور جلدی سے اوسے ترک کرے اور اسباب پر بہروسہ نہ کرے کہ بہشت اور دوزخ جو ہماری قسمت مین لکھا ہے ویسا ہی ہوگا ہم بندگی کیون کرین اخرج الشیخان عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیعمل عمل اہل النار وانہ من اہل الجنۃ ویعمل عمل اہل الجنۃ وانہ من اہل النار وانما الاعمال بالخواتیم ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ سہل نے

لکھا ہوا تقدیر مین ہے کہ ہر شخص کو بہشت یا دوزخ کا مقام ملیگا اور ہر شخص کو اسکے اعمال کی توفیق ہوگی

اسلام کے بعد کفر کرنے سے اعمال کا ضائع ہونا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت زیادہ تر خوف کرنا

سہل نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کرتا ہے کام دوزخیون کے سے حالانکہ وہ ہوتا ہے بہشتیون مین سے اور کرتا ہے کام بہشتیون کے حالانکہ وہ ہوتا ہے دوزخیون مین سے اور اعتبار کامونکا ہے خاتمہ پر ف یہ حدیث اور سبھی حدیثین اوپر اسی فصل مین گذرین سب مشکوۃ کے باب الایمان بالقدر مین لکھی ہین سو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بعضا آدمی حقیقت مین تقدیر کے بموجب بہشتی ہوتا ہے مگر پہلے کام اس سے دوزخیونکے سے ہوتے ہین پہر آخر کو اس سے کام بہشتیونکے سے ہونے لگتے ہین تو وہ بہشتی ہی کو جاتا ہے اور بعضا شخص تقدیر کے بموجب دوزخی ہوتا ہے مگر وہ بہشتیونکی طرح کام کرتا ہے پہر آخر کو اوس سے کام دوزخیون کے سے ہونے لگتے ہین تو وہ دوزخ پاتا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اعتبار کامون کے انجام کا ہے آخر کو مرنے کے نزدیک جیسے کام ہون ویسا وہ شخص ہے تو کسی شخص کی جبتک وہ جیتا رہے بہشتی یا دوزخی نہ کہا چاہئے ہان اگر نیک کام کرتے کرتے اوسکی نیکی کی حالت مین مرجاوے تو یہ جانا چاہئے کہ ظن غالب یہ ہے کہ یہ بہشتی تہا اور معاذ اللہ اگر کفر کے کامون کی حالت مین مرجاوے تو جانا چاہئے کہ ظاہر مین اُسکے کام دوزخیون کے سے تہے انجام اللہ کو معلوم اور جسکا کفر پر مرنا یقینی معلوم ہوا اوسکو دوزخی جاننا یا کہنا مضائقہ نہین غرضکہ تقدیر پر ایمان رکہنا فرض ہے اور اسمین چون وچرا کرنا بد ہے اور جسکو اللہ نے نیک بتلایا وہ نیک ہے اور جسکو بد فرمادیا وہ بد ہے اور خاتمہ کا اعتبار ہے اللہ تعالی خاتمہ سبکا بخیر کرے اور اپنے نیک بندونکی راہ پر لگاوے اور نیکیون کی محبت دے الفصل الرابع فی ذکر الصحابۃ واھل البیت رضی اللہ عنہم ترجمہ چوتہی فصل حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے یارون کے اور حضرت کی اہلبیت کے ذکر مین ف یعنی اس فصل مین اُن آیتون اور حدیثون کا ذکر ہے جس سے حضرت کے یارون اور اہلبیت کی بزرگی اور فضیلت ثابت ہوتی ہے تو جاننا چاہئے کہ صحاب اسکو کہتے ہین جس نے حضرت سے ملاقات کی اور وہ مسلمان تہا پہر جب مراتب ہی مسلمان تہا پہر اگر بہت روزون صحبت مین رہا تو زیادہ افضل ہے اُسنے جو کم صحبت مین رہا اور اہلبیت کہتے ہین گہر والون کو جیسے بیبیان اور لڑکے اور لڑکیان اور بسبب لڑکیون کے داماد اور ناتی اور ناتنین سب اہلبیت مین داخل ہین بالخصوص اور باندی اور غلام اور جسکو بیٹا کرکے پالا بلکہ سارا کنبہ جو اپنے طریق پر ہو اور اونکی اولاد بھی مطلق اہلبیت مین شامل ہے چنانچہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمن اور سعد اور سعید اور ابوعبیدہ اور ابوہریرہ اور انس بلال اور معاویہ اور سوا اونکے سب مہاجر مکہ کے اور انصار مدینہ کے اور جہاد کرنیوالے سب حضرت کے صحابی ہین مگر جو احد اور بدر اور حدیبیہ اور خیبر وغیرہ لڑائیون مین حضرت کے شریک تہے بالخصوص اور جس مسلمان نے حضرت سے ملاقات کی اور اوسی مسلمانی کے عقیدہ پر وفات پائی وہ سب اصحاب ہین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

اونکی ثنا اور صفت اور خوبیان قرآن اور حدیث سے ثابت ہین اُنسے محبت رکھنا اور اُنکی راہ پر چلنا ایمان کی علامت اور نشانی ہی پھر جو کوئی اُنکو برا جانے یا اُنکو نہ مانے تو اُسنے گویا قرآن وحدیث کا انکار کیا اور اُسکا ٹھکانا دوزخ ہے آور بی بی خدیجہ اور بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ اور بی بی زینب اور بی بی ام سلمہ اور بی بی ام حبیبہ جویریہ اور بی بی میمونہ اور بی بی ریحانہ زید کی بیٹی اور بی بی ریحانہ شمعون کی بیٹی ماور بی بی ماریہ قبطیہ وغیرہ حضرت کی بیبیان اور فاطمہ زہرا اور بی بی ام کلثوم حضرت کی بیٹیان اور علی مرتضیٰؓ اور حضرت عثمان غنیؓ حیا حضرت کے داماد اور عمر فاروقؓ حضرت کے نواسی داماد اور حسنؓ و حسینؓ حضرت کے نواسے اور امامہ اور ام کلثوم وغیرہ حضرت کے نواسیان اور زید جنکو بیٹا کرکے پالا تھا حضرت نے اور اسامہ انکا بیٹا وغیرہ اُنکی اولاد یہ سب رضی اللہ عنہم اجمعین حضرت کے اہلبیت اور عترت مین داخل ہین اونکی محبت رکھنا اور انکے راہ اور رویہ کو اختیار کرنا اسلام اور ایمان کی علامت کامل ہی پھر جو شخص اونسے محبت نرکھے یا انپر طعن کرے اوسکے ایمان مین نقصان ہی اسواسطے کہ انکی تعریف اور مدح خصوصاً اور عموماً قرآن اور حدیث سے ثابت ہی تو جو شخص معاذ اللہ انکو برا جانے اس نے گویا قرآن اور حدیث کا انکار کیا پھر اُسکا سوای دوزخ کے کہان ٹھکانہ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالی سبکا مالک خالق ہے اوسکی محبت رکھنا اور اوسکے حکم پر چلنا فرض ہی اور اوسکا حکم ہی کہ میرے محبوب رسول مقبول کی محبت رکھو اور اوسکے کہنے پر چلو تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت فرض عین ہوئی سو قطع نظر اور ولیون سے جسکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہوگی تو وہی شخص اُنسے بھی محبت رکھیگا جنسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت رکھی ہی اور یہ بیشک وشبہ یقینی بات ہی کہ جو مسلمان حضرت کے ساتھ رہتے ہے اور صلاح اور مشورون مین شریک ہوتے تھے اور دین مسلمانی کا اُنھون کی کوشش سے جاری ہوا حضرت کے وقت مین اور بعد حضرت کے گویا وہ لوگ پیغمبر کی پیغمبری کے کام مین مددگار تھے اور جو شخص حضرت کے گھر کے تھے بیبیان اور اولاد اور نواسے وغیرہ جنکا اوپر مذکور ہوا ان سب سے حضرت کو محبت تھی بلکہ سارے مکہ اور مدینہ کے مسلمانون سے بلکہ بالکل ملک عرب سے محبت تھی تو جسکو حضرت سے محبت ہوگی وہ ان سب کی بھی محبت رکھیگا پھر ان اصحاب اور اہلبیت کی تعظیم کریگا اور راہ اور رویہ اُنکا اختیار کریگا پھر جسقدر اوسکو حضرت سے محبت زیادہ ہوگی اسیقدر ان سب سے بھی اسکو محبت زیادہ ہوگی اور جاننا چاہیے کہ حضرت کے اصحاب یا اہلبیت اگر بُرے ٹھہرین تو مسلمانی کا دین ہی جھوٹا ٹھہرے اسواسطے کہ قرآن وحدیث مسلمانی بنیاد انہین کیواسطے سے پہنچے لوگون کو پہنچا پھر اگر وہ برے تھے تو اونکے بتائے ہوئے قرآن وحدیث کا کیا اعتبار اور جب قرآن وحدیث بے اعتبار ہوگیا تو دین مسلمانی سب جھوٹ ٹھہرا تو جو شخص انکو برا جانے وہ گویا اپنے آپکو مسلمان نہین جانتا اور اپنے ایمان کا انکار کرتا ہے بلکہ

اسواسطے کہ ایمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام امت مسلمان کے ایمان سے کروڑون درجہ زیادہ اور افضل ہے جیسا کہ اوپر مفصل بیان ہوا ہے اور ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت

دار دنیا مین موجود ہین فما بالک بالصحابۃ الاحقون ورودت فی فضلہم احادیث کثیرۃ فقال السلام علیکم یا اولیاء اللہ الصالحین یا اصحاب رسول اللہ یا اہل بیت رسول اللہ یا اہل بیت النبی یا اہل بیت المصطفی یا اہل بیت المرتضی یا اہل بیت الزہراء یا اہل بیت الحسنین یا اہل بیت الحسن یا اہل بیت الحسین یا اہل بیت الشہداء یا اہل بیت الصالحین یا اہل بیت الاولیاء یا اہل بیت الاتقیاء یا اہل بیت الابرار یا اہل بیت الاخیار یا اہل بیت الاطہار یا اہل بیت الاخیار یا اہل بیت الاطہار یا اہل بیت الاخیار یا اہل بیت الاطہ

دین اسلام کا انکار کرتا ہے اور اصحاب اور اہل بیت کی خوبیان اور بزرگیان قرآن و حدیث مین بہت مذکور ہین اسمقام پر کئی آیتین اور حدیثین مذکور ہوتی ہین سچے مسلمان کو عقیدہ درست کرنیکے واسطے اسقدر بھی کافی ہے سنا چاہیئے قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰیۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ اعراف مین میری رحمت شامل ہی ہر چیز کو سو وہ لکھدونگا اونکو جو ڈرتے رہتے ہین اور دیتے ہین زکوۃ اور ہمارے باتین یقین کرتے ہین جو تابع ہوتے ہین اوس رسول کے جو نبی ہے امی جسکو پاتے ہین اپنے پاس لکھا ہوا توریت اور انجیل مین بتاتا ہے اونکو نیک کام اور منع کرتا ہے بُرے کامون سے اور حلال کرتا ہے اونکے واسطے سب پاک چیزین اور حرام کرتا ہے اُنپر ناپاک چیزین اور اوتارتا ہے اونسے بوجھ اونکے اور پھانسیان جو اونپر تھین سو جو اُسپر یقین لائے اور اوسکی رفاقت کی اور مدد کی اور تابعدار ہوئے اوس نور کے جو اوسکے ساتھہ اُترا ہے وہی لوگ پہونچتے ہین مراد کو ف یعنی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہر چند میری رحمت سب چیز کو شامل ہی مگر خاص کرکے اون لوگونکے واسطے وہ رحمت لکھدونگا جو لوگ امی نبی پر یقین لائے یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور اون کی رفاقت کی کہ ہجرت مین اُنکا ساتھ دیا کہ مکہ سے گھر چھوڑ کر حضرت کے ساتھہ مدینہ کو گئے اور وہ لوگ جنہون نے مدینہ مین پیغمبر کو جگہ دی اور مدد کی اور قرآن نورانی جو پیغمبر کے ساتھہ نازل ہوا اوسکے تابع ہوا اور اللہ سے ڈرتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور خدا کے حکم پر یقین کرتے ہین اور اپنے نبی کا حال توریت و انجیل مین دیکھکر نبی پر ایمان لائے کہ وہ نبی انکو نیک کام بتاتا ہے اور بُرے کامونسے منع کرتا ہے اور پاک چیزین حلال بتاتا ہے اور ناپاک چیزین حرام کہتا ہے اور گناہون کے بوجھ اُنپر لدے ہوئے تھے اور باپ دادا کے رسوم سے پھانسیان جو اونکے گلے مین تھین سو اوتارتا ہے سو وہ لوگ مراد کو پہونچے کہ جنتی ہوئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یارون کا حال ہے کہ وہ سب لوگ خصوصًا چار یار ہمیشہ پیغمبر خدا صلعم کے رفیق رہتے تھے اور مدد کرتے تھے اور دین اسلام اونسے جاری ہوا اور وہ خوف اللہ سے ڈرتے تھے اور متقی پرہیزگار تھے اور زکوۃ دیتے تھے اور ہر کام مین خدا کا حکم مانتے تھے اور قرآن کی پیروی کرتے تھے سو وہ اصحاب ایماندار تھے اور اللہ نے اپنی خاص رحمت اونکے واسطے لکھدی اور وہ مراد کو پہنچے کہ بیشک جنتی ہوئے پھر اب جو کوئی اونکو بُرا کہے اور اُنپر طعن کرے تو گویا اللہ کی رحمت پر طعن کرتا ہے اور اس آیت کا منکر ہے قَالَ اللّٰہُ

تبارک وتعالیٰ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون ترجمہ
فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ انبیا مین کہ اور ہم نے لکھدیا ہے زبور مین نصیحت کے بعد کہ آخر زمین پر مالک
ہونگے میرے نیک بندے ف یہ آیت بھی حضرت کے صحابون کے حق مین ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے ہمنے
توریت حضرت موسیٰ پر نازل کی اوسکے بعد زبور حضرت داؤد پر اُتاری سو پہلے تورات مین اور اوسکے بعد زبور
مین ہمنے لکھدیا تھا آگے سے کہ ہمارے اچھے بندے زمین کے وارث اور مالک ہوجاوینگے سو جب حضرت ابوبکر
اور حضرت عمر رضہ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تب یہ وعدہ سچا اور پورا ہوا کہ پورب سے پچھان
تک انہین کا حکم ساری زمین کے لوگونپر ظاہر اور باطن جاری ہوا اور آخر وقت مین حضرت امام محمد مہدی
کا بھی یہی دور ہونا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ خلیفے اللہ کے خاص بندے صالح تھے پھر جو کوئی اونکو فاسق
اور منافق جانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ الذین ان مکنٰھم فی
الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ
عاقبۃ الامور ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ حج مین کہ وے لوگ کہ اگر ہم انکو مقدور دین ملک مین تو
وہ قائم کرین نماز اور دین زکوۃ اور حکم کرین بھلے کام کا اور منع کرین بُرے کام سے اور اللہ ہی کے اختیار ہے
آخر ہر کام کا ف اس آیت سے پہلے آیت قرآن مین اللہ صاحب نے اصحابون کا ذکر کیا کہ صرف اسکے
سبب سے اونکو کافرون نے مکے سے نکالا سو اُن اصحابونکی اللہ نے مدد کی پھر اس آیت مین اُنکی تعریف کی
کہ وہ ایسے لوگ ہین اگر وہ زمین پر حاکم ہون تو نماز قائم کرین اور زکوۃ دین یعنی نماز اور زکوۃ کو رائج کرین
اور بھلے کام کا لوگونکو حکم کرین اور بُرے کاموں سے منع کرین پھر اُنکی نیکی کا دنیا مین جاری رہنا یا نہ رہنا
یہ انجام اللہ ہی کے اختیار ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یار مہاجرین
خصوصًا چارون خلیفے جو کام کرتے تھے اور جو لوگ اونکو کہتے تھے وہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول تھے اور جو
وعدہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اونکو فرمایا تھا سو پورا کیا کہ زمین پر اونکو حاکم کیا اور پیغمبر کا خلیفہ بنایا
پھر اُنھون نے جو کام کرنیکو کہا وہ کام نیک تھا اور جس کام سے منع کیا وہ کام بد تھا پھر اب جو کوئی اُنکے
کامون کو اور حکم کو بُرا جانے وہ اس آیت کا انکار کرتا ہے قال اللہ تبارک وتعالیٰ محمد رسول
اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ترٰھم رکعًا سجدًا یبتغون فضلًا
من اللہ ورضوانًا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذٰلک مثلھم فی التورٰۃ
ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطئہ فازرہ فاستغلظ فاستوٰی علی سوقہ
یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت

اوگون کو بھلائی فرمائی
مین کیا ہم آپ کے
بھائی ہین مین نے فرمایا
تم میرے اصحاب ہو
ہم میرے بھائی وہ ہین
جو ہم سے بعد
آئینگے اور وہ ابھی پیدا
نہین ہوئے ہم نے پوچھا
مین ہم آپ کو کیونکر پہچانین
فرمایا اگر کوئی شخص
وضو کرتے وقت
اپنے ہاتھ اور پاؤن
اور منھ پر
تین تین بار پانی
ڈالے اور
کلی کرے
اور ناک مین
پانی ڈالے
اور ناک صاف کرے
اور داہنے ہاتھ
کو بائین ہاتھ پر
اور بائین ہاتھ کو
داہنے ہاتھ پر
اور سر کا مسح کرے
اور داہنے پاؤن
کو بائین پاؤن پر
اور بائین پاؤن کو
داہنے پاؤن پر
اور ہر ایک
کام مین
تین تین بار
کرے
اور
اور
اور

منہم مغفرۃ واجرا عظیما ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ فتح مین کہ محمد رسول اللہ کا اور جو اوسکی ساتھ ہین زور آور ہین کافرون پر نرم دل ہین آپس مین تو دیکھے اُنکو رکوع اور سجدے مین ڈھونڈتے ہین اللہ کا فضل اور اوسکی خوشی نشانی اُنکے مونہہ پر ہے سجدے کے اثر سے یہ مثال ہے اونکی تورات مین اور مثال ہے اُنجیل مین جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اسکے مکم مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر خوش لگتا ہے کھیتی والونکو تاکہ جلاوے اونسے جی کافرون کا وعدہ دیا ہے اللہ نے اونمین سے جو یقین لائے اور کئے بھلے کام مغفرت کا اور بڑے ثواب کا ف یہ آیت اللہ صاحب نے حضرت کی شان مین نازل کی اور اسمین حضرت کے یارونکی ظاہر و باطن کی خوبیان بیان کین تاکہ مخالفون پر حجت ہو کہ ایسے لوگ خدا پرست پیغمبر کے رفیق ہین اور جسکے رفیق و ہم صلاح یا ایسے ہونگے وہ شخص خود اعلی درجہ کا خدا پرست اور نیکوکار ہوگا اور یہی معلوم ہوا کہ پیغمبر کی صحبت ایسی خوب ہے کہ اسکے سبب لوگ ایسے نیک ہوگئے سو اس آیت مین حضرتکے اصحابونکی خوبیان ظاہر کین کہ وہ حضرت کے رفیق ہین اور ساتھ موجود رہتے ہین اور کافرون پر زور آور سخت ہین اور آپس مین مسلمانون پر نرم دل اور رحیم اور ہمیشہ نماز مین مشغول رہتے ہین اور اُنکے چہرون پر اللہ کا سجدے کے سبب سے کہ ہزار دفعہ مین پہچانے پڑتے ہین اور باطن کی خوبی یہ ہے کہ یہ سب صرف اللہ کی رضامندی کے واسطے ہے اور اللہ کا فضل چاہتے ہین ملک و دولت دنیا نہین چاہتے یعنے نیت اونکی للہ ہے ریاکار اور تقیہ شعار نہین ہین اور نفاق نہین رکھتے اور سابق سے اللہ تعالی نی توریت مین اور انجیل مین انکی مثال لکھی کہ جیسے بیج بویا جاتا ہے جب اوس سے کھیتی جمتی ہے اور درخت اسکے موٹے اور بڑے ہوتے ہین تو کھیتی والے دیکھکر خوش ہوتے ہین اور اونکے دشمن ناخوش ہوتے ہین اسیطرح پر پہلے ایک دو مسلمان تھے پھر زیادہ ہوتے گئے اور اسلام کو اصحابون سے قوت بڑھتی گئی پھر جب اسلام کو قوت ہوئی اصحابہ اور رسول خوش ہوئے اور کافر ناخوش ہوئے اور غصہ مین آئے سو یہ حضرت کے اصحاب اللہ تعالی نی اسیواسطے ایسے ظاہر و باطن کی خوبیون والے بنائے تاکہ اونکو دیکھکر کافرون کا جی جلے اور اگر ان اصحابون سے کچھ گناہ بھی ہوئے تو آخرت مین وہ گناہ معاف ہوکر ثواب عظیم اُنکو ملیگا تو وہان اور بھی زیادہ کافرون کا جی جلیگا جو اُنکے دشمن ہے اصحابون کو انعام اکرام ہوگا اور خود وہ کافر دوزخ مین جلتے ہونگے ہر چند اس آیت مین سب اصحابونکی تعریف ہے مگر یہ چار باتین جو بیان کین کہ الذین معہ پیغمبر کے ساتھ رہنا اور اشداء علی الکفار یعنی کافرون پر سخت اور زبردست اور رحماء بینہم یعنی آپس مین رحم دل اور تراہم رکعا سجدا یعنی نماز مین مشغول رہنا سو یہ چار ون باتین چار ون خلیفون مین بالخصوص بھی مخصوص تھین چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ابتدا عمر سے حضرت کے ساتھ رہے خصوصًا غار مین ساتھ دیا اور ہجرت مین رفاقت کی اور بعد مرنیکے حضرت کے پاس

حصول الزلفات وحصول حق علام دلہا علیہ الاسلام مراعاۃ بعض الزلفات بعض الزلفات بعض الزلفات

ایک جگہ پر دفن ہوئے تو الذین معہ کی حقیقت اُنپر خوب ثابت ہوئی اور کافرون پر سخت ہوا حضرت عمرؓ کا مشہور و معروف ہے جس روز یہ مسلمان ہوئے اوسروز جماعت سے سب مسلمانون نے باہر نکلکر نماز پڑھی اس سے پہلے کافرون کے خوف سے نماز چھپکر مسلمان پڑھتے تھے انکے مسلمان ہونے سے مسلمانون کو قوت ہوئی اور کافر ڈر گئے اور انکی مخالفت مین کافرونکے ہزار شہرون مین مسلمانون کا عمل ہوا اور دین اسلام جاری ہوگیا تو اشداء علی الکفار کا مطلب حضرت عمرؓ مین خوب پایا گیا اور مسلمانون پر رحم دلی حضرت عثمانؓ کی ظاہر ہے کہ جب بیر کے لوگون نے بلوا کیا تو اوسوقت کم و بیش دو ہزار غلام مسلح حضرت عثمانؓ کے موجود تھے حضرت عثمانؓ نے اوسیوقت اونکو آزاد کیا اور فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ مسلمانون پر کوئی میرے سبب سے تلوار کھینچے اگرچہ مین جان سے مارا جاؤن چنانچہ وہ سب غلام چلے گئے اور بلوائیون نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا۔ اور حضرت عثمانؓ نے اونسے مقابلہ نکیا تو حمایتیہم کا وصف اونمین خوب ظاہر ہوا اور نماز مین مشغول رہنا حضرت علیؓ کا کمال کے درجے کو پہنچا کہ عین سجدہ کیحالت مین شہید ہوئے تو تراہم رکعاً سجداً کا بیان اُنپر خوب مطابق ہوا پھر اگر غور کیجے تو ہر ایک مین یہ چارون صفتین بخوبی تھین اور نیت سبکی للہ تھی غرضکہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت کے اصحابون کا ظاہر اور باطن دونو نیک تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمیشہ سے اپنے اللہ تعالیٰ کا فضل منوجہ تھا کہ تورات اور انجیل مین بھی انکی خوبیان اور انکا ذکر بیان ہوگیا تھا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان اصحابون کو ایسی خوبیون والا بنایا اسواسطے کہ تاکہ انکے سبب سے کافرون کا جی جلے اور کافر غصہ مین آوین تو اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص حضرت کے اصحابون کی خوبیان اونکیان اور تعریفین سنکر ناخوش ہووہ کافر ہے اللہ کی درگاہ سے راندہ گیا مردود سبحان اللہ جو شیطان اللہ کے پیغمبر محبوب کے دوستون یارون سے دشمنی کرے وہ کیون نہ اللہ کی درگاہ سے راندہ جاوے اور یہ بھی اس آیت سے معلوم ہوا کہ اصحابی سے کچھ گناہ کا کام بھی ہوگیا تو وہ معاف ہے کیواسطے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے معاف کرنیکا قال اللہ تعالیٰ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حشر مین کہ غنیمت کا مال ہے واسطے اون مفلسون وطن چھوڑ نیوالون کے جو نکالے ہوئے آئے ہین اپنے گھر و نسے اور مالون سے اور ڈھونڈتے آئے ہین امر کا فضل اور اوسکی خوشنودی اور مدد کرتے ہین اللہ کی اور اوسکے رسول کی وہ لوگ وہی ہین سچے اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہین اس گھر مدینہ مین

فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد دین رکھتا تو بیشک خطا اور گمراہی کا رد ہے اور ایسا کہنا کان نکلی اہل اسلام کا حضرت کے اصحاب پر اعتقاد رکھنا چاہیے کہ ہمین دونون جہان کی بہتری ہے

اور شیعہ لوگ جو اصحاب پر لعن طعن کرتے ہین اونکو اس آیت پر غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کی خوبیان اونکی زبان سے بیان فرمائی ہین اور اونکی تعریف کی ہے اور اونکو راضی ہونیکی خبر دی ہے اور اونکو جنت کا وعدہ دیا ہے اور اونکو مومنون کا صادق ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا سردار بنایا ہے اور اونکو مومنون کی مغفرت کا سبب بنایا ہے اور اونکو مومنون کا صالح ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مفلح ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مرضی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مقبول ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مغفور ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مرحوم ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مکرم ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا معظم ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مبجل ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مقدس ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مطہر ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مزکی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مصلح ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مرشد ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا ہادی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مہدی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مجتبیٰ ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مصطفیٰ ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مختار ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا منتخب ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا منتقی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا متقی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا پرہیزگار ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا عابد ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا زاہد ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا ورع ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا تقی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا نقی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا صفی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا ولی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا محب ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا محبوب ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مقرب ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مکرم ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا معظم ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مبجل ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مقدس ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مطہر ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مزکی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مصلح ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مرشد ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا ہادی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مہدی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مجتبیٰ ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مصطفیٰ ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مختار ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا منتخب ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا منتقی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا متقی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا پرہیزگار ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا عابد ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا زاہد ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا ورع ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا تقی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا نقی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا صفی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا ولی ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا محب ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا محبوب ہونیکا حکم دیا ہے اور اونکو مومنون کا مقرب ہونیکا حکم دیا ہے

اور ایمان میں ان سے آگے سبقت کرتے ہیں اُس سے جو وطن چھوڑ آوے اُنکے پاس اور نہیں پاتے اپنے دلمیں غرض اُسچیز کی جو اُنکو ملا اور اول رکھتے ہیں اپنی جانوں سے اگرچہ ہو اُنکو حاجت اور جو شخص بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہیں مراد پانیوالے ف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایک وہ لوگ تھے مہاجر جو کہتے ہے اپنے گھر کو چھوڑ کر اور مال اور دنیا داری سب ترک کرے صرف اللہ کی رضامندی کے واسطے فضل خدا کے طالب حضرت کے ساتھہ مدینے کو چلے آئے تھے کہ جہاد کرینگے اور رسول خدا کے مددگار رہینگے سو اُنکو اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ وہ سچے مسلمان ہیں اور ایک اصحاب حضرت کے انصار تھے یعنے وہ لوگ جو مدینے میں رہتے تھے آگے سے جب حضرت اور حضرت کے یار مکے سے نکلکر مدینہ کو گئے تو اونھوں نے سب کو اپنے گھروں میں رکھا اور گہنا کپڑا دیا اور نہایت خاطر کی اور کمال محبت یہانتک کہ اپنی جان پر بھی اونکو مقدم رکھا کہ آپ بھوکے رہتے تھے اور اُنکو کھلاتے اور اپنی حاجت بند کرتے اور اُنکو ہر چیز دیتے اور اگر وہ مہاجر کھجے والے کہیں سے کچھ پیدا کر لاتے تو یہ انصار مدینے کے خوش ہوتے اور لالچ کرتے چنانچہ بنو نضیر کے یہودیوں کے غنیمت کا مال جب حضرت کے پاس آیا تو حضرت نے مدینہ والے انصار سے فرمایا کہ اگر چاہو تو تم یہ مال لو اور خرچ کرو اور یہ مکے کے مہاجرین جو ہار بار تمہارے گھروں میں رہتے ہیں اور تمہارے پاس سے کھاتے ہیں اُنکو اسیطرح اپنے پاس رہنے دو اور کھلاؤ اور یا صلاح ہو تو میں یہ مال ان مہاجروں کو دوں کہ یہ تم سے الگ اپنے پاس سے کھاویں اسکے جواب میں اُن انصاریوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ مال سب انہیں کا ہے مہاجروں کو دیجئے اور جیسے آگے سے ہمارے پاس رہتے ہیں اور کھاتے ہیں ویسے ہی رہا کریں اور ہمارا کھایا کریں سو اللہ تعالی نے ان دونو آیتوں میں اُن مہاجرین اور انصار کی خوبیاں کہیں اور تعریف کی اور مہاجرین کے دل کا حال بیان فرمایا کہ وہ لوگ صرف اللہ اور رسول کی مدد کرنیکو اپنا گھر بار مال و متاع چھوڑ کر رسول کے ساتھہ آئے ہیں انکو اسمیں کچھ دنیا کا فائدہ منظور نہیں سو وہی لوگ سچے مسلمان ہیں اور انصاریوں کے ظاہر و باطن دونو کا ذکر کیا کہ وہ مہاجروں سے محبت کرتے ہیں اور باوجود اپنی حاجت کے اپنا مال و مطاع مہاجروں پر خرچ کرتے ہیں اور حسد نہیں کرتے اور اُسکے لالچ نہیں رکھتے اور جو شخص ایسا ہو کہ اُسکو اللہ نے لالچ سے بچایا ہو کہ اپنی جان کیواسطے لالچ نکرے وہ مراد کو پہنچا اور دین و دنیا کی اُسنے فلاح پائی اور یہ انصار لالچ سے بچے سو اونھوں نے فلاح پائی اور مراد کو پہنچے قال اللہ تبارک وتعالی لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نی سورہ حدید میں کہ برابر نہیں تم میں جس نی خرچ کیا

فتح سے پہلے اور لڑائی کی اُن لوگون کا درجہ بڑا ہے اُنسے جو خرچ کرین اُس سے پیچھے اور لڑین اور سبکو وعدہ دیا ہے اللہ نے خوبی کا اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف مکہ کے فتح ہونے سے پہلے اکثر مسلمان محتاج اور کمزور تھے اسوقت مال خرچنے اور جہاد کرنے مین بڑا فائدہ ہوا کہ مسلمانونکی حاجت روائی اور کافرون پر دین کا غلبہ ہوا سواسطے اللہ کے نزدیک اُن مال خرچنے والون کا اور جہاد کرنیوالونکا درجہ بڑا ہے یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حال کے مطابق ہے چنانچہ اکثر مفسرون نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضہ ہی کے حق مین نازل ہوئی اور جن لوگون نے بعد فتح مکہ کے مال خرچا اور جہاد کیا وہ کم درجہ والے ہین اُن پہلون سے اور بہشتی دونون ہین کہ اللہ تعالی نے خوبی کا دونون سے وعدہ کیا اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت کے بعضے اصحاب بعضون سے افضل ہین سبکا مرتبہ برابر نہین مگر بہشتی جنتی سبھین سب برابر ہین اگرچہ بہشت کے اعلی درجہ مین کوئی رہو اور کوئی اوس سے نیچے کے درجہ مین جیسے بادشاہ کے وزیر ہوتے ہین کوئی فقط وزیر کوئی وزیر اعظم مگر مقرب بادشاہ کے دونون ہوتے ہین اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درجہ برابر کسی اصحاب کا مرتبہ نہین قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورہ توبہ مین کہ وہ جو لوگ قدیم ہین پہلے وطن چھوڑنیوالے اور مدد کرنیوالے اور جو اُنکے پیچھے آئے نیکی سے اللہ راضی ہوا اُنسے اور وہ راضی ہوئے اوس سے اور طیار رکھے ہین اُنکے واسطے باغ کہ اونکے نیچے بہتی ہین نہرین رہا کرین اُنمین ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی ف بدر کی لڑائی تک جو لوگ مسلمان ہوئے وے قدیم ہین اور جو لوگ بدر کی لڑائی کے بعد مسلمان ہوئے اُنکے تابع ہین اور مہاجر وہ اصحاب جو حضرت کے ساتھ مکے سے نکل آئے مدینہ کو اور انصار وہ کہ مدینہ کے رہنے والے تھے اور انہون نے اپنے ہان جگہ دی تھی اور خاطر داری کرکے رکھا تھا سو اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ قدیمی مہاجر اور انصار اور جو پیچھے مسلمان ہوئے اور اُن قدیمی اصحابونکی نیک راہ پر چلے اُن سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے اُن سب کیواسطے بہشت تیار رکھی ہے کہ اُسکے باغونکے نیچے نہرین جاری ہونگی اور وہ اس بہشت مین ہمیشہ ہمیشہ کو رہینگے اور یہی بڑی مراد ملنی ہے کہ اللہ راضی ہو اور بہشت ملے اس سے زیادہ اور کیا ہو سبحان اللہ کیا بڑا مرتبہ ہے حضرت کے یارون کا کہ اللہ تعالی خود قرآن مین خبر دیتا ہے کہ مین انسے راضی اور خوش ہوا اور اُنکے واسطے آگہی سے بہشت تیار کر رکھی ہے پھر عجب خبیث وہ فرقہ ہے کہ جو ان مقبول لوگون سے ناراض اور ناخوش ہو اور بغض و عداوت

دوسرے کلمہ کا ترجمہ جو صاحب نے لکھا ہے ان کے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ سب صحابی ہین جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا صحابی ہے سو ایسی تعلیم ان کی سی ہی چاہئے فقط کی سی ای آخر تو دوا حصر کرنے والا اعتقاد جہال

مسلمانون کے ہاتھ سے کافرون کا مارا جانا اور بعضے مسلمانون کا شہید ہونا اللہ کی مرضی سے ہوا اور اللہ کی مرضی کے موافق ہوا اور اللہ کی مرضی کے موافق ہونا اللہ کے راضی ہونے کی دلیل ہے

اللہ کے راضی ہونے کی دلیل ہے

رکھے اور پھر بے حیائی سے دعوی کرے کہ قرآن پر ایمان رکھتا ہون قال اللہ تبارک وتعالی لقد رضی اللہ
عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ
علیھم واثابھم فتحا قریبا ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ فتح مین کہ اللہ خوش ہوا مسلمان
سے جب وہ بیعت کرنے لگے تجھ سے اوس درخت کے نیچے پھر جانا جو اُنکے دلون مین تھا پھر اُتارا اُنپر چین اور
انعام دیا اُنکو ایک فتح نزدیک ف اکیسوین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنیکے واسطے مکہ کو چلے نزدیک
پہنچکر ایک صحابی کو بھیجا کہ مکہ کے لوگون سے کہدین کہ ہم لڑنیکو نہین آئے عمرہ کرنیکو آئے ہین کافرون نے اونکو
مکہ مین نہ جانے دیا تب پیغمبر خدا صلعم نے عثمان رضہ کو بھیجا یہان خبر اڑی کہ حضرت عثمان کو شہید کیا تب حضرت
نے صحابون سے کہا کہ اب ان مکہ والون پر جہاد کرو تو وہان پر ایک درخت کے نیچے حضرت سے ایکہزار
پانسو تیس صحابون نے بیعت کی کہ ہم مکہ والون سے لڑینگے اگرچہ مارے جاوین سو اللہ تعالی نے یہ آیت
اُنکے حق مین بھیجی فرمایا کہ انسے جنہون نے درخت کے نیچے بیعت کی اللہ راضی ہوا اور اُنکے دل کا حال
صاف معلوم ہوگیا کہ یہ سچے مسلمان ہین کہ رسول کے حکم بموجب جان دینے کو موجود ہوگئے اور اللہ نے
اُنکو چین اور خاطر جمعی دی کہ انکو ایمان جانیکا خوف نرہا اور دین مین نہایت مضبوطی اُنکو ہوئی اور آئندہ کو
اُنکو ایک فتح اور ملی چنانچہ اس وعدہ کے بموجب خیبر فتح ہوا اس آیت سے معلوم ہوا کہ اُن اصحابون سے
اللہ راضی ہوا اُنکے باطن کی صفائی کا حال معلوم کرکے اُنکے واسطے چین نازل کیا پھر اُنکے برابر اور کسی اُمتی کا
مرتبہ کاہے کو ہوگا اور اونکے واسطے خود اللہ تعالی کلام اللہ مین فرماتا ہے کہ مین اُنسے راضی ہوا اور اُنکو چین
دیا اور سوا اُنکے اور کسیکا حال یقینی معلوم نہین کہ اللہ اُنسے راضی ہے یا نہین قال اللہ تبارک وتعالی
وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف
الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد
خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون
ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ نور مین کہ وعدہ دیا اللہ نے اُنکو جو ایمان لائے تم مین سے اور کئے
ہین نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کریگا انکو ملک مین جیسا حاکم کیا تھا اُنسے اگلون کو اور جماویگا انکو دین
اُنکا جو پسند کردیا اُنکے واسطے ملیگا انکو اُنکے ڈر کے بدلے مین امن میری بندگی کرینگے شریک نکرینگے میرا
کسیکو اور جو کوئی ناشکری کرے اس سے پیچھے سو وہ لوگ ہین بے حکم ف یعنی جو لوگ کہ خدا اور رسول پر
ایمان لائے تھے اور انھون نے روزہ نماز وغیرہ نیک کام کئے تھے اس سورہ کے نازل ہونیسے انکو اس
آیت مین اللہ نے وعدہ کیا کہ آئندہ کو کئی آدمیون کو اون مین سے خلیفہ کریگا اور زمین پر حاکم بنا دیگا

کہ ذات اور صفات
و افعال کے مستحق
خاص ہین وہ رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف نسبت
اصحاب کے اور اون
کے افعال کے شرک
اصحاب مین کہ
کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ کے
کھلا ہے اور غلط ہے
کا ہونا جو اصحابون کے
موخر کرکے کہنے
اُنکا دیا ہے تفصیل
اس اجمال کی سے
جاکر لیجے جاہل
صوفی جو اپنے تئین
دین اسلام کا پیشوا
جانتے ہین یہ عقیدہ
اُنمین کہ

جیسے حضرت داؤد وغیرہ اگلے لوگونکو بنی اسرائیل مین زمین کا خلیفہ اور حاکم کیا تھا اور یہ وعدہ کیا کہ اُنکا
دین جو اسکو پسند ہے زمین مین اللہ رائج اور جاری کریگا اور جماویگا اور یہ وعدہ کیا کہ اسوقت مین
کافرون سے جو خوف تھا اوس خوف کے بدلے مین امن و امان انکو ہوگی کہ مجھ سے اللہ کی بندگی کرینگے میرے
ساتھ کسی کو شریک نہ کرینگے اور یہ وعدہ اللہ تعالی کا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہم کے
حق مین پورا ہوا اور یہ سب باتین ان مین پائے گئین کہ یہ لوگ مسلمان تھے جب یہ سورۃ نازل ہوئی
تو یہ بھی اُس وعدہ مین شامل تھے اور یہ کہ جو اللہ تعالی نے وعدہ کیا تھا کہ کئی شخصون کو خلیفہ کریگا اور
انکو کیا جیسے سابق مین بنی حضرت داؤد کو بنی اسرائیل مین کیا تھا اور انہین خلیفون کے سر پر یہ طریقہ کو
اللہ تعالی نے رائج اور جاری کیا اور کافرون اور منافقون کے خوف سے بالکل امن نہین کے وقت مین
ہوئی اور سب لوگ بخوف و خطر بے شرک و ریا اور بے تقیہ خدا کی عبادت کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا
یہ اُنکا رویہ اور دین اللہ کو پسند اور مرضی موافق تھا پھر اسکے بعد اگر کوئی ناشکری کرے کہ ایسے شخصون کے
خلیفہ ہونے سے اللہ کا احسان نہ مانے اور انکی خلافت حق ہونیکا منکر ہو تو فاسق ہے بحکم کہ خدا کا حکم نہین
مانتا کہ جسکو خدا نے اپنی طرف سے خلیفہ بنایا اُنکو خلیفہ برحق نہین سمجھتا پھر اس مقام پر اگر کوئی فاسق کہے
کہ اس آیت سے حضرت امام مہدی کی خلافت مراد ہے اسواسطے کہ وہ ساری زمین پر خلیفہ اور حاکم
ہونگے اور مسلمان انکے وقت مین بے خوف و خطر اللہ کی عبادت کرینگے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت
مین خطاب اُنسے ہے جو اس آیت کے نازل ہوتے وقت موجود تھے اور حضرت امام مہدی اوسوقت موجود
نتھے اور سوا اللہ تعالی نے فرمایا کہ کئی شخص کو خلیفہ کریگا اور امام مہدی ایک شخص ہین وہ اس آیت سے
مراد نہین ہوسکتی پھر اگر کوئی شیعہ کہے کہ اس آیت سے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہم کی خلافت مراد
ہے کہ وہ اس آیت کے نازل ہونیکے وقت موجود تھے اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت علی مرتضی ایک شخص تھے
اور یہان وعدہ ہے کہ کئی شخص خلیفہ ہونگے تو صرف حضرت علی اُس آیت سے مراد نہین ہوسکتے اور سوا اسکے
شیعہ کے نزدیک اس آیت سے حضرت علی رضہ کی خلافت ہرگز مراد نہین ہوسکتی اسواسطے کہ شیعہ کہتے ہین
کہ حضرت علی رضہ اپنی خلافت کے وقت مین ہمیشہ خارجیون کے ڈر کے مارے تقیہ کرکے اپنا مذہب چھپاتے
رہے اور دین خدا کی مرضی موافق جیسا اُنکو منظور تھا ویسا اونکی خلافت مین رائج اور جاری نہوا اور اس
آیت مین وعدہ یہ ہے کہ دین خدا کی مرضی موافق اُن خلیفون کے وقت مین جاری ہوگا اور یہ تخصیص ہے
کہ اللہ تعالی کا وعدہ جھوٹا نہین تو اسصورت مین حضرت علی رضہ کی خلافت مراد نہین ہوسکتی بایں کہ حضرت
علی رضہ نے جو کام اپنی خلافت مین کئے وہی اُنکا مذہب اور دین تھا اور اللہ کو بھی پسند وہی رویہ تھا

پھر تقیہ کہان رہا تو معلوم ہوا کہ حضرت علی تقیہ نہین کرتے تھے اور علاوہ اسکے حضرت علی رض کی خلافت مین تمتہ
فی الفون کا خوف رہا اور شام اور مصر اور مغرب کے لوگ اُنکے منکر تھے اُنسے خوف رہا اور اس آیت مین وعدہ ہے
قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ
نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ترجمہ فرمایا
اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ واللیل مین کہ اوراب بچاوینگے دوزخ سے اوس بڑے پرہیزگار کو جو دیتا ہے اپنا مال دل پاک
کرنیکو اور نہین کسیکا اسپر احسان جسکا بدلہ دے مگر چاہ کر رضامندی اپنے رب کی جو سب سے اعلیٰ ہے اور آئندہ
کو وہ راضی ہوگا ف یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق مین اتری اور سبب اسکا یہ تھا کہ حضرت
ابوبکر رض مالدار تھے سو اُنھون نے سب اپنا مال خدا کی راہ مین خرچ کر ڈالا اور فقیر محتاج ہوگئے چنانچہ چالیس ہزار
درم اونھون نے ضعیف مسلمانون کی حاجت برآری مین اور مسجد کیواسطے زمین مول لینے مین خرچ کئے اور
کافرونکے جو غلام لونڈیان مسلمان ہوگئی تھین اور وہ کافر نہایت اونکو تکلیف دیتے تھے سو اونھون نے اسلئے
لونڈی غلام مسلمان کافرون سے مول لیکر خدا راہ آزاد کردئے اور حضرت بلال رض ایک کافر کے غلام تھے
اور یہ بھی مسلمان ہوگئے تھے وہ مرد و انکو دن بھر دھوپ مین پٹوا رکھتا تھا اور اُس پاس اُنکے آگ جلوا تا اور
رات بھر اُنپر پاٹ پڑتی اور یہ چلا چلا کر روتے اور یہی کہتے جاتے کہ خدا میرا ایک ہے حضرت ابوبکر نے یہ بات سُنی
اوس کافر پاس تشریف لیگئے اور اوسکو سمجھایا وہ عذاب کرنے سے باز نہ آیا اور حضرت ابوبکر رض سے کہا کہ تمہارا
دل اس غلام پر جلتا ہے تو مجھ سے اسکو اپنے غلام قسطاس رومی کے بدلے کہ اوسکے پاس دو ہزار اشرفی
مین مول لے لو حضرت ابوبکر رض نے اپنے غلام قسطاس رومی کو وہ دو ہزار اشرفیان اور چالیس اوقیہ
زیادہ اوس کافر کو دیکر حضرت بلال کو مول لیا اور اوسوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر
آزاد کیا بات اونکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شخص یعنی ابوبکر جو بڑا متقی پرہیزگار
خدا سے ڈرنے والا ہے سو اپنا مال صرف اللہ کی رضامندی کے واسطے اپنا دل پاک
کرنے کو یہ جہہ اللہ فی سبیل اللہ دیتا ہے اور کسی مخلوق کے احسان کے بدلے مین اپنا مال نہین
دیتا اسلئے کہ کسیکا اسپر احسان نہین سو اوس شخصکو ہم دوزخ سے بچاوین گے اور آئندہ کو یہ
اللہ سے راضی ہوگا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رض کا اللہ کے نزدیک
بڑا رتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بیان کرتا ہے کہ یہ شخص اپنا مال صرف اللہ کی رضامندی کیلئے خرچتا ہے
اور جیسے اللہ تعالیٰ پیغمبر خدا صلعم کے حق مین فرمایا تھا کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى
یعنے اب دیگا تجکو تیرا رب تو راضی ہوگا ویسے ہی حضرت ابوبکر کے حق مین فرمایا

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی بڑا بزرگ اللہ کے نزدیک تم مین سے وہ ہے جو بڑا پرہیزگار متقی ہو اس آیت مین حضرت ابوبکر کو فرمایا کہ اتقی یعنی بڑا پرہیزگار متقی تو ان دونون آیتون کے ملانے سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضہ اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والے اور نہایت مکرم اور بزرگ ہین کہ بعد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے انکے برابر اور کسیکا یہ مرتبہ نہین قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِہَآ اَجْرَھَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَھَا رِزْقًا کَرِیْمًا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ احزاب مین کہ اور جو کوئی تم مین سے اطاعت کرے اللہ کی اور رسول کی اور کرے کام نیک ہم اوسکو دین اوسکا اجر دوبار اور رکھی ہے ہمنے اوسکے واسطے روزی عزت کی اے نبی کی عورتو تم نہین ہو جیسے ہر کوئی عورتین اگر تم ڈرر کھو سو تم دب کر نہ کہو بات پھر لالچ کرے کوئی جسکے دلمین آزار ہے اور کہو بات معقول اور قرار پکڑو اپنے گھرون مین اور دکھانی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت مین نادانی کے اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور اطاعت مین رہو اللہ کی اور رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتین اس گھر والون سے اور ستھرا کرے تمکو ستھرائی سے اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہین تمھارے گھرونمین اللہ کی باتین اور عقلمندی مقرر اللہ ہے بھید جانتا خبردار۔

ف اللہ صاحب نے نبی صاحب کی بیبیون کو فرمایا کہ تم مین سے جو اللہ اور رسول کی تابعداری کرے اور نماز روزہ نیک کام کرے تو اسکو دونا ثواب ملے اور ہم نے اسکے واسطے دنیا اور آخرت مین عزت کی روزی رکھی ہے تم کھانے پینے کی فکر نکرو اللہ تعالی نے اُن بیبیون کی نہایت بزرگی کی کہ خود انکو خطاب کرکے فرمایا کہ اے نبی کی عورتو اور فرمایا کہ کسی مرد سے اگر بات کہو تو اسطرح سے کہو جیسے مامیونکو کہے دیکھو منافق اور فاسق لوگ اور کچھ نہ سمجھین اور بات معقول نصیحت کی کہو اور عزت اور وقار سے اپنے گھر دمین بیٹھی رہو اور سابق کفر کے وقت مین جیسے اپنا آپا عورتین دکھاتی پھرتی تھین ویسے ہی تم گھر سے باہر نہ نکلو اور نماز پر مستعد رہو اور زکوۃ دیا کرو اور جو حکم اللہ اور رسول کا ہو وہ مانتے رہو اور اللہ کو یہی منظور ہے کہ نبی کے گھر ہر سے بد باتین دور ہو جاوین اور تم پاک صاف رہو کوئی عیب ظاہر اور باطن کا

تم من نہ رہے اور جو آیتین قرآنکی تمہارے گھروں مین پڑھی جاتی ہین اور جو حدیثین بیان ہوتی ہین سو
یاد کرو اور یہ جان لو کہ سب بھید اور چھپی باتین اللہ کو معلوم ہین اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت کی بیبیون کے
کیواسطے ہر نیکی کا دونا ثواب ہے اور وہ بیبیان اور عورتین ہرگز برابر نہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خود
اللہ تعالی کو یہ منظور تھا کہ اونمین کوئی عیب کی بات نرہے اور ظاہر اور باطن اُنکا صاف رہے پھر جب
اللہ تعالی کو یہ منظور ہو پھر کیون نہ ظاہر اور باطن اُنکا صاف رہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خود اللہ تعالے
اونکو ادب سکھانے کو اور تربیت کرنیکو متوجہ تھا کہ خود ان بیبیون کو خطاب کرکے ادب کی باتین بتاتا ہے
اور اس آیت مین یہ لفظ جو فرمایا کہ اے گھر والو تو اس لفظ مین سب گھر کے لوگ بیٹے بیٹیان نواسے اور
نواسیان اور داماد وغیرہ سب لوگ گھر کے شامل ہین قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ احزاب مین کہ نبی سے
لگاؤ ہے ایمان والونکو زیادہ اپنی جان سے اور اوسکی عورتین اونکی مائین ہین ف یعنی جو لوگ مؤمن ہین
وہ اپنی جان سے زیادہ نبی کو دوست رکھتے ہین اسواسطے کہ نبی اللہ کا نائب ہے اپنی جان اور مال مین تصرف
نہین چلتا جتنا نبی کا تصرف چلتا ہے اپنی جان دیکھئے آگ مین ڈالنی درست نہین اور نبی حکم کرے تو فرض
ہے اور نبی کی عورتین حرمت اور پردہ مین سب مؤمنونکی مائین ہین اس سبب سے حضرت کی بیبیون سے
نکاح درست نہین اور اُنکا ادب سب سے زیادہ چاہیے اَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبَابَکْرٍ ترجمہ مشکوۃ
کے باب مناقب ابوبکر مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابوسعید خدری نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر زیادہ احسان کرنے والا مجھپر سب آدمیون سے ساتدہنے مین اور اپنا مال خرچنے
مین ابوبکر ہے ف یعنی سب آدمیون سے زیادہ احسان ابوبکر کا مجھپر ہے کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ اور ہر امر
مین میرا شریک اور مصاحب رہا اور اونے سب اپنا مال میرے حکم بموجب اور میری مرضی کی جگہ خرچ کر ڈالا
جب پیغمبر خدا صلعم سب مسلمانون کے سردار حضرت ابوبکر کے احسانمند ہوئے تو اونسے زیادہ اور کسکا مرتبہ ہے
کہ خود پیغمبر اُنکے شکرگزار رہتے تو سب مسلمانون پر اُنکا احسان ہوا اونکی شکرگذاری کرنی چاہیے اَخْرَجَ
التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ
اِلَّا کَافَیْنَاہُ مَا خَلَا اَبَابَکْرٍ مُکَافَاۃُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ
وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب ابوبکر
لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہمپر کسیکا احسان

ف یعنی جسکی صحبت مین اور جسکے مال مین ہمنے احسان دیکھا ہے اور جسکا احسان ہمپر ثابت ہے وہ ابوبکر ہے

ف یعنی ابوبکر کا احسان ہمپر سب سے زیادہ ہے اور ہمنے اونکو اپنا خلیفہ کیا ہے

ف یعنی ابوبکر کا مرتبہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ہے اور ہمنے اونکو اپنا خلیفہ کیا ہے

ف یعنی ابوبکر کا مرتبہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ہے اور ہمنے اونکو اپنا خلیفہ کیا ہے

ف یعنی ابوبکر کا مرتبہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ہے اور ہمنے اونکو اپنا خلیفہ کیا ہے

ف یعنی ابوبکر کا مرتبہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ہے اور ہمنے اونکو اپنا خلیفہ کیا ہے

ف یعنی ابوبکر کا مرتبہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ہے اور ہمنے اونکو اپنا خلیفہ کیا ہے

ف یعنی ابوبکر کا مرتبہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ہے اور ہمنے اونکو اپنا خلیفہ کیا ہے

مگر ہم نے بدلا کر دیا اور سکو سوای ابو بکر کے کہ بدلا دیگا اُسکو اللہ قیامت کے دن نہ فائدہ کیا مجکو کسیکے مال نے کبھی
جو فائدہ کیا مجکو ابو بکر کے مال نی اگر مین اختیار کرتا کوئی دوست جانی اپنے رب کے سوا تو البتہ اختیار کرتا
مین ابو بکر ہی کو دوست جانی ہان جان لو کہ رفیق تمہارا دوست جانی اللہ کا ہے ف یعنی حضرت کی
عادت شریف یون تہی کہ اگر کوئی شخص کچھ احسان کرتا تو اوس سے زیادہ اوسکا بدلا اوسکے ساتھ کرتے
سو فرمایا کہ ابو بکر رض نے جو میرے ساتھ احسان کئے اوسکا بدلہ مجھ سے نہو سکا سوا سطے کہ دنیا مین جیتی
نفسین ہین سو سب قلیل اور فانی ہین مگر قیامت کے روز اللہ تعالی اوسکو بدلا دیگا کہ اوسکے پاس
کچھ کمی نہین اور ابو بکر نے احسان یہی ایسا ہی کیا کہ کسی سے ایسا کام نہو سکا کہ اسنے سب مال اپنا دین
کے کامون مین میری مرضی کے موافق خرچ کر ڈالا اور محتاج ہو گیا سو جیسا اوسکے مال سے مجکو فائدہ ہوا
ویسا کسیکے مال سے نہوا اور خلت اس محبت کو کہتے ہین جو دلکی نہ ہین گڑی ہوئی ہو سو فرمایا کہ ایسی محبت
مجکو اللہ ہی کی ہے کہ اوہین اور کسیکی گنجائش نرہے اگر کہیہ ہی گنجائش ہوتی تو ایسی محبت ہین ابو بکر ہی سے
رکھتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد اللہ تعالی کی محبت کے حضرت ابو بکر رض کی محبت جسقدر حضرت کو
تھی اتنی کسیکی محبت نہی تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ سوائے اللہ اور رسول کے محبت کے حضرت ابو بکر کی محبت
جسقدر رکھے اتنی کسیکی محبت نرکھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رض کی برابر کسیکو روز قیامت کو ثواب
بے انتہا ملیگا کہ حضرت نے انکا احسان اللہ کو سونپا اور اللہ کے ہان کچھہ کمی نہین اخرج الترمذی
عَنْ عُمَرَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مرقاۃ شرح مشکوۃ کے باب مناقب
ابو بکر مین لکھا ہے کہ ذکر کیا ترمذی نی کہ نقل کیا عمر رض نے کہ ابو بکر رض سردار ہم سب کے اور بہتر ہم سب سے
اور ہم سب سے زیادہ دوست ہین رسول خدا صلعم کے نزدیک ف حضرت عمر رض خود ابو بکر صدیق رضی اللہ
تعالی عنہ کیوقت مین لوگون کو ترغیب دلانے کو فرماتے تھے کہ پیغمبر خدا جسقدر ابو بکر کو چاہتے ہین اتنا کسیکو
نہین چاہتے تو ابو بکر رض ہم سب کے سردار ہین اور سب سے بہتر ہین تو اس سے در یافت ہوا کہ حضرت ابو بکر
سب امت کے سردار اور سب سے بہتر تھے اَخْرَجَ رَزِيْنٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حُجْرَتِىْ فِىْ لَيْلَةٍ صَاحِيَةٍ اِذْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ
عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ
وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِىْ بَكْرٍ ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب ابو بکر و عمر مین لکھا ہے کہ ذکر کیا رزین نے کہ نقل کیا
بی بی عائشہ رض نے کہ ایسا اتفاق تھا کہ سر پیغمبر خدا صلعم کا میری گود مین تھا چاندنی رات مین ناگاہ پیغمبر
کہا ای رسول خدا بھلا ہو سکیگا کسیکی نیکیان آسمان کے تاروں کی گنتی برابر فرمایا ہان عمر کی کہا کہان گئین

نیکیان ابوبکر کی فرمایا سب نیکیان عمر کی جیسے ایک نیکی ابوبکر کی نیکیون مین سے ہے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ
اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ مَنْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ
مُحَدَّثُوْنَ وَاِنْ یَکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّ عُمَرَ ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب عمر مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے روایت
کیا کہ ابوہریرہ رضی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تحقیق تم مین سے پہلی امتون مین
ایسے لوگ جنکو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا تھا اور نیک بات اُنکے دلون مین پڑجاتی تھی سو اگر ہوگا میری امت
مین کوئی بھی تو وہ عمر ہے ف یعنی حضرت عمر رضہ کا یہ مرتبہ ہے کہ اللہ کی طرف سے انکے دلمین نیک بات
پڑجاتی ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ
بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب عمر رضہ مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عقبہ
بن عامر رضے اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہوتا بعد میرے کوئی پیغمبر
تو خطاب کا بیٹا عمر ہی ہوتا اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَکْرٍ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّعم فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اَمَا اِنَّکَ اِنْ قُلْتَ ذٰلِکَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّعم یَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ
الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب عمر رضہ مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ جابر سے نقل
کیا کہ عمر رضہ نے کہا ابوبکر کو کہ اے سب سے بہتر بعد رسول خدا صلعم کے تو فرمایا ابوبکر رضہ نے سن رکھو تم نے تو
ایسا کہا ہم نے سنا ہے مین نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ نہ چمکا سورج کسی آدمی پر جو بہتر
ہووے عمر سے ف یعنے عمر رضہ نے حضرت ابوبکر رضہ سے کہا سوای پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تم سب سے بہتر ہو
حضرت ابوبکر رضہ نے حضرت عمر کو کہا تم مجکو سب سے اچھا جانتے ہو اور مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جس آدمی پر سورج چمکتا ہے یعنی جو آدمی دنیا مین پیدا ہوا عمر سے کوئی بہتر نہو
یعنی حضرت عمر تمام دنیا کے لوگون سے بہتر ہین سوا پیغمبرون کے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضہ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّعم یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُوْتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ
اَظْفَارِیْ ثُمَّ اَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ ترجمہ مشکوۃ کے باب
مناقب عمر مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمر نے نقل کیا کہ مین نے سنا رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے
تھے کہ اوسحال مین کہ مین سوتا تھا مجکو ملا ایک قدح دودہ کا سو مینے اتنا پیا کہ مجکو معلوم ہوا کہ اوسکی تازگی
نکلتے ہی میرے ناخونون سے پھر مین نے دیا اپنا بچا ہوا خطاب کے بیٹے عمر کو صحابون نے عرض کیا تو کیا تعبیر کی
اسکی یا رسول اللہ فرمایا کہ علم ف یعنے حضرت نے خواب مین دیکھا کہ قدح بھر دودہ تھا کہ اوسمین سے حضرت
نے خوب پیا اور باقی رہا سو عمر کو دیا صحابون نے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو حضرت نے فرمایا کہ دودہ جو تھا

ظاہرہ استدلال
ان یعنی من الامم
اسعود اللہ قول لکم عمری
وقد کان فی الامم قبلکم
ان الشوم لا ان لکم
یعنون اللہ ان لکم
فاطلب من الشوم
الدنیا وحرا
وقع علیہ الجواب
صحا وانما فضال
تعالی علی الحواری
والاول کم عمری
وانت الصغیر تعالی
دین الملک مرتبہ
من تشاء وتذل
لا بیدی ونیا تھا تو
واللہ اعلم انجب مجتہد
ان الشوم کا تو
یعنون اللہ

سو علم تھا کہ مجھ سے جو بچا عمر نے پیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس قدر علم دینی حضرت عمر رض کو تھا اور کسکو تھا اخرج الترمذی عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب عمر میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عمر سے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اللہ تعالی نے رکھا ہے حق عمر کی زبان پر اور دل پر ف یعنے حضرت عمر کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ حق ہی ہوتی ہے اور جو بات اونکے دل میں آتی ہے وہ بھی حق ہی ہوتی ہے اللہ رسول کی مرضی کے خلاف نہ اونکی زبان سے نکلے اور نہ اونکے دل میں پڑے اخرج فی شرح السنۃ واخرج ابوداود والترمذی وابن ماجہ عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اھل الجنۃ یتراؤن اھل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابابکر وعمر منھم وانعما ترجمہ مشکوۃ کی باب مناقب ابوبکر وعمر میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابوسعید خدری نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشبہ بہشت والے لوگ البتہ دیکھینگے علیین والونکو جیسے تم دیکھتے ہو نہایت چمکتے موتی سے جھلکتے تارے کو آسمان کے کنارے میں اور مقرر ابوبکر اور عمر علیین والوں میں سے ہیں اور زیادہ ہوئے ہیں ف یعنے حضرت ابوبکر اور عمر کا بہشت میں ایسا مرتبہ ہوگا کہ اور بہشت والے اونکو وہاں ایسا دیکھینگے جیسے چمکتے روشن تارے زمین والے دیکھتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ انکا مرتبہ بہشت میں ہوگا اخرج ابن ماجۃ عن علی ؓ واخرج الترمذی عن انس رض قال قال رسول اللہ صلعم ابوبکر وعمر سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین ترجمہ مشکوۃ کی باب مناقب ابوبکر وعمر میں لکھا ہے کہ ذکر کیا ابن ماجہ نے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا اور ترمذی نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر وعمر سردار ہونگے سب بڑے بوڑھے بہشت والے اگلوں اور پچھلوں کے سوا نبیوں اور پیغمبروں کے ف یعنی جو شخص دنیا میں عمر رسیدہ ہوا اور وہ بہشتی ہوگا تو بہشت میں اُن سب کے سردار حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض ہونگے تو جب عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہوئے تو نوجوانوں کے سردار بدرجہ اولی ہونگے غرض مطلب یہ ہے کہ سب بہشتیوں کے سردار یہی دونو ہونگے سوا پیغمبر کے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے برابر کسیکا مرتبہ نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں اخرج الترمذی عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب ابوبکر وعمر میں لکھا ہے کہ حذیفہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کب تک میری زندگی ہے تم میں تو متابعت اور پیروی کیجیو اونکی جو میرے بعد ہونگے ابوبکر رض عمر رض ف یہ جو حضرت نے لوگوں سے فرمایا کہ بعد میرے ابوبکر رض عمر رض کی راہ پر چلیو اور اونکا کہا مانیو تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت دین کے کام میں

ان کنت رسولا من عند اللہ فالا یہ ان تکن نبیا فما یقع فی المستقبل من المصالح والمفاسد لنستعد لتحصیل تلک المصالح ودفع تلک المفاسد فقال تعالی قل انی لا اعلم الغیب خلیفہ تظلمون فی ہذہ المطالب والجواب عن الکل

الاموال الکثیرۃ واخرجت الورثۃ فی المصالح العامۃ للناس کانوا ظلمین فی ہذہ الاخبار عن الغیب

عن المصالح والمفاسد

اور بندوبست کی مقدمہ مین اور امت کی خیرخواہی اور صلاح مین اور اللہ کا مقبول بندہ جیسا اُن دونو کو جانتے تھے ویسا اور کسیکو نہین جانتے تھے اخرجہ الترمذی عن طلحۃ بن عبید اللہ قال قال رسول اللہ صلعم لکل نبی رفیق ورفیقی یعنی والجنۃ عثمان ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب عثمان مین لکھا ہے کہ ترمذی نی ذکر کیا عبید اللہ کے بیٹے طلحہ کی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق یعنے بہشت مین عثمان ہے ف یعنے ہر پیغمبر کے ساتھ رفیق ہوا کرتے ہین کہ دنیا اور آخرت مین ساتھ ہوتے ہین سو ایسا رفیق میرا عثمان ہے کہ جب میری میرے ساتھ ہوگا اخرج احمد عن عبد الرحمن بن سمرۃ قال جاء عثمان الی النبی صلعم بالف دینار فی کمہ حین جہز جیش العسرۃ فنثرہا فی حجرہ فرأیت النبی صلعم یقلبہا فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب عثمان مین لکھا ہے کہ امام احمد نی ذکر کیا کہ سمرہ کے بیٹے عبد الرحمن نی نقل کیا کہ لائی عثمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہزار اشرفی اپنی آستین مین رکھکر جب سامان درست کرتے تھے عسرت لشکر کا سو ڈالدین وہ اشرفیان حضرت کے گود مین تو دیکھا مینے نبی صلعم کو کہ نیچے اوپر کرتے تھے اُن اشرفیونکو اپنی گود مین اور فرماتے تھے کہ نہ ضرر کرے عثمان کو کہ جو کچھہ کرے وہ آجکے بعد اور یہ فرمایا دو بار ف یعنے عثمان نی ایسا بڑا نیک کام کیا کہ وہ کام اللہ کے نزدیک ایسا مقبول ہوا کہ حضرت عثمان سے اگر آئندہ کوئی گناہ بھی ہو جاوے تو معاف ہے تو اوس گناہ سے عثمان کو کچھہ ضرر نہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گناہ بھی حضرت عثمان ہی ثابت ہو تو بھی حضرت عثمان پر طعن درست نہین اسواسطے کہ اگر گناہ ہوا ہوگا تو معاف بھی ہوا ہوگا پھر اوسپر طعن کرنا ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص بیمار ہوکر اچھا ہوگیا ہر کوئی احمق اوسکو بیمار کہے اخرجہ الترمذی وابن ماجۃ عن مرۃ بن کعب قال سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر الفتن فمر رجل مقنع فی ثوب فقال ہذا یومئذ علی الہدی فقمت الیہ واذا ہو عثمان بن عفان قال فاقبلت علیہ بوجہہ فقلت ہذا قال نعم ترجمہ مشکوۃ کی باب مناقب عثمان مین لکھا ہے کہ ترمذی اور ابن ماجہ نی ذکر کیا کعب کے بیٹے مرہ نے نقل کیا کہ مینی سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے جب وہ ذکر کرتے تھے فسادونکا سو دیکھ بتایا اُن فسادونکو پھر نکلا ایک مرد سر پر اوڑھے ہوئے کپڑا تو فرمایا حضرت نی یہ شخص اوسدن نیک راہ پر ہوگا سو مین اُٹھگیا اوسکی طرف تو معلوم ہوا کہ وہ عثمان بن عفان تھے کہا پھر سامنے کیا مینے منہ عثمان کا اور پوچھا مین نی کہ یہ شخص ہے فرمایا ہان ف یعنے اکبر و پیغمبر خدا اصحابون کی روبرو آئندہ کا حال بیان کرتے تھے کہ آئندہ کو امت مین ایسے ایسے فساد ہونگے تب مین حضرت عثمانؓ اُس راہ ہوکر نکلے تو حضرت نے اونکی طرف بتلاکر فرمایا کہ یہ شخص اُن فسادون کی وقت مین راہ پر یعنے حق پر ہوگا اس سے معلوم ہوا بعد حضرت کے جو کچھہ وقصہ فساد عثمانؓ ہوا حضرت عثمان کے وقت تک اوسمین جو حضرت عثمان کا رویہ تھا وہی حق تھا خصوصاً جس مین حضرت

ثم ان اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم وانما قالہ لمن علم منہ الموت علی الاسلام ولا یلزم من ذلک ان کل من شہد بدرا کذلک

فقول کل من قال ان کل من شہد بدرا من اہل الجنۃ ومنہا ان الرسول لم یعلم ان کل واحد من اہل بدر یموت علی الاسلام وہذا کما قال تعالی ولا تقربوہن حتی یطہرن فیجوز وطی الحائض بعد ما انقطع دمہا وقبل ان تغتسل

فقول الاول الشیعۃ فالقول الاول ان اکبر ادلۃ ان الرسول لم یعلم ان ہذا الشخص من اہل الجنۃ لو دل الاعراف فہو ضعیف جدا لان الیقین لا یزول بالشک

فی ذکر نفی ہذا

فی ذکر نفی ہذا

فی ذکر نفی ہذا

شہید ہوئے اور فساد میں حضرت عثمان حق پر تھے اور بلوے والے ناحق پر کہ عثمان کو شہید کیا اخرجہ البخاری عن انس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صعد احدا و ابوبکر و عمر و عثمان فرجف بھم فضربہ برجلہ فقال اثبت احد
فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب ہوالا الثلثہ میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ انس نے
نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم چڑھے احد پر اور ابوبکر اور عمر اور عثمان سو ہلا وہ پہاڑ انکے سبب تو ہمارا
اوسکو حضرت نے اپنے پانو سے پھر فرمایا ٹھیرا رہ اے احد تیرے اوپر تو صرف ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید
ہین ف شہید اسکو کہتے ہین کہ جو اللہ کا نہایت عاشق ہو اور اللہ کے دیدار کے شوق مین اور اللہ کی رضا
کے واسطے اللہ کی راہ مین اپنا مرنا نہایت پسند جانے بلکہ آرزو رکھے سو حضرت نے عمر اور عثمان کو شہید فرمایا
چنانچہ بعد حضرت کے یہ دونو ظاہر مین بھی شہید ہوئے اور ابوبکر کو صدیق فرمایا اور صدیق کا مرتبہ بعد پیغمبر کے
مرتبہ کے ہے اور صدیق سے اونچا سوای پیغمبر کے کسیکا مرتبہ نہین اخرج ابوداؤد عن جابر ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اری اللیلۃ رجل صالح کان ابوبکر نیط برسول اللہ صلعم ونیط عمر
بابی بکر ونیط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنا اما الرجل الصالح
فرسول اللہ صلعم و ما نرون بعضھم ببعض الا خیرا من الذی عن اللہ بہ نبیہ صلعم ترجمہ مشکوۃ کے
باب مناقب ہوالا الثلثہ مین لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ دکھائی دیا خواب مین مجھکو رات ایک نیک آدمی کو گویا ابوبکر پیٹے مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے اور پیٹے مین عمر کے ابوبکر کو اور پیٹے مین عثمان عمر کو کہا جابر نے یہ جب ہم اوٹھ گئے رسول اللہ صلعم کے پاس سے
ہمنے کہا کہ نیک آدمی سے تو جو دیکھا سو خود رسول خدا صلعم مین اور لپٹنا ایک کا دوسرے کو سو وہ لوگ سر راہ کا
مین اسلام کے جس واسطے بھیجا ہے اللہ نے اپنے نبی کو ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابابکر صدیق
اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین نبوت کے کام مین سر براہ کار اور منصرم تھے اور دین کے رواج
دینے والے اخرج الشیخان عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھرون
من موسی الا انہ لا نبی بعدی ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ سعد بن ابی وقاص نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو کہ تو میرا ایسا ہے جیسا ہارون تھا موسے کا مگر یہی ہے کہ نہین ہے کوئی پیغمبر
بعد میرے ف یعنے حضرت موسی اور حضرت ہارون کا جیسا علاقہ تھا کہ آپس مین بھائی تھے اور عالم کی ہدایت
کرنے مین شریک تھے ویسے ہی اے علی تم میرے ہو مگر تم مین اور ہارون مین فرق اتنا ہے کہ حضرت ہارون نبی
تھے اور میری بعد کوئی نبی نہوگا اگر اور ہی کوئی پیغمبر ہوتا تو تم مین اور ہارون مین کچھ فرق نہتا اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ علی مین استعداد اور لیاقت پیغمبری کی بالقوۃ تھی جیسے حضرت عمر مین اس حدیث سے

کوئی شخص تقدیم و تاخیر خلافت کا مضمون نہ سمجھے اسواسطے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد خلیفہ نہیں ہوئے تھے حضرت موسیٰ کی زندگی ہی میں حضرت موسیٰ سے چالیس برس پہلے اونکی وفات ہوئی

تتمہ اخرج مسلم عن زر بن حبیش قال قال علی رض والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ انہ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق ترجمہ مسلم نے ذکر کیا زر بن حبیش نے نقل کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اوسکی جسنے چیر نکالا دانہ اور پیدا کیا خلق کو مقرر مجھ سے قول کیا نبی امی نے کہ مجھکو دوست وہی رکھیگا جو مسلمان ہوگا اور مجھکو دشمن وہی رکھیگا جو منافق ہوگا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علی رض کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور بغض رکھنا اُنسے علامت نفاق کی ہے اخرجہ الترمذی عن زید بن ارقم قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا زید ارقم کے بیٹے زید نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکا ہوں مین دوست تو علی ہے اوسکا دوست ہے ف یعنی جو شخص مجھ سے دوستی اور محبت رکھے اوسکو لازم ہے کہ علی رض کی بھی دوستی رکھے جان اللہ کیا شان ہے کہ جیسے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مسلمان کو رکھنا چاہیے ویسے ہی علی رض کی بھی محبت رکھنا چاہیے فرق اتنا ہے کہ وہ پیغمبر تھے اور یہ نہ تھے۔

اخرج الترمذی عن انس قال کان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم طیر فقال اللھم ائتنی بأحب خلقک الیک یأکل معی من ھذا الطیر فجاء علی فأکل معہ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم کے پاس ایک چڑیا پکی ہوئی تھی تو دعا کی اے اللہ بھیج میرے پاس جو زیادہ دوست ہو تیرا سب مخلوق سے کہ وہ کھا وے میرے ساتھ اس چڑیا کو سوائے علی رض پھر کھائی حضرت نے وہ چڑیا اونکے ساتھ اخرج الترمذی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا دار الحکمۃ وعلی بابھا ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ علی رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین ہون گھر حکمت کا اور علی اوسکا دروازہ ہے اخرج الترمذی عن ام عطیۃ قالت بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشا فیھم علی قالت فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا ترجمہ ذکر کیا ترمذی نے کہ بی بی ام عطیہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ایک لشکر کہ اوسمین علی بھی تھے سو مین نے سنا کہ پیغمبر خدا اپنے دونون ہاتھ اٹھائے ہوئے کہتے تھے کہ اے اللہ مجھکو موت نہ دیجیو جبتک نہ دکھا دے تو میرے تئین علی کو ف یعنی علی رض کو خیر و عافیت سے پھر لائیو کہ مین اوسکو صحیح اور سالم دیکھون ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی رض سے کمال محبت تھی اور وہ نہایت مقبول

بندے اللہ کے تھے اخرج احمد عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب
علیا فقد سبنی امام احمد نی ذکر کیا کہ ام سلمہ نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نی فرمایا کہ جس نی برا کہا علی کو اوسنے
برا کہا مجھی کو اخرج احمد عن علی رض قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسے
ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلک
فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنانی علی ان یبھتنی
ترجمہ امام احمد نی ذکر کیا کہ علی رض نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجکو فرمایا کہ تجہ مین مشابہت
ہے کچھ عیسی علیہ السلام کی کہ بغض کیا یہودیون نے اونسے اسقدر کہ بہتان کیا اونکی ماپر اور دوستی رکھی
اونسے نصاری نی اسقدر کہ پہنچایا اونکو ایسے مرتبہ تک کہ وہ مرتبہ اونکا نتھا پھر فرمایا علی رض نی تباہ ہونگے
میرے مقدمہ مین دو شخص دوست رکھنے والا حد سے زیادہ کہ مدح کریگا میری ایسی کہ وہ بات مجھہ مین
نہین اور بغض رکھنے والا کہ باعث ہوگی اوسکو عداوت میری اسبات پر کہ بہتان باندھیگا صہیر ف
یعنے عیسے کا سچا مرتبہ یہی تھا کہ وہ پیغمبر تھے اور بغیر باپ کے خدا کی قدرت سے غیبی روح سے پیدا ہوئے
تھے پھر اونکو نصاری نی حد سے زیادہ دوست رکھا سو اونکو خدا کا بیٹا کہنے لگے اور الٹے مشتبہ مرادین مانگنے
لگے اور یہودیون نے اونسے عداوت رکھی اور اونکی مائی بی مریم پر بہتان باندھا اور اونکو جھوٹا بتایا اور
اونکی پیغمبری کا انکار کیا سو ہمارے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نی علی رض کو فرمایا کہ تمہارا اور عیسے مسیح کا اسمقدمہ
مین ایک حال ہے کہ تمسے بھی بعضے لوگ بغض وعداوت رکھینگے اور تمپر بہتان باندھینگے اور بعضے لوگ تم سے
حد سے زیادہ دوستی رکھینگے اور الیسا مرتبہ تمہارا بیان کرینگے جیسا ہے نہین چنانچہ الیسا ہی ہوا کہ ایک لوگون
نی حضرت علی پر بہتان باندھا کہ یہ مسلمان نہ تھے اور دنیا کے طالب تھے اور بعد پیغمبر خدا صلعم کے پیغمبر
خدا کی بی بی حضرت عائشہ رض کی ہتک حرمت کی اور انہین نے حضرت عثمان کو شہید کروایا اور خلیفہ
برحق ابوبکر صدیق نے کئی مہینے تک باغی رہے اور ناحق پر مسلمانون سے فساد کئے اور پنچایت بدکی پنچایت
سے پھر گئے اور وہ تقیہ کرتے تھے اور اپنا مذہب چھپاتے تھے ظاہر مین کچھہ اور تھے اور باطن مین کچھہ اور
ایک لوگون نے حضرت علی رض سے حد سے زیادہ محبت کی اور الیسا مرتبہ اونکا بیان کیا حوان مین وہ بہتھا
مثلاً یون کہا کہ پیغمبری اللہ کی طرف سے پہلے حضرت علی ہی کو اتری تھی مگر جبرئیل نے پیغمبر کو وحی
پہنچادی بلکہ خود خدا تعالی علی کے پاس مین تھا اور علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ پیغمبر کے برابر ہے اور یا حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر سے بھی زیادہ اونکا مرتبہ ہے اور روز محشر کو حضرت علی رض جسکو چاہین گے بہشت کو بھیجینگے
اور جسکو چاہین دوزخ مین ڈالینگے اور مشکلکشا ہین اور جسکو حضرت علی رض سے محبت ہو وہ کیسے ہی برے کام

دلیل اوسکے
الرسالۃ وہذا منصب
لا یمکن حصولہ لغیر
فکیف بطریق استظہار
قولی ودفع دعوی
اثبات ما فی تفسیر
الکبیر للامام الرازی
بین یدیہ لتقریر
صاحب تفسیر کی نے
اثبات کے باطل کرنے
دلیلی ہی صاحب
نقشبندیہ الہامیہ کی
کشف ذہنون پر
کے اور
مولانا شاہ عبد العزیز
قدس سرہ سورہ
جن کی تفسیر
کلیف ہین
کرو اور
حضور
جس

کرے اوس سے حساب کتاب نہوگا وہ قطعاً بہشتی ہے خود حضرت علی رضی فرمایا کہ دونون طرحکے شخص تباہی مین آگئے اور اونکا ایمان تباہ ہوگیا کہ میرے مرتبہ سے مجکو کم و زیادہ جانا اور یہ جو سچا مرتبہ تھا کہ حضرت علی رضہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اور اللہ کے مقبول تھے اور پیغمبر خدا صلعم کے محبوب تھے سو اسمہ تبہ مین کمی بیشی کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خارجیون اور رافضیون دونونکا ایمان تباہ ہے اور اہلسنت کا عقیدہ خود حضرت کے فرموے بموجب رو براہ ہے اخرج احمد عن البراء بن عازب وزید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسہم قالوا بلی فقال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلی فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ہنیئا یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مؤمن ومؤمنۃ ترجمہ امام احمد نے ذکر کیا کہ براء بن عازب اور ارقم کے بیٹے زید نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اترے غدیر خم مین پکڑا ہاتھ علی رضی اللہ تعالی عنہ کا پھر لوگو سے فرمایا کہ کیا نہین جانتے ہو تم کہ مین زیادہ دوست ہون مسلمانون کا اونکی جانون سے بولے سچ ہے پھر فرمایا کیا نہین جانتے ہو کہ مین زیادہ دوست ہون ہر مؤمن کو اوسکی جان سے بولے ہان پھر فرمایا کہ خدایا جسکا ہون مین دوست تو علی بھی اوسکا دوست ہے الٰہی دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے اوسکو اور دشمن رکھ اوسکو جو عداوت رکھے علی رضہ سے پھر ملے علی رضی اللہ تعالی عنہ سے عمر رضی اللہ تعالی عنہ بعد اسکے تو کہا روزی ہوئی تجکو اے ابی طالب کے بیٹے کہ صبح کی تو نے اور شام کی تو نے اوس حال مین کہ تو دوست ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کو **ف** یہ نو حدیثین اوپر کی مشکوۃ کے باب مناقب علی رضہ مین لکھی ہین اور غدیر خم ایک مکان ہے کہ وہان پیغمبر خدا صلعم اصحابون کے ساتھ اترے بعضے منافقون نے علی رضہ کے حق مین کچھ برا بیان مشہور کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی حضرت نے سبکو جمع کرکے کھڑے ہوکر خطبہ فرمایا اور علی رضہ کا ہاتھ پکڑکر لوگون سے فرمایا کہ بموجب آیت النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم کے کیا سب مسلمان کی جان سے زیادہ مین انکا دوست نہین ہون اصحابون نے عرض کیا کہ ہان سچ ہے کہ تم سب مسلمانون کی جان سے زیادہ دوست ہو پھر خاص کرکے فرمایا کہ مین ہر مؤمن کو اونکی جان سے زیادہ دوست نہین ہون اصحابون نے عرض کیا کہ ہان سچ ہے جب سب نے اسبات کا اقرار کیا تب حضرت نے اللہ سے دعا کی کہ خدایا جیسا میری دوستی کا مسلمانون کو تو نے حکم کیا ویسا ہی ہر مسلمان علی رضہ کو بھی دوست رکھے اور جو علی رضہ سے دوستی رکھے اوس سے تو بھی دوستی رکھ

طلب ہوتی ہے اور اوسکا قرار ہوتا ہے جس مقام مین کہ وہ خدا تعالی کے ساتھ عبادت کرتے ہین کہ اوسکا نام عبدالکریم ہے اور اوسکا لقب عبدالکریم ہے اور

اور جو علی رضہ سے دشمنی رکھے اوس سے تو بھی دشمنی رکھہ بعد اس خطبہ کے عمر رضہ جب علی رضہ سے ملے تب علی رضہ کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ ای علی تیری عجب شان ہے کہ ہمیشہ ہر مسلمان ہر خواہ مرد ہو خواہ عورت سب پر واجب ہو گیا کہ تیری دوستی رکھین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو جیسے پیغمبر کی دوستی اپنی جان سے زیادہ چاہیے یعنے پیغمبر کے حکم بجا لانے کو اپنی جان سے زیادہ مقدم سمجھے ویسے ہی علی رضہ کی دوستی اپنی جان سے زیادہ مقدم رکھے اور کبھی اس محبت مین فرق نہ آوے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علی رضہ کی سچی تعریف اور مدح سنے تو خوش ہو جیسے ہم خوش ہوتے تھے اور عمر کو مبارکباد دی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو علی رضہ سے محبت رکھے وہ خدا کا دوست ہے اور جو علی رضہ سے عداوت رکھے وہ خدا کا دشمن ہے اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَلِیٍّ رضہ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نُوَلِّیْ بَعْدَکَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَا بَکْرٍ تَجِدُوْہُ اَمِیْنًا زَاھِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْہُ قَوِیًّا اَمِیْنًا لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِیًّا وَلَا اُرَاکُمْ فَاعِلِیْنَ تَجِدُوْہُ ھَادِیًا مَھْدِیًّا یَاْخُذُ بِکُمُ الطَّرِیْقَ الْمُسْتَقِیْمَ ترجمہ امام احمد نے ذکر کیا کہ علی رضہ نے نقل کیا کہ لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ کسکو ہم امیر کرین تمھارے بعد فرمایا اگر تم حاکم کرو ابوبکر رضہ کو پاؤگے امانت دار متوجہ نہونے والا دنیا مین اور رغبت رکھتا ہوا آخرت مین اور اگر امیر کرو تم عمر رضہ کو پاؤگے تم اوسکو زبردست امانت دار کہ نہین ڈرتا اللہ کے کام مین برا کہنے سے کسی برا کہنے والے کے اور اگر حاکم کرو علی رضہ کو تم نہین دیکھتا علی کو کہ تم کرو تو پاؤگے اوسکو سیدھی راہ بتلانے والا سیدھی راہ پر چلاوتے تمکو سیدھی مضبوط راہ پر

ف اصحابون کو زود ہوا کہ بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کون شخص حضرت کا جانشین ہو کہ سلسلہ خلافت بندوبست کرے اور عوام مین حکم کرے سو خود حضرت سے پوچھا کہ آپکے بعد ہم کسکو امیر کرین حضرت نے تین شخص کا نام لیکر ہر ایک کا حال بیان کیا اور فرمایا کہ اگر ابوبکر کو میری بعد امیر بناؤ تو وہ امانت داری کریگا کہ لوگونکے حق واجبی ادا کریگا اور محض دینداری کا لحاظ رکھیگا دنیا کی طرف متوجہ نہ ہوگا اور اپنا کچھہ فائدہ سوا ثواب کے اور اللہ کی رضامندی کے اوسکو منظور نہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابوبکر بعد اپنی خلافت کے وقت مین آپ کپڑا بیچا کرتے تھے اور لوگونکا انصاف کرتے تھے اور اس خلافت سے اوکو یہی مقصود تھا کہ آخرت مین ثواب زیادہ ملے پھر فرمایا اگر تم عمر کو اپنا امیر بناؤ میرے بعد تو وہ مضبوط اور زبردست اور قوی ہے کہ ہر نیک کام مین مبادرت اور دست اندازی کریگا اور دلیر اوسکے خوف نہ آویگا اور امانت دار ہے کہ امت کے حقوق واجبی ادا کریگا اور ایسا دیندار آدمی ہے کہ اللہ کے کام مین کسیکے برا کہنے سے نہین ڈرتا کوئی کچھہ کہا کرے وہ اللہ کے کام مین کسیکے برا ماننے کا اور اپنی ہجو و مذمت کا

لحاظ ہین کرنا چنانچہ فی الحقیقت ایسا ہی ظاہر ہوا کہ عمر رضہ کے وقت مین کسیکا خوف نہ رہا اور سیکڑون ملک فتح ہوئے اور اسلام رائج ہوا اور حقوق سب مسلمانون کے واجبی ادا ہوئے پھر فرمایا کہ اگر علی رضہ کو تم اپنا امیر بناؤ تو وہ ایسا مرد ہے کہ سیدھی راہ پر ہے اور تم سب کو سیدھی راہ پر چلاوے گا اور سیدھی راہ بتاویگا مگر مجکو نہین معلوم ہوتا کہ تم میرے بعد علی رضہ کو امیر اپنا بناؤ شاید یہ اسواسطے فرمایا کہ علی رضہ کی عمر بہ نسبت ابوبکر رضہ و عمر کے کم تھی اور دستور ہے کہ لوگ زیادہ عمر والے کو اکثر اپنا امیر اور حاکم بناتے ہین چنانچہ جسروز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اوسروز علی کی عمر تینتیس برسکی تھی اور حضرت ابوبکر رضہ کی اکسٹھ برسکی اور حضرت عمر رضہ کی پچاس برسکی یا حضرت کو وحی سے معلوم ہوا ہو کہ لوگ میرے بعد علی کو حاکم اور امیر اپنا بلا فصل نہ بناوینگے یا یہ سبب ہو کہ علی رضہ کو تالیف قلوب کے نہو غرض کہ اس حدیث سے بھی ابوبکر و عمر و علی کی مدح اور خوبیان صاف بخوبی معلوم ہوتی ہین اخرج الترمذی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ ابابکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الھجرۃ واعتق بلالا من مالہ رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرا ترکہ الحق مالہ من صدیق حمیم رحم اللہ عثمان یستحیی منہ الملئکۃ رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ حیث دار رحمہ ترمذی نے ذکر کیا علی رضہ سے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا رحمت کرے ابوبکر رضہ پر کہ اوسنے نکاح کردی اپنی بیٹی مجکو اور سوار کرلیا مجکو ہجرت کے گھر تک اور ساتھ رہا میرے غار مین اور آزاد کیا بلال کو مول لیکر اپنے مال سے خدا رحمت کرے عمر رضہ کہ بولتا ہے سچ اگرچہ کڑوا ہے چھوڑا اوسکو حق گوئی نے کہ کوئی نہین اوسکا دوست خدا رحمت کرے عثمان پر شرماتے ہین اوس سے فرشتے خدا رحمت کرے علی پر خدایا پھیر تو حق کو اوسکے ساتھ جدہر وہ پھرے ف ابوبکر رضہ نے اللہ رسول کے کاموں مین اپنی آبرو اور جان و مال سے دریغ نہ کیا چنانچہ بی بی عائشہ اپنی بیٹی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دی صرف پیغمبری کے لحاظ سے اور مال کا لحاظ نکیا اور جب مکہ کے کافروں نے زور مارا تھا اور حضرت کو اور اصحابون کو ایذا دینے لگے اللہ تعالی کے حکم بموجب چھپکر مدینہ کو چلے گئے کچھ دور ابوبکر صدیق رضہ نے اپنی پیٹھ پر حضرت کو چڑھایا اور اپنے پاؤن کی انگلیون کے بل لیگئے تاکہ پاؤن کا نشان زمین پر نہ پڑے اور پہاڑ کے غار مین پہلے اندھیرے مین آپ جاکر غار کو صاف کیا اور تین ایک سوراخ تھا اوسمین اپنا انگوٹھا دبا دیا اور حضرت کو ساتھ لیکر وہان رہے وہان ایک سانپ نے اوس انگوٹھے مین کاٹا پھر وہانپر ایک اونٹ موجود کیا کہ اوسپر سوار ہوکر حضرت مدینہ کو تشریف لیگئے اور بلال ایک کافر کے غلام تھے ابوبکر رضہ نے دو ہزار اشرفیان اور کچھ زیادہ اور ایک غلام بدلے مین دیکر اونکو اوس سے

جانے تک کہ جب ذکر و عبادت سے فرصت پاتا ہے تو گویا بندہ خدا کی کارخانہ کا تم ٹیک ہوجاتا ہے اور اللہ تعالی کارخانہ کا ٹیک ہوجاتا ہے

مول لیا اور آزاد کر دیا کہ وہ حضرت کی خدمت مین رہتے تھے سو حضرت نی ابو بکر رض کی یہ تقریر سنکر یہ بیان
کیا اور دعا نیکی کہ خدا اوپر رحم کرے پھر فرمایا کہ عمر سچ بولتا ہے باوجودیکہ سچ بولنا اکثر لوگون کو برا لگتا
ہے اور کڑوا معلوم ہوتا ہے مگر وہ اسقدر سچ بولتا ہے کہ سچ کہنے کے سبب لوگون نی اوسکو ترک کر دیا
اور کوئی اوسکا دوست نرہا اوسپر بھی اللہ ہی رحم کرے اور عثمان رض کا یہ حال ہی کہ اوسکی شرم کا حال
دیکھکر فرشتے بھی اوس سے شرماتے ہین یعنے اسقدر مہ مین فرشتون پر بھی اونکو بزرگی ہے چنانچہ کسینے
کبھی حضرت عثمان کا بدن کھلا ہوا نہ دیکھا اور خود اونہون نی اپنا بدن ناف سے نیچے زانو تک شرم سے
نہ دیکھا ہو حضرت نی فرمایا کہ اوپر بھی خدا رحمت کرے اور علی پر خدا رحم کرے کہ اونکے وقت مین لوگ
کسی طرح پر ہونگے سوائے اللہ کیطرف علی ہوا وسی طرف حق واہی ہووے اور جدہر وہ متوجہ ہوا وسیجانب
حق کو متوجہ کر دی اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی طَلْحَۃَ
بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ اِنْ یَّسُرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی شَہِیْدٍ یَمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی طَلْحَۃَ
بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ ۞ ترجمہ ترمذی نی ذکر کیا کہ جابر رض نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے طلحہ بن عبید اللہ
کیطرف دیکھا اور فرمایا کہ جو شخص دیکھنا چاہے زمین پر چلتے شہید کیطرف تو دیکھے لے طلحہ بن عبید اللہ کو وہ
شہید اوسکو کہتے ہین جو اللہ کا نہایت عاشق و مشتاق ہوا اور اپنا آپا اللہ کی راہ مین فدا کر دی اور اللہ کی راہ
مین جان دینی سہل جانے بلکہ آرزو کرے سو حضرت طلحہ کا یہی حال تہا سو فرمایا کہ یہ جیتا شہید ہے یعنے
ظاہر مین اگرچہ زمین پر چلتا پہرتا ہے مگر حقیقت مین یہ اللہ کی راہ مین جان دئے ہوئے ہے سو ایسا ہی ظاہر
مین بہی ہوا کہ طلحہ رض شہید ہوئے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیٌّ وَحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ ترجمہ بخاری اور مسلم نی ذکر کیا کہ جابر رض نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے صاف باطن محض دوست ہوتے ہین اور میرا صاف باطن دوست
زبیر ہے۔ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ سَمِعْتُ اُذُنَایَ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ طَلْحَۃُ وَالزُّبَیْرُ جَارَایَ فِی الْجَنَّۃِ ترجمہ ترمذی نی ذکر کیا کہ علی رض نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم سے
میرے کان نی سنا کہ اپنے مُنہ سے فرمایا کہ طلحہ اور زبیر دونون میرے ہمسایہ ہونگے بہشت مین اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ
عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ عَلٰی حِرَاءٍ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ
وَطَلْحَۃُ وَالزُّبَیْرُ فَتَحَرَّکَتِ الصَّخْرَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِہْدَ فَمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ
اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَہِیْدٌ ترجمہ ترمذی نی ذکر کیا کہ ابو ہریرہ نے نقل کیا کہ رسول خدا صلعم تہے حرا پہاڑ پر اور ابو بکر
و عمر و عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر سو ہلا پتھر تو فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ ٹہیرا رہ تجہپر تو نبی یا صدیق یا شہید

فرمایا اپنے تئین اور صدیق فرمایا ابوبکر کو اور شہید فرمایا عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر کو اخرج الشیخان عن انس رض قال قال رسول اللہ صلعم لکل امۃ امین وامین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح

ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ ہر امت میں امین ہوتا ہے اور امین اس امت میں ابو عبیدہ بن الجراح ہے اخرج مسلم عن ابی ملیکۃ قال سمعت عائشۃ رض وسئلت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستخلفا لو استخلف قالت ابو بکر فقیل لہا ثم من بعد ابی بکر قالت عمر فقیل لہا من بعد عمر قالت ابو عبیدۃ بن الجراح

ترجمہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابی ملیکہ نے نقل کیا کہ میں نے سنا بی بی عائشہ سے جب اونسے لوگوں نے پوچھا کون تھا کہ اوسکو خلیفہ کرتے اپنا رسول خدا صلعم اگر خلیفہ کرتے تو فرمایا بی بی عائشہ رض نے کہ ابوبکر کو پھر پوچھا گیا کہ بعد ابوبکر کے کسکو فرمایا عمر رض کو پھر پوچھا گیا بعد عمر کے فرمایا ابو عبیدۃ ابن الجراح کو اخرج الشیخان عن علی رض قال ما سمعت النبی صلعم جمع لاحد الا لسعد بن مالک فانی سمعتہ یقول یوم احد یا سعد ارم فداک ابی وامی

ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ علی رض نے نقل کیا کہ میں نے نہ سنا کہ رسول خدا صلعم نے جمع کیا ہو اپنے ماں باپ کو کسیکے واسطے مگر سعد بن مالک کے واسطے سو یوں ہوا کہ میں نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم احد کے دن فرماتے تھے کہ اے سعد تیر مار صدقے تجھپر میرا باپ اور میری ماں **ف** عرب میں دستور ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے تو اوسکو کبھی کسی بات میں کہا کرتے ہیں کہ فدا تجھپر میرا باپ یا فدا تجھپر میری ماسو حضرت رسول خدا صلعم جو کسیکو یہ لفظ فرماتے تھے تو فقط ایک لفظ فرماتے تھے کہ فدا تجھپر میری مایا یوں فرماتے کہ فدا تجھپر میرا باپ مگر سعد کے حق میں احد کی لڑائی کے دن تو فرمایا کہ ای سعد کافروں پر تیر لگا فدا تجھپر میرا باپ اور میری ماس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلعم سعد کو نہایت چاہتے تھے اخرج الترمذی عن عائشۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لنسائہ ان امرکن بما یرضینی من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرون الصدقون قالت عائشۃ یعنی المتصدقین قالت عائشۃ لابی سلمۃ بن عبد الرحمن سقی اللہ ابا ک من سلسبیل الجنۃ فکان من وقوف قد تصدق علی امہات المومنین بحدیقۃ بیعت باربعین الفا

ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اپنی بیبیوں سے کہ البتہ تمہارا مقدر ایسا ہے کہ مجھکو اندیشہ ہیں کر رکھا کہ میرے بعد کیا ہوگا اور ہرگز کوئی برداشت کرنے والا نہیں مگر صبر کرنے والے مجھے کہا بی بی عائشہ نے کہ اس سے حضرت کی مراد تھی کہ خرچ کرنے والے لوگ ہیں کہا بی بی عائشہ نے ابو سلمہ ابن عبد الرحمن کے بیٹے ابو سلمہ سے کہ اللہ تیرے باپ کو جنت کی سلسبیل سے

پانی پلادی اور عبدالرحمن بن عوف نے دے ڈالا مسلمانون کی مائون کو ایک باغ کہ وہ لکھا چالیس ہزار
کوفی عورتونکا مقدمہ بہت نازک ہوتا ہے خصوصاً ذاتیات مین رنجیدہ اور ناخوش ہوجاتی ہین خصوصاً
پردہ نشین بی بیون کے واسطے ہروقت خادم اور خدمتگار اور انجام کار کارگزار ہردم موجود چاہیے مالخصوص
اسوقت مین نہایت مشکل ہے کہ ظاہر مین کچھ وجہ معاش کی نہو اسواسطے حضرت کو اپنی بیبیون کے
متعلق مین اندیشہ رہتا تھا کہ میرے بعد انکا کیا حال ہوگا انکی خاطرداری اور برداشت اور کام مہمات کون
کریگا مگر ان جو شخص نہایت صبر کرنیوالا ہر بات کی برداشت کرے اور محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا
کری اور سچا دیندار ہو یعنے مال کو اللہ کی راہ مین خرچ کرتا ہو سو بعد حضرت کے بی بی عائشہ رضہ نے ابوسلمہ
سے کہا کہ تیرا باپ عبدالرحمن ہمارے ساتھ سلوک سے پیش آیا اوسکو الصدیقہ کی نہر کا پانی پلاوے کہ
اوسنے پیغمبر خدا صلعم کی بیبیون کے ساتھ بڑا سلوک کیا کہ اونکو ایک باغ دیا کہ وہ چالیس ہزار کو بکا تھا
چالیس ہزار اشرفی کو یا چالیس ہزار درم کو کہ بعد سکے دس ہزار پانسو روپے ہوتے ہین اخرج البخاری عن
عمر رض قال ما احد احق بهذا الامر من هؤلاء النفر الذين توفي رسول الله صلعم وهو
عنهم راض فسمى عليا وعثمان والزبير وطلحة وسعدا وعبد الرحمن ترجمہ بخاری نے ذکر کیا کہ فرمایا عمر
نے کہ کوئی نہین لیاقت دار زیادہ اسکام کا کہ اُن لوگون سے کہ وفات پائی رسول خدا نے اور وہ اُن سے
راضی تھے پھر نام لئے اُن کے کہ علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد ابن ابی وقاص اور عبدالرحمن
بن عوف رض ف جب عمر رض کی وفات قریب ہوئی تب اونہون نے فرمایا کہ اس خلافت کی لیاقت
اُن لوگون سے زیادہ کسی مین نہین کہ رسول خدا صلعم زندگی مین وفات کے وقت تک اونسے راضی
رہے اور وہ یہ چھ شخص ہین جنکے نام لئے سوا انہین مین سے کسیکو خلیفہ کریو چنانچہ اس سبب سے حضرت
علی رض اور اصحابون نے مشورہ کرکے حضرت عثمان رض کو خلیفہ کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ چھ شخص
بعد حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر کے بڑا مرتبہ حضرت کے نزدیک ہی اور اصحابون کے نزدیک بھی۔
اخرج الترمذی عن عبد الرحمن بن عوف ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ابوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة
وعثمان فی الجنة وعلی فی الجنة وطلحة فی الجنة والزبیر فی الجنة وعبد الرحمن بن عوف فی الجنة
وسعد بن ابی وقاص فی الجنة وسعید بن زید فی الجنة وابو عبیدة بن الجراح فی الجنة ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عبدالرحمن بن عوف نے نقل
کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر جنت مین اور عمر جنت مین اور عثمان جنت مین اور علی
جنت مین اور طلحہ جنت مین اور زبیر جنت مین اور عبدالرحمن بن عوف جنت مین اور سعد بن ابی وقاص

جنت میں اور سعید بن زید جنت میں اور ابو عبیدہ بن جراح جنت میں ف یہ بارہ حدیثیں جو اوپر ہوچکیں مشکوٰۃ کے باب مناقب عشرہ میں لکھی ہیں یعنی یہ دسوں اصحاب بہشتی ہیں کہ انکے بہشتی ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَۃٍ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّہُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِّہِمْ لَنَا قَالَ عَلِیٌّ مِنْہُمْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ ثَلٰثًا وَاَبُوْ ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّہُمْ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ بریدہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تبارک وتعالیٰ نے حکم کیا مجکو چار کی دوستی رکھنے کا اور بتایا مجکو کہ وہ یعنی اللہ دوست رکھتا ہے اون لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نام بتاؤ اونکے ہمکو فرمایا علی انہین مین سے ہے یہ کہتے ہے تین بار اور ابوذر اور مقداد اور سلمان نے حکم کیا مجکو اونکی دوستی کا اور مجکو خبر دی کہ وہ دوست رکھتا ہے اونکو ف یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ مین ان چارون شخصون کو چاہتا ہون تم بھی اونکی محبت اپنے دل مین رکھو سبحان اللہ کیا بڑا مرتبہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اونکی محبت رکھتا ہے اور اپنے حبیب کو اونکی محبت رکھنے کا حکم دیا اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّعَمْ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ سَبْعَۃَ نُجَبَاءَ وَرُفَقَاءَ وَاُعْطِیْتُ اَنَا اَرْبَعَۃَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْہُمْ قَالَ اَنَا وَاَبْنَایَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَۃُ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْ ذَرٍّ وَمِقْدَادٌ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طالب نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی کیواسطے سات اشراف نگہبان ہوتے ہین اور مجکو ملے چودہ ہمنے عرض کیا کہ وہ کون ہین فرمایا کہ مین یعنے علی رضہ اور میرے دونون بیٹے یعنے حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور عمر اور مصعب بن عمیر اور بلال اور سلمان اور عمار اور عبداللہ بن مسعود اور ابوذر اور مقداد ف جعفر حضرت علی رضہ کے بھائی تھے اور حمزہ عبدالمطلب کے بیٹے تھے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاُخْتِ عُمَرَ یَعْنِیْ سَعِیْدٍ ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ مین نے سنا نبی صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ ہلگیا عرش خدا کا بسبب مرنے سعد بن معاذ کے ف جو لوگ اللہ کے مقبول ہوا کرتے ہین انکو سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی سوا شیطان کے چاہتے ہین اور سب اونکی تعظیم کرتے ہین اور جبتک وہ دنیا مین رہین سب اونکے واسطے دعا کرتے ہین اور جسوقت اونکی وفات ہوتی ہے تو سب مخلوقات کو غم ہوتا ہے اور جن مکانون مین اونکی روح جاکر رہتی ہے وہ مکان اور زمانے فرشتے خوشی کرتے ہین کہ یہ مقبول شخص ہمارے پاس آیا تو جب سعد بن معاذ کی

قبض ہوئی اونکی سو جو عرش پر تھی پہنچی تو عرش خوشی مین آیا اونکی روح کا استقبال کرنیکو ہلا اخرج الشیخان عن البراء فی حدیث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الانصار لا یحبھم الا مومن ولا یبغضھم الا منافق فمن احبھم احبہ اللہ ومن ابغضھم ابغضہ اللہ ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا براء سے جانب کے بیٹے سے انہون نے کہا کہ سنا مینے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے انصار کے حق مین کہ اون کو دوست اور ہی رکھیگا جو مومن ہوگا اور اونسے بغض وہی رکھیگا جو دلمین اپنے کفر رکھتا ہوگا سو جو کوئی محبت رکھے اونسے محبت رکھے اللہ اوس سے اور جو کوئی اونسے بغض رکھے اللہ اوس سے بغض رکھے ف حضرت نے انصار کی محبت ایمانی کی نشانی بتائی اور اونکی عداوت کفر کی علامت فرمائی اور انصار کے دشمنون کو منافق کہا ہے جو اون سے بغض رکھے اوسکو بد دعا کی تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انصار سے محبت رکھنی ہر مسلمان پر لازم ہے کیونکہ مومنین اللہ کے محبوب اور انصار سے بغض رکھنے والے منافقین ہین کہ ظاہر مین آپکو مسلمان کہتے ہین اور حقیقت مین کافر ہین خدا کے مغضوب اخرج البخاری عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لا الھجرۃ لکنت امرأ من الانصار ولو سلک الناس وادیا او شعبا لسلکت وادی الانصار او شعبھا الانصار شعار والناس دثار ترجمہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ سے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نہوتی ہجرت تو مین ہوتا ایک شخص انصار مین سے اور اگر چلین سب لوگ ایک راہ پر یا گھاٹی پر اور چلین انصار اور راہ یا گھاٹی پر تو مقرر مین چلون انصار کی راہ پر اور گھاٹی پر انصار ایسے ہین جیسے وہ لگے ہوا کپڑا اور سارے لوگ ایسے ہین جیسے اوپر کا کپڑا ف یعنے انصار کا مرتبہ اور بزرگی یہ ہے کہ خود حضرت نے فرمایا کہ اگر ہجرت نہوتی اور مین مہاجرین مین سے شمار ہوتا تو آپکو انہین انصارون مین سے گنتا اور انہین کیطرف آپکو نسبت کرتا اور اگر ساری دنیا کی راہ اور ہو جاوے اور انصار کی راہ تو مین انصار ہی کی راہ رو یہ کو اختیار کرون اور انصار میرے ساتھ ایسے ہین جیسے استر بدن سے لگا ہوتا ہے کہ اوس سے بدن کو آرام ہوتا ہے اور ساری مخلوق میرے ساتھ ایسی ہے جیسے عادی اوپر کا کپڑا ہوتا ہے پس اس سے بڑی فضیلت انصار کی پائی گئی اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لابی عبد اللہ وابن عبد اللہ ورسولہ ھاجرت الی اللہ والیہ محیای کالمماتی ترجمہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ سے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا انصار کے حق مین کہ تم میرے بندہ اللہ کا اور اوسکا رسول ہون ہجرت کی مین نے اللہ کی طرف متوجہ ہوکر تمہاری طرف زندگی کی جگہ میری زندگی کی جگہ تمہاری ہے اور موت کی جگہ میری موت کی جگہ تمہاری ہے ف یعنی انصار

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّعَمْ قَالَ لِلْاَنْصَارِ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ ترجمہ بخاری نی ذکر کیا کہ انس رض نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نی فرمایا انصار کو کہ خدا گواہ ہے کہ تم سب آدمیون سے زیادہ دوست ہو مجھکو خدا شاہد ہے کہ تم سب لوگون سے زیادہ محبوب ہو مجھکو خدا جانتا ہے کہ تم سب آدمیون سے زیادہ دوست ہو مجھکو اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّعَمْ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰی رَاْسِہٖ بِعِصَابَۃٍ دَسْمَاءَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ یَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِیْکُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّھُمْ کَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَھُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِھِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِھِمْ ترجمہ بخاری نی ذکر کیا کہ انس رض نی نقل کیا کہ باہر نکلے پیغمبر خدا اور اوسوقت باندھے اپنے سر پر ایک چادر کا کنارہ جو پڑھے منبر پر کہ بعد اُسدن کے نہ چڑھے سو حمد کی اللہ کی اور ثنا کہی اللہ پر پھر فرمایا کہ مین وصیت کرتا ہون تمکو انصار کے واسطے کہ وہ میرے پیٹ ہیں یعنے راز دار ہین اور وہ میری گٹھری یعنی بھیدی ہین اونھون نی ادا کیا جو حق اُنپر تھا اور باقی رہا جو حق اُنکا ہے سو قبول کرو اونکی نیکیون سے اور درگزر کرو اونکی بدیون سے ف یعنے انصار مین سے جس شخص سے کچھ نیکی بن پڑے اوس نیکی کو قبول کرلو اور اوسکو قبول جانو اور اونمین سے اگر کسی سے کچھ بدی ہو جاوے اور برا کام ہو پڑے تو معاف کردیو اور درگزر کیجیو اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی انصار سے کچھ بدی ہو گئی ہو تو اوپر طعن درست نہین اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ ترجمہ مسلم نی ذکر کیا کہ زید ابن ارقم نی نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ بار خدایا بخشدے انصار کو اور انصار کی اولاد کو اور انصار کی اولاد کی اولاد کو اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰہَ اَطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَکُمُ الْجَنَّۃُ ترجمہ بخاری اور مسلم نی ذکر کیا کہ علی رض نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ شاید اللہ تعالی خبردار ہوا بدر والون پر سو فرمایا اونکو کہ جاہو سو کرو واجب تو ہو ہی چکی تمہاری لیے بہشت ف یعنی جو اصحاب کہ جنگ بدر مین حضرت کے ساتھ تھے اونکو اللہ تعالی نی فرمایا کہ تمھارے بہشت واجب ہو چکی اب جاہو سو کرو یعنی اب اگر کوئی گناہ بھی تم سے ہو جاوے سو معاف ہے سو حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو علم تھا اسبات کا کہ اُنسے گناہ ایسے ہونگے کہ دوزخ کے سزاوار یہ لوگ ہوئین شاید اس سبب سے اُنکو اللہ تعالی نی یون فرمایا غرضکہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدر کی لڑائی والے صحابہ کا بڑا مرتبہ ہے کہ اُنکے گناہ معاف ہین اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ رِفَاعَۃَ ابْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّعَمْ قَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَھْلَ بَدْرٍ

وہ چیز جو سنا دے اوسکو اخرج الشیخان عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنۃ ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تو خوش نہووے جو تو سردار ہووے بہشت کی سب عورتوں کی ف یعنے اے فاطمہ تو سب بہشت کی عورتوں کی سردار ہے سو تو خوش ہوا خرج الترمذی عن عائشۃ رض قالت کان احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رض نے نقل کیا کہ سب آدمیوں سے زیادہ دوست تہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بی بی فاطمہ اخرج الشیخان عن البراء قال رایت النبی صلعم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللھم انی احبہ فاحبہ ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ براء نے نقل کیا کہ میں نے دیکھا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اور علی کے بیٹے حسن اونکے کاندھے پر بیٹھے فرماتے تھے ہی کہ اے اللہ میں چاہتا ہوں اسکو سو تو ہی دوست رکھ اسکو اخرج الشیخان عن ابی ھریرۃ رض قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفۃ من النھار حتی اتی فاطمۃ فقال اثم لکع یعنی حسنا فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منھما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ

* * * * *

ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ رض نے نقل کیا کہ میں نکلا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھوڑے سے دن میں جب آئے فاطمہ کے دیرے میں تو فرمایا کیا یہاں ہے لکا ہے یعنے حسن یہ فرمایا دو بار تو دیر نکی کہ آئے حسن دوڑتے یہاں تک کہ گروں میں باہیں ڈالیں ہر ایک نے اوں دونوں میں سے اپنے صاحب کے پھر فرمایا پیغمبر خدا نے کہ خدایا میں محبت رکھتا ہوں اس سے تو تو بھی محبت رکھ اس سے اور محبت رکھ اوس سے جو شخص محبت رکھے اس سے اخرج البخاری عن ابی بکرۃ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین ترجمہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابی بکرہ رض نے نقل کیا میں نے دیکھا رسول خدا صلعم کو اور حسن ابن علی اونکے پہلو پر تھے اور رسول خدا دیکھتے تھے لوگوں کی طرف ایکدفعہ اور حسن پر دوسری بار اور فرماتے تھے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ صلح دیوے دو گروہوں میں مسلمانوں کے ف یہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت امام حسن نے خلافت حضرت معاویہ رض کو سپرد کی تو مسلمانوں میں صلح ہو گئی اور لڑائی

خولی وغیرہ مردوں نی باجازت یزید پلید کے حضرت امام کو رنج پہنچایا نہایت بری حرکت کی مسلمان کو
لازم ہے کہ ایسی حرکت نکرے جس مین حضرت کو اور حضرت کی اہل بیت کو دنیا مین یا آخرت مین رنج پہونچے
ثواب اوس واقعہ کربلا کی ہر سال کی نقل کرنا گویا حضرت کی روحکو ہر سال رنج پہنچانا ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ
عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ هٰذَانِ
اَبْنَائِیْ وَاَبْنَاءُ اِبْنَتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا ترجمہ ترمذی نی ذکر کیا کہ اسامہ
کے بیٹے نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے حسن اور حسین علیہما السلام کے حق مین فرمایا کہ یہ دونو میرے بیٹے
ہین اور میری بیٹی کے بیٹے ہین الٰہی مین دوست رکھتا ہون ان دونو کو سو تو بھی دوست رکھ اُنکو
اور دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے اونکو اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّعَمْ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ یَنْزِلْ اِلَی الْاَرْضِ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ
وَیُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ
اَهْلِ الْجَنَّةِ ترجمہ ترمذی نی ذکر کیا کہ حذیفہ نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ یہ
فرشتہ ہے کہ نہ اُترا زمین پر کبھی اس رات سے پہلے اجازت مانگی اُسنے اپنے رب سے کہ مجکو سلام کرے اور
خوشخبری دے اسبات کی کہ بی بی فاطمہ رض سردار ہین بہشت کی سب عورتون کی اور یہ کہ حسن اور حسین
دونون سردار ہین بہشت کے جوانون کے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّعَمْ
قَالَ لِعَلِیٍّ وَّ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ ترجمہ ترمذی نے
ذکر کیا کہ زید بن ارقم نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین رض
کے حق مین کہ مین لڑون اوس سے جو لڑے اُنسے اور صلح کرون اوس سے جو صلح کرے اُنسے اَخْرَجَ مُسْلِمٌ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ
الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهٗ
ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ترجمہ
مسلم نی ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رض نی نقل کیا کہ باہر آئے پیغمبر خدا صلعم صبحکو اوڑھے ہوئے ایک کملی کہ اوسپر
بالونکے نقش تھے پہر آئے حسن تو لے لیا اونکو پہر آئے حسین تو لیلیا اونکو پہر آئین فاطمہ رض تو لیلیا اونکو پھر
آئے علی رض تو لیلیا اونکو یعنی کملی کے اندر پہر فرمایا کہ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندگی اے اہلبیت
اور پاک کرے تمکو ستھرائی سے ف کلام اللہ مین اللہ تعالی نے حضرت کی بیبیون اور گھر والونکے حق مین
فرمایا کہ اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتین اے گھر والو اور پاک کرے تم کو ستھرائی سے

نہونے ہائی اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ یعلی بن مرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور مین حسین سے دوست رکھے اللہ اوسکو جو دوست رکھے حسین کو حسین ایک سبط ہے سبطون مین ف سبط کہتے ہین اولاد کو اور اسباط حضرت یعقوب کی اولاد کو کہتے ہین کہ وہ بارہ بیٹے تھے اور ہر ایک کے بہت سی اولاد ہوئی سو فرمایا کہ حسین کا ویسا ہی حال ہے اسمین اشارہ ہے کہ اُنکی بہت نسل جاری ہوگی اَخْرَجَ الدَّوْلَابِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَاتِقِہٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْکَبُ رَکِبْتَ یَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّعَمْ نِعْمَ الرَّاکِبُ ھُوَ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ رسول خدا صلعم لیے ہوئے تھے حسن ابن علی کو اپنے کاندہے پر سو کہا ایک شخص نے کہ کیا خوب سواری ہے جسپر تو سوار ہوا ای لڑکے تو فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خوب سوار ہے وہ ف یعنے ایسا مرتبہ اور کسیکا کا ہیکو ہوگا کہ محبوب خدا کے کاندہے پر سوار ہوا اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّہٗ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا اَرَی النَّاسُ ذَاتَ یَوْمٍ بِخِلَافِ اللَّیْلَۃِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِہٖ قَارُوْرَۃٌ فِیْھَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا ھٰذَا قَالَ دَمُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ لَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُہٗ مُنْذُ الْیَوْمِ فَاَحْصَیْتُ ذٰلِکَ الْوَقْتَ فَاَجِدُہٗ قُتِلَ ذٰلِکَ الْوَقْتَ ترجمہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ مین نے دیکھا پیغمبر خدا صلی علیہ وسلم کو بیچ اوسحالت کے کہ دیکھتا ہے سونے والا مکان دوپہر کو بال پریشان غبار آلودہ اون کے ہاتھ مین ایک شیشہ کہ اوسمین خون ہے تو مین نے عرض کیا کہ صدقے تجھپر میری ماں اور میرا باپ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ خون ہے حسین کا اور اوسکے یارونکا بٹولتا ہون مین اوسکو آجکے شروع دن سے ابن عباس نے کہا سو شمار کرتا ہون مین اُسدن کو کہ پاؤن قتل اُسدن کا ف یہ خواب ابن عباس نے کربلا کی لڑائی سے پہلے دیکھا تھا سو وہ آرزومند تھے کہ اگر مین اُسوقت ہون تو مین بھی امام حسین کے ساتھہ شہید ہون تو اوسوقت کے منتظر رہا کرتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام حسین کے شہید ہونے سے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو کمال تشویش ہوئی اور گھبرگئے اور یہان جو حضرت امام پر رنج و تکلیف ہوئی اوسکا حال دریافت کرکے عالم ارواح مین حضرت کو رنج ہوا اور مغموم ہوئے تو مسلمان کو چاہیے کہ جب امام علیہ السلام کا حال سنے تو افسوس کرے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے اور جانے کہ عبداللہ ابن زیاد اور عمر بن سعد اور شمر اور

خولی وغیرہ مردون نی باجازت یزید پلید کے حضرت امام کو رنج پہنچایا نہایت بری حرکت کی مسلمان کو
لازم ہے کہ ایسی حرکت نکرے جس مین حضرت کو اور حضرت کی اہل بیت کو دنیا مین یا آخرت مین رنج پہنچے
ثواب اوس واقعہ کربلا کی ہر سال کی نقل کرنا گویا حضرت کی روحکو ہر سال رنج پہنچانا ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ
عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ هٰذَانِ
اَبْنَایَ وَاَبْنَاءُ ابْنَتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا ترجمہ ترمذی نی ذکر کیا کہ اسامہ
کے بیٹے نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے حسن اور حسین علیہما السلام کے حق مین فرمایا کہ یہ دونو میرے بیٹے
ہین اور میری بیٹی کے بیٹے ہین الٰہی مین دوست رکھتا ہون ان دونو کو سو تو بھی دوست رکھ اُنکو
اور دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے اونکو اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّعَمْ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ یَنْزِلْ اِلَی الْاَرْضِ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ
وَیُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ
اَهْلِ الْجَنَّةِ ترجمہ ترمذی نی ذکر کیا کہ حذیفہ نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ یہ
فرشتہ ہے کہ نہ اُترا زمین پر کبھی اس رات سے پہلے اجازت مانگی اُسنے اپنے رب سے کہ مجکو سلام کرے اور
خوشخبری دے اسبات کی کہ بی بی فاطمہ رض سردار ہین بہشت کی سب عورتون کی اور یہ کہ حسن اور حسین
دونون سردار ہین بہشت کے جوانون کے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّعَمْ
قَالَ لِعَلِیٍّ وَّ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبْتُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمْتُمْ ترجمہ ترمذی نے
ذکر کیا کہ زید بن ارقم نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین رض
کے حق مین کہ مین لڑون اوس سے جو لڑے اُنسے اور صلح کرون اوس سے جو صلح کرے اُنسے اَخْرَجَ مُسْلِمٌ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ
الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهٗ
ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ترجمہ
مسلم نی ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رض نی نقل کیا کہ باہر آئے پیغمبر خدا صلعم صبحکو اوڑھے ہوئے ایک کملی کہ اوہ سیاہ
بالونکے نقش تھے پھر آئے حسن تو لے لیا اونکو پھر آئے حسین تو لیلیا اونکو پھر آئین فاطمہ رض تو لیلیا اونکو پھر
آئے علی رض تو لیلیا اونکو یعنی کملی کے اندر پھر فرمایا کہ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندگی اے اہلبیت
اور پاک کرے تمکو ستھرائی سے ف کلام اللہ مین اللہ تعالی نے حضرت کی بیبیون اور گھر والونکے حق مین
فرمایا کہ اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتین اے گھر والو اور پاک کرے تم کو ستھرائی سے

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ یہ آیت صرف حضرت کی بیبیوں کے حق میں ہے سو حضرت نے امام حسن اور امام حسین اور علی مرتضیٰ رضہ اور بی بی فاطمہ رضہ کو ایک کملی میں اپنی گود میں لیکر یہ آیت پڑھی تو مطلب یہ تھا کہ انکے حق میں یہ دعا بھی ہو جاوے اور لوگ سمجھ لیں کہ اس آیت کے حکم میں یہ پانچوں شخص بھی شامل ہیں صرف بیبیاں نہیں اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلِيْ رواہ مسلم ذکر کیا سعد رضہ نے جمع کیا کہ جب یہ آیت اتری کہ ندع ابنآءنا الخ تو بلایا پیغمبر صلعم نے علی اور فاطمہ حسنین کو پھر فرمایا کہ خدایا یہ میری اہلبیت ہیں ف نصاریٰ حضرت عیسےٰ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے جب خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ حضرت عیسےٰ بندے ہیں اور جیسی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو بے ماں باپ کے صرف اپنے حکم سے پیدا کیا تھا ویسے ہی حضرت عیسےٰ کو بھی بے باپ کے پیدا کیا تو نصاریٰ نہ مانا اور پیغمبر صاحب صلعم کو جانا کہ انکا مذہب غلط ہے اور اپنا مذہب سچا جانا تب یہ آیت اتری سورہ آل عمران میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے پیغمبر تو ان نصاریٰ سے کہہ کہ ہم اپنے بیٹوں کو بلاویں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنے ماں کی عورتوں کو بلاویں اور تم اپنے ماں کی عورتوں کو بلاؤ اور ہم آپ ہوں اور تم آپ ہو اور سب مکر بہتوں پر بد دعا کریں تو جب یہ آیت نازل ہوئی پیغمبر خدا نے علی مرتضیٰ کو اور بی بی فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو بلا کر اپنے ساتھ لیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ الٰہی یہ میرے گھر والے ہیں یعنے میرے بیٹے اور گھر والے یہ ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اور امام حسن اور امام حسین کو اپنا بیٹا جانتے تھے اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا فَاَتَاهُ فَقَالَ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ اِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُّنْبَسِطَةٍ وَاِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ الرَّجُلِ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ عَمُّ رَجُلٍ فَاِنَّمَا صِنْوُ اَبِيْهِ وَاِنَّمَا الرَّجُلُ صِنْوُ اَبِيْهِ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عبدالمطلب بن ربیعہ نے نقل کیا کہ عباس آئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ناخوش کئے ہوئے اور میں اونکے پاس تھا سو فرمایا پیغمبر صاحب صلعم نے کہ کس چیز نے غصہ کیا تجکو کہا یا رسول اللہ کیا ہوا ہے ہمکو ساتھ قریش کو کہ جب وہ ملتے ہیں آپس میں تو ملتے ہیں خوش ہوتے ہنستے ہیں اور جب ملتے ہیں ہم سے

ف یعنی جب حضرت عیسےٰ کو بے باپ کے پیدا کیا تو اس سے زیادہ بے باپ کے پیدا کرنا حضرت آدم کو کیا مشکل تھا جس حضرت عیسےٰ کو بے باپ کے پیدا کیا تو نصاریٰ نے انکو خدا کا بیٹا کہا اور حضرت آدم کو بے ماں باپ کے پیدا کیا تو کسی نے انکو خدا کا بیٹا نہیں کہا اور حضرت عیسےٰ کو بے باپ کے پیدا کرنا اور حضرت آدم کو بے ماں باپ کے پیدا کرنا دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے برابر ہیں اور حضرت عیسےٰ کو خدا کا بیٹا کہنا اور حضرت آدم کو خدا کا بیٹا نہ کہنا یہ نصاریٰ کی بے عقلی ہے اور اسی بے عقلی سے نصاریٰ نے حضرت عیسےٰ کو خدا کا بیٹا کہا اور اسی بے عقلی سے نصاریٰ نے حضرت عیسےٰ کو خدا کا بیٹا کہا اور اسی بے عقلی سے نصاریٰ نے حضرت عیسےٰ کو خدا کا بیٹا کہا

تو تنے ہیں بغیر اسکے تو غصہ ہوئے رسول خدا اسقدر کہ سرخ ہو گیا اونکا چہرہ پھر فرمایا قسم اوسکی کہ جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے ہرگز نہ بیٹھیگا آدمی کے دلمیں ایمان جبتک دوست نہ رکھے تمکو اللہ کیواسطے اور اللہ
کے رسول کیواسطے پھر فرمایا اے لوگو جس نے ایذا دی میرے چچا کو تو اوسنے دی مجکو چچا آدمی کا تو برابر ہوتا ہے تو
باپ کے ف عباس رسول خدا کے چچا تھے اونسے بعضے لوگ خوشی سے نہ ملے تب اونھوں نے حضرت سے
شکایت کی حضرت نے فرمایا کہ میرے چچا اور اہلبیت سے جو کوئی دوستی اور محبت نہ رکھے اوسکا ایمان ہی نہیں
اور جو کوئی میرے چچا کو ایذا اور رنج دے اوسنے مجکو ایذا دی اسواسطے کہ چچا ہر شخص کا اوسکے باپ کے
برابر کا بھائی ہوتا ہے بھلا کوئی کیسکی تعظیم کرے اور اوسکے باپ کی تعظیم نکرے تو وہ خوش ہوگا۔

اخرج ترمذی عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعباس اذا
کان غداۃ الاثنین فاتنی انت وولدک حتی ادعو لکم بدعوۃ ینفعکم اللہ بھا
وولدک فغدوا وغدونا معہ والبسنا کساءہ ثم قال اللھم اغفر للعباس وولدہ مغفرۃ
ظاھرۃ لا تغادر ذنبا اللھم احفظہ فی ولدہ واجعل الخلافۃ فیھم ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے عباس کو جب صبح ہو پیر کے دن کی تو آیو میرے پاس
اور تیرا بیٹا تو میں دعا کروں تمہارے لئے ایسی دعا کہ اوس سے فائدہ کرے خدا تیرا اور تیرے بیٹے کا پھر
صبح کی عباس نے اور میں نے اونکے ساتھ اور اوڑھائی پیغمبر خدا صلعم نے ہم دونوں کو ایک چادر سے
پھر دعا کی کہ اے اللہ بخشدے عباس کو اور اوسکے بیٹے کو بخشش ظاہری اور باطنی کہ نچھوڑے کسی گناہ
کو اور بچا رکھے اوسکو اوسکی اولاد میں اور کردے خلافت باقی اوسکے پیچھے اخرج الشیخان عن عبد اللہ
ابن عمر رضی اللہ عنہ قال ان زید بن حارثۃ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کنا ندعوہ الا زید بن
محمد حتی نزل القرآن ادعوھم لآبائھم ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن عمر
نے نقل کیا کہ زید بن حارثہ کو پیغمبر خدا کے چھوڑے کو ہم پکارا کرتے تھے زید بن محمد کہکر جبتک اوتری
آیت قرآن میں کہ پکارو بنائے ہوئے بیٹوں کو اونکے باپوں کی طرف نسبت کرکے ف زید ایک شخص
تھا کہ حضرت نے اونکو بیٹا کیا تھا تو سب اصحاب اونکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہا کرتے تھے جب یہ
آیت نازل ہوئی کہ جسکا بیٹا ہو اسید کا بیٹا کہو اور جس نے بیٹا بنایا ہو اوسکا بیٹا کہنا کچھ ضرور نہیں تب
صحابہ رضی زید ابن محمد کہنا موقوف کیا اور زید ابن حارث کہنے لگے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ
سب زید کو اہلبیت میں شمار کرتے تھے اخرج الترمذی عن عائشۃ قالت اراد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ان یحتجم فحاط اسامۃ قالت عائشۃ دعی حتی اقتل الدم فقال یا عائشۃ احبیہ فانہ احبہ

ترجمہ ترمذی نی ذکر کیا کہ نی بی عائشہ رضی نقل کیا کہ ارادہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ خود پاک کرین لعاب بینی اُسامہ کی ناک سے عرض کیا عائشہ نے کہ چھوڑ دو مجکو کہ مین کرون فرمایا اے عائشہ محبت رکھہ اس سے کہ مین محبت رکھتا ہون اس سے **ف** زید حضرت کے متبنی بیٹے تھے اونکے بیٹے تھے یہہ اسامہ سواونکی لڑکی کا یہ ذکر ہے اَخرَجَ التِّرمِذِیُّ عَنْ اُسَامَۃَ قَالَ اِنَّ الْعَبَّاسَ وَ عَلِیًّا دَخَلَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جِئْنَاکَ نَسْئَلُکَ اَیُّ اَھْلِکَ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ اَحَبُّ اَھْلِیْ اِلَیَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْہِ اُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ

ترجمہ ترمذی نی ذکر کیا کہ اسامہ رضی نقل کیا کہ عباس اور علی آئے رسول خدا صلعم کی پاس تو کہا ہم آئے ہین اے رسول خدا آپ پاس پوچھنے ہین کہ کون مرد تمہارے گھر والون مین سے تمکو دوست زیادہ ہے فرمایا مجکو زیادہ دوست اپنے سب گھر والونمین سے وہ ہے کہ اوسپر اللہ نی فضل کیا اور مین نے احسان کیا اوسپر اُسامہ زید کا بیٹا پوچھا اوسکے بعد فرمایا علی ابی طالب کا بیٹا **ف** یہ اونیس حدیثین مشکوۃ کے باب مناقب اہلبیت مین لکھی ہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کو اسامہ سے کمال محبت تھی

اَخرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَآئِھَا مَرْیَمُ ابْنَۃُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَآئِھَا خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ ترجمہ مشکوۃ کی باب مناقب ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نی ذکر کیا کہ علی نی نقل کیا کہ مین نی سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ افضل سب عورتون سے اس امت مین عمران کی بیٹی بی بی مریم اور افضل سب عورتون سے اس امت مین خویلد کی بیٹی خدیجہ **ف** بی بی مریم نام ہے عیسے پیغمبر علیہ السلام کی ماکا اور بی بی خدیجہ نام ہے ہمارے پیغمبر صاحب کی زوجہ کا اَخرَجَ التِّرمِذِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ جِبْرِیْلَ جَآءَ بِصُوْرَتِھَا فِیْ خِرْقَۃِ حَرِیْرٍ خَضْرَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ھٰذِہٖ زَوْجَتُکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب ازواج النبی مین لکھا ہے کہ ترمذی نی ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نی نقل کیا کہ جبرئیل لائے صورت بی بی عائشہ کی سبز ریشمین کپڑے مین پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا کہ یہ زوجہ تمہاری ہے دنیا اور آخرت مین **ف** یعنی بی بی عائشہ کی تصویر جبرئیل پیغمبر خدا کے پاس لائے اور کہا کہ یہ بی بی دنیا مین اور بہشت مین دونون جہان مین آپکی زوجہ ہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے بھی دنیا اور بہشت دونو جہان کے واسطے بی بی عائشہ کو پسند کر کے حضرت کی زوجہ بنایا تھا اَخرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ یَتَحَرَّوْنَ بِھَدَایَاھُمْ یَوْمَ عَائِشَۃَ یَبْتَغُوْنَ بِذٰلِکَ مَرْضَاتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَلَّمَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّعَمْ اَنْ یَقُوْلَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُھْدِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّعَمْ

فَلْهَدِ إِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَأَنَا فِي ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةَ فَقَالَتْ أَتُوبُ إِلَى اللهِ مِنْ آذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ إِنَّهَا دَعَتْ فَاطِمَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَأَحِبِّي هٰذِهِ ۲ ✦ ترجمہ مشکوٰۃ کی باب مناقب ازواج النبی مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نی ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نی نقل کیا کہ لوگ قصد کرتے تھے اپنے تحفہ بھیجنے کا بی بی عائشہ کے دن چاہتے تھے اس سے خوشی رسول خدا صلعم کی سو بولین ام سلمہ رسول خدا صلعم سے کہ فرماوین جو چاہے کہ تحفہ بھیجے رسول خدا صلعم کو تو چاہیے کہ تحفہ بھیجے اونکو جہان کہین کہ وہ ہووین تو فرمایا اونکو پیغمبر خدا صلعم نی کہ نہ ایذا دے مجکو عائشہ کے مقدمہ مین اسواسطے کہ وحی مجکو نہین آئی ہے جب مین اور عورت کے ساتھ سویا ہون سوا عائشہ کے کہا اونہون نی مین توبہ مانگتی ہون خدا سے تمہاری ایذا سے پھر بلایا بیبیون نی بی بی فاطمہ کو اور بھیجا اونکو پیغمبر خدا صلعم کے پاس سو باتین کین اونہون نی اونسے تو فرمایا کہ اے بیٹی تو نہ چاہے جو مین چاہون کہا کیون نہین فرمایا تو تو محبت رکھ اس سے ف حضرت کا دستور تھا کہ ہر نی بی کے گھر باری باری سے رات کو آرام کرتے تھے اور نی بی عائشہ سے محبت زیادہ رکھتے تھے تو کوئی شخص جو آنکو تحفہ بھیجتا تو جس بی بی کے گھر آپ رات کو ہوتے تو وہ چیز اوسی بی بی کے خرچ مین آتی تو جس شب کو پیغمبر صاحب بی بی عائشہ کے گھر تشریف رکھتے تو اوس رات کو لوگ اپنے اپنے تحفے بھیجتے تاکہ نی بی عائشہ کے خرچ مین آوے اور زیادہ حضرت خوش ہون یہ حال دیکھکر نی بی ام سلمہ نے کہ وہ بھی حضرت کی زوجہ تھین حضرت سے عرض کیا کہ لوگون سے فرماوین کہ جب چاہین تب تحفہ آپ کو بھیجا کرین سبھی بی بی کے گھر آپ ہون حضرت عائشہ کی باری کی شب کی تخصیص لوگ کیون کرتے ہین اسبات سے حضرت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ تم عائشہ پر رشک نکرو کہ مجکو برا لگتا ہے اور سوا اسکے عائشہ کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بھی زیادہ ہے کہ جب مین اور کسی بی بی کے گھر سوتا ہون تو وحی نہین آتی مگر عائشہ کے گھر جب ہوتا ہون تو وحی آتی ہے یہ بات سنکر بیبیون کو معلوم ہوا کہ حضرت ناخوش ہو گئے تو بی بی فاطمہ رض کو بلایا کہ جاکر حضرت کو سمجھاوین سو اونہون نے جاکر حضرت کی خدمت مین اسمقدمہ مین کلام کیا تو حضرت نی فرمایا کہ ای بیٹی جو بات مین چاہون وہی بات تجکو بھی چاہنا چاہیے اور مین عائشہ سے محبت رکھتا ہون تو تو بھی اوس سے محبت رکھ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کو بی بی عائشہ رض سے کمال محبت تھی اور جو کوئی اونسے محبت ایمانی رکھتا تھا وہ حضرت کو اچھا معلوم ہوتا تھا اور جو اونسے محبت کم رکھتا تھا وہ حضرت کو بھی برا معلوم ہوتا تھا اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ لَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ ترجمہ مشکوۃ کے باب بدء الخلق وذکر الانبیاء مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابی موسی نے نقل کیا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ بزرگی عائشہ کی سب عورتون پر جیسے بزرگی ثرید کی سب کھانون پر ف ثرید ایکطرح کا کھانا ہوتا ہے کہ عرب کے لوگ اوسکو کمال رغبت سے کھاتے ہین اور سب اقسام کے کھانون سے افضل جانتے ہین آخر ترجمہ مسلم عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلْعَمْ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعِتْرَتِيْ وَاَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ وَاَهْلُ بَيْتِيْ ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب اہل البیت مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ زید بن ارقم نے نقل کیا کہ کہری ہوے رسول خدا صلعم اکیدن ہمارے بیچ مین خطبہ پڑہنے کو پانی پر جسکو کہتے ہین خم مکہ اور مدینہ کے بیچ مین سو تعریف کی اللہ کی اور ثنا کہی اللہ پر اور نصیحت کی اور پند دی پھر فرمایا کہ بعد اوسکے یہ ہے کہ خبردار ہو لوگو کہ مین تو آدمی ہی ہون اب آویگا میرے پاس قاصد میرے رب کا یعنے ملک الموت سو مین کہا مانون گا یعنے وفات پاؤنگا سو مین چھوڑتا ہون تم مین دو چیزین اول اونمین سے کتاب ہے اللہ کی کہ وہ رسی ہے اللہ کی طرف سے جو اوسپر چلے وہ نیک راہ پر اور جس نے اوسکو چھوڑا وہ ہوا گمراہی پر اور اوسمین نیک راہ اور نور ہے تو عمل کرو اللہ کی کتاب پر اور مضبوط پکڑو اوسکو تو چونپ دلائی اللہ کی کتاب پر اور رغبت دلائی اوسمین پھر فرمایا اور میرے اہلبیت یاد دلاتا ہون مین تم کو اللہ کو اپنی اہلبیت مین یاد دلاتا ہون مین تم کو اللہ کو اپنے اہلبیت مین اور ایک روایت مین یون ہے کہ فرمایا عترت میری گھر والے میرے اور ہرگز جدا ہونگے عترت اور کتاب جبتک کہ وارد ہون میرے پاس حوض کوثر پر سو خبردار رہو کہ کیسا میرے پیچھے تم کروگے اونکے معاملہ مین اور ایک روایت مین یون ہے کہ فرمایا اے لوگو مین نے چھوڑا تم مین دو چیزین کہ اگر اختیار کروگے اوسکو تو ہرگز گمراہ نہوگے اللہ کی کتاب اور میری عترت گھر والے میرے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ کا اور اہلبیت کا ایک مرتبہ ہے جیسے اوسکی تعظیم چاہیے ویسے ہی انکی تعظیم

[illegible] کلام اللہ سبب ہدایت کا ہے ویسے ہی اہلبیت سبب ہدایت کے ہیں چنانچہ یہی بیان
[illegible] کر دیا اسکے بعد سب اہل بیت پر مشتمل ہوتے ہیں اخرج الترمذی عن ابن عباس
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ واحبونی
بحب اللہ واحبوا اہل بیتی ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب اہلبیت میں لکھا ہے کہ ترمذی نے
ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محبت رکھو اللہ سے اسواسطے
کہ وہ تم کو کھلاتا ہے اپنی نعمتیں اور محبت رکھو مجھ سے اللہ کی محبت کے سبب اور محبت رکھو میری اہلبیت
سے میری محبت کے سبب اخرج احمد عن ابی ذر انہ سمعہم رسول اللہ صلعم یقول الا ان
مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا ہلک ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب
اہلبیت میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابی ذر نے نقل کیا کہ میں نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ خبردار رہو کہ مثل میری اہلبیت کے تمہارے بیچ میں ایسی ہے جیسے کشتی
نوح کی جو سوار ہوا اور میرے اہلبیت سے جو محبت رکھا اور اس سے وہ ہلاک ہوا ف اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ اہلبیت سے محبت رکھنا اور انکا طریقہ اختیار کرنا اور اہلبیت کے طریقہ میں داخل
ہونا ایسا ہے جیسے کشتی نوح میں سوار ہونا اور جیسے حضرت نوح کی کشتی میں ہو کر سوار ہوئے تھے وہ طوفان
سے بچے اور جو اہلبیت سے محبت نہ رکھا اور انکا طریقہ اختیار کیا اور اہلبیت کے طریقہ میں نہ داخل ہوا تو
وہ ہلاکت میں پڑے جیسے نوح علیہ السلام کی قوم میں جو لوگ کشتی میں نہ سوار ہوئے وہ سب ڈوب گئے
اور ایسا برا خود نوح کا بھی سوار نہ ہونا تھا وہ بھی ڈوب گیا اور نوح علیہ السلام کے اہلبیت میں انکا
نہ رہنا پھر اب اگر کوئی شخص مخالف اہلبیت کے رہے اور طریقہ کو اختیار کرے تو وہ بھی ہلاکت میں
پڑے اور اہلبیت حقیقی میں شمار نہ ہو ہاں ہے ساتھ جو ہو وہ بھی ہلاک ہوا اور جو شخص غیر کہ اہلبیت
کے طریقہ کو اختیار کرے وہ اہلبیت میں شمار ہو اور نجات پاوے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی میں
سوار ہونے والوں کی طوفان سے نجات پائی جاتا ہے کہ جیسے حضرت نے اہلبیت کو موجب نجات
بتلایا ویسے ہی اپنے اصحابوں کو موجب امن کا بتلایا اخرج مسلم عن ابی بردۃ عن ابیہ قال
قال النبی صلعم النجوم امنۃ للسماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد وانا امنۃ
لاصحابی فاذا ذھبت انا اتی اصحابی ما یوعدون واصحابی امنۃ لامتی فاذا ذھب اصحابی
اتی امتی ما یوعدون ترجمہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوبردہ نے نقل کیا کہ میرے باپ ابوموسیٰ نے بیان
کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تارے امان ہیں آسمان کے تو جب جاتے رہیں تارے تو

آسمان پر آجاوے جو وعدہ دیا گیا اوسکو اور مین امان ہون اپنے یارونکی توجب چلا جاؤن مین تو آجاوے میرے اصحابون پر جو وعدہ ہوا اُنسے اور میرے یارہین امان میرے اُمت کی توجب جاتے رہین میرے یار تو آوے میری اُمت پر وہ جو وعدہ دیا گیا اُنکو **ف** اللہ تعالی نے بون مقرر کیا ہے کہ جب اخیر زمانہ آویگا تو بدعتین اور فساد اور لڑائیان اور بُرے کام رائج ہون گے سو حضرت نے فرمایا کہ جب میرے یار نرہین گے تو اُمت مین یہ باتین جو اللہ تعالی نے ٹھیرا رکھی ہین سو ظاہر ہونگی اور جب تک میرے اصحاب رہین گے تب تک یہ فساد اُمت مین نہون گے تو میرے اصحابون کے سبب سے اُمت پر امان ہے جیسے میرے سبب سے میرے اصحابون پر امان ہے اور جب مین نہون گا تو اصحابون مین اختلاف پڑے گا تو میرے اصحاب اُمت کے حق مین موجب امن کا مین جیسے آسمان کے تارے کہ جب تارے نرہین گے تو آسمان بے نور رہجاویگا اور ٹوٹ جاویگا اور قیامت آجاویگی

اَخْرَجَ فِی شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّعَمْ مَثَلُ اَصْحَابِیْ فِیْ اُمَّتِیْ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ وَلَا یُصْلِحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ ترجمہ شرح السنہ مین ذکر کیا اس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثل میرے یارون کے میری اُمت مین ایسی ہے جیسے نمک کہانے مین کہ کھانا بے نمک کے درست نہین ہوتا اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا اَوْ نُوْرًا لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن بریدہ نے نقل کیا کہ مین نے اپنے باپ سے سُنا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ جو میرا یار مرے زمین پر زندہ ہوگا یعنے قیامت کو لیے جاتا ہوگا لوگونکو بہشت کی طرف اور وہ نور ہوگا یعنی واسطے لوگون کے قیامت کے دن حضرت کے اصحاب قیامت کے دن بھی نجات کا باعث ہون گے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّعَمْ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ وَمَنْ رَاٰنِیْ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ دوزخ کی آگ چھوویگی اُس مسلمان کو جسنے مجھے دیکھا یا اوسکو دیکھا جسنے مجھکو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصحابونکا ایسا بڑا مرتبہ ہے کہ اُنکی صورت دیکھنے سے مسلمان پر دوزخ کی آنچ حرام ہوتی ہے اَخْرَجَ النَّسَائِیُّ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّعَمْ اَکْرِمُوْا اَصْحَابِیْ فَاِنَّھُمْ خِیَارُکُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ترجمہ نسائی نے ذکر کیا کہ عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ تعظیم کرو میرے یارونکی اسواسطے کہ وہ تمسے بہتر ہین بعد انکے بہتر وہ لوگ جو اُنسے نزدیک یعنی تابعین بعد اُن کے وہ لوگ جو اُنسے نزدیک یعنی تبع تابعین **ف** یعنی حضرت کے وقت سے

قیامت تک جتنے لوگ پیدا ہوے اور ہوتے ہین اور ہون گے سب سے بہتر حضرت کے اصحاب تھے کہ وہ اصحاب ایکسو دس ۱۱۰ھ تک تھے بعد اُنکے مرتبہ تابعین کا ہے جو اصحابون کے بعد ہوے وہ لوگ ایکسو ستر ۱۷۰ھ تک رہے اُن کے بعد اچھا زمانہ تبع تابعین کا ہے یعنی وہ لوگ جو تابعین کے بعد ہوے تھے کہ وہ دوسو ساٹھ ۲۶۰ھ تک باقی تھے تو ساری امت سے زیادہ بزرگی تبع تابعین کی کرنی چاہیے اور اونسے زیادہ تابعین کی بزرگی بیجھے اور اونسے بھی زیادہ حضرت کے اصحابون کی کہ وہ سب سے بہتر تھے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابو سعید خدری نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ برا نکہو میرے اصحابونکو اسواسطے کہ اگر ایسا ہو کہ کوئی شخص تم مین کا خرچ کرے اُحد پہاڑ برابر سونا تو نہ پہنچے اون کے ایک مُد کے ثواب کو اور نہ اوسکی ادہیائی کی برابر ف مدایک برتن ہوتا ہے غلہ ناپنے کا کہ اوسمین شاید بقدر وزن ایک سیر کے غلہ سماوے سو فرمایا کہ اگر کوئی اور پہاڑ برابر سونا خدا کی راہ مین خیرات کرے تو اُسکو اسقدر ثواب نہوگا جسقدر میرے اصحاب کو ایک مُد یا آدہا مد برابر اناج خیرات کرنے مین ثواب ہوگا پھر جب خدا کے نزدیک اصحابو کا ایسا بڑا مرتبہ ٹہیرا کہ اونکو ذراسے کام مین اور کے پہاڑ برابر سونا خرچنے کے ثواب سے زیادہ ثواب ملے اور اونہون نے بڑے بڑے نیک کام کئے ہین تو اونکو ہرگز برا کہنا نہ چاہیے کہ تم لوگون سے ہرطرح کم ہی ہوا اور وہ ہرطرح تمسے افضل ہین اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عبد اللہ ابن مغفل نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر دیمیرے اصحابون کے معاملہ مین اللہ سے ڈر دالہ سے ڈر دیمیرے یارون کے معاملہ مین اللہ سے ڈر دالہ سے ڈر دیمیرے یارون کے معاملہ مین نہ ٹہیراؤ اونکو نشانہ بعد میرے تو جس نے دوست رکہا اونکو تو میری محبت سے دوست رکہا اونکو اور جسنے بغض کیا اُن سے تو میرے بغض سے بغض رکہا اون سے اور جس نے ایذا دی اونکو تو اوس نے ایذا دی مجہکو اور جس نے ایذا دی مجہکو تو گویا اوس نے ایذا دی اللہ کو اور جس نے ایذا دی اللہ کو قریب ہے کہ اللہ گرفتار کرلے اوسکو ف حضرت نے اسجگہ تین بار اُست کو تقید کی اوپر چھ مرتبہ فرمایا کہ لوگو میرے اصحابو کے معاملہ مین کوئی بات طعن اور مذمت کی اون کے حق مین تمہاری زبان سے نکلے اور ایسا نکہیو کہ تم میرے بعد میرے یارونکو نشانہ بناؤ اُنپر بولیان یا اونکو طعن اُنکی طرف متوجہ کرو بلکہ اُنسے محبت رکہو اسواسطے کہ وہ میرے

میرا لحاظ کرکے اونسے محبت اور دوستی رکھو چنانچہ قاعدہ مشہور ہے کہ اپنے دوست کا دوست اپنا ہی دوست ہوتا ہے سو میرے اصحاب میرے دوست ہین تو جس نی اونکو دوست رکھا تو اونکو میری ہی محبت سکے سبب دوست رکھا اور اپنے دوست کا دشمن بہی اپنا دشمن ہوتا ہے اور میرے اصحاب میرے دوست ہین تو جو شخص اونسے بغض اور دشمنی رکھے تو وہ شخص مجھسے دشمنی رکھتا ہے اور جس نی میرے اصحابونکو ایذا دی اونسے گویا مجھی کو ایذا دی اسواسطے کہ وہ میرے یار ہین اور جس نی مجکو ایذا دی گویا اللہ ہی کو ایذا دی اسلئے کہ مین اللہ کا محبوب ہون اور جو شخص اللہ کو ایذا پہنچاوے وہ اگرچہ دنیا مین چند روز چہوٹا ہوا کافرون کی طرح آرام سے رہے مگر آخر کو اللہ اوسکو گرفتار کریگا اور سزا دیگا اور اللہ تعالی کو ایذا پہنچانا یہی ہے کہ اوسکے حکم کے خلاف کرے اور اوسکے محبوبون کو ایذا پہنچاوے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اصحابون سے محبت رکھے اوسکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بہی محبت ہے اور جو شخص اصحابون سے بغض رکہے وہ حقیقت مین پیغمبر صاحب سے بغض رکہتا ہے اگرچہ زبان سے نکہے سو وہ اللہ کے غضب مین گرفتار ہے افسوس ہے کہ حضرت کے بعد امت کے بعضے نا اہلون نے حضرت کی حدیث پر عمل نکیا اور حضرت کے اصحابونکو لعنت شانہ ٹھیرایا اور اوپر طعن لعن کرکے اپنی عاقبت تباہ کی اور لعنت کا فوارہ بنے خدا اونکو ہدایت کرے۔ اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ۔ ترجمہ مشکوۃ کے باب مناقب الصحابہ مین لکہا ہے کہ ترمذی نی ذکر کیا کہ ابن عمر رض نی نقل کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب دیکھو اون لوگون کو جو برا کہتے ہین میرے اصحابونکو تو کہو کہ لعنت خدا کی اون برا کہنے والونکی بدی پر۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کے اصحابون کو کسیطرح برا کہنا اور اونکی کسی بات پر طعن کرنا درست نہین اور جو کوئی اونکو برا کہے اوسکے برا کہنے پر لعنت اور خدا کی طرف سے پہٹکار پڑتی ہے اگرچہ اون اصحابون سے ایسا کام ہوا ہو کہ اگر وہی کام اور کسی سے ہو تو اوسکو برا کہین مگر اونکو برا کہنا نہین درست ۵ کارہا کان را قیاس از خود مگیر۔ گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر۔ اونکا گناہ وہ کام کرنا تھا کہ اور کی عبادت وہ کام نہین کرتی پیغمبرونکے معجزے کافرون کو جادو معلوم ہوتے تہے۔ اور ایماندار دنکا یقین بڑہتا تھا اصحابون کا اختلاف امت کے حق مین رحمت ہے جیسے شریعت کے مسائل فرعی کا اختلاف اور امت کے اور لوگون کا اختلاف ضلالت ہے اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّیْ عَنْ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَکَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَۃِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ بَعْضُھَا اَقْوٰی مِنْ بَعْضٍ وَلِکُلٍّ

نورٌ مَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَیْهِ مِنَ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ هُدًی قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّعَمْ اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ ترجمہ رزین نے ذکر کیا کہ عمر رضے اللہ عنہ نے نقل کیا کہ میں نے بنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ میں نے پوچھا اپنے رب سے اصحابوں کے اختلاف کا حال بعد تو وحی بھیجی اللہ نے مجھپر کہ اے محمد تیرے اصحاب میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان کے تارے بعضا خوب بعضے سے اور ہر ایک میں روشنی ہے تو جس نے اختیار کیا کچھ بھی اوس سے اوس رویہ کو جو سب اصحا میں اونکے طرح طرح کے رویوں میں سے تو وہی میرے نزدیک نیک راہ ہے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ اصحاب میرے ایسے ہیں جیسے چمکتے تارے سواد نہیں سے جسکے رویہ پر چلوگے نیک راہ پاؤگے ف یہ دونوں حدیثیں مشکوۃ کے باب مناقب اصحاب میں لکھی ہیں حضرت کے اصحاب لاکھ سے زیادہ تھے بعضے کے مزاج میں نرمی زیادہ بعضے کو غصہ کیسکو قرآن پڑھنے کا شوق بہت کیسکو روزے کا ایک کو جہاد کا ذکر دوسرے کو گوشہ نشینے کا فکر کوئی نصیحت اور وعظ اور احتساب میں مشغول کسیکا سکوت اور خاموشی معمول کسیکو مسائل بہت یاد کسیکو کم کسیکا گھر روم میں کسیکا شام میں کوئی مکہ کا کوئی مدینہ کا حضرت نے یہ حال دیکھکر خیال کیا کہ میرے بعد یہ سب لوگ جب متفرق ہونگے تو انمیں اختلاف پڑیگا تو امت کے لوگ کس کس کے رویہ کو اختیار کرینگے سو حضرت نی اللہ تعالی سے پوچھا کہ الٰہی میرے بعد اصحابوں میں اختلاف ہوگا یا نہ ہوگا اور اگر ہوگا تو کیا ہوگا تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے پیغمبر تیرے اصحاب ایسے ہیں جیسے آسمانکے تارے کہ نورانی اور روشن چمکتے سب ہیں اور جہاز کشتی مسافر سب تاروں کے پیچھے چلکر منزل مقصود پہونچتے ہیں اگرچہ کوئی تارا بڑا ہے اور کوئی چھوٹا اور ایک دوسرے سے اچھا مگر جس کی طرف کی سمت ماندہ لے وہی تارا اوسکے راہ بتانے کو کافی ہے ویسے ہی یہ اصحاب ہیں اگرچہ باہمو دیا آپس میں مختلف ہوں لیکن انمیں سے کسیکی راہ کو اور کچھ ہی رویہ کو جو شخص اختیار کرے تو وہی میرے نزدیک نیک راہ ہے تو اوسکے بموجب حضرت نی ارشاد کیا کہ میرے یار ایسے ہیں جیسے آسمان کے تارے جسکی راہ اختیار کروہدایت پاؤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود آپس کے اختلاف کے ہر ایک صحابی کی راہ اللہ کے نزدیک نیک ہے اور سبکا رویہ درست غرضکہ حضرت کے سب اصحاب خدا کی مقبول تھے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب اور ایسے ہی بالکل درگاہ آلہیت کے برگزیدہ اور حضرت کے پسندیدہ اور ایماندار آدمی کو سب سے محبت رکھنا چاہئے اور نہیں تو ایمان نہیں اور جسکو ایمان ہوگا اوسکو حضرت سے اور حضرت کے اصحابو سے اور رشتہ دار ایماندارون سے بلکہ بالکل ملک عرب سے محبت ہوگی اخرج البیہقی عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا العرب لثلث فانی عربی والقرآن عربی والکلام

اہل الجنۃ عربی ترجمہ مشکوٰۃ کے باب مناقب قریش مین کہا ہے کہ بہقی نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محبت رکھو عرب سے تین سبب سے اسواسطے کہ مین عربی ہون اور قرآن عربی ہے اور بولی بہشتیون کی عربی ہے ف دستور ہے کہ آدمی جس سے محبت رکھتا ہے تو اوس کے ملک اور بستی اور شہر کو بھی چاہتا ہے اور دوست رکھتا ہے بلکہ وہانکا نام لینے سے اور اُسکے ذکر کرنے سے خوش ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ مسلمانو تم عرب کے ملک کو اور وہان کے رہنے والون کو دوست رکھو اسواسطے مین جو تمہارا پیغمبر ہون سو عربی ہون اور اللہ نے جو کتاب تمہاری ہدایت کے واسطے اُتاری ہے یعنے قرآن سو وہ بھی عربی زبان مین ہے اسمین ایک فائدہ اور بھی ہے کہ قرآن عربی زبان مین نازل ہوا اور اسمین عرب کی رسم اور دستور خوب بیان ہوے اگر آدمی کو عرب سے محبت ہو تو عربی زبان اور عرب کا دویہ اور پوشاک لباس خوراک رسم دستور وہان کے دریافت کرے تو قرآن کے معنی اور مطلب خوب سمجھے اور سمجھے اور فرمایا کہ بہشتی لوگ بھی عربی بولین گے اور بہشت کی خواہش ہر مسلمان کو ہے تو چاہیے کہ عرب سے دوستی اور محبت رکھے کہ آخر کو بہشت مین بھی اُسی عربی سے کام پڑیگا سبحان اللہ کیا نیک حال اور بڑا درجہ اور مرتبہ اون لوگون کا ہے جو حضرت پیغمبر خدا سے اور اُن کے اصحابون سے اور اہل بیت سے اور حضرت کے ملک سے دوستی اور محبت رکھین اور اُنکا رویہ اور طریقہ اختیار کرین اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے سب بھائی مسلمانون کو یہ محبت نصیب کرے اور اوسی محبت کے حال مین موت دی اور رافضیون اور خارجیون اور ناصبیون کے عقیدے سے محفوظ رکھے آمین یارب العالمین فصل دریافت رہے کہ اصل محبت وہ ہی ہے کہ جو اللہ اور رسول کے نزدیک مقبول ہو ایسی محبت وہی ہے کہ اون بزرگون کے فرمانے بموجب عمل کیجیے اور اونکا راہ رویہ اختیار کرے اس زمانہ مین نادان لوگ جانتے ہین کہ بزرگون کی قبرین بلند بنانا اور مقبرے بڑے بڑے اوٹھانا اور وہان روشنی اور عرس میلہ کرنا چادرین ہار پھول مٹھائی کھانا چڑھانا اون سے منتین مرادین مانگنا اون کے نام کی سہ سنیان اور توشے اور کونڈے اور پیالے کرنا بزرگونکی محبت ہے سو یہ محبت نہین ہے بلکہ اون بزرگون کے رویہ اور مرضی کے خلاف ہے کہ اس سے وہ بزرگ ناراض ہوتے ہین اسواسطے

ایک فصل اس باب مین علیحدہ لکھی جاتی ہے

الفصل الخامس فی ذکر بدعات القبور

فصل پانچوین قبرون سے متعلق بدعتون کے ذکر مین ف یعنے اس فصل مین اون آیتون اور حدیثون کا ذکر ہے کہ جنسے اون بدعتونکی برائی ثابت ہوتی ہے جو بدعتین قبرون سے علاقہ رکھتے ہین سو سُننا چاہیے کہ اصل زیارت قبر کی بے قیدون اور تاریخ اور سال اور وقت اور اجتماع کے مرد کیواسطے جایز بلکہ مستحب ہے اس نیت سے کہ قبرون کے دیکھنے سے موت

اور آخرت یاد آوے اور دنیا کی محبت جاوے سو اس نیت سے اور نیت سے قبرون کی زیارت کو جانا
دور دور سے سفر کر کے جانا یا دن اور وقت اور تاریخ کی قید لگانا میلا اور اجتماع قبرون پر کرنا وہان
چراغ جلانا قبر کے سبب قبرستان مین مسجد بنانا عورت کا قبر کی زیارت کو جانا قبرون پر چادرین ڈالنا
قبرون پر گچ کرنا مردون کی تاریخین اور کچھ آیتین وغیرہ مقبرون مین یا قبرون پر لکھدینا قبرون پر مقبرے
بنانا قبر ایک بالشت سے اونچی بنانا قبر کے پاس بہتر جانکر نماز پڑھنا قبرون کے مجاورین کے بیٹھنا قبرون کے
ساتھ وہ معاملہ کرنا جو مسجد کے واسطے مخصوص ہے قبر کے پاس سرور اور لہو کے کام کرنا جو عید مین جاتے
اون مردون کی خوشی جانکر یا ثواب جان کے کرنا یہ سب کام مکروہ حرام اور بدعت ہین اور لوگ جو ان
کامون کو کرتے ہین تو اس سبب سے اکثر کرتے ہین کہ بزرگون کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتے ہین تو
اون سے حاجتین اور مرادین مانگتے ہین سو ان مردون کی خوشامد کے واسطے یہ کام کرتے ہین اور
اور حقیقت مین حاجت روا اور مشکل کشا سوا خدا کے کوئی نہین وہ بزرگ خود اللہ کے محتاج تھے اور ہر
امر مین اللہ ہی کیطرف متوجہ رہتے تھے سوا خدا کے غیرون سے انکار رکھتے تھے پھر وہ کیون کر حاجت روا اور
مشکل کشا ہوگئے اور اصل ان کا سونکی یہود اور نصاری سے ہے کہ وہ اپنے پیغمبرون اور اور بزرگون سے
جب وہ مر جاتے تھے تب اونکی قبرین بنکر اون کے ساتھ ایسی پرستش کے کام کرتے تھے قَالَ اللّٰهُ
تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ
وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا
اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ آل عمران مین کہ تو کہہ اے کتاب
والو آؤ سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی کرین ہم مگر اللہ کی اور شریک پکڑے اسکا
کسی چیز کو اور نہ کچھ پکڑین آپسمین ایک دوسرے کو رب سوائے اللہ کے پھر اگر وے قبول نہ کرین
تو کہو کہ شاہد رہو کہ ہم تو حکم کے تابع ہین ف یہودی حضرت عزیز پیغمبر کو خدا کا بیٹا کہتے اور یہ جانتے
کہ وہ اللہ کے ہان کا رندہ مختار ہین جو چاہین سو کرین پھر اونکی روح کو پوجتے اور اونسے مینتین اور مرادین
مانگتے اور جو کوئی عالم یا درویش اچھا نامی اونمین مرا تو اوسکی روح کو اور قبر کو پوجتے اور قبر پاس مسجدین
بناتے اور وہان نماز پڑھنا زیادہ ثواب جانتے اور وہان مراقب ہوکر بیٹھتے اور نصارے حضرت عیسی پیغمبر
کو خدا بیٹا بتاتے اور اپنی دانست مین حضرت عیسی علیہ السلام کو یہودیون نے جس مقام پر سولی دیا
ہے اوس مقام پر اور اسکے سوا مین حضرت عیسے کے یاروحنا کی قبر
پر سجدہ کرتے تھے اور جو عالم مولوے درویش اون مین مرتا تو اوسکی

درویش اونمین مرتا تو اوسکی اونچی بلند پختہ قبر اور دہان مسجد بناتے اور روشنی کرتے اور نبیون ولیون کی
قبرون پر مراقب بیٹھتے تھے اور یہود اور نصاری دونون اپنے پیغمبرون اور بزرگون کو خدا کا کارندہ
مختار اپنا حاجت روا اور مشکلکشا جانتے اور اونکے عالم مولوی درویش جو بات کہدیتے اوسکو بیخدا
کا حکم سمجھتے اور اوسکی تحقیق نکرتے ان عقیدون کو اون کے اللہ صاحب نے شرک فرمایا اور یون بتایا
کہ یہ تمہارے پیغمبر اور عالم اور درویش آدمی ہی تمسے بہتر تم اونکو اپنا رب پرورش کنندہ اصل فیضرسان
کیون سمجھتے ہو اور اسیطرح اون بزرگون کو مانتا نہ تورات اور انجیل خدا کی کتاب مین لکھا ہے نہ اون پیغمبرون
نے کہا ہے پھر اپنی طرف سے کیون ایسے شرک کے کام کرتے ہو اور اللہ تعالی نے قرآن مین بھی مسلمانون کو
یہی حکم کیا کہ سوای خدا کے کسیکو نہ پوجو اور کسی سے سوا خدا کے حاجتین نہ مانگو سو ہماری کتاب قرآن
اور یہود و نصاری کی کتاب توریت و انجیل کا مطلب اسمقدمہ مین ایک ہی تھا مگر یہود و نصاری اپنے
کتاب موافق عمل نہین کرتے تھے سو اللہ تعالی نے اس آیت مین پیغمبر صاحب سے فرمایا کہ اے پیغمبر ان
یہود و نصاری سے کہہ اے کتاب والو سوای خدا کے اور اونکی روحون اور قبرون کا پوجنا چھوڑ دو اور
سیدہی بات پر آؤ جو اب ہمارے قرآن اور اور تورات اور انجیل تمہاری کتاب دونونکے موافق ہے کہ
ہم اور تم سوا خدا کے کسی پیر اور پیغمبر اور ولی اور درویش اور جن اور بھوت اور درخت اور قبر وغیرہ
کی بندگی نکرین اور کسی چیز کو خدا کا شریک نہ ٹھیراوین اور کوئی آدمی کسی آدمی کو اپنا رب اور پرورش
کنندہ اصل فیضرسان نہ ٹھیراوے پھر اے پیغمبر اگر یہود اور نصاری اسباتکو قبول نکرین اور پیغمبر اور بزرگون
کی روح اور قبرون کا اور بزرگون کی نشانیون کا پوجنا نہ چھوڑین تو تو انسے کہدے کہ ہم تو خدا کا حکم
ماننے مین تم بھی گواہ رہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ سوای خدا کے کسی پیر اور پیغمبر کو اسیطرح مانیا
اپنا حاجت روا اور مشکلکشا سمجھنا اور اونکی قبرون پر حاجت روائی کے واسطے جانا خدا کی سب کتابونکے
برخلاف ہے اور کسی شریعت مین اسکا حکم نہین اور شرک ہے یہود اور نصارے کے ایجاد ہے کہ ایکے حال
مسلمان بھی وہی کام اپنے پیغمبرون اور بزرگون کی روحون اور قبرون کے ساتھہ کرنے لگے اور اگر سمجھائے
کہ یہ بات قرآن کی رو سے منع ہے تو وہی وہی دلیلین لاتے ہین اور اپنے بعضے بزرگون کے کلام کو قرآن
کے مقابلہ مین سند پکڑتے ہین تو اب اونسے یہی یون ہی کہا چاہیے کہ جو بات ہمارے تمہارے
دونونکے نزدیک ثابت ہے کہ سوای خدا کے کسیکی بندگی نہ چاہئے اسی بات کی طرف آجاؤ کہ ہم اور تم دونو خدا
ہی کی عبادت کرین اور سوای خدا کے کسی کو اپنا حاجتی اور مشکلکشا اور حاجت روا نہ سمجھین اور
کسی خورد و بزرگ کو خدا کا شریک نہ ٹھیراوین اور سوای خدا کے کسیکو اپنا پرورش کنندہ فیضرسان نہ

پھر اگر یہ مانین تو فبہا الم اور اگر نہ مانین اور اسیطرح بزرگون کا پوجنا نہ چھوڑین تو اونسے کہا جائے کہ تم تو خدا کے حکم کے تابع ہین نہیں اوسکا حکم ماننا تم ہی پر گراں ہے قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَہُ اللّٰہُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ ثُمَّ یَقُوْلَ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ آل عمران مین کہ کسی بشر کا کام نہین کہ اللہ اوسکو دیوے کتاب اور عقلمندی اور پیغمبری پھر کہے لوگون کو کہ تم میرے بندے ہوجاؤ اللہ کو چھوڑ کر ولیکن تم رب کیطرف متوجہ ہو جیسے تم کتاب سکھاتے تھے اور جیسے تم پڑھتے تھے ف یعنی جس آدمی کو اللہ تعالے نے عقلمندی اور پیغمبری دی ہون سے یہ ہرگز نہو سکے اور یہ کام نہین کہ لوگون سے یہ بات کہے کہ تم اللہ کو چھوڑو اور میری بندگی کرو اور مجھی کو مانو مین تمہارا مشکل کشا اور حاجت روا ہون اللہ نے مجھے مختار کردیا ہے میری پرستش کرنیسے اللہ کی بندگی کی حاجت نہین رہتی لیکن ہان عقلمند اور پیغمبر یہی بات کہتے ہین لوگون سے کہ رب کیطرف متوجہ جاؤ اور ربانی بنجاؤ جیسے تمہاری کتاب مین لکھا ہے کہ تم لوگون کو وہ کتاب سکھاتے ہو اور خود اوس کتاب مین یہی مضمون پڑھتے ہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی عقلمند اور پیغمبر کا یہ حکم نہین کہ اللہ کو چھوڑکر بزرگون کی پرستش مانا کیجئے اور نہ کسی عقلمند پیغمبر کا یہ مرتبہ اور مقدور ہی کہ وہ لوگون سے ایسی بات کہہ سکے کہ اللہ کے سوا میری پرستش کرو اور سب پیغمبر اور عقلمند لوگ یہی کہتے آئے ہین کہ اللہ کیطرف متوجہ ہوجاؤ اوسکو اپنا مالک اور رب سمجھو حاجت برآرندہ سمجھو پھر اب اگر کوئی شخص اس مضمون کی حدیث یا کسی بزرگ کا قول نقل کرے کہ سوا خدا کے اور کسی بزرگ کی بھی بندگی درست ہے یعنی جو کام خدا کی عبادت ہین اون کا مومنین سے کسی کام کو اور کسی کے واسطے بھی کرنا درست بتاوے سو وہ خلاف ہی پیغمبر کا یا کسی عقلمند کا فرمانا خلاف حکم خدا کے ممکن نہین اور اگر وہ الفاظ فرمانا ثابت ہو تو اوسکے معنی ہی کہنے اور ہونگے غرض کہ یہ جو اس زمانہ مین لوگ مردہ بزرگون کو سجدہ سے جو منتین مانتے ہین کہ اپنی حاجتین برلیکے لئے اونکی نیازین مانتے ہین اور قبرون پر نذر نیاز چڑھاتے ہین اور سفرون سے سفر کرکے قبرون پر جاتے ہین اور قبر کے گرد اگرد پھرتے ہین لوٹتے ہین وقطامے لگاتے ہین اور قبرون کو چومتے ہین سو ان کاموں سے وہ بندگی خوش نہین اور وہ نہوئے یہ بات نہین کہی قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِہٖٓ اَنِ اعْبُدُوا

اللّٰہ ربی وربکم وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم
وانت علی کل شیء شہید ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر
لہم فانک انت العزیز الحکیم ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ مائدہ مین کہ اوجب کہیگا
اللہ کہ ای عیسے مریم کے بیٹے کیا تو نے کہا لوگونکو کہ ٹہراو مجکو اور میری ماکو دو معبود سوے اللہ کے بولا تو پاک ہی مجکو
نہین ہین کہ کہون جو مجکو نہین پہنچتا اگر مینے کہا ہوگا تو مجکو معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی مین ہے
اور مین نہین جانتا جو تیرے جی مین ہے بیشک تو ہی ہے جاننیوالا چھپی بات مینے نہین کہا اونکو مگر جو تو نے حکم کیا
کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور مین اونسے خبردار رہتا تہا جبتک اون مین ہا پھر جب
تو نے مجھے پھیر لیا تو تو ہی تہا خبر رکہنیوالا اونکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو اونکو عذاب کرے تو وہ تیرے
بندے ہین اور اگر اونکو معاف کرے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا الف حضرت عیسے علیہ السلام
بغیر باپ کے خدا کی قدرت سے پیدا ہوے اور اونکے ہاتہہ سے مُردے زندہ ہوے اور مادرزاد اندہے انکہون
والے اور کہوڑہی چنگے ہوے یہ معجزہ دیکہکر نصاریٰ اونکو خدا کا بیٹا اور اونکی ما مریم کو خدا کی زوجہ کہنے
لگے اور یہ جانا کہ یہ دونو خدا کے ہان مختار ہین جسکے واسطے جو چاہین سو کرین یہ بات سمجہکر مرادین اونسے
مانگنے لگے اور یہودیون نے اپنے گمان مین حضرت عیسے کو سولی دیا سو یہ نصاریٰ اوس سولی کی شکل
بناکر اوسکی تعظیم کرنے لگے اور جانتے کہ اللہ ان باتونسے خوش ہوتا ہے سو اللہ تعالے نے فرمایا کہ روز
حشر کو اللہ تعالے حضرت عیسے سے پوچہیگا کہ کیا تم نے نصاریٰ سے کہا تہا کہ تم لوگ مجکو اور میری ماکو سوے خدا
کے معبود مقرر کرو اور اپنی جانین اور مرادین مانگو تب حضرت عیسے عرض کرینگے کہ سبحان اللہ میری کیا طاقت
جو تیری شان مین دخل کرون اور ایسی بات لوگون سے کہون جو میرے لائق نہین کہ اگر مین نے ایسا کہا ہوتا
کہ لوگون کو خدا کی طرف رجوع کرون نہ یہ کہ خدا کیطرف سے روکون اور اپنی طرف رجوع کرون
اور اپنی ہی پوجا کراون اور خود ہی معبود بنون مین تو بیشبہ ہون اگر مینے یہ بات کہی ہوگی تو تیرے دفتر
مین لکہی ہوگی اور تجکو معلوم ہوگی بلکہ میرے دل مین بہی یہ خیال نہ آیا تہا کہ کوئی مجکو اور مجھ سے میرے دین
سے وہ تو خوب جانتا ہے مین اوسی سی ہون اور جو معجزہ ظاہر ہوتے تہے وہ تو ہی میرے ہاتہون سے کرانا تہا
اور مجکو تو وہ بہی نہین معلوم جو تیرے جی مین ہے پھر اوپر کچہ مجھسے کیا بن آوے سو کہے کے جی کی چھپی
بات تو ہی جانتا ہے اور مینے ان لوگون سے وہی بات کہی تہی جو تو نے حکم کیا تہا کہ بندگی اللہ ہی کی
کرو جو میرا اللہ اور تمہارا رب ہے اور مینے اونپر گواہ رہا جبتک مین اونمین رہا پھر جب تو نے مجھکو اونمین سے
اوٹہا لیا تو تو ہی اونکی نگہبان رہا اور تو ہر چیز پر حاضر ہے اگر تو اونکو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہین
اور اگر اونکو معاف کرے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا یہ جواب سنکر عیسے علیہ السلام
خوش ہونگے کہ اونکی امت کے لوگون نے اونکو اور اونکی ماکو خدا نہین کہا اور اونکی امت کے لوگون کو
اونکے بعد کی خبر نہین اونکو معلوم ہوا کہ اونکی امت کے لوگون نے اونکو اور اونکی
ماکو پوجا اور پرستش کی اور جبتک اونمین رہے اونکے حال سے خبردار رہے

اور انکو نیک اور توحید کی سمجھا تا پایا پھر جب تو نے مجکو اپنی طرف پھیر لیا اور میں آسمان پر گیا پھر مجکو خبر نہیں کہ انہوں نے میرے بعد کیا کیا انکی تہی کو خبر ہوگی اسواسطے کہ ہر چیز سے تو ہی خبردار ہے مجکو کیا خبر اگر تو ان لوگونکو عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں مجکو کچھ دخل نہیں میں سچا نہیں سکتا اور نکی حمایت نہیں سکتا اور باوجود سکے تو زبردست ہی اگر تو انکو معاف کردے تو ہی بیشکام حکمت ہے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی پیغمبر اور بزرگ کی یہ شان و کسیکا یہ مرتبہ نہیں کہ لوگون کو کہہ کہ تم میری بندگی کرو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان بزرگون کو خبر نہیں ہوتی کہ لوگ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں اور جب معلوم ہوگا کہ یہ لوگ ایسے معاملے کرتے تھے تو وہ بزرگ ناخوش ہونگے بلکہ قیامت کے روز ان لوگون کے دشمن بنجاوینگے اور اوسی بیزاری کے اظہار کے روبرو ظاہر کرینگے تو اب معلوم کیا چاہیے کہ قبر والکا پوجنا جو اب رائج ہی اور جو لوگ بزرگون کو اپنا حاجت روا مشکل کشا سمجھتے ہیں سو وہ بزرگ روز قیامت کو اونکو الزام دینگے اور اپنی بیزاری وغیرہ اظہار کرینگے اسواسطے کہ اسطرح سے قبر والکا پوجنا نہ قرآنمیں نہ حدیث میں نہ حضرت علی نے کہا نہ حضرت محی الدین جیلانی نے بتایا نہ اور کسی خدا کے مقبول نے سکھایا صرف نئی طرح سے لوگون کے ایجاد کیا قال اللہ تبارک وتعالیٰ ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السموٰت ولا فی الارض سبحٰنہ وتعالیٰ عما یشرکون ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ یونس میں کہ اور پوجتے ہیں وے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ ہو نے نہ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس کہہ کیا بتاتے ہو اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانو نہیں اور نہ زمین میں سو وہ منزہ ہے اوس سے جسے یہ شریک بناتے ہیں ف یعنی جو لوگ تصویرین یا مورتین یا قبرین یا جھنڈے یا نشان یا مکان یا روح وغیرہ چیزین اپنے بزرگون کی پوجتے ہیں سو اسے خدا کے سو حقیقت میں اون چیزون سے نہ کچھ برا ہوسکے نہ کچھ بھلا اور یہ بات جو کہتے ہیں کہ جنکی تصویرین یا مورتین یا قبرین یا جھنڈے یا نشان یا روحین ہم پوجتے ہیں یہ بزرگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ کے نہیں بتائی کہ فلانا شخص فلانے کا سفارشی ہے تیرا ان پھر کیا یہ لوگ اللہ سے بھی زیادہ خبردار ہیں جو اسکو بتاتے ہیں جو وہ نہیں جانتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی بزرگ اور خورد ایسا سفارشی نہیں کہ آسمان و زمین میں نہیں کہ اوس بزرگ کی صورت یا قبر کو یا جھنڈے نشان چیزہی کو پوجے تو کچھ فائدہ ہو اور نہ پوجے تو نقصان ہو اور انبیا و اولیا کی سفارش جو ہے سو اسکے متعلق ہیں ہے اوسکے سطر حکے بتائے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ ان چیزونکا پوجنے والا اور اونکو اسطرح ماننے والا مشرک ہو جاتا ہی اگرچہ اوس بزرگ کو خدا کے خدا کی جناب میں سفارشی ہی اپنا بھائے اور پوجے تو ہی وہ بیشک مشرک بنتا ہے قال اللہ تبارک وتعالیٰ قل یا اھل الکتٰب

لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا
عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ **ترجمہ** فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ مائدہ مین کہ تو کہہ کہ ای کتاب والو مت بہکنا
کرو اپنے دین کی بات مین ناحق کا اور مت چلو خیال پر ایک لوگون کے جو بہک گئے ہین اگے اور بہکا گئے
بہتو کو اور بہولے ہین سیدہی راہ سے **ف** سب دیکھو نہین یہ بات ثابت ہی کہ دین کے کام مین جسقدر خدا اور رسول کا حکم
ہوا وسقدر وہ کام کیجیے اپنی طرف سے کچھ اور اسمین زیادہ بڑا کم نہ کیجیے اور نہ کہیے کہ زیادہ بڑہنے سے
وہ کام دین کا نہین رہتا اور دین کی راہ سے علیحدہ ہو جاتا ہے پھر جو کوئی اوس کام کو کرے وہ گمراہ ہو جاتا ہے
سو یہود و نصاریٰ کے مولوی اور درویشون نے دین کے کام مین اپنی طرف سے زیادہ باتین بہت سی
نکالی تہین اور کتابون مین لکھ گئے تہے جیسے یہ بات کہ جو شخص فلانے بزرگ کو اسطرح سی مانے اور کہا یہ درجہ
ہوگا اور فلانا مطلب فلانے بزرگ کے نام لیے سے یون روا ہوتا ہی اور فلانے کی قبر پر جاکے یون مراد
پوری ہوتی ہی ہین اور فلانے کی قبر تریاق مجرب اور اکسیر اعظم ہے سو پچہلے لوگ وہ لکہا ہوا دیکھکر وہ بات
سچی جانتے اور اون بزرگون کو اوسطرح مانتے اور اونکی قبرین اور درختانیان پوجتے تو فرمایا کہ دین کی بات
کتاب اللہ سے زیادہ مت کہو اور دین کے کام مین مبالغہ مت کرو اور گلے اپنے مولویون اور درویشون کے
لگے ہو کہ دیکھے ہوئے پیر دہوکا نہ کہاؤ کہ وہ مولوی اور درویش خود ہی گمراہ تہے اور اونہون نے
بہتونکو گمراہ کر دیا سو وہ لوگ اور سب لوگ برابر سیدہی راہ سے بہک گئے پہر اونکی بات کی کیا سند ہے
اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عالم مولوی درویش کا ایسا کلام ہو جو قرآن حدیث کے برخلاف ہو اگر
کوئی نقل کرے تو اوسکو ہرگز نہ ماننا چاہیے بہت خلقت اسی سے گمراہ ہو گئی کسی نے کہا میر کہر کی قبر سے
مجکو وہی فائدہ ہوتا ہے جو پیر سے ہوتا تہا یا پیر اپنے مریدون کیطرف متوجہ ہے جاہلون نے ایسی
بات کو سند پکڑا اور زیارات قبور مین مبالغہ کیا اور مولوی بزرگون سے استمداد اور استعانت کرنے لگے
اور قبرین پوجنے لگے اور سینکڑون کام دنیا اور دین کے چہوڑ کر قبرون کے پوجنے کو منزلون جانے لگے
اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِیْ **ترجمہ** سنکر
کہ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ مین لکہا ہی کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابی سعید خدری سے نقل کیا
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر نہ کیا جاوے مگر تین مسجدون کیطرف مسجد الحرام یعنی کعبہ کی مسجد
اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد اور مسجد میری یعنی مدینہ کی مسجد نبوی یعنی زیارت کے واسطے
کسی کا ان تین مسجدون کو سفر کرکے جانا درست نہین مگر کعبہ کو اور مسجد اقصیٰ کو اور مدینہ کی مسجد نبوی کی زیارت کیواسطے جانا

درست ہی اگلی امتوں کے لوگ کو طور اور مرقع عیسیٰ اور یونس کی قبر وغیرہ کو زیارت کرنے دور دور سے سفر کرکے جاتے تھے اس حدیث سے وہ جانا منع ہو گیا کہ سوائے ان تین جگہ کے اور جگہ زیارت کیواسطے سفر کرکے جانا منع ہے اور مکہ پور اور بیت المقدس اور بہرائچ اور بغداد اور کربلا اور نجف اشرف کو صرف قبروں کی زیارت کو سفر کرکے جانا درست نہیں

اَخْرَجَ النَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہی کہ نسائی نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ مت بناؤ میری قبر کو عیدگاہ اور درود بھیجو مجھ پر اسلیئے کہ درود تمہاری پہنچائی جاتی ہی مجکو تم کہیں ہو صرف حضرت نے جب یہود و نصاریٰ کو ملاحظہ کیا کہ اپنے بزرگوں کی قبر پر سال کے بعد میلا اور جماؤ کرتے ہیں اور ہوتے ہوتے پھر یہانتک نوبت پہنچی کہ اونسے منتیں مرادیں مانگنے لگے تو مشیت سے اپنی امت کو فرمایا کہ تم میری قبر کو عیدگاہ مت بنانا یعنی جیسے عیدگاہ میں برسوں دن لوگ اچھی اچھی پوشاک پہنکر خوشی سے روز وتاریخ معین جمع ہوا کرتے ہیں سو تم میری قبر پر اسطرح اجتماع نہ کیجیو اور اگر تمکو اپنے واسطے اور میرے واسطے ثواب منظور ہے تو درود و پڑھو کہ مجکو تمکو ثواب ملے اور درود کے لیئے نزدیک ہونا قبر سے کچھ ضرور نہیں بلکہ لاکھوں منزلوں سے اگر درود پڑھوگے تو بھی مجکو اللہ تعالےٰ وہ درود تمہارا پہنچا دیگا اسواسطے کہ درود پہنچانیکے لیئے اللہ تعالےٰ نے فرشتے مقرر کیئے ہیں اور درود جو ہے سو حقیقت میں دعا ہے کہ اللھم صل علی محمد یعنی اے اللہ رحمت بھیج محمد پر اور اسی سب عالمین ہر جگہ سے سنتا ہی اس حدیث سے کئی مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت کے مزار شریف پر روز وتاریخ معین میں جمع اور جماؤ کرنا درست نہیں پھر جب حضرت کی قبر شریف کیواسطے یہ بات منع ہے تو اوروں کی قبر پر عرس اور جماؤ اور میلا کرنا اور تاریخ معین میں قبر کی زیارت کو جانا اور بھی زیادہ منع ہی دوسرے یہ کہ خوشی کے ساتھ قبر کے پاس یا قبر کے سبب سے جمع کرنا درست نہیں جیسے راگ وغیرہ کہ لوگ عرس نہیں کہتے میں تیسرے یہ کہ اگر مردہ کو ثواب پہنچانا ہو تو دوری سے اوسکے واسطے اللہ سے دعا کرے یا اوسکی طرف سے کچھ خیرات کرے اسواسطے قبر کے پاس نزدیک ہونا ضرور نہیں چوتھے یہ کہ حضرت نے جو یہ فرمایا کہ درود مجکو پہنچائی جاتی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ جاتے ہیں کہ جہاں درود پڑھی جاوے وہاں حضرت کی روح مبارک آتی ہے سو یہ بات غلط ہے پھر بعضے نادان جو کھانے وغیرہ پر فاتحہ پڑھتے ہیں تو یہ جانتے ہیں کہ اسوقت اوس مردہ کی روح آتی ہے پھر اس لحاظ سے وہ اپنے خیال اور بدعت ہی رکھتے ہیں سو یہ بات غلط ہے

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

لَعَنَ اللّٰہُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ ترجمہ مشکوۃ کے باب زیارت القبور میں لکھا ہے کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ سے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے قبروں کی زیارت کرنیوالی عورتوں کو ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو قبر کے پاس قبر کی زیارت کے واسطے جانا حرام ہے اَخْرَجَ مَالِكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ترجمہ مشکوۃ کے باب المساجد ومواضع الصلوۃ میں لکھا ہے کہ امام مالک نے ذکر کیا کہ عطاء بن یسار نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ مت کیجیو میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے شدت سے غضب اللہ کا اس لوگوں پر جنہوں نے کر لیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو یعنی مسجدیں یعنی نماز پڑھنا عند قبر کا زیادہ ثواب ہے بلکہ مسجد بسوائے قبر کے اور وہاں جا روب دینا اور فرش بچھانا لوگوں کے آرام کے واسطے پانی کا بندوبست کرنا مسجد کی عمارت اچھی بنانا اور مسجد میں چراغ جلانا ثواب ہے سو اگلی امت کے لوگ اپنے پیغمبروں کی قبروں پر ایسے کام جو مسجد کے واسطے چاہئیں کرتے تھے کہ اون لوگوں پر نہایت سخت غضب پڑا کہ وہ خدا کی درگاہ سے راندہ گئے بسوا سطے کہ ایسے کام کئے سے وہ قبر نہیں رہتی بت ہو جاتی ہے سو ہمارے حضرت نے اللہ تعالے سے دعا مانگی کہ اے اللہ میری قبر کو بت مت کیجیو یعنی ایسا نہ ہو کہ میری قبر پر لوگ ایسی حرکتیں کریں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کے ساتھ ایسے کام کرنا جیسے مسجد کے ساتھ چاہئے درست نہیں اور جو کوئی کرے اوپر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قبر کے ساتھ لوگ ایسے کام کریں وہ قبر قبر نہیں رہتی بت ہو جاتی ہے جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اور لات وغیرہ کی تصویریں اور قبریں لوگوں کے پوجنے کے سبب بت ٹھہریں لہٰذا اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ترجمہ مشکوۃ کے باب مساجد ومواضع الصلوۃ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عائشہ نے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوس بیماری میں جس سے اوٹھ نہیں فرمایا کہ لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ اونہوں نے کر لیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں ف یعنی جب بیمار ہوئے اور وفات کا وقت قریب ہوا تب اپنی امت کو خبردار کرنیکو فرمایا کہ یہود ونصاریٰ پر خدا لعنت کرے کہ اونہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں ٹھہرا لیا کہ جیسے مسجد میں سجدہ کرنا چاہئے خدا کو ویسے ہی قبروں کیطرف کرنے لگے اور جیسے مسجدیں پختہ بنانے کی عمارت کی بنانا چاہئے ویسی ہی قبریں اونچی بنانے لگے اور جیسے مسجد میں چراغ جلانا چاہئے ویسی ہی قبروں پر روشنی کرتے ہیں اور جیسے مسجد میں عبادت کرنا زیادہ ثواب ہے ویسے ہی قبر کے پاس مقبروں میں عرقمہ کرنا اور نماز پڑھنا زیادہ ثواب

موثر جاننے لگے اور جیسے مسجدوں میں فرش بچھانا چاہئے ویسے بلکہ اوس سے بھی زیادہ قبروں پر اور مقبروں میں فرش
فروش بچھانے لگے اور چادریں زرین قبروں پر ڈالنے لگے سبحان اللہ جس کام کے سبب حضرت صلعم نے
یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی اور بد دعا کی وہی کام بلکہ اوس سے ہزار چند زیادہ اونہیں کی امت
کے جاہل اور بعضے صوفی پیرزادے اور بعضے پیر پرست کرنے لگے پھر اب یہاں تک نوبت پہنچی قرآن
کو منقش بنادیں اور مسجد کے موذن کو روکھی سوکھی نہیں روٹی نہیں اور قبروں کے مجاوروں کو حلوے
اور مٹھائیاں کھلاویں مسجد میں برتن وضو و غسل کیواسطے نہ چڑھاویں اور قبر پر نقار بجاویں مسجدیں جانماز
بوریے اور کپڑے کی ٹاٹیں اور اگر گرمی ہو تو مسجد کی مرمت نہ کریں اور قبر پر چادریں زر لعنت کی اور
نگبرے طلس کی چڑھاویں پھر کیوں نہ خدا کی لعنت سے رجب خدا کی کم تعظیم کی اور بندوں کی زیادہ خدا کی
برابر اور کہی تعظیم کی پھر سوا لعنت خدا کے اور کیا چاہئے غرضیکہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کام مسجد
کے واسطے کرنا چاہئے وہ کام اور کسی بزرگ کی قبر کے ساتھ کرنے سے خدا کیطرف سے کرنیوالے پر
لعنت پڑتی ہے اور جب سب پیروں کے پیر اور سب بزرگوں کے بزرگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی قبر کے ساتھ ایسے کام کرنیسے بد دعا کریں اور لعنت بھیجیں تو اور بزرگ اپنی قبروں کے ساتھ ایسے کام کرنیسے
اخرج مسلم عن جندب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا ان من کان
قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائہم وصالحیہم مساجد فلا تتخذوا القبور مساجد انی انہاکم عن ذلک
ترجمہ مشکوۃ کے باب المساجد و مواضع الصلوۃ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ جندب نے نقل کیا کہ میں
سنا رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ خبردار ہو کہ جو لوگ تمسے پہلے تھے وہ کرڈالتے تھے اپنے نبیوں
اور اچھے لوگوں کی قبروں کو مسجدیں سو تم مت بناؤ قبروں کو مسجدیں منع کرتا ہوں تمکو اسکام سے ف اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی پیغمبر کی یا کسی ولی شہید کی قبر کے ساتھ ایسے کام کرنا جو مسجد کے ساتھ چاہئیں
درست نہیں اور اگلے کافر یہود و نصاریٰ کی یہ رسم ہے کہ حضرت نے اس سے مسلمانوں کو منع کیا اخرج
مسلم عن ابی مرثد الغنوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا
ترجمہ مشکوۃ کے باب دفن میت میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابی مرثد غنوی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا
صلعم نے فرمایا کہ نہ قبر پر بیٹھو اور نہ اونکی طرف نماز پڑھو ف قبر کیطرف نماز اگر معاذ اللہ قبر والے کی تعظیم
کے واسطے ہو تو کفر ہے اور اگر سوا سطے ہو گویا اوس قبر اور اوس مقبور کو قبلہ توجہ کا کیا تو حرام ہے اور
اگر نیت بھی نہو تو مکروہ تحریمی ہے غرضکہ کسی نیت سے قبر کیطرف نماز نہیں درست اور قبر نظر سے
غائب ہو تو درست ہے قبر پر بیٹھنا بھی درست نہیں اور بیٹھنا دور رہا چاہئے ایک یہ کہ قبر پر بیٹھ جاوے

دوسرے یہ کہ قبر کے سر سے پر بیٹھ رہے مجاور خادم بنکر کہ وہانکا مکان صفائی اور امر کی خبر گیری کیا کرے اور حاجتی زوار وہان جاوین اونکو زیارت کرایا کرے فاتحہ دیا کرے چراغ جلایا کرے اور اگر یون کہے کہ لاتجلسوا علی القبور یعنی جلسہ مجلس نکرو قبرون پر تو صریح معلوم ہوتا ہے کہ عرس کی محفلین کرنی قبرون پر درست نہین مخرج مسلم عن ابی الہیاج الاسدی قال قال لی علی الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ ترجمہ مشکوۃ کے باب دفن المیت مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوالہیاج نے نقل کیا کہ مجکو علی نے کہا کہ بہلانہ بھیجون مین تجکو ایسے کام کو کہ بھیجا تہا مجکو رسول خدا صلعم نے اوس کام پر کہ تو پھوڑے کوئی مورت مگر مٹادے اوسکو اور نہ چھوڑے کوئی قبر اونچی مگر تو برابر کردے اسکو ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ بالشت سے زیادہ اونچی قبر بنادے اور اگر کوئی بنادے جو مقدور چلے تو مٹادے کہ اسیواسطے آپنے حضرت علی کو مامور کیا تہا اور حضرت علی نے اپنے وقت مین ابوالہیاج کو یہی حکم دیا تہا سو اونچی قبر بنانا گناہ ہے پھر اگر کوئی اپنے بزرگ کی ایسی قبر ہو تو اسکو زیادہ کوشش کرکے برابر کردے اسواسطے کہ اپنے بزرگ کے حقمین گناہ کی خبر کا گوارا کرنا اور بہی زیادہ بڑا ہے جیسے اپنے بزرگ کے کپڑے پر نجاست لگی ہو تو اسکو دور کرنا مقدم ہے کہ اون بزرگون کی خوشی ہوتی ہے اخرج مسلم عن جابر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبور وان یبنی علیہ وان یقعد علیہ ترجمہ مشکوۃ کے باب دفن المیت مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ منع کیا رسول خدا صلعم نے اس سے کہ گچ کیا جاوے قبر پر اور اس سے کہ عمارت بنا کیجاوے قبر پر اور اس سے کہ کوئی بیٹہے اوسپر ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کو گچ کرنا پختہ بنانا اور قبر پر مقبرہ عمارت بنانا اور قبر پر اپنی حاجت مراد کیواسطے یا مراقبہ کرنیکو یا مجاور خادم بنکر بیٹہنا حرام ہے کسی ہی کی قبر ہو اخرج الترمذی عن جابر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیہا او توطا ترجمہ مشکوۃ کے باب دفن المیت مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ منع فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرون پر گچ کرنی سے اور قبرون پر لکھنے سے اور قبرون کو روندنے سے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبرون پر گچ کرنا پختہ بنانا قبرون پر آیتین یا حدیثین یا کچہ اور شعار وغیرہ لکھدینا یا تختے وغیرہ پر لکھکر وہان لگانا اور قبرون پر پاؤن رکھنا کودنا حرام ہے پھر کسی ہی کی قبر ہو کسیکی واسطے نہین درست اخرج الشیخان عن عائشۃ قالت لما اشتکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر بعض نساء الکنیسۃ یقال لہا ماریۃ وکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ اتتا ارض الحبشۃ فذکرتا من حسنہا وتصاویر فیہا

فِيهَا فَوَصَفَتْهُ لَهُ فَقَالَ أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ ترجمہ مشکوۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا عن بی عائشہ نی نقل کیا کہ جب بیمار ہوئے پیغمبر خدا صلعم تو ذکر کیا بعضے بیبیون نے ایک گرجی کا جسکو ماریہ کہتے ہین اور بی بی ام سلمہ اور نی بی ام حبیبہ گئی تہین حبشہ کے ملک کو سو اونہون نے ذکر کیین اوسکی خوبیان اور اوسمین کی تصویرون کا حال تو اوٹھا یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر پھر فرمایا کہ اون لوگون مین جب کوئی نیک مرد مر جاتا تھا تو بناتے تھے اوسکی قبر پر مسجد پھر بناتے اوسمین وہ صورتین وہ لوگ بہت برے ہین اللہ کے سب خلقت سے ف یعنے بی بی ام سلمہ اور نبی بی ام حبیبہ حضرت کی بیبیان حبشہ کے ملک کیطرف گئین تہین وہان نصاریٰ کا ایک عبادت خانہ کہ ماریہ اوسکا نام تھا دیکھا مین تہین کہ اوسمین تصویرین بنی ہوئی تہین سو حضرت سے اونہون نے اوسکان کا اور اوسمین کی تصویرون کا ذکر کیا تو حضرت نے باوجود بیماری کے اپنا سر مبارک اوٹھا کر فرمایا کہ یہ یہود اور نصاریٰ کا دستور تھا کہ جب کوئی نیک آدمی مرجاتا تو اوسکی قبر کے پاس ایک مسجد بنا دیتے اور اوسمین اوس مردے کی تصویر بنا دیتے سو وہ یہود اور نصاری اللہ کی ساری خلقت سے بُرے ہے کہ ایسے کام کرتے ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کے سبب سے قبر کے پاس یا قبرستان مین مسجد بنانا بہت بُرا ہے ہان تصویرین بنانا اور بھی بُرا ہے اور نصاری یہود کی رسم ہے سو مسلمان کو اس سے نہایت پرہیز کرنا چاہیے اور جو بناوے وہ ساری خلق کے برون سے برا ہے اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي غَزَاةٍ فَاخَذَتْ نَمَطًا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَأَى النَّمَطَ فَجَاذَبَهُ حَتَّى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّينَ ترجمہ مشکوۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضؓ نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے جہاد کو تو مینے لیا ایک نمط یعنی کپڑا روئی دار سو پردہ بنایا اوسکو دروازہ پر پھر جب آے حضرت تو دیکھا اوس کپڑے کو تو کھینچا اوسکو اسقدر کہ پھاڑ ڈالا اوسکو اوسکے بعد فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہمین اجازت دی ہم کو کپڑا اوڑھانے کی پتھر اور مٹی کو ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر چادر قبر پوش ڈالنا اور مقبرے پر غلاف اوڑھانا اور جھنڈے پر یا کسی بزرگ کے نام کی پتھری پر غلاف چڑھانا اور کپڑے کی دیوار گریبان اور چھتین لگانا نہین درست اور ایسے کام سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ناراض اور بیزار ہوتے ہین مسلمان کو بموجب اس حدیث کے چاہیے کہ جہان کہین ایسا دیکھے توجہ المقدور دور کرے اور پھاڑ ڈالے اَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ رواہ احمد مشکوٰۃ
کے باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ مین لکھا ہے کہ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے ذکر کیا کہ ابن عباس
نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے اون عورتون کو جو زیارت کرین قبرو
اور اون لوگونکو لعنت خدا کی جو بناوین قبرون پر مسجدین اور روشن کرین قبرون پر چراغ۔ ف
قبر پر چراغ اور شمع جلانا اور روشنی کرنا خواہ خود کرے خواہ اسواسطے اپنا پیسا خرچے موجب لعنت کا ہے
اور عقل کے بھی خلاف ہے اسواسطے کہ چراغ سے فائدہ یہ ہے کہ اندھیرے مین روشنی ہو تاکہ آدمی اپنا
کام کرے پھر جب کام سے فارغ ہو سونے لگے تو گل کردے سو وہان مُردیکو روشنی کی کیا حاجت کچھہ
کام اوسکو لگا نہین اور سوا اسکے اگر وہ مردہ خدا کا مقبول ہے تو اوسکے واسطے خدا کیطرف سے روشنی
ہے پھر یہ روشنی فضول ہی اور اگر وہ بدکار ہے تو عذاب اور حساب مین گرفتار ہے اوسکو یہ روشنی
کیا دیکار ہے اور علاوہ اسکے قبر کے اوپر کی روشنی سے اندر کا اندھیرا کیونکر جاوے یہ چراغ جلانا روشنی
کرنا ایک تو اسراف ہے دوسرے شرع اور عقل کے خلاف اور جلانے والا اور جلوانیوالا دونون خدا
کی لعنت سے روسیاہ مین اور قبر مسجد بنانا اگر نماز کیواسطے ہے تو جہان قبر زیر نگاہ ہو وہان نماز درست
نہین اور نماز ہی اگر مُردیکے تعظیم کیواسطے ہے تو کفر ہے اور اگر وہان مسجد بنانا نام کیواسطے ہے تو حرام
ہے اور اسراف اور اگر مردیکی تعظیم کیواسطے ہے تو وہ مسجد مُردیکے واسطے ٹھہری خدا کی مکان مخلوق کیواسطے
بنانا یہ شرک ہے پھر ایسی مسجد بنانیوالے پر بھی خدا کی لعنت ہے اور معمار بھی اوسمین شریک ہے اور
عورتونکو اگر خاوند مرضی سے قبر کی زیارت کو جانے دے تو اوس خاوند کو بھی لعنت نصیب ہے اسواسطے
کہ بُرا کام کرنا اور کرانا اور بُرے کام کی اجازت دینی برابر ہے عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ
يَتَوَسَّدُ الْقُبُوْرَ وَيَتَّكِئُ عَلَيْهَا رواہ احمد امام مالک نے نقل کیا کہ علی نہ ٹیکی لگاتے تھے قبرون سے اور لیٹ
جاتے تھے قبر پر ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کے پاس جاکر بیٹھہ جانا یا اتفاقاً بعض وقت
قبر سے ٹیکہ لگا لینا مضائقہ نہین منع وہی ہے جو قبر پر مجاور بنکر بیٹھے یا وہان مجلس کرے یا وہان مراقب
ہوکر بیٹھے یا مردے سے استمداد و استعانت کیواسطے بیٹھے اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ
اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ مشکوٰۃ
باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ مین لکھا ہے کہ ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی نے ذکر کیا کہ ابوسعید نے
نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب زمین مسجد ہے یعنے قابل نماز کے ہے سوا قبرستان
اور حمام کے ف یعنے قبرستان اور حمام مین نماز درست نہین اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا فَاِنَّھَا تُزَھِّدُ فِی الدُّنْیَا وَتُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ ترجمہ مشکوۃ کے باب زیارۃ القبور میں لکھا ہے کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ منع کیا تھا میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے سو تم قبروں کی زیارت کرو اسواسطے کہ قبر وں کے پاس جانا بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو ف حضرت نے پہلے قبر پاس جانیکو مطلق منع فرمایا تھا بعد اسکے یہ اجازت دی اور فرمایا کہ قبر کے پاس جایا کرو کہ اسمیں دو فائدے ہیں ایک یہ کہ دنیا کی طرف سے رغبت کم ہو دوسرے یہ کہ ہو قیامت یاد آوے سو وہ یوں ہے کہ جب آدمی اس نیت سے قبر کے پاس گیا اور اوسنے خیال کیا کہ یہ مردہ کبھی دنیا میں زندہ تھا چلتا پھرتا تھا کھاتا پیتا طرح طرح کی آرزوئیں اور حوصلے اور ارادے رکھتا تھا دوست آشنا کے ساتھ آپسمیں مجلسیں گرم کرتا تھا اور سب اوسکے ہم نشین محظوظ ہوتے اور کیا کیا بڑے ارادے رکھتے تھے کہ آئندہ کو یوں کرینگے اور ایسا ہوگا اور آج یہ شخص قبر کے اندھیرے گڑھے میدان میں بے یار و غمخوار بے زر و زور اکیلا پڑا ہے کہ اب اوسکو نہ آشنا پوچھتا ہے نہ یار خبر لیتا ہے نہ جورو لڑکے کام آئے نہ بھائی برادر ساتھ گئے اب آجکل اوسکو خدا ہی سے کام پڑا اور کوئی کام نہ آیا پھر ایسے ہی اکیلے مجکو ہی مرنا ہے اور دنیا کے سب بھائی برادر جورو لڑکے نوکر چاکر گھر بار مال متاع چھوٹ جائیگا اور عمل اپنا ساتھ جائیگا اور صرف اللہ ہی سے کام پڑیگا جب آدمی یہ خیال کریگا تو البتہ دنیا کے خواہش اور حرص کم ہوگی اور موت اور آخرت یاد آویگی خصوصاً ٹوٹی پرانی قبروں کے دیکھنے سے یہ فائدہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے تو آدمی البتہ نیک کام کرنے لگتا ہے اور بُرے کام سے باز رہتا ہے تو اسواسطے اسطرح پر قبر کی زیارت کرنی جائز اور مباح اور سنت ہے اور جس زیارت سے کہ نہ دنیا کی رغبت کم ہو اور نہ آخرت یاد آوے وہ زیارت نہیں درست پھر جو کوئی قبر کی زیارت کو اسواسطے جاوے کہ وہاں نماز پڑھے اور قبر کا طواف کرے یا اوسکو بوسہ دے یا اپنے رخسارے اور چھاتی قبر پر ملے اور اون مردوں کو پکارے اور اونسے مدد مانگے روزی اولاد بیمار کی شفا قرض سے چھٹکارا چاہے اور کچھ حاجت مانگے یا وہاں چادر شامیانہ نقارے کھانا مٹھائی چڑھاوے یا لڑکوں لڑکیوں عورتوں کو لیجاوے یا وہاں روشنی مجلس میلا کرے یا اور کچھ خرافات کرے سو وہ بدعتی یا مشرک یا مرتکب مکروہ اور فعل حرام ہے اس زمانہ میں اکثر لوگ قبروں پر انہیں کاموں کیواسطے جاتے ہیں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت یاد کرنیکو کوئی نہیں جاتا بلکہ دنیا ہی کی رغبت کے سبب سے جاتے ہیں اور جو کوئی منع کرے تو واہی تباہی بکتے ہیں اوسکے مقابلہ میں لاتے ہیں اور سبب اسکا یہ ہے کہ بعضے مولوی دنیا طلب اور نام کے مشائخ

عاقبت سلب قبروں پر جاکر مراقب ہوکر بیٹھنے لگے عرس کرنے لگے روشنی راگ وبان ہونے لگے اور ریوڑی گٹا حلوا شیرمال چڑھنے لگا چادرین منت کی آنے لگین اور عورتین جوان بڑھیان جانے لگین نوبت نقارے بجنے لگے نذر نیاز کا روپیہ پیسا جمع ہونے لگا وہ مولوی مجاور مشائخ بجنے لگے بت انہون نے عوام جاہلون کی خراب کرنیکو دو چار ادہر اُدہر کے قصہ کہانی اُن قبرون والونکی بنالین دو ایک حجھوٹی سچی نکال لین دو تین حدیثین اور جگہ کی اپنے مطلب پر لگالین اپنی دنیا کا بناہ کیا اور اُن کی عاقبت کو تباہ کیا بلکہ اپنا روسیاہ کیا پھر ایکے لوگ اونکے کام اور بات کی سند پکڑنے لگے حالانکہ مسلمان کو اللہ اور رسول کے سوا کسیکی سند پکڑنا نجایز ہے اسواسطے ایک فصل علحدہ بیان کیجاتی ہے سننا چاہیے

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ رَدِّ بِدْعَةِ التَّقْلِیْدِ ترجمہ۔ فصل دوسری تقلید کی بدعت کے

بیان مین یعنی اس فصل مین اُن آیتون اور حدیثون کا ذکر ہے جنسے تقلید کے برائی اور تقلید کا رد ثابت ہوتا ہے سو سنا چاہیے کہ اکثر لوگ مولویون اور درویشون کے کلام اور کام کو سند پکڑتے ہین اور اونکے کلام اور کام کی پیروی کرتے ہین اور اونکے حق مین یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو اونہون نے کہا اور کہا وہی ٹھیک ہے اور اللہ کی راہ وہی ہے پھر خواہ وہ کلام اور کام خدا اور رسول کے یعنے قرآن و حدیث کے خلاف ہو خواہ موافق اونکہین سے اوسکی تہہ کو پہونچا ہو یا نہ ہو گویا اون مولویون اور درویشون کو حاکم شرع کا اور شارع جانتے ہین پھر اگر کوئی اون مولویون و درویشون کے قول و فعل کے برخلاف آیت اور حدیث پڑھے تو اوسکا انکار اور اوسکے مطلب مین تکرار کرنیکو موجود ہو جاتے ہین اور ایمان جانے رہنے کا کچھ لحاظ نہین کرتے اور اصل بات یہ ہے کہ حاکم مطلق اللہ ہی ہے اوسکے حکم کو ماننا چاہیے اوسکے سوا اور کسیکا حکم نہ مانے اور رسول کا حکم ماننا ہی خدا ہی کا حکم ہے خود پیغمبر ہی حاکم نہین پھر اور کوئی مجتہد اور فقیہہ اور مولوی مفتے قاضی ملا طالب علم اور غوث قطب اور ولی اور پیر شہید پیر اولے خادم مجاور مرید تو کس گنتی اور شمار مین ہین مگر ہان قرآن و حدیث کی بات جو جانتا نہو وہ اون واقفکار لوگونسے دریافت کرلے کہ یہی اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے جو تم نجانو تو پوچھ لو باد رکھنے والے لوگون سے تو اسواسطے مجتہد اور عالم اور فقیہہ اور مولوی مفتے قاضی سے مسئلہ شریعت کا اور غوث قطب ولی مشائخ سے مسئلہ طریقت کا دریافت کرلے مگر او حاکم شریعت کا نجانے اور جو مسئلہ کہ قرآن مین مفصل مذکور نہین اوسکا حال حدیث سے دریافت کرے اور جو حدیث مین بھی صریح بیان نہو وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابون کے اجماع سے دریافت کرکے اوس اجماع کے موافق عمل کرے اسواسطے کہ حدیث کی رو سے صحابہ کے اجماع کے

پیروی کرنیکا حکم ثابت ہے پھر جو مسئلہ کہ اجماع سے ثابت ہو یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت مین ولیسا واقع ہو جو اوسپر حکم ٹھہرا کر اجماع کرتے تو ایسی بات پر مجتہدون کہ قیاس صحیح کے موافق عمل کرے پھر وہ مجتہد بھی ایسا ہو کہ جسکا اجتہاد امت کے اکثر عالم مسلمانون نے قبول کیا ہو جیسے امام اعظم اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد رح اور قیاس بھی فاسد نہو تو معلوم ہوا کہ پکا مسئلہ وہی ہے جو قرآن کی آیت سے معلوم ہوا سواسطے کہ قرآن محفوظ ہے متواتر اوسکے بعد وہ مسئلہ ہے جو حدیث سے ثابت ہوا سواسطے کہ وہ کلام پیغمبر معصوم کا ہے مگر قرآن کا مسئلہ اس سے زیادہ پکا اور مضبوط ہے کہ حدیث مین راویون کو بھی دخل ہے اور راوی معصوم نہین پھر اسکے بعد وہ مسئلہ ہے جسپر اصحابون نے اتفاق اور اجماع کیا ہر چند وہ لوگ حضرت کی صحبت مین رہے اور ہر کام کا حکم سنا کئے اور ہر فعل حضرت کا دیکھا کئے اور قرآن و حدیث کا مطلب اور اللہ اور رسول کی غرض اور اونکو ہر حکم کی وجہ دریافت ہوئی مگر پھر بھی معصوم نہ تھے اور اجمع کے مسئلہ مین کچھ فی الجملہ اونکی عقل کو قیاس مین دخل ہوا اسواسطے وہ مسئلہ اجماعی اوس صریح حکم خدا و رسول کے درجہ کو نہ پہنچیگا پھر ان تینون طرحکے مسئلہ سے ضعیف وہ مسئلہ ہے جو مجتہدون نے اپنے قیاس سے بمرجب حکم آیہ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ کے نکالا اسواسطے کہ قیاس مین عقل بشری کو بھی بہت دخل ہے اور جب عقل کو دخل ہوا تو بھول چوک بھی ممکن ہے بلکہ اکثر ہو جاتی ہے چنانچہ اکثر مسئلون مین خود حضرت امام اعظم اور امام شافعی وغیرہ نے رجوع کیا کہ پہلے کچھ کہا تھا پھر بعد ایک مدت کے اور طرح تحقیق ہوا تو اوسطرح چیز فرمایا پھر اور کوئی مولوی مشائخ جو اپنی عقل کو دخل دیکر کوئی بات نکالے تو اوسکا کیا ٹھکانہ مگر ہان اگر اکثر عالم دیندار متقی پرہیزگار اوس مسئلہ کو قبول کرلین تو البتہ وہی معتبر ہے غرضکہ مسلمانکو چاہیے کہ جبتک مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہو تب تک مجتہد کی پیروی تقلید کرے اور تحقیق کی فکر مین رہے اور کوشش کرے محض تقلید ہی پر خاطر جمع کرکے نہ بیٹھ رہے پھر جب قرآن و حدیث سے خلاف مجتہد کا ثابت ہو جاوے تو اوسکے موافق عمل کرے پھر تقلید حرام ہے اور تقلید کے معنے یہ ہین کہ بے دلیل کے دریافت کئے کسیکے حکم کو مان لینا اور یہ دریافت نکرنا کہ اسنے کس سبب سے یہ حکم کیا سو اکثر لوگ جو اکثر مولویون و درویشون کے بے سند کام اور کلام کو سند پکڑتے ہین اور اوسکی تحقیق نہین کرتے گویا اون مولویون درویشون کو حاکم شرع کا جانتے ہین سو ایسے تقلید بدعت اور حرام ہے قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ انعام مین کہ حکم کسیکا نہین سوا اللہ کے ف یعنے یہ کسیکی شان نہین اور کسیکا مرتبہ نہین کہ وہ مخلوق پر اپنی طرف سے اپنا حکم جاری کرے اور خلق پر واجب ہو کہ اوسکا حکم مانے اسواسطے کہ سب

مخلوق کا خالق مالک اللہی ہے تو حکم بھی اوسیکا چاہیے اور مخلوق کو اوسیکے حکم برداری کرنا چاہیے اس
آیت سے معلوم ہوا کہ خود کسی عالم فاضل یا ان مخدوم مشائخ کا حکم خلق پر جاری نہین ہوسکتا مگر ان جسکی
حکم برداری کا اللہ حکم دیدے تو اوسکا حکم ماننا چاہیے تو وہ اوسکا حکم اوسکی طرف نہ ٹھیرا بلکہ اللہ تعالی کا حکم
ٹھیرا جیسے اللہ نے لوگون کو حکم دیا کہ پیغمبر کا حکم مانو اور رعایا کو حکم دیا کہ اپنے بادشاہ کا حکم مانو اور عورت کو
حکم کیا کہ اپنے خاوند کا حکم مانے اور اولاد کو حکم دیا کہ اپنے ماباپ کا حکم مانو اور غلام کو حکم دیا کہ اپنے میان
کا حکم مانے مگر وہ حکم جو بادشاہ اور خاوند اور ماباپ اور میان خلاف حکم خدا کے نہ بتاوین اور پیغمبر
معصوم ہے وہ خلاف حکم خدا کے نہ بتاوینگا البتہ جو حکم کہ پیغمبر مشورہ کی راہ سے بتاوین اوسمین اوسے
کو اختیار ہے چاہے کرے چاہے نکرے پھر اور بادشاہ امیر مولوی مشائخ کا حکم کیا ہے جو باوجود مخالفت حکم خدا کے
اوسکو مانیے اور جیسے خدا کے حکم کو مانا ویسے ہی اور کسی مولوی درویش کا حکم ماننا شرک ہے۔
قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ
مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ترجمہ فرمایا
اللہ صاحب نے یعنے سورۂ برات مین کہ ٹھیرایا ہے اپنے عالمون اور درویشون کو مالک اپنا درے اللہ سے
اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ اونکو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کرین ایک مالک کی کہ نہین کوئی مالک سوا اوسکے
سو وہ نرالا ہے اونکے شریک بنانے سے ف یعنے اللہ کو تو بڑا مالک سمجھتے ہین اور اوس سے چھوٹے اور
مالک ٹھیراتے ہین عیسی مسیح پیغمبر اور مولوی اور درویش کہ اونکا بھی حکم اپنے اوپر واجب اور فرض سمجھتے ہین
جیسا اللہ کا حکم حالانکہ اسبات کا اونکو حکم نہین ہوا اور اس سے اپنر شرک ثابت ہوتا ہے اور اللہ نرالا ہے
اوسکا کوئی شریک نہین ہوسکتا نہ چھوٹا نہ بڑا نہ عیسے مسیح پیغمبر نہ مولوی اور درویش بلکہ یہ سب اوسکے
بندے ہین خود محکوم پھر یہ کہان سے خود حاکم اور مالک ہوگئے کہ اپنی رای سے مسئلہ بناوین اور خدا کے
حکم قرآن مین اپنے حکم کو دخل دین قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ
مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ شوری مین کہ کیا اونکے شریک ہین کہ انہون نے راہ ڈالی ہے اونکے
واسطے دین کی جسکا حکم دیا نہین اللہ نے اور اگر نہ ہوتی بات فیصلہ کی تو فیصلہ کردیا جاتا اون مین اور
بیشک ناانصافون کو واسطے عذاب دردناک ہے ف یعنے یہ بڑی ناانصافی ہے کہ اللہ کی حکومت کی سناتا
مین دخل دیجیے سو جو لوگون نے دین کی بات مین راہ نکالی ہے اپنی طرف سے کہ اوسبات کا اللہ نے حکم نہین
دیا سو اون لوگون کو کیا لوگ اللہ کا شریک سمجھتے ہین جو اون کی راہ پر چلتے ہین سو وہ لوگ بڑے ناانصاف

جب محمدی پکارا یا الٰہ ؛ کافروں سے ہوئے عاجز بادشاہ ؛ چاہیے میری تئیں پشت و پناہ ؛ دی عمر کر فضل ہی مولا نے راہ ؛ اور کہا لو یہ تمہارا یار ہے

اگر الٰہی قیامت کا دن فیصلے کے واسطے نہ ٹھہرا دیا ہوتا تو ابھی اُنکا فیصلہ ہو کر اُنپر عذاب دردناک ہونے لگتا مگر قیامت کو ہوگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئے اپنی طرف سے دین مین کوئی راہ نکالی پھر جو شخص اوسپر عمل کرے وہ شرک کی راہ چلتا ہے اور قیامت کو عذاب دردناک مین گرفتار ہوگا قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ نسا مین کہ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہین تم مین سے پھر اگر جھگڑ پڑے کسی چیز مین تو اوسکو رجوع کرو اللہ کی طرف اور رسول کی طرف اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرنا ہے ف یعنی اللہ اور رسول کے حکم بموجب عمل کرو پھر جو مسلمان حاکم ہو اوسکے کہنے پر ہی عمل کرو اور مسلمان حاکم قاضی مفتی بادشاہ مین پھر اگر اوس حاکم کی اور تمہاری بات مین کچھ تنازع پڑے کہ تم کچھ کہو وہ کچھ کہے تو اوسکو اللہ رسول کی طرف رجوع کرو پھر جو وہان سے حکم ہو وہ عمل مین لاؤ اس آیت سے پوچھا گیا کہ اختلافی مسائل مین قرآن وحدیث کی طرف رجوع کیا چاہیے جو اوس سے ثابت ہو وہ ماننا چاہیے اور کوئی مطاع مطلق نہین اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَۃٌ اٰیَۃٌ مُحْکَمَۃٌ اَوْ سُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ اَوْ فَرِیْضَۃٌ عَادِلَۃٌ وَمَا کَانَ سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ فَضْلٌ ترجمہ مشکوٰۃ کے کتاب العلم مین لکھا ہے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عبداللہ ابن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم تین ہین آیت محکم یعنے قرآن یا سنت قائم یعنے حدیث یا فرض برابر کا یعنے اجماع امت کا اور جو سوا اسکے ہو وہ فضول ہے ف یعنے قرآن وحدیث اجماع امت ان تین اصول سے دین کی بات ثابت اور معلوم ہوتی ہے اور مسئلہ قرار پاتا ہے اور جو دلیل کہ سوائے قرآن وحدیث واجماع امت کے ہو وہ فضول ہے لایعنی جیسے ہنسی کی بات اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعُذْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْمِلُ ھٰذَا الْعِلْمَ مِنْ کُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُہٗ یَنْفُوْنَ عَنْہُ تَحْرِیْفَ الْغَالِیْنَ وَاِنْتِحَالَ الْمُبْطِلِیْنَ وَتَاْوِیْلَ الْجَاھِلِیْنَ ترجمہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ ابراہیم نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیکھتے ہین اس علم کو سب پچھلے لوگون مین سے جو عادل ہین مٹاتے ہین اوس سے نکار نا مبالغہ کرنیوالون کا اور چھوٹا بڑھانا جھوٹون کا اور شکل بٹھانا نادانون کا ف یعنے آئندہ کو کچھ لوگ ایسے ہونگے جو قرآن وحدیث کے مطلب مین مبالغہ کرکے اوسکے معنے بگاڑینگے اور کچھ لوگ ایسے ہونگے جو قرآن وحدیث کے نقطون مین کچھ نقطے یا معنون مین کچھ معنی اپنی طرف سے لگا دینگے اور کچھ نادان لوگ ایسے

جو قرآن وحدیث کی مشکل مقاموں کی معنی درست کرین گی اور اون معنون کی کل بتہائینگے پہر ایک لوگ عادل منصف لیاقت والے ایسے ہونگے کہ اپنے اگلے لوگون سے اس قرآن وحدیث کے علم کو سیکھکر اصل مطلب قرآن وحدیث کا بیان کرینگے اور جو مبالغہ کرنیوالون نے بگاڑا تھا اوسکو مٹادینگے اور جھوٹون کا جھوٹھا بنا ہوا دور کرینگے اور نادانون کی تاویل کی ہوئی کو مٹاوین گے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علماء دیندار کو مناسب ہے کہ دین کے مسائل مین جو غالبون نی تحریف کردی اور مبطلین نے جو جھوٹی باتین بنالین اور جاہلون نی جو تاویلین نکالی ہین اوسکو مٹاوین اور سوای قرآن وحدیث کے ایسے لوگون کی بات کی پیروی نکرین یہ عجیب حیرت کی بات ہے کہ آپ صرف ونحو ولغت ومنطق بیان معنے اصول تفسیر وحدیث سب علم پڑہکر حقیقت کے دریافت نکرین کہ یہ مسئلہ کس آیت اور کس حدیث سے نکلا ہے اور کہان سے لکھا ہے اور بنا اس مسئلہ کی کس بات پر ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنی آنکھین بیچکے بند کرے اور اندھے کیطرح اوروںکی آواز کے پیچھے چلے مسائل فقہی اونہین لوگون کیواسطے ہین جو قرآن وحدیث کا مطلب سمجھ نہین سکتے اور جو عالم اصول اور تفسیر اور حدیث ولغت وصرف ونحو جانتا ہوا وسکو یہی چاہیئے کہ ہر مسئلہ کو اصول کے موافق قرآن وحدیث سے مقابل کرے اگر موافق پاوے تو عمل کرے اور اگر مخالف پاوے تو قواعد اصول کے موافق اوسکی تاویل صحیح مین فکر کرے پہر اگر صریح مخالف پاوے تو اوسکو رد کرے اور زمانے پہر کسیکا قول ہو خواہ امام کا خواہ مشائخ کا کیا تعجب ہے کہ اوس امام ومشائخ کو غلطی ہوگئی ہو اسواسطے کہ سوای پیغمبر کے کوئی معصوم نہین اہلسنت کا یہی عقیدہ ہے کہ المجتہد یخطی یعنے مجتہد کبھی خطا بھی کرجاتا ہے تو واقفکار پر فرض ہے کہ اوس خطا کو شاکر درست کردے اَخْرَجَ الدَّارِمِیُّ عَنْ زِیَادِ بْنِ جُدَیْرٍ قَالَ قَالَ لِیْ عُمَرُ هَلْ تَعْرِفُ مَا یَهْدِمُ الْاِسْلَامَ قُلْتُ لَا قَالَ یَهْدِمُهُ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْکِتَابِ وَحُکْمُ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّیْنَ

ترجمہ مشکوۃ کے کتاب العلم مین لکھا ہے کہ دارمی نے ذکر کیا کہ زیاد جدیر کے بیٹے نے نقل کیا کہ مجکو عمر رضی نے کہا کہ بہلا تو جانتا ہے کہ کیا چیز ڈھاتی ہے مسلمانی کو مینے کہا نہ فرمایا ڈھاتا ہے مسلمانی کو پہسلجانا عالم کا اور جھگڑا منافق کا قرآن سے اور حکم کرنا گمراہ کرنیوالون حاکمون کا ف یعنے عالم اور مولوی جو پہلے اور غلطی مین پڑ جاوے تو ایک عالم اوسکے پیچھے غلطی پر چلکر غلطی مین پڑجاتا ہے اور دین اسلام مین خلل آتا ہے پہر جو شخص اوس غلطی کو باوجود واقفیت کے نہ مٹاوے وہ گویا دین اور اسلام کے خلل کا روادار ہے اور ایسے ہی جو لوگ ظاہر مین کلمہ گو مسلمان ہین اور باطن مین اسلام سے کام نہین رکھتے جب قرآن کی بعضی آیتون کو سند پکڑکے لوگون سے بحث کرنے لگتے ہین تو اور لوگ ہی اونکو دیکھکر خراب ہوتے ہین سو دین اسلام مین خلل آجاتا ہے اور اسیطرح جب حاکم امیر بادشاہ قاضی خود گمراہ ہوجاوین اور لوگون کو حکم کرین تو ہزارون خلقت

خوف در جا مین آکر گمراہ ہو جاتی ہے سو دین مین خلل آجاتا ہے تو دیندار کو چاہئے کہ ایسے عالمون اور امیرون اور جھوٹے مسلمانون کی بات پر دھیان نکرین اور نمانے بلکہ رد کرے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَکَرِہَ مَا لَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَۃٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَۃَ ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الامارۃ والقضا مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سننا اور حکم ماننا واجب ہے مرد مسلمان پر جیسا کہ حکم ہو گناہ کا ہر جب گناہ کا حکم کیا گیا پھر نہ سنا ہے نہ حکم ماننا ف یعنی حاکم اگر گناہ کو نہ کہے تو اوسکا حکم ماننا اور اوسکی بات سننا مسلمان آدمی پر فرض ہے اور اگر وہ گناہ کے کام کو کہے تو اوسمین اوسکا حکم ماننا حرام ہے مثلا حدیث سے یہ تحقیق ہو گیا قبر پر گچ کرنا اور چراغ جلانا وغیرہ حرکات حرام ہین پھر اوسکے خلاف اگر کوئی حاکم اور مفتی یا مولوی مشائخ جائز کہے یا کسی کتاب مین کسیکا قول وفعل لکھا ہو تو اوسکا ماننا حرام ہے ایسے ہی اور مسئلون کا حال ہے اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ ترجمہ مشکوۃ کی کتاب الامارۃ والقضا مین لکھا ہے کہ شرح السنۃ مین ذکر کیا کہ نواس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نافرمانی نہین چاہئے کسی مخلوق کی جس امر مین نافرمانی ہو خالق کی ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کے خلاف کوئی کہے اور کیسی ہی تقریر بنائے نمانے بلکہ اگر تمام مخلوق دنیا کی کہے تو بھی خلاف قرآن کے نمانے اور جس بات مین خدا کا امر ہو چکا اوسکو کوئی منع کرے خیال مین نہ لائے اور جو بات قرآن کی رو سے منع ہو چکی اوسکو کوئی کرنیکو کہے نہ مانے اور جو مانے وہ گویا خالق سے مخلوق کو بڑا جانتا ہے۔ اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ عُنُقِیْ صَلِیْبٌ مِّنْ ذَھَبٍ فَقَالَ یَا عَدِیُّ اِطْرَحْ عَنْکَ الْوَثَنَ وَسَمِعْتُہٗ یَقْرَأُ فِیْ سُوْرَۃِ الْبَرَاءَۃِ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَقَالَ اَمَا اِنَّھُمْ لَمْ یَکُوْنُوْا یَعْبُدُوْنَھُمْ وَلٰکِنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا اَحَلُّوْا لَھُمْ شَیْئًا اِسْتَحَلُّوْہُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَیْھِمْ شَیْئًا حَرَّمُوْہُ ترجمہ عدی ابن حاتم نے نقل کیا کہ مین آیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور میرے گلے مین سونے کی صلیب تھی تو فرمایا کہ اے عدی پھینک دے اپنے پاس سے بت کو اور مین نے سنا خصر تکو کہ پڑھتے تھے یہ آیت سورۂ برات مین اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ الخ کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ٹھیرایا ہے اپنے مولویون اور درویشون کو رب اپنا اللہ سے ورے اور فرمایا حضرت نے کہ وہ لوگ پوجتے نہین تھے اونکو لیکن حلال جانتے تھے وہ لوگ جو وہ حلال بتاتے تھے اور حرام جانتے تھے جو چیز حرام کہدیتے تھے ف یہودیون نے اپنی دانست مین عیسی پیغمبر کو سولی دیا سو اوس سولی کی شکل نصاری بنا کر تعظیم کرتے ہین اور اوسکو صلیبا کہتے ہین

اور سونے چاندی کی بنا کر گلے مین بطور تعویذ کے ڈالتے ہین سو وہ چلیپا سونیکی عدی کے گلے مین ہی سو حضرت نے اوسکو بت فرمایا اور اوسکا پھینکنا ارشاد فرمایا اور کلام اللہ کی آیت پڑھکر اوسکا مطلب بیان کیا کہ یہود و نصاریٰ اپنے مولویون اور درویشون سے جو کام حلال سنتے ہے وہ کرنے لگتے ہے اور حلال جانتے اور جو حرام سنتے وہ حرام جانتے اور اللہ کی کتاب تورات و انجیل سے اوسکی تحقیق نکرتے سو اونکو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اونہون نے اپنے مولویون اور درویشون کو گویا اپنا رب مالک ٹھیرالیا کہ اونہون کے حکم کو مانتے ہین خواہ وہ کتاب اللہ سے موافق ہو خواہ مخالف سو یہ شرک ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانکو چاہیے کہ یہود و نصاریٰ کے راہ رو اختیار نکرے اور اصل حاکم اور شارع اللہ ہی کو جانے اور قرآن کو مقدم رکھے جس کی تابعداری کا قرآن مین حکم ہوا اوسکی تابعداری کرے اور کہا مانے اور قرآن کے خلاف کسی مولوی مشائخ کا کلام نمانے اللہ سب مسلمانونکو یہی توفیق دے اور اپنی نیک راہ پر لگاوے اور یہ جو بات لوگون مین رائج ہوگئی کہ اللہ و رسول کے کلام کو دریافت نہین کرتے کوئی قصے بزرگون کے دیکھتا ہے کوئی تواریخ مین مشغول ہے کوئی کلام بزرگونکے جمع کر رہا ہے تو اسکا سبب یہ ہوا کہ اِن لوگون نے اپنے باپ دادے کو اسی رویہ پر دیکھا پھر ہوتے ہوتے یہ رسم پڑگئی اور اسکی قباحت نظر سے چھپ گئی اسواسطے اس مقام پر رسوم کی قباحت بیان کرنا مناسب معلوم ہوا اور ایک فصل اسباب مین ہی علیحدہ لکھی جاتی ہے۔ **الفصل السابع فی ذکر رد الرسوم**

ترجمہ ساتوین فصل رسمون کے رد کے ذکر مین **ف** جو چیز خواص و عوام اکثر لوگون مین رائج ہو اور وہ لوگ اوسکو برا نہ سمجھین اگرچہ اوسکا کرنا ثواب یا نکرنا عذاب نہ جانین مگر اوسکے کرنے والے کو کوئی اونمین ملعون نکہے بلکہ نکرنے والا مطعون ہو اور لوگ اُسپر تعجب کرین پھر خواہ وہ کام شرع کی رو سے جائز اور مباح ہو خواہ مکروہ حرام ہو اسبات کا کچھ اونمین لحاظ نہو صرف زمانہ کے رواج کا لحاظ ہو ایسے کام کو رسم کہتے ہین پھر ایسے کام اصل شرع کی رو سے اگرچہ جائز اور مباح ہون مگر جب اُن کامون کو شرعی کامون کی طرح لوگ کرنے لگین اور کرنے والے کی تعریف اور مدح اور نکرنیوالے کی تجہ اور مذمت ہونیلگے اور ایسے بعض کام موہن ہوتے ہوتے آخر کو یہ نوبت پہنچی کہ مکروہ اور حرام بلکہ کفر اور شرک اُسکام کے سبب ہونے لگے تو ایسے سبب کام کبھی بدعت کبھی مکروہ کبھی حرام کبھی شرک کبھی کفر مین شمار ہو کر شرع کی رو سے منع ہو جاتے ہین رسم کی مثال یہ ہے کہ مثلاً قربانی کرنا دسوین اور گیارہوین اور بارہوین اِن تینون تاریخون مین ذی الحجہ کے شرع سے جائز ہے پھر اکثر لوگ جانور اوسی روز اگرچہ گران قیمت اور مشکل سے تلاش ملے اور دوست آشنا اُن فقیرون محتاجون کو اُسروز گوشت کی چندان احتیاج نہین ہوتی اور ہر چند عید کی نماز مین دیر ہو حالانکہ وہ روز تک اور بھی قربانی کا وقت ہے مگر اکثر لوگ صرف رسم اور رواج کے لحاظ سے مخصوص عید کے روز قربانی کرتے ہین یا مثلاً

جس روز کوئی مرجاوے اگرچہ اُسروز غم و الم سے فرصت نہو اور محتاجی بھی ہو اور موسم برسات کا ہو اور گھر والون مین کوئی بیمار بھی ہو اور پڑھنے پڑھانے مین خلل آتا ہو یا سفر ضروری موقوف ہوتا ہو اور عبا اطمینان سے نہ ہوسکے اور جماعت یا جمعہ کی نماز فوت ہو اور کھانا برسات مین خراب ہوتا ہو اور نوبت سودے لینے یا قرض یا بھیک مانگنے کی پہونچے مگر موت کے دن یا تین دن تک یا ساتوین دن یا چالیسوین دن یا چھ ماہی یا برسی کے روز ضرور ہے اوس مردے کے سبب کھانا پکے اور بانٹا جاوے حالانکہ اور روز بھی کھانا پکا نا مردے کی طرف سے خیرات کرنا جائز اور مباح ہے مگر لوگ صرف رسم و رواج کے سبب اونہین دقت

کرتے ہین اور نکرین تو مطعون ہون یا مثلاً جب عورت کا شوہر مرجاوے باوجودیکہ اوس کو مرد کی خواہش ہو اور بے وارثی کے سبب محتاجگی بھی ہو اور کوئی باہر کے کام کرنے والا اوسکا نہو اور اکیلے گھر مین اور اس بیٹھی رہے اور شرع کی رو سے دوسرا نکاح جائز بھی جانتے ہو مگر وہ صرف رسم و رواج کے سبب اور خاوند مرگیا تو لوگ اوسکو اچھا کہین گے اور کرے تو اوپر طعن کرین یا مثلاً نکاح اور ختنے اور بسم اللہ وغیرہ مین باوجود فقیری اور محتاجی کے اگرچہ سودی قرض لینا یا بھیک مانگنا پڑے مگر چھٹی معمولی اور برادری کا کھانا اور کپڑے وغیرہ رسمین خاندانی ملکہ اور خرافاتین ناچ راگ رنگ ضروری ہون اگرچہ وہ لوگ ان رسمونکو فرض واجب سنت مستحب نہ جانین مگر رسم و رواج کے سبب کرتے ہین نکرین تو مطعون ہون اور کرین تو تعریف ہو سو ایسی باتونکا جو رسم ٹھہر گئی ہین اس فصل مین رہے تو اب معلوم کیا چاہئے کہ بعضے اگلے نیک لوگون نے بعضے مباح کام اوسوقت مین کچھ مصلحت سمجھکر کسی فائدہ کیواسطے کرنے تجویز کئے پھر لوگ اُس فائدہ کے سبب اون کامون کو کرنے لگے پھر ہوتے ہوتے خاص و عام مین وہ کام رائج اور جاری ہو گئے اور عوام کے نزدیک اوس فائدہ کا لحاظ نرہا اور وہ کام باقی رہے اور بسبب رواج کے رسم پڑگئی اوسکے کرنیوالے کی تعریف اور نکرنے والے کی مذمت ہونے لگی پھر یہان تک نوبت پہنچی کہ اگر کوئی شخص اُس سے بہتر طریقہ اوسی کام مین زیادہ فائدہ کا نکالے تو اوسکو کوئی نمانے مثلاً اگلے عقلمندون نے مردون کو ثواب پہنچانیکے واسطے کھانا پکا کر خیرات کرنا مقرر کیا تھا اور بموجب مسئلہ کے صدقہ خیرات رشتہ مند محتاج جونکو پہلے دینا چاہئے وہ لوگ رشتہ مند محتاج جون کو وہ خیرات کا کھانا اول دیا کرتے تھے پھر ہوتے ہوتے اب یہ نوبت پہنچی کہ اوس کھانیمین اب خیرات اور ثواب کا لحاظ مطلق نرہا لوگ صرف رسم و رواج کے سبب کھانا پکا کر رشتہ مندون مین حصے مقرر کر کے تقسیم کرتے ہین اور وہ رشتہ دار اگرچہ غنی دولتمند ہون مگر کھانے کا حصہ نہ پہنچے تو شکوہ کرین پھر اگر کوئی خیرات صدقہ کا نام لے تو بعضے غیرت والے رشتہ مند قبول نکرین اور وہ کھانا نہ لین تو اب یہ رسم ہوئی خیرات صدقہ تو نرہا پھر اب اگر کوئی نقد یا کپڑا خیرات کرے یا اور طرح سے مردونکو ثواب پہنچاوے اور رسم کے طور پر کھانا

وہ بڑا ٹھگ ہے بڑا مکار ہے
۱۲۳

زین احمد مین یہ بیشک خارجے

کرے تو اسقدر مطعون ہو کہ اگر کچھ ہی نکرے تو اسقدر مطعون ہو اسیطرح کھانے پر فاتحہ پڑھنا اور شادی اور
غمی وغیرہ سب امورمین رسمین رائج ہوگئین کہ وہی بات اگر اور طرح پر ہو تو لوگ نمانین اور تعجب کرین بلکہ
برا کہین اور اگرچہ برا ہی کام ہو مگر جب رسم ہوگیا پھر نکوئی تعجب کرتا ہے نہ انکار کہتا ہے مثلاً اگر کوئی فرنگی یا چمار یا ہنگی
کے گھر کا کہانا کھالے یا پانی پی لے تو مطعون ہو اور ہندون کے گھر کا کھانا پانی کوئی برا نہین سمجھتا سبب
یہ ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا اگر کوئی مسلمان دوکاندار کہنیا
کا جنم کرے تو مطعون ہو اور مسلمان کہلاتے ہین اور دیوالی ہولی اپنے گھر کرتے ہین کوئی برا نہین سمجھتا
سبب یہ ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا اگر کوئی اپنے لڑکے
کو جنیو پہناوے تو مطعون ہو اور لڑکونکی چوٹیان رکھتے اور بدھیان پہناتے ہین کوئی برا نہین سمجھتا سبب یہی
ہے کہ اسکا رواج نہین اوسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا اگر کوئی حضرت عیسے کے تولد
کے بڑے دنکی تخصل کرے تو مطعون ہو اور مولود شریف کی محفلین کرتے ہین اور برا نہین سمجھتے سبب یہی ہے
کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا اگر کوئی خچر گدھے پر چڑھے تو مطعون
ہو اور چھوٹے ٹٹو پر سوار ہو کوئی برا نہ سمجھے سبب یہی ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین
دونو ایک ہین یا اگر کوئی کسی مرد کیواسطے ایک کسبی علاحدہ مکان مین بلاوے تو بڑا بڑھے اور مطعون ہو اور
یہ جو لوگ ہزارون مردونکے واسطے طائفے کے طائفے ایک مکان مین جمع کردیتے ہین اونکو کوئی برا نہین سمجھتا
سبب یہی ہے کہ اسکا رواج نہین اوسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا اگر کوئی عورت کسی مرد
کو زنا کروانیکے لئے نوکر رکھے تو تعجب ہووے اور وہ مطعون ہو اور اگر کوئی مرد کسیکو زنا کے لئے نوکر رکھے تو کوئی
ویسا برا نہ سمجھے سبب یہی ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا اگر کوئے
عورت اپنا سر منڈاوے تو تعجب آوے اور وہ مطعون ہو اور مرد داڑھی منڈاوے تو اتنا تعجب نہ آوے اور
کوئی اسقدر برا نہ سمجھے سبب یہی ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونون ایک ہین
یا اگر عورت گھوڑے پر سوار ہو بیٹھا رہا بانڈھے تو انگشت نما اور مطعون ہو اور مرد جو مہدی مسی لگاوے
سرخ کپڑے انگوٹھی چھلے پہنے تو کوئی برا نہ سمجھے سبب یہی ہے کہ اسکا رواج نہین اور اوسکی رسم پڑگئی اور
حقیقت مین دونون ایک ہین یا اگر کوئی سور یا کتا یا گدھا کھاوے تو مطعون ہو اور لوگ شراب اور سود اور
رشوت کھاتے ہین کوئی برا نہین سمجھتا سبب یہی ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت
مین دونون ایک ہین یا اگر مسلمان آپ کو پنڈت اور دیوتا مصر کہلاوے تو مطعون ہو اور بھاکر اور کنور
کہلاتے ہین کوئی برا نہین سمجھتے سبب یہی ہے کہ اسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونو

دونون ایک ہین یا کوئی آدمی کے چرکین سے گھر لیوے تو مطعون ہوا اور جانورون کے چرکین سے مکان لیتے ہیز
بلکہ روٹی پکاتے ہین اور برا نہین سمجھتے سبب یہی ہے کہ اسکا رواج نہین اور اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین
دونون ایک ہین یا اگر کوئی شخص بند کوٹھری مین سوتا ہو اور کوئی اوس کوٹھری کی چھت پر بیٹھکر اوسکو راگ
سناوے اور اوس سے عرض معروض کرے اور جانے کہ وہ سوتا ہے سنتا ہے تو لوگ احمق بتاوین اور مطعون
کرین اور مردون کی قبرون پر گاتے ہین اور مردون سے عرض معروض کرتے ہین کوئی برا نہین سمجھتا سبب یہی
ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا اگر کوئی کسیکو مسجد بیت المقدس
قرآن کہے تو مطعون اور کعبہ قبلہ کہتے ہین اور برا نہین سمجھتے سبب یہی ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم
پڑگئی اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا اگر کوئی سلام کی جگہ عبادت یا پوجا کہے تو تعجب آوے اور مطعون
ہو اور بندگی کہتے ہین اور برا نہین سمجھتے مین سبب یہی ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم ہوگئے اور حقیقت
مین دونو ایک ہین یا اگر کوئی لکڑی یا کپڑے پر فاتحہ دلاوے تو مطعون ہو اور کہانے پر فاتحہ دلاتے ہین برا
نہین سمجھتے سبب یہی ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونو ایک ہین یا اگر کوئی
غیر آدمی کسیکے گہر مین چلا آوے اور پردہ نشین عورت سامنے ہو تو مطعون ہو اور دیور اور جیٹھ اور خاوند
کے بہانجے بھتیجے جوان گہرون مین بے پردہ جاتے ہین اور عورتین اوسکے سامنے ہوتی ہین اور کوئی برا نہین
سمجھتا سبب یہی ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا اگر کوئی
کسی فرنگی کو اپنی بیٹی دے تو مطعون ہو اور رافضیون کو بیٹیان دیتے ہین اور برا نہین سمجھتے سبب یہی ہے
کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونو ایک ہین یا اگر کسی انگریز کی نوکری کرے تو مطعون
ہو اور ہندؤن کی نوکری کرتے ہین اور برا نہین سمجھتے سبب یہی ہے کہ اوسکا رواج نہین اور اسکی رسم
پڑگئی اور حقیقت مین دونون ایک ہین یا بعضے ملکون مین اگر کوئی ہندؤن کی نوکری کرے تو مطعون ہو
اور نصاری کی نوکری کرتے ہین اور برا نہین سمجھتے سبب یہی ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور
حقیقت مین دونو ایک ہین اگر کوئی نجوم و انگریزی پڑھے تو مطعون ہو اور یا صحے منطق ہیئت پڑھتے ہین اور
برا نہین سمجھتے سبب یہی ہے کہ اوسکا رواج نہین اسکی رسم پڑگئی اور حقیقت مین دونو ایک ہین غرضکہ
اسیطرح کی ہزارون رسمون مین لوگ گرفتار ہین اور بسبب رواج کے اوسکی برائی خیال مین نہین لاتے
اور اگر کوئی سمجھاوے تو اب لوگ وہی جواب دیتے ہین جو اگلے کافر کہتے تہے قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی
وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ
اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ بقر مین اور جو انکو

کہئے چلو اوسپر جو نازل کیا اللہ نے کہین نہین ہم چلینگے اُسپر جسپر دیکھا اپنے باپ دادون کو اور بھلا اگرچہ اونکے
باپ دادے نہ عقل رکھتے ہون اور نہ راہ کی خبر ف جب کافرون کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سمجھاتے کہ
شرک و بدعت کی رسمین جو تم مین رائج ہین چھوڑ دو اور اللہ نے جو قرآن اوتارا ہے اوسپر چلو تو وہ کہتے کہ اگر
ہم اس قرآن کے موافق چلین تو باپ دادون کی راہ چھوٹے سو ہم اسپر نہین چلینگے بلکہ اون رسمون پر
چلین گے جسپر اپنے باپ دادون کو ہم نے دیکھا اگر یہ راہ و رسم بری ہوتی تو تمہارے باپ دادے کیون اوسپر
چلتے سو اللہ تعالی نے اوسکے جواب مین فرمایا کہ یہ عجب احمق لوگ ہین اگر اونکے باپ مطلق بے عقل اور محض
بے شعور اور بے وقوف ہون اور اونکو نیک راہ کی کچھہ خبر بھی نہو یعنے اون مین اگر اپنی عقل بھی نہو اور کتاب کا
علم بھی نہو تو بھی یہ لوگ کیا اونہین احمق جاہل باپ دادون کی راہ و رسم پر چلین گے آخر بے عقلی بے علمی
کے کامون مین باپ دادے کی راہ چلین گے مثلاً کسی بزرگ نے ایکبار کپڑے کی سوداگری کی اور اوسمین
نقصان پڑا تو وہ راہ اوسکی اولاد نہ اختیار کرے گی یا کسیکا باپ بے دریافت کئے راہ چلا تو بہک گیا تو اوسکا
بیٹا وہ راہ نہ چلیگا تو جس مقام پر دنیا کا نقصان ہوا اوس مقام پر آدمی باپ دادے کی راہ چھوڑ دے تو دین
کے نقصان مین تو چاہیے اور بھی زیادہ اوسکو چھوڑ دے عجب مسلمان ہین کہ خدا و رسول کی راہ و رسم کو چھوڑ کر
باپ دادے کی راہ و رسم کو مقدم کرتے ہین اگرچہ باپ دادے کی رسم بے عقلی اور گمراہی کی ہو مگر کبھی نہ چھوڑین
اور اوسکے مقابلہ مین اللہ و رسول کی راہ کو کہ دنیا و دین دونون جہان کے فائدہ کی معقول ہدایت کی ہے
نہ اختیار کرین اور یہ دعوی مسلمانی کا کئے جاوین اور یہان تک نوبت پہونچاوین کہ اگر باپ دادے کو
کچھہ عقلمندی کی بات کہہ فائدہ سوچکر کے اور اب اوسمین وہ فائدہ نرا تو بھی اوسکام کو کئے جاتے ہین مثلاً باپ
کسیکا مرید ہوا تو بیٹا بھی اوسی خاندان کا مرید ہوگا اگرچہ باپ کا پیر اچھا اور نیک خدا آگاہ اور عارف باللہ
تھا اور اوسکی اولاد دریا کا رٹھیک ہوگئی مگر اوسی خاندان کا مرید ہوگا یا مثلاً باپ دادے سے اتفاقی ایکبار
کوئی کام بہپشی مین ہوگیا تو اولاد اوسکام کو اپنے اوپر واجب جانکر کرینگی چنانچہ ایک بزرگ دریا سے پانی کا
گھڑا بھرے اپنے گھر کو لاتے تھے اتفاقاً بسنت کا روز تھا راستے مین اون بزرگ کو ہندو گاتے بجاتے ملے اون
بزرگ کو حال گمراہی کا دیکھکر شاید خدا کا خوف اور قیامت یاد آئی تو اونکو حال آیا اور بے خود ہوکر مستی کی
حالت مین گھر تک آئے اب اونکی اولاد نے یہ رسم ٹھہرائی کہ بسنت کے روز بہت سے مریدون کو ساتھہ لیکر
دریا آتی کا گھڑا بھر کر سر پر رکھکر اپنے گھر تک ناچتے چلے آتے ہین اور کوئی منع کرے تو باپ دادے کی سندلاتے
ہین یہ بعضون مین یہانتک جہالت کی نوبت ہونچی کہ لڑکیون کو قرآن اور مسائل نہین سکھاتے کہ
ہمارے بزرگون سے یونہین چلا آتا ہے کہ عورتون کو کچھہ پڑھاتے نہین یہ بات بعینہ ہندوؤنکی ہے کہ

اون کی ہان ہی عورتون کو مسائل پر صنا منع ہی تو اور بعضے یون کہتے ہین کہ ہمارے خاندان مین کسی پر مسجد ہمانا
ہین پڑتا سبحان اللہ پہلے منہ پہر دعوی مسلمانی کا کرتے ہین مسلمان کو چاہیئے کہ کافرون کی طرح باپ دادے کے
رسوم کو نہ پکڑے جو حکم خدا کا ہو اوسپر چلے اور باپ دادے کی اگر نیک راہ قرآن وحدیث کے موافق ہو تو اوسپر
اللہ و رسول کی راہ سمجھکر چلے نہ باپ دادے کی رسوم کو اختیار کرنا عنکہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ باپ دادے
کی رسوم کو اختیار کرنا اور قرآن حدیث کے مقابلہ مین سند پکڑنا کفر کی بات ہے جسپر اللہ تعالی نے اگلے
کافرونکو الزام دیا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا
قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى
مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نی یعنے سورہ زخرف مین کہ اور اسیطرح جو بھیجا ہمنے
تجھسے پہلے ڈر سنانے والا کسی گاؤن مین سو کہنے لگے وہان کے آسودہ لوگ ہم نے پائے باپ دادے ایک
راہ پر اور ہم اونھین کے قدمون پر چلتے ہین وہ بولا اور مین جو لادون تم کو اوس سے زیادہ سوجھ کی راہ جسپر
تمنے پائی اپنے باپ دادے تو یہی کہنے لگے ہم کو تمھارے ساتھ بھیجا نہ مانا پھر ہم نے اونسے بدلا لیا سو دیکھ آخر
کیا ہوا جھٹلانیوالون کا ف یعنے اللہ کیطرف سے جتنے پیغمبر آئے سبھی کا یہی معاملہ ہوا کہ آسودہ لوگ کہنے لگے
کہ جس راہ پر ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا اوسی راہ اور اونھین کے قدم بقدم چلینگے پھر وہ پیغمبر جب اونسے
یون کہتے کہ بھلا اگر تمھارے باپ دادے کی راہ سے زیادہ سوجھ کی راہ اور بہتر طریق ہم تمکو بتاوین تو بھی
کیا تم باپ دادے ہی کی راہ پر چلوگے تب اونکو کچھ جواب نہ بنتا تو عاجز ہوکر آخر کو کہتے کہ جو علم اور کتاب
تمھاری معرفت اللہ نے بھیجا سو اوسکے ہم منکر ہین وہ ہم نہ مانینگے اگرچہ ہمارے باپ دادے کی راہ سے
بہتر ہو جب یہان تک اون کافرون کے جہالت اور شرارت پہونچی تب اللہ تعالی نے اوس شرارت کا
اونسے بدلا لیا پھر کسی کافرون کی قوم پر پتھر برسائے اور کسی پر آگ برسی اور کوئی ہوا سے ہلاک ہوا اور
کوئی زمین مین دھسگیا اور کسی قوم کو دریا مین ڈبو دیا اور کسیکو زمین ہلا کر ہلاک کر دیا سو دیکھو جن لوگون
نے ہمارا حکم جھٹلایا اور اپنے باپ دادے کی رسم و راہ مقدم کی اوسکا انجام کیسا ہوا کہ وہ تو اپنے باپ دادے کی
رسم قائم رکھنا چاہتے تھے اللہ تعالی نے اوسکے بدلے اونھین کو نیست و نابود کر دیا پھر کسیکا پتہ بھی نہ لگا
اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر پیغمبر کی امت کے بڑے لوگ یہطرح کہتے چلے آئے ہین اور اپنے باپ دادے کی
رسومات کو چھوڑنا اونکو از بس دشوار و ناگوار تھا تو مسلمانکو چاہیئے کہ باپ دادے کی رسوم کو اوٹھا دین اور اُنکے
پیغمبر کے فرمودے موافق خدا کے حکم پر عمل کرین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ آسودہ کھاتے پیتے ہوتے ہین

وہ ہی اکثر باپ دادے کے رسومات کو سند پکڑتے ہین اور اونہین کو رسومات کا چھوڑنا نہایت مشکل اور گران ہوتا ہے اور بیچارے خوار محتاج آدمی خدا اور رسول کی بات جلدی مان لیتے ہین تو آسودہ مسلمانون کو مقدم چاہیئے کہ پہلے آپ رسوم کو ترک کرین اور لوگون کو ترغیب دین کہ باپ دادے کی رسوم کو چھوڑ دین پھر محتاج لوگ خود بخود دیکھا دیکھی دونی چھوڑ دینگے اور یہ ہی معلوم ہوا کہ جب آدمی باپ دادے کی رسومات مین گرفتار رہتا ہے اور باپ دادے کے راہ پر اڑ جاتا ہے تو کیسا ہی سمجھانا اوسکے خیال مین نہین آتا اور معقول بات ہی نہین مانتا تو غضب الٰہی اوسپر نازل ہوتا ہے پھر اوسکا نام و نشان باقی نہین رہتا تو مسلمان کو چاہیئے کہ خدا کے غضب سے ڈرے اور باپ دادے کی رسم پر اڑا نہ رہے اور سبکو ترک کرے اور اللہ اور رسول کی راہ کو چھوڑ کر شیطان کی باتون کے پیچھے نہ لگے قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ یعنے سورۂ حج مین کہ اور بعضا شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات مین بیخبر اور ساتھ پکڑتا ہے ہر شیطان بیحکم کا جسکی قسمت مین لکھا ہے کہ جو کوئی اوسکا دوست ہووہ اوسکو بہکا دے اور لیجاوے عذاب مین دوزخ کے ف یعنے بعضے آدمی ایسے ہی ہین کہ اللہ کا حکم سنکر اسمین گفتگو اور چون وچرا کرتے ہین اور حجت و تکرار اٹھاتے ہین حالانکہ اونکو اپنی بات کی خبر نہین کہ ہم کہانسے کہتے ہین اور کیا کہتے ہین سو وہ لوگ شیطان کا ساتھ پکڑ رہے ہین کہ شیطان کے سکھائی ہوئی رسمون اور باتون کو سند پکڑ رہے ہین سو اونکا انجام دنیا مین گمراہی ہے اور مرنیکے بعد دوزخ ہے اسواسطے کہ یہ لوگ شیطان کے سکھائی ہوئی بات پر چلتے ہین تو شیطان کے دوست ہین اور شیطان کی قسمت مین اللہ تعالٰی نے لکھدیا ہے کہ جو شخص اوسکی دوستی اختیار کرے اوسکو یہ بہکاوے اور گمراہ کردے اور دوزخ مین پہنچاوے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ مین جو بعضے لوگ چون وچرا کرتے ہین اور شیطان کی سکھائی ہوئی رسمونکو دلیل ٹھیراتے ہین سو شیطان کے دوست ہین اور شیطان کے بہکائے ہوئے ہین کہ انجام اوسکا دوزخ ہے ان آیتون سے معلوم ہوا کہ باپ دادے کی رسم کو اختیار کرنا باوجود مخالفت قرآن و حدیث کے ترک نکرنا کفر کی رسم ہے کہ اسی بات پر اللہ تعالٰی نے کافرون کو الزام دیا اور گمراہ فرمایا اور انجام اونکا دوزخ فرمایا تو مسلمانکو بالکل رسم و رسوم کو اوٹھاوین اور کافرون کی سی راہ نہ اختیار کرین اور برادری کے لوگون کے برا ماننے اور طعن کرنے کا لحاظ نہ کرین کہ اللہ اور رسول کیطرف سے شاباشی ملے گی اور اگر برادری چھوٹے گی تو اللہ اور رسول کا ساتھ ہوگا ہر چند رسمین بہت سی لوگون مین رائج ہین کہ سبکا حال بیان کرنا مفصل خصوصًا اس چھوٹی سی کتاب مین مشکل اور دشوار ہے مگر چند رسمون کی قباحت بیان کرنا ضرور ہوا کہ وہ رسمین اکثر خواص لوگون مین ہی رائج ہین اور انکا چھوٹنا خواص و عوام سے مشکل اور دشوار ہے

سو وہ سات چیزین ہین اول راگ باجا سننا دوسرے اپنے نسب پر فخر کرنا تیسرے آپس مین ایک دوسرے کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا چوتھے مہر بڑے مقرر کرنا اور شادیون مین بیجا خرچ کرنا پانچوین بیوہ عورت کا دوسرا نکاح نکرنا چھٹے مصیبت مین چلانا اور زیادہ سوگ مین بیٹھنا ساتوین زینت بہت سی کرنا **رسم پہلی** سماع الغنا اوسکا ہے یعنے راگ باجا سننا اب سنا چاہیئے کہ راگ سننا اس زمانہ مین اکثر رائج ہوگیا کہ شادیون مین اور عرسون مین اور محفلون مجلسون خواہ مخواہ مقرر کرتے ہین پھر بعضے جاہل کہتے ہین کہ اسکے بغیر شادی مین کچھ لطف ہی نہین اور جس شادی مین راگ باجا نہو اور شادی موافق سنت کے ہو تو بعضے مرد دیکھتے ہین کہ یہ گویا غمی کی محفل ہے یہان تک لکھا اور سپر کلمہ پڑھو تو اس سنت پر طعن کیا اور اپنے ایمان کا لحاظ نہ کیا کہ وہ جاتا رہا اور بعضے شخص اس راگ کو عبادت سمجھنے لگے اور قبر دن پر بزرگون کے گانے بجانے ناچنے لگے اور حالانکہ قرآن و حدیث سے راگ باجے کی برائی اور گانے ناچنے والے کی برائی مذمت ثابت ہے قال اللہ تبارک وتعالی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ترجمہ فرمایا اسمعاحب نے یعنے سورہ لقمان مین کہ اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کھیل کی باتون کے تاکہ بچلاوین اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھیراوین اوسکو ہنسی وہ جو ہین اونکو دلت کی مار ہے **ف** کھیل کی بات یہان فرمایا راگ کو کہ بعضے ناسمجھ آدمی اوسپر ایسا خرچتے ہین اور قوالون سرودیون ٹھروون بہانڈ بھگتیون رنڈیون کو روپے دیتے ہین سو اس راگ کے سبب سننے والے بھی اللہ کی راہ سے بچل جاتے ہین کہ کسیکی نماز جاتی رہتی ہے اور کسیکا دل عین نماز مین اوس راگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کسیکو زنا یاد آتا ہے اور کوئی اوسمین بیخود اور بے ہوش ہو جاتا ہے اور کوئی اچھلنے کودنے لگتا ہے اور آپ لوگون کو ہنساتا ہے اور روپیہ پیسا جو اللہ کی راہ مین خرچنا تھا مفت برباد جاتا ہے پھر ہوتے ہوتے اوسکے نزدیک شریعت کی بات ہنسی ٹھیر جاتی ہے اور وہ گانے بجانے والے ہی اللہ کی راہ سے بچل جاتے ہین کہ نماز روزہ دین کے مسائل انہین سیکھنے ابتدا سے راگ تال سُر گانیان دریافت کرتے ہین اور راگ کے شغل مین نماز روزے سے باز رہتے ہین پھر اوسمین جو پیسا پاتے ہین وہ بھی بُرے کامون مین اوڑاتے ہین اور مسائل دین کو کھیل سمجھتے ہین سو فرمایا کہ ایسے لوگون کو نہایت عذاب ہوگا قال اللہ تبارک وتعالی وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورہ اسرا مین اوسکو بھرا لے اوسمین سے جسکو بھرا سکے اپنی آواز سے اور پکار لا اوپر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر اونسے مال مین اور اولاد مین اور وعدے دے اونکو اور کچھ نہین وعدہ دیتا اونکو شیطان مگر دغابازی **ف** جب شیطان

اسر کی درگاہ سے راندہ گیا اب اوسنے دعا مانگی مجھکو قیامت تک زندہ رکھہ تو مین لوگون کو بہکاؤن تو اسر تعالی نے
اوسکی دعا قبول کی اور فرمایا کہ جا جو شخص تیری تابعداری کرے اوسکا تیرا دونون کا ٹھکانا دوزخ ہے اب جبرائیل
تیرا سفدہ چلے اوسکو اپنی آواز یعنے راگ سنا کر اور راگ باجے گانے اوسکے دلمین ڈالکر اور اپنے سوار و پیادے جیسے جن
و پری و بورے لوگ ناچنے گانے والی رنڈیان اور بہانڈ بھگیتے قوال سرود سے گنتکرے ڈفالی بگالی عورتین امرد
اور جنکے سبب سے آدمی برائیکی طرف متوجہ ہووے اونپر جمع کردے کہ لوگ اونکی طرف متوجہ ہوکر برے کامون مین لگجاوین
اور مال مین لوگونکے ساجھا کرلے کہ تیری راہ پر یہی مال خرچین کہ تیری ان سوار و پیادون کو دیوین کہ کبھی شیخ سدو اور
کبھی رحمن خان اور کبھی سرور اور بالے میان اور کبھی بی بی اماولی اور گل پری کے نام کی نیاز ٹہراوین اور کبھی ظاہر
مین بعضے بزرگون کا نام ٹہراکر حقیقت مین تیرے واسطے مذبذب کو مال خرچین اور اونکی اولاد مین بھی اپنا ساجھا
کرلے کہ اسکی بخشی ہوئی اولاد کو تیری طرف نسبت کرین اور تیرے کام مین لگاوین کہ کوئی ہیوانی بخش اور کوئی
گنگا بخش نام رکھے اور کوئی مدار بخش اور سالار بخش ٹہرالے پہر اس اولاد کو کوئی گانا بجانا سکھاوے اور کوئی ناچنا
تعلیم کرے اور کوئی شراب بنانا بتاوے پہر اون لوگون کو ترغیب کراور وعدہ دے کہ ایسا کروگے تو ایسا ہوگا
اور یون کروگے تو یون ہوگا راگ سنوگے تو شوق الہی اور سرور قلبی ہوگا اور اچھی صورت دیکھوگے تو قدرت خدا یاد
آویگی اور فلانی جگہ مال خرچوگے تو نام زیادہ ہوگا اور مغلانے کی نیاز اور چنگی نکالوگے تو مال مین برکت ہوگی اور اولاد
کو فلانا فلانا کسب سکھلاؤگے تو کمائی خوب ہوگی اور فلانی کی طرف نسبت کروگے تو اولاد کی عمر زیادہ ہوگی سو اللہ تعالے
نے فرمایا کہ یہ شیطان کے وعدے دغابازی کے ہین ان کامون سے یہ باتین جو شیطان سجھاتا ہے نہین ہوتین خواہ
درسول کی راہ موافق آدمی کام کرے تو البتہ ہوتی ہین غرضکہ راگ باجا شیطان کی آواز ہے اور گانے ناچنے والے لوگ
راگ کی ترغیب دینی یہ شیطان کے سوار و پیادے ہین کہ نیکی کی راہ مارتے ہین اور جو لوگ ہمین اپنا مال خرچتے ہین وہ مال
شیطان کا حصہ ٹہر جاتا ہے اور اپنی اولاد کو ایسے کامون مین مشغول کرتے ہین وہ اولاد شیطان کے حصہ مین پڑجاتی ہے
پہر باجا راگ سننے والونکو جو یہ خیال آتا ہے کہ اس سے شوق الہی زیادہ ہوتا ہے اور بزرگون کی روح خوش ہوتی ہے اور
اس سے نام آوری ہوتی ہے سو یہ شیطان کا خیال ڈالا ہوا ہے دھوکے کا کام کہ اسکا انجام افسوس ہے اخرج البیہقی
فی شعب الایمان عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغناء ینبت النفاق فی القلب کما
ینبت الماء الزرع رواہ رزین مشکوۃ کے باب الایمان بالقدر مین لکھا ہے کہ یعنی فی شعب الایمان مین ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راگ اوگاتا ہے نفاق دلمین جیسے اوگاتا ہے پانی کھیتی ف نفاق، وہ سکو کہتے ہین کہ اوپر
ظاہر مین دعوی مسلمانی کا کرے روزہ نماز بجالاوے اور دلمین اوسکو خدا اور رسول سے کچھ کام نہو سو فرمایا کہ جیسے
کھیتی پانی دینے سے بڑھتی ہے زیادہ ہوتی ہے ویسے ہی راگ سننے سے نفاق دلمین پیدا اور زیادہ ہوتا ہے جو سچا مسلمان ہے

برے کاموں سے باز رہیں تو اللہ تعالیٰ نے مجکو نبی کیا اور مجکو حکم کیا کہ جو باجے تار دار بجتے ہیں جیسے ستار اور طنبورہ اور سرود اور سارنگی اور چکارا اور بین اور رباب وغیرہ ان سبکو دفع کروں اور جو باجے کہ نے کی قسم سے ہیں جیسے بانسلی اور الغوزہ اور مہتانی اور سرنائی اور قرنائی اور ترئی وغیرہ ان سبکو دفع کروں اور بتوں کو دفع اور چلیپا کو دفع کروں اور کفر کی رسمیں جو لوگوں میں رائج اور جاری ہیں انکو دفع کروں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا جیسے حضرت کو بتوں کی اور چلیپا اور ایام جہالت کی رسموں کے مٹانے کا حکم تھا ویسا ہی باجوں کے دفع کرنے اور مٹانیکا حکم تھا کہ لوگوں کو باجے کی چیزیں بنانے اور بیچنے اور رکھنے اور بجانے اور سننے سے منع کریں اور جو کوئی خوشی سے نہ مانے تو توڑ ڈالیں کہ ایسی چیز وں کا دفع ہونا موجب رحمت الٰہی کا اور موجود ہونا باعث غضب الٰہی کا ہے اور فی الحقیقت جس کام کے مٹانے کو اللہ کے رسول آوے وہ کام البتہ غضب الٰہی کا موجب ہوگا پھر اوسمیں شوق الٰہی پیدا ہونا تو کیا امکان ہے اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ عَامِرٍ وَاَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الملاہی والمزامیر میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابی عامر اور ابی مالک اشعری نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے مقرر البتہ ہونگے میری امت میں سے کئی قوم ایسی کہ حلال کرلینگی خز اور ریشم اور شراب اور باجے ف حضرت کا فرمانا سچ ہوا اور ظہور میں آیا کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ آپکو حضرت کی امت میں کہتے ہیں مگر ریشمی کپڑے اور باجا سنا اور بجانا بطور حلال کے استعمال کرتے ہیں ہر بعضے جاہل حلال ہی جانتے ہیں یہانتک نوبت ہوئی کہ نوبت اور نقارے اور تاشے اور مرغولہ اور دائرہ اور ربانہ اور ڈھولک اور بجریے اور جھانجیں اور ستار اور طنبورہ اور سارنگی اور طبلہ اور بین اور رباب اور چنگ اور ارغنون اور چکارا اور ہرچنگ اور بانسلی اور بہتانی اور ترئی اور قرنائی وغیرہ باجے بید شرک بجواتے اور بجاتے اور گانے اور گواتے اور سنتے اور سنواتے ہیں اور کوئی محفل راگ باجے سے خالی نہیں ہوتی نکاح اور ختنہ اور دعوت اور عرس کی محفل ہیں تو رنگ باجے رائج کو مردود واجبات سے جانتے ہیں اور بعضے جاہل پیر زادے اور صورت کے مشائخ راگ سنا عبادت جانتے ہیں اور راگ کی محفل میں ذوق شوق سے جاتے ہیں اور لوگوں کو بلاتے ہیں یہانتک پھر زندے تو درکنار رہا مگر نوبت پہونچی کہ مردوں کو بھی راگ سناتے ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہو چکا کہ راگ باجا شیطانی کام ہے سو وہی شیطان کبھی ان لوگوں کے خیالات میں تصرف کرتا ہے اور ذوق شوق دلاتا ہے یہ نادان اوسکو انوار الٰہی تصور کرتے ہیں یا اوس حال کو کمال جانتے ہیں سبحان اللہ شیطانی کام میں انوار الٰہی کا کیا ذکر جیسے کھوٹے لنڈے میں گوشت کی دھوپ اگر انوار الٰہی ہوتے تو نماز و تلاوت قرآن اور سماعت حدیث میں طاری ہوتے شیطانی کام سے اور انوار الٰہی سے کیا علاقہ اور جس نکاح اور ختنہ میں ایسے باجے راگ

دان مبارکی اور سعادت کا کیا ذکر مگر اتنا معلوم رہے کہ جہاد مین فوجکی خبر کرنیکو طبل بجانا دست اور نکاح مین صرف اتنے واسطے کہ نکاح کا ہونا مشہور ہو جاوے ڈہپ بجا دینا مباح ہے فرض واجب سنت مستحب وہ بھی نہین اور جس مقام پر بہت آدمی ہون اور نکاح ہونا سبکو معلوم ہو تو وہان وہ بھی ضرور نہین غرضکہ یہ سب خرافات ممنوعات ہین اُنکے بچنے ہی سے ایمان کامل ہوتا ہے **دوسرے رسم افتخار بالانساب** ہی کہ لوگون مین خصوص شیخ سید مغل پٹھان پیران مین بالتخصیص پیرزادے مولویون مین بہت رائج اور جاری ہے اور اوسکی قباحت اور برائی کو نہین سوچتے باوجودیکہ یہ سب کو معلوم ہی کہ شیخ سید مغل پٹھان دہنیئے جولاہے ترکاری فروش قصاب موچی تیلی تنبولی چوڑے چمار دولتمند مفلس غریب ولی غوث قطب نیک و بد کافر مسلمان غرضکہ سب آدمی حضرت آدم اور حضرت حوا کی اولاد ہین کوئی نیک ہوا کوئی بد ہوا کیسے پیشہ سے گریگا کیا کیسے مفسدی گری کا کیسے روٹی پکانے کا کیسے کھیتی کرنیکا کیسے کپڑا بُننے کا اور کیسے سینے کا کیسے نے دہونے کا کیسے جوتا بنانے کا کیسے لُہاری کا کیسے سنار یکا کیسے معماریکا اور کیسے گلکاری کا اختیار کیا چنانچہ خود حضرت آدم کپڑا بنتے تھے اور کھیتی کرتے تھے اور حضرت ادریس کپڑا سیتے تھے اور حضرت نوح بڑہئے کا کام کرتے تھے اور حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کھیتی کرتے تھے اور حضرت صالح اور حضرت ہود تجارت کرتے تھے اور حضرت داؤد لُہاری کرتے زرہ بناتے اور حضرت سلیمان پنکھے بنتے بورے ڈلیا بناتے اور حضرت شعیب بکریان بھیڑین پالتے اوس سے اپنی گذران کرتے اور حضرت ابوبکر صدیق بزازی کرتے تھے غرض کپڑا بیچتے اور حضرت عمر فاروق خشت پزی کرتے تھے اسیطرح بڑے چھوٹے سب لوگ اپنی گذران کیواسطے کچھ کچھ پیشہ کرلیتے تھے مگر اصل مین ایک ہی ماباپ کی اولاد تھے جب یہ حضرت آدم کی اولاد ملک ملک مین پھیلی تو ہر کنبہ نے لوگ اپنے اپنے بزرگ کے نام سے مشہور ہوئے پھر اب وہی اونکی ذات ٹھہر گئی چنانچہ حضرت یعقوب پیغمبر کا نام اسرائیل تہا اونکی اولاد بنی اسرائیل اور حضرت اسمعیل کی اولاد بنی اسمعیل کہلائی اور ہمارے حضرت کا لقب سید تہا اُنکی اولاد سید مشہور ہوئی اور حضرت ابوبکر کا لقب صدیق تہا اونکی اولاد شیخ صدیقی کہلائے اور حضرت عمر کا لقب فاروق تہا اونکی اولاد شیخ فاروقی ٹھہرے پھر یمن سے جو شخص فی کسی بزرگ کو اپنا وسیلہ ٹھہرایا وہ اوس بزرگ کی طرف منسوب ہوا اور جو عبدالقادر جیلانی رحمکا مرید ہوا وہ قادری کہلایا اور جو بہاؤالدین نقشبند رحمکا مرید ہوا وہ نقشبندی ٹھہرا اور جو شہاب الدین رح سہروردی کا مرید ہوا وہ سہروردی مشہور ہوا پھر اسیطرح حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی اور امامیہ وغیرہ فرقے ہوگئے پھر انمین سے جب نادان لوگون نے معلوم کیا کہ ہمارے لوگ ایسے تھے کہ لوگ اونکی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور اونکو بڑا سمجھتے تھے اور اونکے کہنے پر چلتے تھے اور ہماری کوئی ویسی تعظیم نہین کرتا اور نکوئی ہم کو ویسا بڑا سمجھتا اور نکوئی ہمارے کہنے پر چلتا ہے اور اپنے آپ کو بھی لوگون کا معتقد بنانا چاہا تو لوگون کے سامنے اپنے ہر لوگون کی بزرگیان اور بڑائیان کرکے اوسپر فخر کرنے لگے کہ ہمارے بزرگ ایسے تھے اور ویسے تھے تاکہ لوگ ہماری ہی ویسی تعظیم کرین اور ہمکو ہی مقتدا اور پیشوا ٹھہرادین حالانکہ اون بزرگون کی بزرگی

اس سبب سے تھی کہ لوگون مین وہ بزرگی کی بات نہی اور نہین وہ بات نہین ۱۵ اونکو اونسے کچھ نہین نسبت ذرا بھی نہین یہ ویسے
جیسے بیٹا نوح کا بیٹھا اب کوئی باپ دادا کی پیغمبری پر فخر کرتا ہے اور کوئی اپنے بزرگون کی ولایت اور کرامت پر غرور رکھتا ہے
اور کوئی باپ دادا کی حکومت پر اور کوئی اگلون کی دولتمندی پر مسرور اور بہرایک اسی سبب سے دوسرے کو ذلیل جانتا ہے گو
کہ وہ دوسرا اس سے افضل ہو مثلاً سید گو کہ خود بدکار ہو مگر اور کسی ذات والے سے اگرچہ وہ متقی اور پرہیزگار ہو وہ سید
آپ کو اوس سے افضل جانیگا کہ ہم پیغمبر کی اولاد ہین حالانکہ ۱۵ انکو اونسے کچھ نہین نسبت ذرا بھی نور سے جیسے دیوان
پیدا ہوا شیخ آپ کو قریش اور صدیق اکبر یا عمر فاروق یا عثمان ذی النورین کی اولاد خیال کرے گا اور وہ سب سے افضل
جانے ہین اگرچہ خود اون بزرگون کی راہ پر نہین چلتے پھرتے ہی اور پھر فخر کرتے ہین اور پٹھان جانتے ہین کہ ہم بنی اسرائیل
ہین ہزارون پیغمبر اور ہزارون بادشاہ اس قوم مین گذرے اور شجاعت اور دلیری اسی قوم سے اکثر ہوتی آئی
ہے اور اکثر ولی اور قطب انہین ہوئے چنانچہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا مزار شاہجہان آباد مین موجود و مشہور ہے تو ان
باتونسے پٹھان اور سب پر فخر کرینگے اگرچہ خود بدکار مفلس نامرد ہی ہون اور مغلون نے جہانگیر مدت سے بادشاہت
اور حکومت ہمارے ہی ان چلی آتی ہے تو اس سبب سے وہ فخر کرتے ہین اگرچہ خود بھیک مانگتے ہون پھر اب یہان تک
نوبت پہنچی کہ اور قوم کی مفلس مسلمان کو اپنے برابر نہین بیٹھنے دیتے اور اگر کوئی دہنیا جولاہا سلام علیک کرے تو مرد
و ناخوش ہوتے ہین کہ اسنے ہم کو اپنے برابر جانا اور پہچانا کہ وہ بھی بھائی ہے ایک آدم و حوا کی اولاد سو یہ فخر کرنا اور
اپنی ذات بہانت کی بڑائی طمطراق سے بیان کرنا اور اپنے آپکو بڑا جاننا اگلے کافرون کی رسم اور قرآن و حدیث سے
ممنوع ہے مگر یہان جو شخص کسی بزرگ کی اولاد مین ہو جیسے سید تو لوگون کو چاہیئے کہ اوسکے بزرگون کے لحاظ سے اوسکی
تعظیم و تکریم کرین پھر اگر وہ نیک ہو تو سبحان اللہ اوسکی تعظیم اور زیادہ چاہیئے اور اگر بدکار گنہگار ہو تو اوسکو خیر خواہی سے
نصیحت کرین اور اوسکو ایسا جانین جیسے قرآن کی سورۂ مسوخ اور اگر اوس سے کفر کے کام و کلام ہون تو اوسکے
کفر مین اور کافرونکے کفر مین کچھ فرق نہین نہ دنیا مین نہ آخرت مین جب یہ معلوم ہو چکا تو اب سنا چاہیئے قال اللہ
تبارک و تعالیٰ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ
عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ حجرات مین کہ اے لوگو ہم نے تمکو پیدا کیا ایک
مرد اور ایک عورت سے اور بنائین تمھاری ذاتین اور گوتین تاکہ آپس مین پہچان ہو معتبر بزرگی اللہ کے یہان اوسکی
بڑی ہے جو پرہیزگار بڑا ہے اللہ سب جانتا ہے خبردار ف یعنے ذات بڑی ہونیسے کچھ آدمی مین بڑائی بزرگی نہین آجاتی
ذاتین صرف پہچاننے اور تعارف کے واسطے ہین بزرگی اور بڑائی اللہ کے نزدیک تقوی کی ہے تقوی بہت جسکو ہے وہ
اللہ کے نزدیک بزرگ ہے اگرچہ کم ذات ہو اور جسکو تقوی نہین وہ اللہ کے ان بزرگ ہی نہین اگرچہ ذات کا بڑا ہو سچی تو یہ ہے
جولاہہ پرہیزگار شیخ سید مغل پٹھان فاسق بدکار سے اچھا ہے پھر بڑی ذات پر مغرور ہونا اور فخر کرنا محض حماقت اور نادانی ہے

سب سے افضل تو ہمین نادان کہلوا کر
اگر کوئی بہکا کر شیطان اوسکو
نادرست دعا مانگے تو ہمین فاضل
سجدہ خالق ہی اونکو ہے
قدرت و موفق خیر و ہدایت ہے دعا
سب انسانون کی رشد و ہدایت
مانگنے والی بات ہے دعا
مانگنے حق ہے جو چاہے دعا کرے
۱۳۴
دن جسکو فضل کہتے ہین جب
کرنا اور اوسکی اولاد کی بہت تعریف
جب تک جسکا جیتا رہے مدح خدا
جو قرآن مین حکم خدا
جو نہ مانے نقطہ چار ہے
ہر کسی کو جو ہر ایک سے بہتر جانے
ہر کسی کو جو ہر ایک سے بہتر جانے
یہ ہی ایمان ہے جسکا ہر ایک
ہر کسی کو جو ہر ایک سے بہتر جانے
جو ہر ایک سے بہتر ہے سب کا ایمان
یہ بارہ شرطون کی تکرار ہے

اسمقام پر بعضے یون شبہ کرتے ہین کہ ذات پات کا کچھ مرتبہ نہین ہی تو شریف غیر کفو سے نکاح منع ہوا اور بڑی ذات والے کم ذاتون سے کیون نہین رشتہ ناتا کرتے سو یہ شبہ غلط ہی کہ کفو کا اعتبار صرف اسواسطے ہے کہ مرد اور عورت مین موافقت رہے اور گھر مین فساد نہ پڑے اور اگر کسی رشتہ مندی باغیر شخص نے کسیکی نابالغ لڑکی کا نکاح اوسکے باپ وغیرہ قریب کی غیبت مین کسی فاسق بدکار یا محتاج یا رذیل پیشہ والے کیساتھ کردیا ہو اوسکے باپ یا قریب کو خبر ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ اوس عورت کا نکاح فسخ کردے اور اگر عورت بالغہ اپنا نکاح کسی غیر کفو سے آپ کرلے تو اوسپر کسیکو اختیار نہین کہ فسخ کرے تو اسسے کچھ ذات کی بڑائی نہین ثابت ہوتی ہی اور کفو مین جیسا لحاظ ذات کا ہی ویسا ہی لحاظ دینداری اور مالداری کا بھی ہی اور سوا اسکے ذات کا لحاظ مسئلہ کی رو سے صرف عرب کی لوگونکے واسطے ہی سو اعرب کے اور کیسکے واسطے نہین اور اس مقام پر مقصود یہ ہے کہ وہ اپنی ذات پات کی بڑائی اور بزرگی پر فخر نکرے کہ یہ ذات پات محض کمی چیز ہے قال اللہ تعالیٰ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نی یعنے سورۂ مومنون مین پھر جب پھونکا جائے صور تو نہین رہین اُسدن نا آپسمین پوچھناف یعنی قیامت کی روز کیسکے نسب اور ذات پات کا لحاظ نکیا جاویگا اور نکوئی کسیکو پوچھیگا پھر یہ جو لوگ جانتے ہین کہ ہم سید اور شیخ اور فلانے فلانے بزرگون کی اولاد ہین روز قیامت کو ہماری بڑی عزت ہوگی ہمارے بزرگون کے سبب اور جو ہمارے سگے ہونگے وہ ہمارے باپ دادے بخشالین گے پھر ہم اپنے مریدون شاگردون کو بھی دوزخ سے بچالین گے سو یہ بات غلط ہے وہان نسب کا لحاظ ہی نہ ہوگا اور نسبات پات کا علاقہ جاتا رہیگا تو نسب اور ذات پر فخر کرنا محض نادانی ہی وقال اللہ تعالیٰ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ وَلَا یَتَسَآءَلُوْنَ فرمایا اللہ صاحب نی سورۂ والنجم مین کہ پس کہو اپنی ستھرائیان ف یعنے محض بلی عیب ذات خدا کی ہی ہر آدمی مین کچھ کچھ عیب تھوڑا بہت لگا ہے پر اپنی ستھرائی یعنے بڑائیان کرنا کہ ہم ایسے ہین اور ایسے ہین ہمارا باپ ایسا تھا اور دادا ایسا تھا یہ جی قال اللہ تعالیٰ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نی یعنے سورۂ والنجم مین کہ نہ اوٹھاویگا کوئی اوٹھانیوالا بوجھ دوسرکا اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو خود کمایا اور یہ کہ اوسکی کمائی اب اوسکو دکہائی جاوے گی پھر اوسکو بدلا دیا جائیگا بدلا اوسکا پورا ف یعنے کوئی کسیکا بوجھ نہ اوٹھاویگا جیسے دنیا مین تقصیر وار کے بدلے دوسرکو سزا نہین ہوتی ہر شخص جو کمائی کرے گا وہی اوسکو ملیگا جیسی کرنی ویسی بھرنی چونیسے کیون نہین جیتے اور آدمی جیسے کام کرینگے ویسے ہی اوسکے ساتھ آوینگے اپنا کیا آگے آوے جب مرجاینگا کہ یہ کام میرے کئے ہوے ہین تب اوسکو اوسکے موافق پورا بدلا ملیگا تو معلوم ہوا کہ جیسے دنیا مین چوری کرکے دوسرا سزا پاتا ہی کسی شیخ سید کے بدلے کوئی چار چور مرجاتے نہین ہان اگر کسی کا اولاد کیساتھ قصور ہے ہان باپ کے مرنے سے اولاد پیٹے نہین بھر ماں باپ پر اُستاد کے پڑھنے سے اولاد کا مارنا یا شاگرد کا گرمی جاڑا نہین جانا باپ کے یا پیر اُستاد کا مولوی درویش شیخ اولاد اور مرید اور شاگرد عالم درویش نہین ہوجاتے ویسے ہی عاقبت مین کسیکے گناہ ماں باپ یا پیر اُستاد اور شاگرد

اور مرنیکی گناہ پر اسطرح پر دلیر ہو جائینگے اور جیسی دنیا میں کمائی کی ہوگی ویسی ہر ایک آدمی اپنا کیا ہیگا تو دنیا میں ایسا کسی پر
بہروسہ کرنا اور فخر کرنا کہ میرا دادا یا باپ یا چچا یا ماما یا استاد یا پیر ایسا عالم اور ایسا درویش کامل تھا اور اُسنے فلانی فلانی کرامتیں
ظاہر ہوئیں محض بیجا اور نادانی ہے اپنا عمل اچھا چاہیے ۵ حسن بطلوہ اگر ما کا دوچند ہا زشت روسے نازیک ہولیں
مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَطَّاَ بِہٖ عَمَلُہٗ لَمْ یُسْرِعْ بِہٖ نَسَبُہٗ ترجمہ کے کتاب العلم
لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکا عمل دیر کریگا اسکا نسب
جلدی نہ کریگا ف یعنے دنیا و آخرت میں آدمی کا عمل کام آتا ہے ذات پات کام نہیں آتی کیسی ہی ذات پات کا بڑا ہو عالیخاندان
اور کام بُرے ہوں وہ کوڑی کے کام کا نہیں اور کیسا ہی کم ذات ہو گر ذو فنون ہر بالی کارگذار ہو سب جگہ عزیز ہوتا ہے
باوجودیکہ غلام تھے مگر کام کے سبب اللہ کے ہاں مقبول ہوئے اور ابوجہل باوجودیکہ قوم میں نجیب تھا مگر ناکامی کے سبب بُرا
ٹھہرا ہلال رفعکی کمذاتی نے اثر نکیا اور ابوجہل کی نجابت و شرافت پیش نہ گئی ابوجہل نے نیک کام میں دیر کی تو اوسکے نسب نے
اوسکی نجات کیواسطے جلدی نکی تو معلوم ہوا کہ ذات بمعنے محض اندھیر ہے بیکار کہ نہ دنیا میں اوس سے کچھ کام نکلے اور نہ
آخرت میں پس پر فخر کرنا محض نادانی ہے بلکہ بڑی ذات بمعنے نجابت کو موجب غرور و تکبر کا سمجھکر کبھی ہرگز ایسا خیال بھی نہ کیا چاہیے مسلمان کو
مسلمان ہونا کیا تھوڑا فخر ہے جو اور فخر چاہیے اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ لَا یَتْرُکُوْنَھُنَّ اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ
وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّیَاحَۃُ ترجمہ مشکوۃ کی باب البکا اہل المیت میں لکھا ہے
کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابومالک اشعری نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں میری امت میں جاہلیت کے
کاموں سے ہیں کہ نہ چھوڑینگے لوگ بڑائیاں کرنے اپنے خاندانکی خوبیوں کی اور باتیں مارنا لوگونکی ذاتوں پر اور پانی مانگنا
نچھتروں سے اور مردے پر آواز سے رونا ف یعنی کفر کی یہ چار ہیں مسلمانوں میں بھی جاری ہیں کہ لوگ اونکو نہیں چھوڑتے
ایک یہ کہ اپنے بزرگوں کے کاموں پر اور اپنی امیری و دولتمندی کے مالوں پر فخر کرنا کہ ہمارے فلانے بندگ ایسے تھے کہ لوگ
یوں کہا اور ایسا ہوا اور فلانی ہمارے ایسے سپاہی شجاع تھے کہ اونہوں نے یوں کیا اور فلانے ہمارے ایسے بڑے امیر اور
دولتمند تھے فلاں فلاں کام کیا دوسرے یہ کہ اوروں کی نسب ذات پر طعن کرنا اور حقارت اور برائی بیان کرنا کہ فلانے کا پردادا غلام
تھا اور فلانے کی نانی فلانیکے گھر کی اصیل نہیں یا لونڈی تھی یا باہر سے آئی تھی تیسرے تارون سے پانی مانگنا یعنے یوں سمجھنا
کہ فلانا نچھتر فلانی جگہ پر اوگا تب ہی پانی برسیگا اور یوں کہنا کہ ہمکو پانی دے چوتھے مردے پر آواز سے رونا اور اوس کے
بیان کرنا کہ ایسا تھا اور ویسا تھا سو یہ چاروں رسمیں اگلے کافروں کی تھیں کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ لوگ بسبب جہل
کے اونکو نہیں چھوڑتے تو مسلمان کو چاہیے کہ ان باتونکو بالکل ترک کردے بڑی عبرت کی بات ہے کہ مسلمان ہو کر آدمی
کفر کی رسم اختیار کرے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

دوست ہمدرد نصیحت یاد کہہ، صبر سے تو جان دکھو شمار کہہ، خاطر اپنی حرص سے آزاد رکھہ، کچھہ شکایت لب پہ نہ فریاد رکھہ، اگرچہ فاش ہر کوئی درد دارے

اَیُّ النَّاسِ اَکْرَمُ قَالَ اَکْرَمُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰاھُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْاَلُکَ قَالَ فَاَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰہِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰہِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰہِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰہِ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْاَلُکَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِیْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِیَارُکُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا ترجمہ مشکوۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پوچھا گیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ کون آدمی زیادہ بزرگ ہے فرمایا کہ سب سے بزرگ اللہ کے نزدیک زیادہ ہے جو پرہیزگار زیادہ ہو لوگوں نے عرض کیا ہم یہ بات آپ سے نہیں پوچھتے فرمایا پھر سب آدمیوں سے زیادہ بزرگ یوسف ہے اللہ کا نبی بیٹا اللہ کے نبی یعنے یعقوب بیٹے اللہ کے نبی یعنے اسحاق بیٹے اللہ کے نبی خلیل اللہ کے یعنے ابراہیم کے عرض کیا ہم نہیں پوچھتے تو فرمایا کہ عرب کی جڑ کا حال پوچھتے ہو عرض کیا ہاں فرمایا کہ جو شخص کہ کفر کی حالت میں اچھا تھا وہ اسلام کی بھی حالت میں اچھا ہے جب واقف ہو جاوے مسئلہ کا **ف** یعنے آدمی میں بڑائی یہی ہے یا آدمی متقی پرہیزگار ہو یا پیغمبر ہو خصوصاً پشتینے پیغمبر جیسے حضرت یوسف کہ خود پیغمبر حضرت یعقوب انکے باپ پیغمبر حضرت اسحق انکے باپ پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ انکے باپ پیغمبر یا آدمی اپنے عادات و اخلاق میں نیک ہو مسائل کا عالم غرضکہ بڑائی آدمی میں علم کی اور پرہیزگاری کی اور ہوت پیغمبر بھی ہے سوا اسکے اور نسب خاندان کی بزرگی پر مغرور ہونا اور فخر کرنا محض نادانی ہے اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَلَا یَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ ترجمہ مشکوۃ کی باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ عیاض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے حکم کیا مجکو کہ عاجزی کرو بقدر کہ فخر نکرے کوئی کسی پر اور نہ بڑائی کرے ایک ایک پر **ف** یعنے آدمی ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے پھر آخر سبکو خاکمیں ملنا ہے اور اصل میں ہی خاک سے ہی پیدا ہوئے پھر ایکدوسرے پر فخر اور اپنے باپ دادے کی اور اپنی قوم کی بڑائی کرنا عیب ہے بلکہ عجز و انکسار جسقدر ہو سکے اوسقدر بہتر ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَنْتَھِیَنَّ اَقْوَامٌ یَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَائِھِمُ الَّذِیْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا ھُمْ فَحْمٌ مِنْ جَھَنَّمَ اَوْ لَیَکُوْنُنَّ اَھْوَنَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِیْ یُدَھْدِہُ الْخِرْءَ بِاَنْفِہٖ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَذْھَبَ عَنْکُمْ عُبِّیَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَفَخْرَھَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا ھُوَ مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَفَاجِرٌ شَقِیٌّ کُلُّکُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ ترجمہ مشکوۃ کی باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ ترمذی اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ لوگوں کو چاہئے کہ باز آویں مری سے باپ دادوں پر فخر کرنے سے کہ وہ تو کوئلے ہے دوزخ کے یا ہو جاوینگے ناکارے زیادہ اللہ کے نزدیک گبروری سے جو ڈکا ناپاک گوبر اپنی ناک سے اللہ نے تو دور کی نخوت تم سے کفر کو وقت کی اور دور کیا باپ دادوں پر فخر کرنا آدمی یا تو مؤمن متقی پرہیزگار ہوگا یا گنہگار ردیکردار ہوگا سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا **ف** یعنے اصل میں سب آدمی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں پھر انکو غرور اور تکبر کیوں چاہئے اور علاوہ اسکے سبکے سب ایک باپ حضرت

آدم کی اولاد ہین برابر کی بھائی بھائی ہین ایک کو دوسرے پر فخر کرنا بیجا ہی اور اسبات پر فخر کرنا کہ ہمارا باپ ایسا تھا یہ بھی بیہودہ
اسواسطے کہ باپ دادون مین کچھ بھلے لوگ کافر بھی گذرے کہ وہ دوزخ کو چلے تھے پھر ایسے باپ دادون پر فخر کرنا حماقت ہے
بلکہ ایسے باپ دادون کا نام لینا موجب ہتک اور عار کا ہی سو حضرت نے فرمایا کہ لوگون کو چاہئے کہ اس فخر کرنے سے باز آوین
اور نہین تو اللہ کے نزدیک ایسے حقیر بیقدر ہوجاوینگے جیسے گوبر کا کیڑا کہ گوبر کو اپنی ناک سے ڈھکاتا پھرتا ہی سو لوگ جانتے
ہین کہ ہم اپنی بڑائی کرنے سے کچھ بڑے ہوتے ہین مگر حقیقت مین اللہ کے نزدیک نہایت بیقدر اور ذلیل ہوجاتے ہین
اور اپنے بزرگون پر فخر کرنا گلے کافرون کی رسم ہی کہ اللہ نے اس دین سچے اور سکو دور کیا اور مسلمانکو اوس سے منع کیا
اب یہی باتین باقی ہین کہ یا تو آدمی مومن ہوگا پرہیزگار یا کمبخت ہوگا گنہگار مومن کی واسطے پرہیزگاری کا فخر کافی ہے
اور گنہگار کی لئی بدکاری کی کمبختی بس ہی اخرج الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الحسب المال والکرم التقوی ترجمہ مشکوۃ کی باب المفاخرت مین لکھا ہی کہ ترمذی اور ابن ماجہ نے
ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسب مال ہی اور کرم تقوی ہی ف یعنے کرم اور بزرگی جو
ہے سو تقوی ہی اور پرہیزگاری ہی جو پرہیزگار ہو سو بزرگ ہی کسی ذات کا ہو اور جسمین تقوی نہین وہ بزرگ اور بڑا نہین
کسی ذات کا ہو اور جسمین جو ہے سو مال ہی اگر آدمی مالدار ہو پھر اوسکی کوئی ذات نہین پوچھتا اور محتاج مین عیب نکالتے ہین
اخرج احمد والبیہقی فی شعب الایمان عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انسابکم ہذہ لیست بسبۃ علی احد انتم بنو آدم طف الصاع لم تملؤہ لیس لاحد
فضل الا بدین او تقوی کفی بالمرء ان یکون بذیا بخیلا فحشا ترجمہ مشکوۃ کی باب المفاخرت مین لکھا ہی کہ
امام احمد اور بیہقی نے ذکر کیا کہ عقبہ بن عامر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ذاتین تمہاری اسواسطے نہین
ہین کہ اور لوگون پر اکہو تم سب اولاد آدم ہو آدم کی بنفسانین ایکدوسرے کے برابر کسیکو دوسرے پر بڑائی نہین مگر دیندار
پرہیزگاری کی کفایت کرتا ہی آدمی کو یہی وہ بدزبان بخیل ہو ناف یعنے کسبکا نسب برا نہین جو اوسپر طعن کیجئے اور کسیکا
نسب افضل نہین جو وہ اپنے آپکو افضل اور بڑا جانے سب حضرت آدم کی اولاد ہین اگر ایک مین کچھ نقصان ہی تو دوسرے مین
بھی وہی نقصان ہی مگر ان جو لوگ دیندار پرہیزگار ہین وہ لائق اچھے ہین اور جو لوگ بدزبان بخیل ہین وہ البتہ برے ہین
پھر کسی قوم مین ہون اسمقام پر یاد رہے کہ لوگ دو باتون پر اکثر طعن کرتی ہین ایک کسیکی اگلی پشت مین اگر کوئی غلام تھا
یا کسیکی نانی دادی اگر لونڈی رہی تھی تو اوسپر طعن کرتی ہین اور ذلیل وحقیر جانتے ہین اور اپنا فخر کرتی ہین سو یہ بات محض
بیہودہ ہی اسلیئے کہ اگر پیغمبر حضرت اسمٰعیل کو لوگون نے بیچا تو وہ ایک کافر کے غلام بنے اور پھر ایکبار اونہین کسی وقت مین فحطہ پڑا
سات برس تک اور سوقت مین ساری مخلوق ایکدوسرے کا ناتہ بیچ کھاتی تھی اور ایکدوسرا غلام ہوگیا تھا تو اوسکے دادے
سکڑدادے غلام ہوچکے ہین اور علاوہ اسکے حضرت اسمٰعیل پیغمبر کی نانی بی ہاجرہ باندی تھین سو اونہین کی اولاد ہی

ن چکا تو نکر تو ابراہیم کا باگ مین پہنکا ہتا اوسکو بیخطا بہ ذبح اسمعیل کا پہر غم ہوا ہ ماتہہ سے بیٹے کا گنوایا گلا ہ حکم برداری مین برخوردار ہے ہ

تمام قریش مین اور بنی شہر بانو ہی حضرت امام حسین رہنکی زوجہ ایسی ہی آئین تین جہاد مین پکڑی ہوئی پہر جو کوئی کسیکے غلام لونڈی ہونے پر طعن کرے وہ گویا اپنے بزرگون پر طعن کرتا ہی اور دوسری طعن کا سبب یہ ہوتا ہے کہ بعضے پیشہ والون پر لوگ طعن کرتی ہین اور پہلے معلوم ہو چکا کہ حضرت آدم علیہ السلام کپڑا بنتے کہتی کرتے تھے تو اب جو کوئی کسی پیشہ سبب طعن کری اور جولاہے کے پیشہ کو حقیر سمجھے وہ گویا حضرت آدم کے پیشہ کو حقیر سمجھتا ہے اور جو کوئی بجارت پیشہ کو حقیر جانے وہ گویا حضرت ہود و صالح کے پیشہ کو حقیر جانتا ہے اور جو کوئی درزی کی پیشہ کو حقیر جانی وہ گویا حضرت ادریس کے پیشہ کو حقیر جانتا ہی غرضکہ سبطرح بڑھئی اور لوہار اور خشت پزی اور کھیتی وغیرہ اکثر پیشہ انبیاء اولیاء سے ہین ان پیشہ کو حقیر سمجھنا گویا معاذ اللہ انبیاء اولیاء کو حقیر سمجھنا ہی اور طرفہ بات یہ ہی کہ لوگ غلام لونڈی ہونیکو اور اہل پیشہ کو حقیر تو سمجھتے ہین جب غلام لونڈی یا بنیے جولاہے چوڑھے چمار غرضکہ کوئی خوص ہوا اوسکے پاس جب پیسہ بہت ہو جاوے یا حکومت آگین کے ملجاوے پہر کوئی اوسکے غلام ہونے پر طعن کرتا ہی کوئی اوسکے باپ دادا کے پیشہ کو برا کہتا ہی اور مفلس سو تو اوسمین ہزار عیب نکالینگے کو موجود ہو جاتے ہین حالانکہ جتنے دنیا مین آدمی ہین سلطان اور غلام امیر آقا اور نوکر اور حاکم اور محکوم اور رعایا اور زمیندار اور چوڑھے اور چمار سب ایک باپ حضرت آدم اور ایک ماں حضرت حوا کی اولاد ہین پہر ایک کو دوسرے پر ذات پات کی بڑائی اور نیچی کا سمجھنے لگی اور آدمی اگر آپ بزرگون کی وضع کے برخلاف ہو پہر سنہ گونگا ذکر کری اور اُن بزرگون کے فخر کرے تو از بس بیغیرت اور بیحیا ہے چنانچہ اسمضمون کو ایک بزرگ نے کیا خوب بیان کیا ہے۔ **مثنوی**

آپ تو فضل و ہنر سے ہین بری	نام مین جہاد کا پر ہ گھسری	فخر سے کرتا ہی کوئی یون بیان	مجھے مرے دادا حضرت تھے فلان
کوئی کہتا پیرزادہ ہون قدیم	خواجہ زادہ ہون کوئی کہتا ہی	قاضی زادہ کوئی کہتا آپ کو	کوئی بتلاتا ہے مفتی باپ کو
مولوی صاحب بڑے مشہور عالم	کوئی کہتا ہی چچا میرا لکانام	کوئی کہتا شیخ صدیقی بیان	صدقی کی پر یو نہین آتین عیان
کوئی فاروقی پہ ہی نازان بشر	باطل و حقین نہین فاروق مگر	کوئی ذی الشوبین پر مغرور ہے	خود نخا چلم سے بے نور ہے
کوئی بنتا حیدر و زہرا کا نام	زہد و تقوی سے نہین کچھ کام کا	ہیکسو فاری ہونے پہ خبط	گو کہ اوسکو کچھ نہین قاری سے ربط
خود معین الدین چشتی ہے نماز	پر معین الدین مین چشتی پر ہے ناز	نقشبندی ہے کوئی نقشبند	بند ہے ہر نقش کا پر خود پسند
ہے عوارف سے کچھ عارف مگر	نام کر تا ہے وردی نام پر	نام سی انکے فقط تو شاد ہین	صورت و سیرت سے گو آزاد ہین
باپ ایک جاہل کا ہو فاضل بیٹا	فضل ہے اوسکے اسی کہتر کا	رشت رو سے نازکب ہو یہ پسند	حسن بسلادی اگر ما کا دو چند
آتش روشن کا ہے یہ دو رنگ	گرچہ ہے آتش سے پیدا بید رنگ	ہر چند اسکی جزئیات بہت ہین مگر خوف طوالت طبع سامع	

حوالت سے مانع ہی لہذا بسقدر پر کفایت کی مختصر کہ اسقدر ہی سمجھ کیواسطے کافی ہی اب معلوم کیا چاہیے **تیسری رسم** **افراط التعظیم** یعنے آپس مین ایکدوسرے کی تعظیم زیادہ کرنی کہ یہ رسم نہایت کثرت سے رائج ہی اور اوسکی برائی خیال نہین آتی حالانکہ بعضی تعظیمین ایسی ہین کہ اونکے کرنیسے خدا کی بی ادبی ہوتی ہی یا بیغمبر پر طعن ہوتا ہی مثلاً سجدہ خدا کیواسطے ہے

پھر اور کسیکو سجدہ خدا کی بی ادبی ہی یا مثلاً رکوع کرنا اور ہاتھہ باندھکر چپ چاپ کھڑے رہنا نماز مین خدا کیواسطے
مقرر ہی اور سارے جہانکا پیدا کرنیوالا بادشاہ ہونیکا بادشاہ وہی ہی بندگی عبادت کرنا اوسیکو چاہیے اور غریبون کا پالنے والا
ساری خلقت کا حق حق انصاف کرنیوالا عالم غیب کا وہی ہی پھر اوسکیے سلام مین جھکنا یا اوسکیے سامنے ہاتھہ باندھکر کھڑے
ہونا اور کسیکو مالک الملک شاہنشاہ کہنا یا لکھنا اور کسیکو بندگی کہنا غریب پرور عادل زمان رفیع منصفہ کہنا یا لکھنا یا مثلاً
اوسکو کعبہ مقصود پر ستار کہنا اور کسیکو خداوند خدا یگان قبلہ وکعبہ وجہان کہنا خدا کی بی ادبی ہی پھر اب یہانتک نوبت پہنچی کہ
لوگ کافر ہونکو اور فاسقونکو ایسے الفاظ کہنے لگے اور لکھنے لگے اور نہایت جھک جھک کر سلام کرنے لگے یا مثلاً یون
سمجھنا کہ چھوٹے اگر بڑون سے السلام علیکم کہین تو بی ادبی ہی تو رسول خدا صلعم کی جناب مین بی ادبی ہوگئی اسواسطے کہ
السلام علیکم کہنا اونکی سنت ہی تو اس سنت کو معاذ اللہ بی ادبی سمجھنا تو اس سے ایمان ہی سلامت نہ رہا پھر
اسیطرح اور ہزارون باتین رائج ہین جیسے کسیکو لکھنا کہ بعد ادای آداب عبودیت و بندگی یا آپکا خط کا لوحی
من السما یا حکم قضا توام آیا یا آپ ضمیر آگاہ مین آپ پرسب کچہہ روشن ہی اور تم مالک ہو چاہو سو کرو مین غلامان غلام
ہون فدوی خیر خواہ ہون یا کسیکو دیکھا اوٹھہ کھڑے ہونا یا کسیکے پانو پر گر پڑنا یا پانو چومنا قدم چومنا یا لفظ و سر زمین
کسیکی جھوٹی جھوٹی تعریفین لکھنا یہ باتین بیہودہ ہین قرآن و حدیث مین ممنوع مسلمان کو چاہیے کہ ان باتونکو ترک کری سیدھا
سچا رویہ اختیار کرے اور جو شخص جس مرتبہ کا ہو اوس مرتبہ سے زیادہ اوسکو نہ بڑھاوی قال اللہ تعالیٰ وَاَقِیْمُوا
وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ برات مین کہ
پھر اگر توبہ کرین اور قایم کرین نماز اور دیوے زکوۃ تو تمہارے بھائی ہین حکم شرع مین ف اس آیت مین مسلمانونکو
حکم ہے کہ جو آدمے بُرے کامون سے توبہ کری اور باز آوی اور نماز پر قایم ہو اور زکوۃ دیتا ہو اوسکو اپنا بھائی سمجھو یعنی اوسکے ساتھ
ایسا معاملہ کرو جیسے بھائیون سے معاملہ کرتے ہین تو یہ ہے کہ اگر وہ نہایت متقی و پرہیزگار ہو تو اوسکو ایسا نہ جانے کہ جیسا بڑا اچھا ہے
اور بھائیونسے ایسا معاملہ ہوا کرتا ہے کہ اونکو نہ کوئی سجدہ کرے نہ ہاتھہ باندھکر اونکے سامنے کھڑا ہو نکو کوئی رکوع کری نہ مالک الملک
شاہنشاہ قبلہ عالم جہان پناہ غریب پرور کہیں اور نہ آپ کو اوسکا بندہ اور فدوی کہی اور نہ اوسکے واسطے بندگی چاہیے بلکہ
السلام علیکم کہنا چاہیے اور ملے تو مصافحہ کری اور اگر کہین سفر سے آیا ہو تو معانقہ کری پھر قدم چومنا اور پانو پر گرنا اسکے خلاف ہے
اور یہ بھی اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص گناہ کرتا ہو یا ترک نماز ہو یا زکوۃ نہ دیتا ہو تو اوسکو اپنے بھائی برابر نہین جاننا
چاہیے گو کہ حقیقی بھائی ہو کافر فاسق کی وجہ سے تو کچھہ بھی تعظیم نہ چاہیے بلکہ اوسکی تحقیر اور اہانت چاہیے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُؤْمِنُوْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ برات مین کہ ایمان والے مرد اور عورتین
ایکدوسرے کے مددگار ہین ف اگر کسی مسلمان کو کسی مسلمان سے کچھہ فائدہ پہنچے تو اوسکو یون سمجھے کہ اصل فائدہ پہنچانیوالا اللہ ہے
یہ مسلمان صرف مددگار تھا دست کہ بسبب دست دستگی اونسے بھی مدد کی پھر اسکو خداوند خدا یگان فیاض زمان مالک اصل فیاض

غریب پردیسی سمجھنا یا کہنا اوسکی شکر گذاری میں سر جھکا کر اوسکو سلام و مجرا کرنا تو کیا ذکر ہی یہ خواہ وہ حاکم وقت ہو خواہ زمیندار خواہ آقا ہو یا میاں ہو کیسے واسطے نہیں درست یہ ہر جب مسلمان حاکم اور مسلمان زمیندار اور مسلمان آقا اور مسلمان میاں کیساتھ ایسے کام کرنا درست نہوں اور اُسکا درجہ بدرگار سے زیادہ بڑھانا نہ چاہئے تو کافر حاکم اور کافر زمیندار اور کافر آقا اور کافر میاں سے محکوم اور رعایا اور نوکر اور غلام کو تو ایسا معاملہ کرنا اور بھی برا ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ترجمہ یہ بایا اللہ صحانی یعنی سورۂ حجرات میں کہ مسلمان تو سب بھائی ہیں ف تو جو شخص مسلمانی کے کام ہیں بڑا بھی وہ ایسا ہی جیسا بڑا بھائی اور چھوٹا بننے کے کام ہیں چھوٹا وہ ایسا ہی جیسا چھوٹا بھائی اور جو مسلمان نہیں وہ بھائی نہیں خواہ بادشاہ ہو خواہ امیر خواہ حاکم ہو خواہ فریر خواہ مولوی مفتی ہو خواہ مشائخ و پیر خواہ دنیا دار ہو خواہ فقیر بھائی سے زیادہ مرتبہ کسیکا بھی نہیں ہر جب مسلمان کیواسطے یہ بات ہے تو کافر کو ایسا سمجھنا چاہئے کہ جیسے گدھے کتے کو جانتے ہیں یا چوڑھے چمار کو سمجھتے ہیں اخرج الترمذی عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الرَّجُلُ مِنَّا یَلْقٰی اَخَاہُ اَوْ صَدِیْقَہٗ اَیَنْحَنِیْ لَہٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَیَلْتَزِمُہٗ وَیُقَبِّلُہٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَیَاْخُذُ بِیَدِہٖ وَیُصَافِحُہٗ قَالَ نَعَمْ ترجمہ مشکوۃ کی باب المصافحۃ والمعانقہ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کوئی مسلمان جو ملاقات کرتا ہے دوسرے مسلمان سے یا دوست اپنے سے کیا جھکے اوسکے لئے فرمایا نہ تو پوچھا کہ بھلا پھر لپٹ جاوے اوسکو اور چوم لے اوسکو فرمایا نہ۔ پوچھا بھلا ہاتھ پکڑے اوسکو اور مصافحہ کرے اوس سے فرمایا ہاں ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے بھائی سے یا اور کسی مسلمان سے اور دوست سے جو ملاقات ہو تو سوا مصافحہ کے اوسکو جھک کر سلام کرنا اور لپٹ جانا اور اوسکے ہاتھ کو یا پاؤں کو یا پیچھے کو بوسہ دینا نہیں درست یہ کام کافر اور منافق کیواسطے تو بدرجہ اولی یہ کام منع ہے اخرج الترمذی عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْہِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلْعَمْ وَکَانُوْا اِذَا رَاَوْہُ لَمْ یَقُوْمُوْا لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاھَتِہٖ لِذٰلِکَ ترجمہ مشکوۃ کی باب القیام میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ نہ تھا کوئی شخص محبوب زیادہ پیغمبر خدا صلعم کے اصحابوں کے نزدیک اوسکے جب کہ دیکھتے تھے حضرت کو کھڑے نہیں ہو جاتے تھے اسواسطے کہ سمجھتے تھے ناخوشی حضرت کی اسمیں ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کیسکی تعظیم کیواسطے کھڑے ہو جانے سے ناخوش ہوتے ہے تو یہی بات سمجھکر اصحاب بھی حضرت کو آتے ہوئے دیکھکر کھڑے نہیں ہو جاتے تھے یہ جو بات حضرت کو بری لگتی ہو اُسبات کو اور مسلمان کیوں پسند کرے اور برخلاف عادت اصحاب کے کیوں رسم جاری کرے مگر مان جگہ خالی کرنیکے واسطے یا کسی بزرگ کے استقبال کیلئے اٹھنا اور بات ہے ف اٹھکر کھڑے ہونے کو تعظیم سمجھنا اور بات ہے اخرج الترمذی وَابُوْدَاؤُدَ وَلَفْظُ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلْعَمْ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّمْثُلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ترجمہ مشکوۃ کی باب القیام میں لکھا ہے کہ ترمذی اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ معاویہ نے نقل کیا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کی طرح کھڑے رہیں لوگ اوسکے روبرو سو ٹھیرا وے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ف یعنی جو شخص چاہے کہ اوسکے روبرو لوگ ہاتھ باندھکر ادب سے کھڑے رہیں نہ بیٹھیں نہ جلیں نہ اِدھر اُدھر دیکھیں بلکہ

کنت ظالم لو کی استغفار ہے
اوتکا و بیان آجکل کی بات ہے
۱۴۱
بجھکے مومن خدا غفار ہے

تصویر کی طرح بجاوین فوہ شخص دوزخی ہی تو معلوم ہوا کہ کسی محض تعظیم کیواسطے اوسکے روبرو ادب سے کھڑے رہنا درست نہین
اور جسکو یہ پسند ہو وہ دوزخ ہی کا طرح ابوداؤد عن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا
علی عصا فقمنا الیہ فقال لا تفعلوا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضھم بعضا ترجمہ مشکوۃ کی باب القیام مین لکھا
ہے کہ ابوداؤد نی ذکر کیا کہ ابوامامہ نی نقل کیا کہ باہر آئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ٹیکی لگائے ہوئے لاٹھی پر تو ہم کھڑے ہوگئے انکی
تعظیم کے لئے سو فرمایا کہ نہ کھڑے ہو جایا کرو جیسے کھڑے ہو جاتے ہین عجمی لوگ تعظیم دیتا ہی بعضا بعضے کو ف عجمی لوگ بڑے تو بڑے کو
دیکھکر انکی تعظیم کو اٹھکر کھڑے ہوتے ہین چنانچہ اب بھی ان ملکون مین یہی معمول ہی سو حضرت نے اس کھڑے ہو جانے سے منع فرمایا
جیسا پہلے ترمذی کی حدیث سے کسی محبت کے سبب تعظیم کو کھڑے ہونا منع معلوم ہوا اس حدیث سے کسی بڑے آدمی کیواسطے کھڑا ہونا منع
معلوم ہوا پھر نہ ابوداؤد عن مطرف بن عبداللہ بن الشخیر قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا انت سیدنا فقال السید اللہ قلنا وافضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا قولکم او بعض قولکم ولا یستجرینکم الشیطن ترجمہ مشکوۃ کے
باب الفضائل مین لکھا ہی کہ ابوداؤد نی ذکر کیا کہ مطرف نی نقل کیا کہ مین اپنی عامر کی ایلچیون کے ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
پہنچا تو ہم نی کہا کہ تم ہمارے سردار ہو تو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہی ہی پھر ہم نی کہا کہ تم ہمارے بڑے ہو بزرگی مین اور بڑے بخشی ہو فرمایا جو چاہیے
اسطرح کا کلام کہو یا اس سے بھی ہلکا ہوا کلام کرو اور تمکو کہین بدو ادب نکر دی شیطان ف جیسے کسی بزرگ کی تعریف مین زیادہ پہنچا کر
بولا کرو اور چونکہ بزرگی ہی تعریف ہوا در سچی ہو تو اوسکا مضائقہ نہین مگر اوسمین بھی اختصار ہی کرو تو اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ یہ جو لوگ بزرگون کی یا بڑے آدمیون کی تعریف مین کہا کرتے ہین کہ تم ہمارے مالک ہو زمانہ کی سردار ہو جہان پناہ ہو مدار المہام
داتا ہو معبود ہو غریب پرور ہو قاضی القضات ہو ولی نعمتین کیے واسطے کہنا درست نہین اخرج الشیخان عن عمر
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی بن مریم
فانما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ ورسولہ ترجمہ مشکوۃ کی باب المفاخرت مین لکھا ہی کہ بخاری اور مسلم
نی ذکر کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ نہ بڑھا مجھکو حد سے زیادہ مت بڑھاؤ جیسے کہ بڑھا نصاریٰ نی عیسی بن مریم کو سو مجھکو
نی بڑھایا سو مین تو اوسکا بندہ ہون تو کہو اللہ کا بندہ اور اوسکا رسول ف یعنے جو خوبیان اور کمالات اللہ نی مجھکو بخشی ہین
سو بیان کرو سو رسول کہنے مین سب آگئین اسلیے کہ بشر کی حق مین پیغمبر ہو بڑا کوئی مرتبہ نہین اور سارے مرتبے اوس سے نیچے ہین
آدمی رسول ہو کر بھی آدمی ہی رہتا ہی اور بندہ ہوتا ہی اور بندہ ہونا ہی اوسکو فخر ہے کہلاوے مین خدائی کی شان نہین آجاتی
ہی اور خدا کی ذات مین نہین سماجاتا سو ایسی باتین کسی بندہ کی حق مین نکہنا چاہیے کہ نصاری اسی ہی باتین حضرت عیسے کی حق مین
کہکر کافر ہوگئے اور اللہ کی درگاہ سے راندہ گئے سو اسلیے حضرت نی اپنی امت کو فرمایا کہ تم نصاری کی چال نہ چلو اور اپنے پیغمبر کی
تعریف مین حد سے مت بڑھو کہ نصاری کیطرح کہین مردود نہو جاؤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ پیرون اور بزرگون

اور بڑی آدمیونکی تعظیم وتشہیر مین یا گفتگو مین زیادہ زیادہ تعریفین کرنے مین سو یہ سب نصاری کی رویہ پر چلتے ہین اور کے طریقہ سے باہر اخرج مسلم عن المقداد بن الاسود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم المداحین فاحثوا فی وجوھھم التراب ترجمہ مشکوۃ کی باب حفظ اللسان مین لکھا ہی کہ مسلم نے ذکر کیا مقداد نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو بہت تعریفین کرنیوالون کو تو بھر دو انکے مونہون خاک ف یعنی جو لوگ بزرگون اور امیرونکی تعریفین خوشامد سے مبالغہ کرتے ہین تو خود ہی دیدہ ودانستہ جھوٹ بولتے ہین اور جسکی تعریف کرتے ہین وہ ہی مغرور ہوجاتا ہی پھر ایسے شخصکو کچھ دینا تو کیا چاہیے بلکہ ایسے شخصکے منہ مین خاک بھر دے تاکہ ایسی حرکت نکرے اخرج الشیخان عن ابی بکرۃ قال اثنی رجل علی رجل عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ویلک قطعت عنق اخیک ثلثا من کان منکم مادحا لا محالۃ فلیقل احسب فلانا واللہ حسیبہ ان کان یری انہ کذلک ولا یزکی علی اللہ احدا ترجمہ مشکوۃ کی باب حفظ اللسان مین لکھا ہی کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابی بکرۃ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے دوسرے شخصکے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو تین دفعہ حضرت نے فرمایا کہ ارے تیری تو گردن کاٹی اپنے بھائی کی جسکو تم مین سے کسیکی تعریف کرنا ہو خواہ مخواہ تو چاہیے کہ اتنا کہے کہ مین محبت رکھتا ہون فلانی سے اور اللہ اوسکا حال خوب جانتا ہی اگر خیال کرے کہ وہ شخص ایسا ہی اور تعریف نکرے اللہ پر کسیکی ف یعنے حقیقت ہر ایک کی اللہ ہی کو خوب معلوم ہی کہ یہ شخص بھلا ہی یا اچھا ہی یا جیسا اسکا ظاہر ہی ویسا ہی باطن ہی یا ظاہر اور ہی اور باطن اور ہی یا انجام اسکا نیک ہی یا بد ہے پھر آدمی تو ظاہر ہی کا حال دیکھتا ہی سو اوسکے بموجب اوسکی تعریف کرتا ہی پھر اگر کسیکی تعریف کی کہ فلانا شخص بہت خوب بڑا عابد زاہد جواد سخی ہی اور حقیقت مین وہ شخص اللہ کے نزدیک ایسا نتھا تو اس تعریف کرنیوالے نے گویا اللہ کے ہر خلاف حکم کیا کہ جسکو اللہ برا جانتا تھا اوسنے اوسکو اچھا ٹھہرایا سو حضرت نے فرمایا کہ جسکو آدمی اپنی دانست مین نیک جانتا ہو اور اوسکی تعریف کرنی منظور ہو تو اسیقدر کہے کہ مین فلانے شخص کو دوست رکھتا ہون اصل حقیقت اوسکے اللہ ہی جانے پھر جو شخص بغیر جانے کسیکے تعریف کری یا تعریف مین مبالغہ کرے تو گویا اوسنے اوسکی گردن ماری کہ اوسکو مغرور کردیا اور دنیا اور عاقبت دونون سے کھو دیا پھر یہ جو خوشامدی لوگ بزرگون کے یا بڑے آدمیون کے پاس ٹھیکر اونکی جھوٹی جھوٹی تعریفین کرتے چلے جاتے ہین تو یہ اوسکے دشمن ہین دوست نہین کہ جھوٹ بولکر اپنی دنیا وآخرت خراب کرتے ہین اور اوسکو مغرور کردیتے ہین کہ وہ حق اپنے آپ کو پیر ویسا ہی جانتا ہو اخرج البیہقی فی شعب الایمان عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مدح الفاسق غضب الرب تعالی واھتز لہ العرش ترجمہ مشکوۃ کی باب حفظ اللسان مین لکھا ہی کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تعریف کیجاوے کسی بدکار کی غضب پر ہوجاتا ہی خدا تعالی اور کانپ جاتا ہی اوسکے سبب عرش ف

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ ڈاڑھی منڈے بے نماز تارک زکوٰۃ و حج و روزہ شرابی زناکار یا راگ باجہ کو عبادت سمجھنے والے اور قبروں کے پوجنے والوں کی تعریفیں کرتے ہیں یہ کوئی قصیدہ کہتا ہے کوئی رباعیاں بناتا ہے کوئی نثر ہی لکھتا ہے کوئی ویسے ہی سنے خوشامد کرتا ہے سو یہ سب خدا کے غضب میں گرفتار ہیں اور انکی ایسی تعریف کرنے سے خدا کا عرش کانپ جاتا ہے اور زلزلے میں آجاتا ہے پھر جو کوئی کسی کافر کی تعریف اور مدح کرے اور سکا تو کیا ذکر ہے اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّعَمَ اَخْبَثُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَخْبَثُهٗ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ **ترجمہ** مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت غصے اور سزا دہی پر ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اور نہایت خبیث ہوگا وہ آدمی جو کہلاتا تھا بادشاہ ہونگا بادشاہ **ف** یعنے جو شخص ملک الاملاک شاہنشاہ جہان پناہ شاہجہان کہلاتا تھا وہ نہایت بڑا خبیث ہوا اور خدا کا غضب اُسکے اوپر نہایت ہوگا پھر جو شخص اُسکو یہ الفاظ کہے وہ بھی بڑا خبیث اور مغضوب الٰہی ہو اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّعَمَ لَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِیْ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَا الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلٰكُمُ اللّٰهُ **ترجمہ** مشکوٰۃ کی باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کہے غلام اپنے میاں کو رب اپنا مگر کہے سردار اپنا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ کہے غلام اپنے میاں کو مالک اپنا اسواسطے کہ مالک تمھارا اللہ ہی ہے **ف** یعنے غلام اپنے میاں کو رب یا اپنا مالک کہے اسواسطے کہ میاں اور غلام سب کا مالک اللہ ہی ہے اور باقی سب اوسکے بندے ہیں پھر جب یہ حکم اہل میاں اور غلام کو اسواسطے ہے کہ میاں اور غلام سب کا مالک اللہ ہی ہے اور باقی سب اوسکے بندے ہیں پھر جب یہ حکم اہل میاں اور غلام کو اسواسطے ہے کہ میاں اور غلام سب کا مالک اللہ ہی ہے اور باقی سب اوسکے بندے ہیں پھر جب یہ حکم اہل میاں اور غلام کو اسواسطے ہے

ٹھیرا تو جو ہوٹ سوٹ کے لوگوں کو بندہ پرور بندہ نواز اور اپنا مالک کہنا نہایت بیجا اور محض بیہودہ ہے اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ **ترجمہ** مشکوٰۃ کی باب الاسامی میں لکھا ہے کہ شرح السنہ میں ذکر کیا کہ حذیفہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے یوں کہنا کہ آپ جیسا چاہیں ویسا ہی ہوگا یا یوں کہنا کہ خدا کے کرے سے ہوگا یا تمہارے کرنے سے ہوگا شرک کا کلام ہے اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَاِنَّهٗ اِنْ يَّكُ سَيِّدًا فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ **ترجمہ** مشکوٰۃ کی باب الاسامی میں لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ حذیفہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو منافق کو سردار کہ اگر اوسکو سردار ٹھیرایا ہوگا تو البتہ بیشک خوش کیا تم نے اپنے رب کو **ف** یعنے جو شخص نام کا مسلمان ہو اوسکو کوئی سید سردار کہے تو اللہ ناخوش ہوتا ہے پھر یہ جو لوگ کافروں کو اور نام کے جھوٹے فاسق مسلمان کو عرفیان لکھا کرتے ہیں سردار سمین اوسکو غریب پرور اور حاکم عادل و منصف زمان اور فلک رتبہ اور سلیمان جاہ اور سکندر طالع اور سردار لکھا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں سو ایسے الفاظ اوسکے واسطے جو بہ نارضامندی اللہ کے ہیں اللہ تعالیٰ

کسبیونکی ناچ جنکے بین مزامیر روح اونکی شادیونی ہی سداء قرین سے دیکھنے ہین اولیاء منع فرمودکردیے اگر ہوتا برا ء منع کرنا اونپہ کیا دشوار ہے ؛

سب مسلمانون کو توفیق ادب کی دی **چوتھی رسم** مَعْلُوْمٌ فِی الْمَعْهُوْدِ وَالْاِسْرَافُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ مَذْمُوْمٌ یا کہ اسراف ہے یعنے مہر زیادہ مقرر کرنا اور بیجا خرچ کرنا شادیون مین سو یہ رسم سب لوگون مین رائج ہو رہی ہے نکاح مین متعلق رسمین بہت ہین اور ہر ملک مین ہر فرقہ کی جدی جدی رسمین ہین مگر کہی رسمین ایسی ہین کہ اکثر ملکون مین بہت لوگون مین رائج ہین اور اونکا چھوڑنا لوگون پر دشوار ہے اوّل یہ کہ شادی پہلے اور لیکا کہانا کرے تیسرے دن سسرے آکر یا اسی شہر مین اگر اوسی محلہ ہو مگر لڑکی کیطرف والے کھانا برادری کا اور جو لوگ کاج مین جمع ہون اونکے واسطے ضرور کرین تیسرے اوس شخص کے لوشاک نانجی یا سرخ یا سبز کی تماش یا دلے کی ہو چوتھی یہ کہ ناچ راگ معہ باجے کے ہو پانچوین نقارے روشن چوکی ناشے ڈھول ڈھمکے آتشبازی ہوا ماروشٹان وغیرہ ساتوین آرایش ہول کٹولی مکیان گہنے وغیرہ آٹھوین روشنی بہت سی پنتالیس اور نہلین اونپہ تو یہ لڑکی کی طرف سے جوڑے بہت سے شوہر کیطرف والے رشتہ مندون کے واسطے دسوین یہ کہ شادی کی شب مین اوس مرد کا لڑکی کو گہنا جانا پہر دان جلوہ اور آرسی مصحف اور ٹونے وغیرہ ضرور ہون گیارہوین مہر کا زیادہ مقرر ہو بارہوین شادی کے چوتھے روز شوہر کا اوس عورت کے گھر جانا اور چوتھی کھیلنا تیرہوین بعضون کے ہان کنگنا باندھنا ہے چودہوین مرد عورت دونون کے دستور ہے جو دہوین پہر اباندھنا پہر ان رسمون مین بعضے کفر کی رسمین ہین کہ لوگون نے ہندوؤن سے سیکہی ہین مثلاً کنگنا باندھنا اور پہر اجاتی مورکے اور بعضی رسمین جنسے حرام مین کہ جوا وسکو اچھا جانے اور اوسمین خوش ہو گانا فاحشہ مسلمان نہین جیسے ناچ اور بعضے حرام و مکروہ تحریمی ہین جیسے مرد کی پوشاک سرخ و زری وغیرہ کی اور نقارے ڈھول اور تماشے اور آتشبازی اور مرد کا گہر مین بیگانی عورتون مین جانا کہ وہان عورتون کو دیکھتا ہے اور وہ عورتین اوسکو دیکھتی ہین پہر اون عورتونکے ساتھ کھیلنا اور یہی زیادہ حرام ہے اور بعضے کام خلاف سنت ہین جیسے برادری کا شادی سے پہلے کھانا کرنا اور آرائش وغیرہ اور چوتھی اور چہرکا زیادہ مقرر کرنا پہر ان سب رسمون کو لوگ لازمات نکاح سی سمجہتے ہین کہ بغیر ان رسوم کے نکاح بے حقیقت انکی دانست مین ہوتا ہے حالانکہ نکاح مین صرف دو گواہون کے سامنے ایجاب و قبول اور کچہ مقرر رہنا چاہئے سوا اسکے سوا ان لوگون نے یہ رسوم بہی نکاح مین داخل کین نواس سے یہ سب رسمین نہایت قبیح بدعت ہین کہ لوگون نے سنت مین بدعت کو سنت مین ملا کر ایک ٹہرالیا اور علاوہ اسکے ان رسمون مین مال بیجا خرچ ہوتا ہی محض بیجا ہے کہ اس سے دین کا فائدہ تو کیا ہوتا ہو دنیا کا فائدہ بہی کچہ نہین اور حال حرام سو بدعتونکا حال اور رسمون کی برائیون کا حال پہلے معلوم ہو چکا اب اس مقام پر بیجا خرچ کرنے اور مہر زیادہ مقرر کرنے اور برادری کی کھانا دینے کا حال سنا چاہئے قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ترجمہ فرمایا اللہ جلشانہٗ نے سورہ اسرا مین کہ اور بیجا مت خرچ کر و بکھیر کر مقرر بیجا اوڑانیوالی بھائی ہین شیطانون کے اور شیطان اپنے رب کا ناشکر ہے حرف یعنی مال اللہ کی نعمت ہے کہ اسکی بیجا عبادت خاطر جمع سے ہوتی ہے اور مسلمانونکو فائدہ پہنچتا ہے دین کو مضبوطی ہوتی ہے سو اللہ تعالیٰ آدمیونکو مال

دیتا ہے سو اسطے کہ اللہ کی مرضی کی جگہ خرچ ہو اور یہی مال کا شکر ہے اور شیطان چاہتا ہی کہ مال رائگان بیکار خرچ ہو تو آدمی سو اللہ راضی ہو تو مال بیجا خرچنا ناشکری ہے تو شیطان خود ناشکر ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ آدمی بھی ناشکر ہو جاوے سو جو لوگ مال بیجا خرچتے ہین نام و نشان کیواسطے یہ شیطان کے بھائی ہین کہ شیطان کے کہنے موافق مال خرچتے ہین سو فرمایا کہ مال بیجا خرچ کرکے خراب نکرو اور شیطان کے بھائی مت بنو تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ شادی سے پہلے کھانا کرتے ہین اور نوشہ کی پوشاک سرخ اور زری وغیرہ ہین اور ناچ راگ ہین نقارے ناشو ہین آتشبازی آرائش پھول کہٹھولون ہین روشنی ہین اور لڑکیوالے برادریکے جوڑون ہین پیسا خرچتے ہین سو یہ سب شیطان کے بھائی ہین خدا کی ناشکری پر بعضونکو یہانتک نوبت پہنچتی ہے کہ سودی قرض لیکر ان خرافات مین خرچتے ہین پھر اوسکا ادا کرنا مشکل پڑتا ہے سود لینا اور دینا دونو حرام ہین برابر یہ اور ایک حرام ہوتا ہے ایک شدہ دوشدہ اور بعضون کی یہ نوبت پہنچتی ہے کہ بیاہ برات کیواسطے لوگونسے بھیک مانگتے ہین اور سوال کرنا بے ضرورت سخت حرام ہے چنانچہ مسئلہ ہے کہ اگر آدمی بھوکا ہو مرنیکے قریب اور روپیہ پر مرا ہوا مردار جانور جیسے کوا یا کتا پڑا ہو تو بعضے علمانے لکھا ہے کہ اوس مردار کو کھالے اور سوال نکرے پھر ان خرافاتون کیواسطے سوال کرنا تو کیونکر جائز ہوا اور علاوہ اسکے ان خرافات سے وہ عزت حاصل نہین جو اوس سوال سے ذلت ہے اور بعضونکے نزدیک ایسے مانگنے والے کو دینا ہی حرام ہے تو دینے والا اور مانگنے والا دونو گنہگار ہین پر بلکہ مانگنے والیکو ایک یہ گناہ کہ سوال کیا دوسرا یہ گناہ کہ اوس دینے والیکو گناہ مین پہنسایا کہ اوسنے اوسکو دیا اگر نہ مانگتا تو وہ اوس دینے کے گناہ مین کیون پڑتا تیسرا یہ کہ اس پیسے کو بیجا خرچ کیا تو اوس کے حق مین یہ حرام جمع ہو کر صرف شیطان کے بھائیون کی خوشی کیواسطے اللہ کی ناخوشی اختیار کی پھر بعضے جاہل جو ایسے مقام پر خیال کرتے ہین کہ کسی جگہ خرچون مین بھی اور لوگون کو فائدہ ہوتا ہے تو یہ بھی ایک فیض ہے اوسکا بھی کچھ تو ثواب ہوگا سو یہ بات غلط ہے برادری کو ایسا کہانا دینے مین کسیکو ثواب کی نیت نہین ہوتی ہے اور گناہ کے کام مین اگرچہ آدمی نیت ثواب کی کرے مگر ثواب نہین بلکہ اور عذاب ہے اور جب گناہ کے کام کو ثواب کا کام سمجھا تو کفر ہے قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَاَسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورہ انعام مین اور بیجا نہ اوڑاؤ اوسکو خوش نہین اوڑانیوالے قال کا بیجا خرچنا حرام ہے اور جو شخص بیجا خرچ کرے وہ اللہ کو برا معلوم ہوتا ہے پھر اوسکا کام کو قبول کرنا یا اوسمین ثواب ملنا یا اوسکام مین برکت ہونا تو کیا امکان ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جس شادی مین کہ بیجا خرچ ہو بہانڈ بھگتیون رنڈیون بھڑوؤنکو ملے تاشہ نواز نقارچیونکو دیا جائے اور سنہری زری کے جوڑے آتشبازی آرائش مین خرچ ہو وہ کام اور وہ لوگ اللہ کو پسند نہین آتے اور اللہ کے مخالفون مین شمار ہو جاتے ہین پھر اوس کام مین مبارکی نہین ہوتی بلکہ نحوست آتی ہے پھر اوس نکاح سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ بھی اکثر بدہی ہوتی ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ

فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّعم إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَرْجَمہ مشکوۃ کے باب النکاح

مین لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر بڑی برکت

والا نکاح جو سہل ہو تکلیف مین ف یعنے جس نکاح مین اسباب جمع کرنے مین تکلیف ہو اور عورت تھوڑے مہر پر راضی

ہو جاوے اوس نکاح مین برکت ہوتی ہے تو جسقدر تکلیف اسباب کی زیادہ اوسی قدر برکت کم اور جو بالکل تکلیف نہ ہی

ہو تو برکت ہی نہین بلکہ نحوست ہے اور ایک اور کمبختی ہے کہ لوگ مہر ادا نہین کرتے تو اس سبب مہر کی زیادتی اور کمی

کا لحاظ نہین رکھتے حالانکہ گو مہر ادا کرے تو بہتر ہے اور اگر ادا نہو تو جیسے اور قرض مین ویسا ہی یہ بھی قرض ہے کچھ فرق نہین

بلکہ عورت کے رشتہ دار والی اسی لحاظ سے مہر زیادہ مقرر کرتے ہین کہ زندگی مین تو یا ادا نکریگا مریگا بعد اسکے ترکے سے لین گے

تو وہ مزا اسکا چلے چیت لیتے ہین اور پھر مریگے بعد ترکہ سب کا سب مہر مین جاتا ہے اور رشتہ مند محروم رہتے ہین تو میراث فرائض کا

بالکل سدوہ ہو جاتا ہے اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ لَمْ كَانَ صَدَاقُ النَّبِيِّ صَلَّعم قَالَتْ كَانَ

صَدَاقُ أَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا وَقَالَتْ أَتَدْرِي مَا النَّشُّ قَالَ لَا قَالَتْ نِصْفُ أُوقِيَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُمِائَةِ

مرجمہ مشکوۃ کے باب الصداق مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابو سلمہ نے نقل کیا کہ مین نے بوچھا بی بی عائشہ رضہ سے کہ کتنا تھا مہر

نبی صلعم نے کہا کہ مہر انکی بیویونکا تھا بارہ اوقیہ اور ایک نش پوچھا تو جانتا ہے کیا ہوتا ہے نش نے کہا نہین فرمایا ساڑھا اوقیہ تو یہ پانچ درم

ہوئے ہمارے حساب سے ایکسو چالیس روپیہ کچھ کم وبیش ہوتے ہین تو اور مسلمانونکی عورتونکا تو چاہیے اوسنے کم ہو اور نہین تو اسقدر سے زیادہ

مہر مقرر کرنا باوجود یہ قدر دری کے فضول ہے اور زیادہ مہر مقرر کرنے مین اگرچہ بہتر اور ثواب ہے تاہم حضرت نے اپنی ازواج کا اور

بیٹیونکا البتہ زیادہ مہر مقرر کیا ہوتا اَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ أَلَا لَا تُغَالُوا صُدُقَةَ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا وَتَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ كَانَ

أَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِيُّ اللَّهِ صلعم مَا عَلِمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلعم نَكَحَ شَيْئًا مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أَنْكَحَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً

مرجمہ مشکوۃ کے باب الصداق مین لکھا ہے کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے ذکر کیا کہ عمر بن خطاب

نے فرمایا کہ خبردار رہو زیادہ نہ ٹھہراؤ مہر عورتون کا اسواسطے کہ اگر اوسمین بزرگی ہوتی دنیا مین اور پرہیزگاری ہوتی اللہ کے نزدیک تو

البتہ زیادہ لایق تھے اس کے پیغمبر خدا صلعم حکم تو نہین معلوم کہ نکاح کیا ہو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواج مین سے کسیکا

اور اپنی بیٹیونمین سے کسیکا بارہ اوقیہ سے زیادہ پر ف پیغمبر دنیا مین بھی سب سے زیادہ شریف ہو تھے اور اللہ کے نزدیک بھی

پرہیزگاری مین اور خوبی مین سب سے زیادہ اونکا مرتبہ ہوتا ہے بالخصوص ہمارے حضرت سب کے خوبیونمین افضل تھے سو حضرت عمر نے

فرمایا کہ اگر زیادہ مہر مقرر کرنے مین کچھ دنیا مین بزرگی ہوتی یا اللہ کے نزدیک کچھ خوبی ہوتی تو حضرت رسول خدا صلعم اپنی

ازواج اور اپنی بیٹیونکا زیادہ مہر ضرور ہی مقرر کرتے کہ وہ سارے جہانسے زیادہ دنیا مین بھی بزرگ تھے اور اللہ کے نزدیک بھی

بڑے متقی و پرہیزگار تھے سو انہون نے تو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر کیا ہے نہین پھر اور لوگ تو اپنے دنیا کی راہ سے بزرگ مین اور اللہ کے

نزدیک پرہیزگار ہین تو اونکو چاہیے کہ اوس سے کم کرین بارہ اوقیہ کے وہی ایکسو چالیس روپیہ سے کچھ کم ہوتے ہین

اور حضرت فاطمہ کا مہر چار سو درہم تھا کہ اونکے ایکسو پندرہ روپیہ کم بیش ہوتی ہین پہر اور کیسکی عورتین حضرت کی ازواج سے اور کیسکی بیٹیان حضرت کی بیٹیون سے افضل نہین دنیا کی راہ سے نہ آخرت کی راہ سے جو اونکا مہر اون سے زیادہ ہو اور حضرت ام حبیبہ ابوسفیان کے بیٹے حضرت معاویہ کی بہن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھین اونکا مہر چار ہزار درہم تھا سو حضرت نے خود نہین مقرر کیا تھا حبشہ کی بادشاہ نجاشی نی اپنی طرف سے مقرر کیا تھا اخرجہ ابوداؤد عن ام حبیبۃ انہا کانت تحت عبد اللہ بن جحش فمات بارض الحبشۃ فزوجہا النجاشی النبی صلعم واصدقہا عنہ اربعۃ الاف درہم ترجمہ مشکوۃ کی باب صداق مین لکہا ہے کہ ابوداؤد نی ذکر کیا کہ ام حبیبہ نی نقل کیا کہ مین تہی عبد اللہ بن جحش کی نکاح مین سو وہ مر گیا حبشہ کے ملک مین تو نکاح کیا اونکی بی بی ام حبیبہ کا نجاشی صلعم نے نجاشی نی اور مہر بہرایا اونکا چار ہزار درہم ف چار ہزار درہم کی کہ دس ایکہزار ایکسو روپیہ ہوتے ہین بادشاہ نی اسقدر مہر بہرایا تھا پہر اور لوگ جو پانچ پانچ دس دس ہزار بلکہ لاکھ لاکھ کروڑ کروڑ مہر مقرر کیا کرتے ہین محض فضول اور بیجا اور خلاف سنت ہے اور اگر آدمی کے دل پر مہر قرض رہا اور مر گیا تو جبتک قرض اسکی راضی نہ کریگا بہشت مین نجاویگا مہر اور قرض کے بیچ کچہ فرق نہین ہے پہر زیادہ قرض لینے پر جرأت کرنا دینداری سے بعید ہے اخرجہ الشیخان عن انس قال ما اولم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی احد من نسائہ ما اولم علی زینب اولم بشاۃ ترجمہ مشکوۃ کی باب ولیمہ مین لکہا ہے کہ بخاری اور مسلم نی ذکر کیا کہ انس نی فرمایا کہ نہ کہلایا نبی پیغمبر خدا صلعم نی اپنی کسی عورت پر جسقدر کہلایا ولیمہ زینب پر کہ کہلایا ولیمہ ایک بکری کا ف یعنی ایک بکرے کا گوشت پکاکر اونکے نکاح کے بعد کہلایا گوگو کہلایا اس سے زیادہ اور کسی بی بی کے نکاح مین کہلایا نہ ولیمہ اوتوس سے معلوم ہوا کہ بی تکلف اور بے تلاش اسقدر اگر میسر ہو اور دوست آشنا برادری کو کہلاوے تو بہتر ہے اور ولیمہ اوسی کہانیکو کہتے ہین جو نکاح کے اور ہونیکے بعد نکاح سے پہلے کہانا کرنا لغو اور اصراف ہے سنت کے خلاف اخرجہ الشیخان عن انس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتق صفیۃ وتزوجہا وجعل عتقہا صداقہا واولم علیہا بحیس ترجمہ مشکوۃ کی باب ولیمہ مین لکہا ہے کہ بخاری اور مسلم نی ذکر کیا کہ انس نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نی آزاد کیا صفیہ کو اور نکاح کر لیا اون سے اور بہرایا اونکا آزاد کرنا مہر اونکا اور کہانا دیا اونپر حیس ف حیس کہانا ہوتا ہے جیسے حلوا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو مشہور ہے کہ کہانا بہت ہی کہلائے جب سب برادری کے لائق ہو اور نہین تو نہین سو یہ رسم بیہودہ ہے جس قدر بے تکلف میسر ہو اور سقدر کسی قسم کا کہانا ہو حلوا ہو خواہ گوشت ہو دوچار دوست آشنا کو کہلا دیجئے اور تکلفات سارے بیہودہ ہین اخرجہ البخاری عن صفیۃ بنت شیبۃ قالت اولم النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بعض نسائہ بمدین من شعیر ترجمہ مشکوۃ کی باب الولیمہ مین لکہا ہے کہ بخاری نی ذکر کیا کہ بی بی صفیہ نی نقل کیا کہ کہانا دیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نی اپنی بعضی ازواج کے نکاح پر

دو مرد جکاف در دعوت کے ستو بقدر دو سیر کے تھنیا ہوئی تو اسیقدر کیہی کہلا دیا غرضکہ اوسوقت بی تکلف جو میسر ہوا کہلا دیا
پہ پلاؤ اور زردہ اور سجن اور شیرمال فیرنی وغیرہ تکلفات کا یکھیڑ کرنا اور رنج مین پڑنا لاحاصل ہی سنی مسلمان کو سنت
کی پیروی کرنا چاہئے چار جاہل خوش ہوئے تو کیا اور ناخوش ہوئے تو کیا اور وہی کہانا آگے دیا تو کیا اور پیچھے دیا تو کیا
کہانا دینے مین دونون برابر ہین اتنا فرق ہی کہ شادی سے پہلے کہانا دینا بیہودہ اور خلاف سنت اور خلاف عقل ہے
اور بعد شادی کی خدا اور رسول کی مرضی موافق ہی اور عقل بہی یہی حکم کرتی ہی کہ شادی کی خوشی کا کہانا بعد شادی کے
ہو اور شادی ابھی ہوئی نہین کہانا پہلے سے کیون چاہئے اور شادی کے بعد بہی جو بعضے لوگ مہینے مہینے بلکہ دو دو
مہینے بلکہ برس برس روز کے بعد کھانا کرتے ہین دوسری کا عوض پورا کرنیکو یا نام کیواسطے یہ بہی بیہودہ ہی -
اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ
یَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّانِیْ سُنَّۃٌ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَۃٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ ترجمہ مشکوۃ کی باب الولیمہ مین لکہا
ہے کہ ترمذی نی ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ کہانا دینا پہلے دن کا حق ہی اور
دوسرے دن کا دستور ہے اور تیسرے دن شہور ہونیکو ہی اور جس نی مشہور کرنا چاہا اللہ آپ کو رسوا کریگا اوسکو امد ف
یعنے جب نکاح کرلاوی تو اوسروز دستون بھائیون کو کہانا دینا ہی یعنے واجب یا سنت موکدہ ہی پہر اوسکو دوسرے
دن کہانا کھلانا یہ بہی دستور ہے یعنے سنت یا مستحب ہے بعد اسکے تیسرے دن اگر کوئی کہانا کہلاوے تو معلوم کیا چاہئے
کہ فقط نام کیواسطے ہی کہ لوگ سنین اور مشہور کرین تو ایسے شخص کو اللہ تعالی رسوا کرتا ہے یہ شادی سے پہلے کہانا کرنا
اور یہی بیہودہ ہی نہ اسمین محض نام کیواسطے جبکا انجام زیادہ تر رسوائی ہی پہر ایسا کھانا درست نہین اخرجہ
احمد عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلطَّعَامُ اَلطَّعَامُ اَلْاَوَّلُ یَوْمٌ وَالثَّانِیْ یَوْمٌ وَالثَّالِثُ سُمْعَۃٌ وَرِیَاءٌ ترجمہ مشکوۃ کی باب الولیمہ مین لکہا
ہے کہ احمد نی ذکر کیا کہ ابوہریرہ نی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نی فرمایا کہ جو لوگ کہ پہلے پہر اور نام کے لئے کہانا کرین تو اونکا
کہانا قبول نکیجئے اور نہ اونکا کہانا کہائے ف اس زمانہ مین یہی دستور ہو رہا ہے کہ لوگ نام کیواسطے اور ایک دوسرے کے
مقابلہ پر شادیون مین اور غمیون مین کہانا کرتے ہین کہ فلانے نے ایسا کیا تو ہم بہی ویسا ہی کرین بلکہ اوس سے
بہی زیادہ کرین تاکہ ہمارا بہی ویسا ہی نام ہو پہر اس لحاظ کے سبب کبہی اپنا باغ بیچتا ہی کوئی مکان
گرو رکہتا ہی کوئی ویسے ہی قرض لیتا ہی کوئی بہیک مانگتا ہی اور دنیا و دین دونون تباہ کی آفت مین لوگ پہنستے ہین
سو حضرت نی فرمایا کہ ایسے لوگ کہانیکو بلاوین تو نجاؤ اور نہ اونکا وہ کہانا کہاؤ پہر جب وہ کہانا حرام ٹہرا تو ایسا
کھانا بدرجہا ولی حرام ہوا پہر حرام کام پر اپنا پیسہ خرچنا شیطان کی برادری مین اپنے تئین داخل کرنا ہے پہر بہتیرے طریق
شریعت کا آدمی کیون نہ اختیار کرے اللھم وفقنا پانچوین رسم مُمَانَعَۃُ النِّسَاءِ عَنِ النِّکَاحِ الثَّانِیْ
یعنے بیوہ عورت کو دوسرے نکاح سے باز رکہنا کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہی تو اوسکے خویش واقارب اوس عورت کو کہتے

اشارہ سے دوسرے نکاح سے باز رکھتے ہین پہر یہانتک نوبت پہنچی کہ زن و مرد سے دوسرا نکاح کرنا عیب جانتے ہین اور اگر کوئی عورت کری تو اوسپر طعن کرتے ہین بلکہ دوسرا نکاح کرنا شرافت کے خلاف جانتے ہین پہر اگر جوان عورت کا شوہر مرجاوے اور اوسکا کوئی خبر گیران نہو اور وہ نہایت مفلس محتاج ہوجاوے اور اوسکا نکاح کو چاہے تو بیچاری لوگون کے طعن کے ڈر سے نہین کرتے اور اصل اس رسم کی ہندوؤن سے ہے کہ ہندوؤن کے مذہب مین عورتون کا دوسرا بیاہ کرنا جائز نہین سو وہی رسم نام کی ان مسلمانون نے اپنے ہان جاری کری اور نہ سمجھے کہ شریعت کسکی یہان مسلمانی ہے جاتی ہے حالانکہ یہ رسم عقل اور شرع دونون کے برخلاف ہے جس عزوجل اللہ تعالی نے کہانے پینے سونے جاگنے پیشاب جاضرور کی حاجت آدمی کیواسطے بنائی ہے ویسے ہی مرد کیواسطے عورت کی خواہش اور عورت کے لئے مرد کی حاجت لگائی اسیواسطے دستور ہے کہ کواری عورت اور نوجوان مرد کی نکاح کی فکر دار ثونکو جلدی اور مقدم ہوتی ہے کہ یہ جوان مرد اور کواری عورت برے کام کیطرف نہ متوجہ ہوجاوے تو رسوائی ہو پہر جو عورت خاوند پاس رہی اوسکو زیادہ خواہش مرد کی ہوتی ہے اسواسطے کہ وہ اسباب سے خوب واقف ہوجاتی ہے پہر جس عورت کو شوہر نے طلاق دی یا شوہر مرگیا تو وہ عورت اگر بہ لحاظ ہے تو حرام کریگی اور اگر لحاظ والی ہے تو بدکام سے شاید بچیگی تو مرد کا خیال تو البتہ اوسکے دلمین رہتا ہے اور مردونکی آواز سننا اور تصور میں لیکہنا اوسکو خوش آتا ہے اور اس سبب سے علماء یہی کہتے ہین کہ دوسرا نکاح کرے بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب عورت مرجاوے تو مرد دوسری عورت سے نکاح کرلے اور مطعون نہو اور اگر عورت ہی شوہر مرجاوی تو دوسرا شوہر کرنیسے مطعون ہو اور فرق یہ کہ کواری لڑکی کے نکاح مین دیر ہونا معیوب سمجھین اور جوان عورت کا بیوہ رہنا قباحت نجانین حالانکہ جو قباحت سمجھین ہی قباحت بلکہ اوس سے زیادہ سمجھین ہے سبحان اللہ منہہ سے بہاگنا اور پرنالیکے نیچے کہڑے ہونا ایسے ہی خلقت کا کام ہے چرانیا شد اگر کچھ عقل ہوتی تو خدا اور رسول کے فرمانیکو کیون نہ لحاظ کرتے قال اللہ تبارک و تعالی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورہ بقر مین اور جب طلاق دی تمنے عورتونکو پہر پہونچین پہلیں اپنی عدت تک تو اب روکو اونکو کہ نکاح کرین اپنے خاوندونسے جب راضی ہوجاوین موافق دستور کیہ نصیحت ملتی ہے اوسکو جو کوئی تم مین اللہ پر یقین رکہتا ہے اور قیامت کے دن پر اسمین صفائی زیادہ ہے تمہارے لئے اور ستھرائی بہت اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے ف عدت مقرر ہے تین حیض یا تین مہینے تک سو جس عورت کو شوہر طلاق دے وہ عورت اگر عدت کے بعد کسی سے شرعکے دستور موافق نکاح کرنا چاہے تو اوس کے والیونکو حکم ہے کہ اوسکو دوسرے نکاح سے نہ روکین اگر وہ خدا پر اور قیامت پر یقین رکہتے ہین اسواسطے کہ خدا کا حکم ہے اگر اسکے برخلاف کرینگے تو قیامت کو سزا پاوین گے بعد

جب خصم اوسکو نظر آیا قوی ہاد اوسکی جور و تعدی پر قاضی ہادین و آئمہ اور سوم اوسکی بیہی و کمین قبول اوس نے بجا یا اپنا جی ہ واقف ہر خواندہ اخبار ہے

عدت کے اس دوسرے نکاح مین صغائی زیادہ ہے کہ وہ زنا سے بچے اور ستھرائی بہت ہے کہ برے خیالونسے دل بھی ستھرا رہے اور اسمین اور بہت خوبیان ہین کہ اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہین جانتے اس آیت مین اللہ صاحب نے کئی طرحسے دوسرے نکاح کا تقید کیا اول یہ کہ والی وارثونکو فرمایا کہ دوسرے نکاحسے ڈرو کو تو والیونکو چاہیے کہ اوسکو اور نہ غیب والا دین دوسرے یہ فرمایا کہ یہ نصیحت ہے اوسکے واسطے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس نصیحت کو نمانے اور پر اجانے تو وہ اللہ اور قیامت پر یقین نہین رکھتا ہے یعنی مسلمان ہی نہین اور نصیحت ماننے کے یہی معنی ہین کہ اوس نصیحت کے موافق کرینگے تیسرے یہ فرمایا کہ اسمین ستھرائی ہے جو شخص اسکو عیب جانے وہ گویا گندہ ناپاک ہے کہ ستھرائی چھوڑکر ناپاکی کیطرف جاتا ہے چوتھے یہ فرمایا کہ اللہ جانتا ہے تم نہین جانتے تو جو شخص یون جانے کہ دوسرے نکاح کرنیمین بڑی بڑی قباحتین ہین تو وہ شخص گویا بکوزیادہ دانا جانتا ہے پھر معاذ اللہ اسکے ایمانکا کیا ٹھکانہ قال اللہ تبارک وتعالی وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنے سورۂ نور مین اور بیاہ دو اوانڈے نکو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ مفلس ہونگے اللہ انکو غنی کریگا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا ف یعنی جو عورتین تمہاری اندر بیوہ ہین شوہر نہ رکھتی ہون یا جو مرد تمہارے اندر بیوی نہ رکھتے ہون یا جو تمہارے اندر بیاہ دو اور جو غلام لونڈی نیک ہون ان کو بیاہ دو اوسے وہ مفرور نہ ہو جاوین تمہارا کام نہ بگڑے یہ نکاح ایکدوسرے سے کرو اور جب تم اون رانڈونکو بیاہ دوگے تو اللہ اونکو اپنے فضل سے غنی کردیگا محتاجی اور افلاس انکا جاتا رہیگا اللہ کے ہان کچہ کمی نہین وہ بڑا سمائی والا ہے اور وہ سبکا حال جانتا ہے کہ فلانیکو محتاجی اور افلاس ہے اور فلانی کا جی نکاح کو چاہتا ہے اور فلانیکا نہین چاہتا اس آیت مین بھی کئی طرح پر تقید دوسرے نکاح کا ہوا یہ کیسواسطے ثابت ہوتا ہے اول یہ کہ بیوہ کے والیونکو حکم دیا کہ تم بیاہ دو اپنے رشتہ مندہم قوم رانڈونکو تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ ضرور نہین کہ بیوہ خود درخواست کرے تب اوسکا دوسرا نکاح کیا جاوے بلکہ والیونکو چاہیے کہ اوسکے نکاح کی تدبیر کرکے موافق شریعت کے اوسکی اجازت لے لین ہو اسواسطے کہ وہ عورت خصوصاً اس ملک مین بسبب رسم کے یا شرم کے ہرگز اپنے آپسے درخواست دوسرے نکاح کی نکریگی دوسرے یہ فرمایا کہ محتاج بیوہ عورت کو اللہ تعالی دوسرا نکاح کرنیسے غنی کردیگا تو معلوم ہوا کہ دوسرا نکاح بیوہ عورت کو کرنا اللہ تعالی کے نزدیک نہایت پسند ہے کہ اوس سبب سے اللہ تعالی کی رحمت اوسکی طرف متوجہ ہوتی ہے کہ محتاج عورت غنی ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ باوجود فقر وغیرہ مانع کے بھی توکلا علی اللہ نکاح ثانی کردینا چاہیے اور یہ جو فرمایا کہ غنی کریگا اللہ اپنے فضل سے تو اس سے دریافت ہوا کہ نکاح کرنیوالے پر خاص رحمت الہی نازل ہوتی ہے اسواسطے پیغمبر صاحب نے بھی بیوہ کے دوسرے نکاح کی تقید کی اخرج الترمذی عن علی رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا علی ثلث لا توخرہا الصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لکفوا ترجمہ ترمذی نے کہا ہے مشکوۃ کے باب تعجیل الصلوۃ مین کہا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ علی رض نے نقل کیا کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی تین کام ہین نہ پیچھے کرو نماز مین جب وقت آجاوے دوسرے جنازہ جب

جنازہ کی نماز مین جب جنازہ موجود ہو جاوے اور دیر نکیجو یہ عورت کے نکاح کرنے مین جب وسکا جو ٹجاوی ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت قابل نکاح کے بیوہ ہو جاوے اور کوئی اوسکے میل موافق مرد نکاح کیواسطے ملجاوے تو یا ماندار آدمی کو چاہیے کہ اوسکا نکاح کر دینے مین ہرگز دیر نکرے اور دیر کرنا ایسا برا جانے کہ جیسے جنازہ پڑا رہنا یا نماز مین دیر کرنا معیوب ہے اور مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے اوپر لبسبات کو لازم کرکے جہان کہین کوئی عورت بیوہ ہو تو جس طرح ہو سکے اوسکا نکاح کرادے اسواسطے کہ خدا اور رسول کے نزدیک یہی یون ہی ہے اور عقل صحیح مین بھی اسیطرح آتا ہے اور سب مسلمانون کی ولایتون مین ابا ہی یہی جاری ہے کہ بیوہ عورتون کا نکاح جلدی سے کرتے ہین اور آگے بھی یہی رویہ جاری تھا اگلی سب پیمبان پیغمبرزادیان اسیطرح کرتی آئی ہین چنانچہ حضرت رقیہ پیغمبر خدا صلعم کی بیٹی ابولہب کے بیٹے عتبہ کے نکاح مین تھین اوسکے بعد حضرت عثمان رضہ سے اون بی بی کا نکاح ہوا اور حضرت ام کلثوم دوسری بیٹی پیغمبر خدا صلعم کی پہلی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ کے نکاح مین تھین اوسکے بعد دوسرا نکاح اونکا حضرت عثمان رضہ سے ہوا اور حضرت فاطمہ کی بیٹی بی بی ام کلثوم پیغمبر خدا صلعم کی نواسی پہلے حضرت عمر رضہ کے نکاح مین تھین جب اونکی وفات ہوئی تب حضرت کلثوم نی حضرت جعفر رضہ کے ایک بیٹے عون سے نکاح کیا جب عون مر گئے جعفر کے دوسرے بیٹے محمد نی اون سے نکاح کیا جب وہ بھی مر گئے جب جعفر کے تیسرے بیٹے عبد اللہ نے اونسے نکاح کیا اور بی بی امامہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی حضرت زینب کی بیٹی کے بعد حضرت فاطمہ کے نکاح مین تھین بعد حضرت علی رضہ کی وفات کے اونھون نی حضرت علی کی وصیت کی موجب مغیرہ بن نوفل سے نکاح کیا اور سوا حضرت عائشہ صدیقہ کے سب بی بیان پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہی تھین کہ کسیکا ایک خاوند مرچکا تھا کسیکا دو سرا خاوند بھی مرچکا تھا اور کسیکا تیسرا بھی اسکے بعد حضرت سے نکاح ہوا تھا یہ حال ہے حضرت کی بیٹیون اور نواسیون اور بیسیون سیدانیون کا اور سوا اونکے ایک بی بی ام رومان تھین پیغمبر خدا صلعم کی سال کہ پہلے عبد اللہ بن منجرہ کے نکاح مین تھین یہ دوسرا نکاح اونھون نی حضرت ابوبکر صدیق سے کیا اونسے بی بی عائشہ صدیقہ اور عبد الرحمن پیدا ہوئے اور بی بی اسما بنت عمس کہ پہلے جعفر ابن ابیطالب کے نکاح مین تھین اونکے بعد حضرت ابوبکر سے نکاح ہوا کہ محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے بعد حضرت ابوبکر کے حضرت علی سے اون بی بی نے نکاح کیا یہ حال ہے بزرگ شیخانیون کا جنسے شرافت کی بنیاد ہے پھر جو کوئی اونکے کام اور رسم اور عادات کو برا جانے اونکے ایمان مین نقصان ہے اور اشراف نہین وہ کمینہ ہے اسواسطے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی برابر کسیکی عزت اور آبرو نہین اور اونسے زیادہ عزت کسیکو نہین اور حضرت کی بیٹیون اور نواسیون اور حضرت کی یار دنکی عورتونکا یہی دستور رہا کہ جب خاوند مر اتب اور کر لیا اگر یہ بات معاذ اللہ بی بی غرتی کی ہوتی تو خدا اور رسول کہون منظور اور دستور رکھتے تو اب جو شخص بیوہ کی دوسرے نکاح کو عیب جانے اور بیغرتی سمجھے وہ مسلمان نہین مردود کافر ہے جو پیغمبر خدا کی بیبے گھرمین گوارا کی اوسکو بیغرتی بتاتا ہے گویا اپنی بیٹیون بہنون اور عورتون کو حضرت کی بیٹیون اور بیسیون سے اچھا جانتا ہے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ اپنا پکو شیخ سید اشرف قوم سے شمار نکرے بلکہ انکو راجپوت راجگیر کہلاوے اسواسطے

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت قابل نکاح کے بیوہ ہو جاوے اور کوئی اوسکے میل موافق مرد نکاح کیواسطے ملجاوے تو یا ماندار آدمی کو چاہیے کہ اوسکا نکاح کر دینے مین ہرگز دیر نکرے اور دیر کرنا ایسا برا جانے کہ جیسے جنازہ پڑا رہنا یا نماز مین دیر کرنا معیوب ہے اور مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے اوپر لبسبات کو لازم کرکے جہان کہین کوئی عورت بیوہ ہو تو جس طرح ہو سکے اوسکا نکاح کرادے اسواسطے کہ خدا اور رسول کے نزدیک یہی یون ہی ہے اور عقل صحیح مین بھی اسیطرح آتا ہے اور سب مسلمانون کی ولایتون مین ابا ہی یہی جاری ہے کہ بیوہ عورتون کا نکاح جلدی سے کرتے ہین اور آگے بھی یہی رویہ جاری تھا اگلی سب پیمبان پیغمبرزادیان اسیطرح کرتی آئی ہین چنانچہ حضرت رقیہ پیغمبر خدا صلعم کی بیٹی ابولہب کے بیٹے عتبہ کے نکاح مین تھین اوسکے بعد حضرت عثمان رضہ سے اون بی بی کا نکاح ہوا اور حضرت ام کلثوم دوسری بیٹی پیغمبر خدا صلعم کی پہلی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ کے نکاح مین تھین اوسکے بعد دوسرا نکاح اونکا حضرت عثمان رضہ سے ہوا اور حضرت فاطمہ کی بیٹی بی بی ام کلثوم پیغمبر خدا صلعم کی نواسی پہلے حضرت عمر رضہ کے نکاح مین تھین جب اونکی وفات ہوئی تب حضرت کلثوم نی حضرت جعفر رضہ کے ایک بیٹے عون سے نکاح کیا جب عون مر گئے جعفر کے دوسرے بیٹے محمد نی اون سے نکاح کیا جب وہ بھی مر گئے جب جعفر کے تیسرے بیٹے عبد اللہ نے اونسے نکاح کیا اور بی بی امامہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی حضرت زینب کی بیٹی کے بعد حضرت فاطمہ کے نکاح مین تھین بعد حضرت علی رضہ کی وفات کے اونھون نی حضرت علی کی وصیت کی موجب مغیرہ بن نوفل سے نکاح کیا اور سوا حضرت عائشہ صدیقہ کے سب بی بیان پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہی تھین کہ کسیکا ایک خاوند مرچکا تھا کسیکا دو سرا خاوند بھی مرچکا تھا اور کسیکا تیسرا بھی اسکے بعد حضرت سے نکاح ہوا تھا یہ حال ہے حضرت کی بیٹیون اور نواسیون اور بیسیون سیدانیون کا اور سوا اونکے ایک بی بی ام رومان تھین پیغمبر خدا صلعم کی سال کہ پہلے عبد اللہ بن منجرہ کے نکاح مین تھین یہ دوسرا نکاح اونھون نی حضرت ابوبکر صدیق سے کیا اونسے بی بی عائشہ صدیقہ اور عبد الرحمن پیدا ہوئے اور بی بی اسما بنت عمس کہ پہلے جعفر ابن ابیطالب کے نکاح مین تھین اونکے بعد حضرت ابوبکر سے نکاح ہوا کہ محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے بعد حضرت ابوبکر کے حضرت علی سے اون بی بی نے نکاح کیا یہ حال ہے بزرگ شیخانیون کا جنسے شرافت کی بنیاد ہے پھر جو کوئی اونکے کام اور رسم اور عادات کو برا جانے اونکے ایمان مین نقصان ہے اور اشراف نہین وہ کمینہ ہے اسواسطے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی برابر کسیکی عزت اور آبرو نہین اور اونسے زیادہ عزت کسیکو نہین اور حضرت کی بیٹیون اور نواسیون کا اور حضرت کی یار دنکی عورتونکا یہی دستور رہا کہ جب خاوند مر اتب اور کر لیا اگر یہ بات معاذ اللہ بی بی غرتی کی ہوتی تو خدا اور رسول کہون منظور اور دستور رکھتے تو اب جو شخص بیوہ کی دوسرے نکاح کو عیب جانے اور بیغرتی سمجھے وہ مسلمان نہین مردود کافر ہے جو پیغمبر خدا کی بیبے گھرمین گوارا کی اوسکو بیغرتی بتاتا ہے گویا اپنی بیٹیون بہنون اور عورتون کو حضرت کی بیٹیون اور بیسیون سے اچھا جانتا ہے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ اپنا پکو شیخ سید اشرف قوم سے شمار نکرے بلکہ انکو راجپوت راجگیر کہلاوے اسواسطے

اسواسطے کہ مسلمانون کے بزرگونکے نام اور مسلمانون کے ملک مین اور مسلمانون کی کتاب قرآن و حدیث کی رو سے یہ رسم جاری ہے ہر جو کوئی اوسکو برا جانے گویا وہ خدا اور رسول کے حکم کو اور اونکے اصحابون کو جتنے شرافت پائی ہر جاتا ہے اور بندونکے رسم کو نیک جانتا اور اختیار کرتا ہے پھر وہ مسلمان کاہیکا اور حضرت کے بعد حضرت کی بیبیون نے جو اور کسی سے انکار کیا تو اسکا یہ سبب تھا کہ آدمی دو طرح پر ہین ایک مسلمان دوسرے کافر سو مسلمان کو اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ از وجہ امہاتہم یعنے بیبیان پیغمبر کی مامین ہین مسلمانون کی اور مامانکا نکاح بیٹے کے ساتھ درست نہین اسواسطے کسی مسلمان سے اونکا نکاح نہوا باقی رہے کافر سو کافر سے مسلمان عورتونکا نکاح نہین جائز اسواسطے یہ بات حضرت کی ازواج کیواسطے مخصوص تہی پھر اگر کوئی اور بھی اپنے آپ کو ایسا سمجھے اور اپنی جورو بیٹی بہنون کا دوسرا نکاح ہونا جانے تو وہ گویا اپنے پیغمبر کے برابر جاتا ہے اور درپردہ دعوی پیغمبری کا رکھتا ہے استغفر اللہ من کل ذنب و اتوب الیہ خدا جہالت سے سب مسلمانون کو پناہ مین رکھے **چھٹی رسم** فی النوحۃ و الحداد کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو لوگ خصوصا اوسکے رشتہ مند چلاکر روتے ہین ۔ عورتین بیٹھی چلاتی ہین پھر جو عورت ماتم پرسی کو آتی ہے وہ بھی اونکے پیٹنے چلانے مین شریک ہوتی ہے پھر کسیکی ماں تین دن کسیکے ماں سات دن کسیکے ماں دس دن کسیکے ماں چالیس دن کسیکے ماں چھ مہینے تک یہ ہی معمول رہتا ہے کہ عورتین حلقہ باندہکر کہڑی ہوتی ہین اور ایک عورت اوس مردہ کے بیان کرتی جاتی ہے کہ فلانا ایسا اور ایسا تھا تو وہ سب عورتین اپنے زانو اور منھ پر پیٹتے مارتی ہین اور ہائے ہائے کرتی جاتی ہین اور بعضونکے ماں صرف اسیقدر ہوتا ہے کہ ہر صبح و شام عورتین کہٹا بیٹھا کرتی ہین پھر کسیکے ماں چالیس دن چھ مہینے تک کسیکے ماں برس روز تک کسیکے ماں دو برس تک یہی بات رہتی ہے جتنے دنون جس قدر یہ زیادہ ہوا وہ سیقدر اوس میت کی اون لوگونکی تعریف ہوا اور اگر نہو تو بعضے خاندان کی عورتین طعن کرتی ہین کہ فلانے کے ماں فلانے کی موت کی کچھ قدر نہوئی اور کچھ غم نہوا اور بموجب حکم خدا اور رسول کے نوحہ کرنا یعنے چلاکر رونا اور پیٹنا اور مرد کے اوپر اسیطرح پر بیان کرنا حرام ہے اور احداد کہتے ہین سوگ مین بیٹھنے کو یعنے اچھے کپڑے نہ پہنا اور خوشبو نہ لگانا مسہ نہ لگانا کسیکے شادی مین شریک نہونا اپنے مکانون مین بیٹھے رہنا سو شریعت کی رو سے جس عورتکا خاوند مرجاوے تو اوسکو چاہیئے کہ چار مہینے اور دس دن تک اپنا سنگار نہ کرے بعد اوسکے اوسکو منع نہین اور اوسکے گھر کی نا تے رشتہ والے عورتین اگر تین دن تک اپنا سنگار نکرین تو مضائقہ نہین سے تین دن سے زیادہ اونکو سوگ مین بیٹھنا منع ہے اسکے برخلاف اب رسم یون ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اوس گھر کے سب لوگ سوگ مین رہتے ہین اور جس عورت کا شوہر مرے پھر وہ کبھی رنگین سرخ کپڑے اور پٹہ وغیرہ ریور جو شوہر والی عورتین پہنتی ہین نہ پہنے اور خوشبو نہ لگاوے اور اوس گھر مین بوریا فرش وغیرہ بچھا کر عورتین اوس پر بیٹھا کرین بعضون کے ماں چالیس دن تک اور بعضونکے ماں چھ مہینے تک اور بعضونکے ماں برس روز تک وہ فرش بچھا رہتا ہے

گویا اوسکو سوگ اور غم کی علامت مقرر کیا ہی پہر یہانتک نوبت پہنچی ان دنون مین کسیکا نکاح یا جمعہ نہین کرتے اور دوست آشنا رشتہ ناتے کے مرد اور عورتین اوسکے مان جمع ہوا کرتی ہین اور رات تک اوسکی ماتم پرسی کیا کرتے ہین اور ماتم پرسی کی حقیقت اسی ہے کہ جب کسیکا کوئی مرجاوے تو اوسکے دوست آشنا دن رشتہ مندونکو چاہیے کہ اوسکے پس ماندون کو تسلی اور دلاسا دین اور سمجہاوین کہ صبر کرو سو اسکے برخلاف عورتین جو کسیکے گہر عورتون پاس ماتم پرسی کو جاتی ہین تو اونکو بہی رولاتی پیٹتی ہین اور آپ بہی روتی پیٹتی ہین اور مرد جو جاتے ہین تو صرف دستور و رواج کے موافق اون لوگون کے دکہلانیکو کچہہ فاتحہ وغیرہ پڑہتے ہین اور اوس فاتحہ سے اونکو مرنیکے واسطے ثواب منظور نہین ہوتا صرف اوسکے پس ماندون رشتہ مندون کی خوشی منظور ہوتی ہی اگر ثواب منظور ہوتا تو کبہی اپنے گہر یا اکیلے تنہائی مین بیٹہکے بہی اوسکو ثواب بخشتے اور اب اگر کوئی اکیلے اپنے گہر بیٹہکر اوس مرنیکو صرف اوسکا ثواب بخشے مگر اوسکے رشتہ مندونکے پاس جاکر فاتحہ مروجہ نہ پڑہے تو وہ رشتہ مند ناخوش ہوتے ہین تو اب صرف یہ رسم ٹہہر گئی کہ ثواب منظور نہ ہوا غرضکہ ماتم پرسی کا مضمون برہم ہوگیا اور فاتحہ مقصود اصلی ہوگئی اور ماتم پرسی بہی مرنے سے تین روز بعد موقوف ہوا تہا اور اب دستور یون پڑ گیا کہ مہینے اور برس برس روز کے بعد بہی لوگ ماتم پرسی کو جاتے ہین اور جو نہ جاوین غم یاد دلاتے ہین موید ہم سب بیہودہ ہین اور مطلق رونا اور پہوٹ پہوٹنا اور ایسے سوگ مین بیٹہنا خدا و رسول کے حکم کے خلاف ہے قال اللہ تبارک و تعالی یا ایہا الذین امنوا استعینوا بالصبر و الصلوۃ ان اللہ مع الصابرین ترجمہ فرمایا اللہ تعالی نے سورہ بقر مین کہ اے مسلمانو مدد چاہو صبر سے اور نماز سے بیشک اللہ ساتھ ہی صبر کرنیوالون کے ف جب کوئی خوشی و فرحت مرجاتی ہی یا کچہہ مصیبت پڑتی ہی تو اوسی کو صبر کرنا ہے رونا چلانا بے صبری کے کام کہتے ہین سو فرمایا کہ جب کچہہ مصیبت پڑے تو صبر کرو یعنی جبر کرو اللہ کی تقدیر پر شاکر ہو اور فرمایا کہ واویلا نکرو بلکہ اللہ ہی کی طرف رجوع کرو اور نماز مین مشغول ہو جاؤ تاکہ اللہ کی رحمت تمپر متوجہ ہو سو اسلیے کہ جو لوگ صبر کرتے ہین اللہ اونکے ساتہہ ہی پہر لاحاصل رونا پیٹنا سوگ مین بیٹہنا اللہ کا ساتہہ چہوڑنا ہی اور اسمین بعد بیدینی اور ایمان دار ونکی یہ بات ہی کہ مصیبت مین صبر کرنا اور نماز کی طرف دہیان رکہنا قال اللہ تبارک و تعالی و بشر الصبرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوت من ربہم و رحمۃ و اولئک ہم المہتدون ترجمہ فرمایا اللہ تعالی یعنی سورہ بقر مین اور خوشی سنا اون صبر کرنیوالون کو کہ جب اونکو پہنچے کچہہ مصیبت کہین ہم اللہ کے مال ہین اور ہم کو اوسی کی طرف پہرنا ہے ایسے لوگ اونہین پر شاباشین ہین اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہین راہ پر یعنی جو لوگ مصیبت مین یہ جانین کہ ہم اللہ کے مال ہین اور ہم کو اوسنے پیدا کیا اور وہی کہانے پینے کو دیتا ہی اوسکو ہم پر اختیار ہی جو چاہے سو کرے اوسکے کام مین ہم کو دم مارنے کی مجال نہین اور ایک روز آخر ہم سب اوسکی طرف پہر جائینگے کہ مرنیکے اور حشر ہونیکا سو ایسے لوگون کو اے پیغمبر جو خوشخبری سناکر اللہ ایسا صابرون پر اونکو شاباشی دیتا ہی اور اللہ اکبر مہربانی اوسکی

لوگ جانے ہین یہ میٹا نا خلف ہ آبرو اوسکی مین آجاے حرف ہ ترک کر بیٹھا یہ سب رسم خلف ہ پیرہی حضے سے جو ہو منحرف ہ قوم کی آنکھون مین نا ہموار ہے

اور وہی لوگ نیک راہ پر ہین ہر جو شخص بر خلاف اسکے مصیبت مین صبر کرے اور پیٹے چلاوے ہای ہای کرے اور کہے کہ فلانے کی موت ابہی سے آگئے اور اونے کچھ دیا کا فائدہ نہ اوٹھایا اور کیا خدا کو اوسکو مارنا تھا اور ہم کو خدا نی رنج مین پھنسایا غصہ ایسے ہی خرافاتین یکے اور بے صبر یکے کام کرے تو اوسکے واسطے بر خلاف شاہی کے پہنچا اور بر خلاف رحمت کے غضب چاہیے کہ وہ نیک راہ پر نہین بلکہ بہکا ہوا ہو قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نی یعنے سوا اوسکو بولنے کیطرح عادت مین کہ کوئی مصیبت مین نہین پڑتا ملک مین اور نہ اب تم مین جو نہین لکہی ایک کتاب مین اس سے پہلے کہ پیدا کرین ہم اوسکو دنیا مین بیشک یہ اللہ پر آسان ہی تاکہ تم افسوس نکرو اوسپر جو فوت ہوا تم سے اور نہ رہجیو اوسپر جو ہم کو اوسنے دیا اور اللہ نہین چاہتا کسی اترانے بڑائی مارنے کو ف یعنے جتنے خوشی اور غم کے اسباب ہین سبکا حال اونکے دنیا مین پیدا ہونے سے پہلے ہے اللہ کے ہان کتاب مین لکہا ہی ہر جسکو کچھ آفت پہونچے خواہ وہ آفت عام ہو جیسے وبا اور قحط وغیرہ خواہ آفت خاص ہو جیسے کسیکا کوئی مرگیا اور کچھ آفت پہنچی سو وہ سب پہلے ہی سے تقدیر کی کتاب مین لکہی ہوئی ٹلنے والی نہ تہی ہر جو مصیبت پہنچے تو آدمی کو غم کرنا چاہیے اور جو کچھ ملگیا اور خوشی ہوئی تو اوسپر رہجیانا نہ چاہیے کہ ہم ایسے ہین کہ یہ ملا اور ہمارے واسطے ایسا ہوا اسواسطے کہ اللہ تعالی کو اترانیوالے اور بڑائیان مارنیوالے خوش نہین آتے اور بڑے معلوم ہوتے ہین اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مرجاوے تو یہ جانے کہ اسکی تقدیر مین اتنی ہی عمر تہی اب افسوس کیا اور چلانے پیٹنے سے کیا ہوتا ہے وہ مردہ تو ہرگز ہرگز جینے کا نہین اور پہر اوس رونے پیٹنے چلانے سوگ کرنے پر فخر کرنا اللہ کی درگاہ سے منصوب ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اترانے والے فخر کرنیوالے کو دوست نہین رکہتا اَوْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ ترجمہ مشکوۃ کی باب البکاء علی المیت مین لکہا ہی کہ ابوداؤد نی ذکر کیا کہ ابو سعید خدری نی نقل کیا کہ لعنت کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نی چلانے والی عورت پر اور سننے والے پر ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنیوالی عورت اور سننے والی دونون ملعون ہین اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْ يَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ ترجمہ مشکوۃ کی باب البکاء علی المیت مین لکہا ہی کہ بخاری اور مسلم نی ذکر کیا کہ عبد اللہ بن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ کیا تم نہین سنتے ہو کہ اللہ تعالی عذاب نہین کرتا آنہہ کے آنسو نکلنے پر اور دل کے غم پر مگر عذاب کرتا ہے اسکے سبب اور اشارہ اپنی زبان کیطرف کیا یا رحم کرتا ہے اور مقرر عذاب ہوتا ہے مردے کے گھر والونکے رونے سے اوسپر ف یعنے دلمین غم ہونا اور آنکہ سے آنسو نکلنا یہ آدمی کے اختیار مین نہین ہر اگر کوئی شخص

مرگیا اور کسیکو غم ہوا اور آنکھ سے آنسو نکلے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر زبان سے اگر کچھ اسکی شکایت کی یا اوس مردے کے بیان کئے تو البتہ عذاب ہوگا اور اگر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور صبر کیا تو اللہ رحم کریگا اور مردے کے بیان کرنے اور اوسکے اوصاف بیان کرنے سے صرف اِن لوگوں ہی پر عذاب نہیں بلکہ اوس مردے پر بھی عذاب ہوتا ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ بیان کر کے پیٹے چلانے والیاں اور وہ مردہ دونوں عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعٰی بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ ترجمہ مشکوۃ کی باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن مسعود نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے ہمارے گروہ میں سے جو تمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور چلاوے جاہلیت کا سا چلانا ف ہمارے حضرت سے پہلے جاہلیت کا وقت تھا اوسوقت میں کافروں کا دستور تھا کہ کوئی مرتا تو عورتیں چلاکر رویا کرتی تھیں اور پیٹتی تھیں اور مردے کے بیان کرتی تھیں سو فرمایا کہ جو ایسے کام کرے وہ ہمارے گروہ میں نہیں یعنے مسلمانوں میں داخل نہیں اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلے اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّنَ الصَّالِقَۃِ وَالْحَالِقَۃِ وَالشَّاقَّۃِ ترجمہ مشکوۃ کی باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابی بردہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بیزار ہوں اوس سے جو سر کے بال مونڈے اور چلاکر روے اور گریبان پھاڑے ف یعنے کسیکو غم اور مصیبت میں جو کوئی اپنے سر کے بال نوچے اور آواز سے روے اور کپڑے پھاڑ ڈالے اوس سے میں بیزار ہوں پھر جس سے پیغمبر بیزار ہوں وہ مسلمان کاہیکا اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ لَا یَتْرُکُوْنَھُنَّ اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّیَاحَۃُ وَقَالَ النَّائِحَۃُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِھَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلَیْھَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ ترجمہ مشکوۃ کی باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابو مالک الاشعری نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں میری امت میں کفر کی بانوں میں سے ہیں لوگ اونکو نہیں چھوڑتے سو ذکر کیا اونمیں چلاکر رونیکو اور فرمایا کہ چلاکر رونیوالی عورت نے جو توبہ نہ کی اپنے مرنے سے پہلے تو کھڑے کیجاویگی قیامت کی بن اور اوسکا پیراہن ہوگا چیڑھ کی تیل کا اور اوڑھنی خارش کی ف یعنے جو عورت دنیا میں مردہ پر نوحہ کیا کرتی ہے اور اوسنے اس سے توبہ نہ کی اور مرگئی تو روز قیامت کو اللہ تعالی اوسکو خارشی کریگا اور چیڑھ کے تیل کا پیراہن اوسکو اوڑھایا جائیگا تاکہ دفعۃً میں خوب جلے اور خارش کے سبب سے ایذا زیادہ پاوے معاذ اللہ جسکام کے سبب دنیا میں کچھ فائدہ نہیں بلکہ اوس سے مردہ کو عذاب ہو اور دنیا میں کہ دفعۃً اوسکو عذاب ہو کیا بُرا کام ہے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلے اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ نِّیْحَ عَلَیْہِ یُعَذَّبُ بِمَا نِیْحَ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ مشکوۃ کے

باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ مغیرہ بن شعبہ نے نقل کیا سنا میں نے پیغمبر خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ جس مردہ پر نوحہ ہوا عذاب کیا جائیگا اوسے اوسی بات پر اوس مردہ کو قیامت کے دن ف یعنے جواب بیان کر کی عورتین جلاتی پیٹتی ہین وہی بات فرشتے کہتے روز قیامت کے کہ کہ کر عذاب کرتے ہین کہ ایسا تھا اور ایسا تھا اخرجہ الشیخان عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مَیِّتٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ بَاکِیْھِمْ فَیَقُوْلُ وَاجَبَلَاہُ وَاسَیِّدَاہُ وَنَحْوَ ذٰلِکَ اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ مَلَکَیْنِ یَلْھَزَانِہٖ وَیَقُوْلَانِ اَھٰکَذَا کُنْتَ ۔ ترجمہ مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابی موسی نے نقل کیا کہ مینے سنا پیغمبر خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ جو مرد ہے مر کر پھر کھڑا ہووے اوسپر کوئی رونے والا سو کہے کہ ہای میرے پہاڑ اور ہای میرے سردار اور اسطرح کی باتین کہین تو معین کرتے ہین اوسپر دو فرشتے اوسکے لئے کہ وہ اس مردہ کی چھاتی پر گھونسے مارتے ہین اور کہتے ہین کہ کیا تو ایسا تھا ف یعنے جو بیان کر کے عورتین یہان پیٹتی ہین وہی بات کہکر فرشتے اوس مردے پر عذاب کرتے ہین تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مردون کو عذاب سے بچاوین اور کسیکو پیٹنے چلانے بیان کرنے نہ دین اور اپنے واسطے بھی وصیت کر دین کہ ہماری موت مین کوئی ایسی حرکتین نکرے اخرج احمد عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَکَتِ النِّسَاءُ فَجَعَلَ عُمَرُ یَضْرِبُھُنَّ بِسَوْطِہٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ وَقَالَ مَھْلًا یَا عُمَرُ ثُمَّ قَالَ اِیَّاکُنَّ وَنَعِیْقَ الشَّیْطٰنِ ثُمَّ قَالَ اِنَّہٗ مَھْمَا کَانَ مِنَ الْعَیْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَۃِ وَمَا کَانَ مِنَ الْیَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّیْطٰنِ ۔ ترجمہ مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت مین لکھا ہے کہ احمد نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ مرین بی بی زینب پیغمبر خدا صلعم کی بیٹی تو وین عورتین جلا کر تو حضرت عمر نے اونکو مارنے لگے اپنے کوڑے سے تو علحدہ کر دیا اونکو پیغمبر خدا صلعم نے اپنے ہاتھ سے اور فرمایا کہ رہ اے عمر پھر فرمایا عورتون کو کہ بچو شیطانی آواز سے پھر فرمایا کہ جو کچھ ہووے آنکھہ سے اور دلسے سو وہ اللہ عزوجل کیطرف سے ہے اور رحمت کی قسم سے ہے اور جو کچھ ہووے ہاتھہ سے اور زبان سے سو شیطان کی طرف سے ہے ف یعنے اگر دل سے غم ہو اور آنکھ سے آنسو نکلین تو اوسکا مضائقہ نہین بلکہ ہمین اوسکا اختیار ہے نہین ہووے اللہ کیطرف سے رحمت ہی مگر ہاتھہ سے پیٹنا اور زبان سے بیان کرنا اور چلانا یہ شیطان کے بہکانیسے ہے کہ شیطان یہ بات ہمین ڈالتا ہے اور چلا کر رونے کی آواز شیطانی آواز ہی اسسے مسلمان کو بچنا چاہیے پھر کوئی مرد ہو کیسے واسطے ایسے کام کرنا نہین درست خواہ پیغمبر زادہ ہو یا امام زادہ ہو یا عوام مسلمانون سے ہو اور جو کوئی چلا کر روے یا پیٹے یا بیان کرے وہ شیطان کے پھندے مین پھنسا ہے اوسکو بار رکھنا چاہیے اگر کہنے سے نہ مانے تو مقدور چلے تو مارنا چاہیے اور مقدور نہ چلے تو ایسے جگہ جانا چاہیے اخرج احمد وابن ماجۃ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُتْبَعَ جَنَازَۃٌ مَعَھَا رَانَۃٌ

سید احمد صاحب سپہ سالار ہے

سر جدا ہے مارتا تلوار ہے

کیا عجب چالاک اور بیباک ہے

ترجمہ مشکوۃ کی باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ امام احمد اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابن عمر نے نقل کیا کہ منع کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس جنازہ کی ساتھ جانے سے جسکے ساتھ نوحہ کرنیوالی عورت ہو ف یعنے جنازہ کیساتھ جانا فرض کرنیکو سنت ہے لیکن اوس جنازہ کی ساتھ جانا منع ہے جسکے ساتھ پیٹنے والی عورت ہو جیسے دعوت کھانیکو جانا سنت ہے مگر جس دعوت مین راگ باجا ہو وہان جانا منع ہے اخرج الطبرانی انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انّ ھٰذہ النوائح یجئن یوم القیٰمۃ صفین فیھم صف عن یمینھم وصف عن یسارھم فینحن علی اھل النار کما ینحن الکلاب ترجمہ طبرانی نے ذکر کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پیٹنے والیان بنائی جاوینگی دو قطارین دوزخمین ایک قطار دہنی طرف اور ایک قطار بائین طرف نوحہ کرینگی دوزخیون جیسے روتے ہین کتے ف یعنے یہ عورتین دوزخ مین جاوینگی اور اونکی آواز کتونکی سی ہوجاوینگی اور جیسے دنیا مین یہ مردونپر پہٹیا چلایا کرتی ہین وہان دوزخیون کیواسطے پیٹینگی ادہر اُدہر اخرج البخاری تعلیقاً قال قام الحسن بن الحسن بن علی ضربت امراتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ ثم رفعت فسمعت صائحاً یقول الا کھل وجدوا ما فقدوا فاجابہ اٰخر بل یئسوا فانقلبوا ترجمہ مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت مین لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ جب مرے حسن حضرت علی کے پوتے یعنے حسن مثنی تو کھڑا کیا اونکے عورت نے خیمہ اونکی قبر پاس ایک سال بھر پھر اوٹھایا تو سنا ایک پکارنیوالا کہتا ہے کہ سن لوگیا اہلا پالیا جو کھویا تھا پھر جواب دیا اوسکو دوسرے نے کہ نہ پایا بلکہ ناامید ہوکر لوٹ گئے ف یعنے غیب سے آواز آئی کہ جس صدمے کے غم مین برس روز اوسکی قبر پاس بیٹھی رہی اوسکو تو پایا ہی نہین آخر کو اوس سے ناامید ہوکر گھر کو پھر گئی اسیطرح اگر ہزار برس تک اوسکے غم مین رہتو وہ مردہ تو پھر آنیکا نہین زیادہ سوگ مین بیٹھنا اور بہت غم مین رہنا حاصل ہی اسقدر آدمی خدا ہی کی عبادت کرے راضی رضا رہے اخرج النسائی عن زینب قالت دخلت علی ام حبیبۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین توفی ابوھا ابو سفیان بن حرب فدعت بطیب فیہ صفرۃ خلوق او غیرہ فدھنت بہ جاریۃ ثم مسّت بعارضیھا ثم قالت واللہ مالی بالطیب من حاجۃ غیر انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل لامراۃ تؤمن باللہ والیوم الاٰخر ان تحد علی میت فوق ثلثۃ ایام الا علی زوج اربعۃ اشھر وعشراً ترجمہ زینب نے نقل کیا کہ مین نے بی بی ام حبیبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ پاس جب مرا ابا سفیان اون بی بی کا باپ تو اونون نے منگائی خوشبو کہ اوسمین زردی زعفران کی تھی ملا اور کہنے سونگی اپنے منہ پر پھر فرمایا کہ قسم خدا کی مجکو کچھ خوشبو کی حاجت نہین سوا اسکے کہ مین نے سنا پیغمبر خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ حلال نہین اوس عورت پر جو ایمان رکھے خدا پر اور قیامت پر کہ سوگ مین بیٹھے کسی مردکے تین دن سے زیادہ مگر اپنے خاوند پر چار مہینے اور دس دن ف اس حدیث سے معلوم

تین دن سے زیادہ سوگ مین رہنا ہائی کے باپ کے چچا کے ماموں کے بہانجے بھتیجے کے کسیکے واسطے موحرام ہے مگر ہان اپنے شوہر کیواسطے چار مہینے دس دن درست ہے اوسکے بعد پھر حرام ہے اور مرد کیواسطے سوگ مین رہنا کہیں ہے ہر یہ جو عورتین اور مرد مہاسوگ مین رہا کرتی ہین کہ کوئی سرخ کپڑا نہ پہنے سرمہ نہ لگاوے خوشبو نہ لگاوے چوڑیان نہ پہنے کپڑا نہ سیئے گھر مین یا شتہ دار وغیرہ کسیکی شادی نہووے یا بعض خرافات وہ ہین جو سوگ ہی علاقہ نہین رکھتے صرف لوگون نی حماقت کی راہ سے سوگ مین ٹہرالیے ہین کہ جب کوئی مرجاوے تو اوس گھر مین کرشانی نہ چڑہے اور پکوان نہ پکے اور چالیس روز تک گوشت نہ پکے یا کوئی چارپائی پر نہ سووے یا برس روز تک گھر مین کپڑا نہ اچار نہ پڑے بڑیان سوئیان نہ بنین سو یہ سب حرام ہے مسلمان کو چاہیئے کہ ان سب رسوم کو اپنے گھر سے دور کرے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگرچہ حاجت خوشبو کی اور سنگار کی نہو مگر اور عورتونکو چاہیئے کہ تین روز کے بعد اور جس عورتکا شوہر مرا ہو وہ چار مہینے دس دن کے بعد سوگ موقوف کردی اور خوشبو لگاوے اور سنگار کرے اور سرخ کپڑے پہنے تا یہ رسم اوٹھ جاوے اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاٰى فَوْمًا قَدْ طَرَحُوْا اَرْدِيَتَهُمْ يَمْشُوْنَ فِيْ قُمُصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَاْخُذُوْنَ اَوْ بِصَنِيْعِ الْجَاهِلِيَّةِ اَلَّتَشَبَّهُوْنَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَدْعُوَ عَلَيْكُمْ دَعْوَةً تَرْجِعُوْنَ فِيْ غَيْرِ صُوَرِكُمْ قَالَ فَاَسْرَعُوْا اَرْدِيَتَهُمْ وَهُمْ يَعُوْدُوْا لِذٰلِكَ ترجمہ مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت مین لکھا ہے کہ امام احمد اور ابن ماجہ نی ذکر کیا عمران اور ابوہریرہ نی نقل کیا کہ ہم باہر نکلے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ایک جنازہ کے پیچھے سو دیکھا ایک لوگون کو کہ اوتار ڈالین ہین اونہون نی اپنی چادرین چلے جاتے ہے پیراہن پہنے تو فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا جاہلیت کی کام کو اختیار کرتے ہو یا جاہلیت کی رسم کی مشابہت کرتے ہو البتہ مینے تو قصد کیا کہ بد دعا کرون تم پر کہ تم اوٹھ جاؤ اپنی اور صورتین سو کہا پھر لین اونہون نی اپنی چادرین اور نہ عادت کی اس رسم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت مین لباس کو ترک کرنا اور سر ننگے کرنا اور پاؤ ننگے کرنا درست نہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کفر کی کوئی رسم اختیار کرنا مسلمان کو نچاہیئے کہ اگلے کافرونکی یہ عادت تہی کہ جنازہ کے ساتھہ جاتے تھے چادرین اوتار ڈالتے تھے یہ بات چہ مسلمانون نے بہے ناواقفیت سے کی تو حضرت اسقدر ناخوش ہوئے کیا اونکے واسطے بد دعا کرنیکا ارادہ کیا پھر جب اونکو سمجھایا تو اونہون نی اپنی چادرین لے لین اگر نہ لیتے تو حضرت بد دعا کرتے تو وہ لوگ مسخ ہوکر آدمی سے سور یا بندر یا اور کچھہ جانور کی صورت ہوجاتے تو مسلمانکو چاہیئے کہ کافرونکی ہمین ایسے ان سے دور کریں جیسے موت کے سبب چوڑیان نہ پہننا اور کپڑا نہ سینا یا چارپائی پر نہ سونا یا بڑیان سوئیان پکانا نہ پکانا کہ یہ ہیئت ہمین ہندون سے سیکھی ہین اور تیجا دسواں چالیسوان چھہ ماہی برسی اور عید شب برات کے روز فاتحہ

غم نازہ کرنا یہ سب ہندو نکی رسمین ہین کہ وہ ہی بیجا دسوان چالیسوان برہی کی کنگت کرتے ہین اور ہولی وغیرہ تیوہارون مین اگلے مردون کی ہی غم یاد دلاتی ہین خدا جہالت سے پناہ مین رکھے **ساتوین رسم** افراط فی التزیین ہے یعنے زینت زیادہ کرنا اور سادی سیدھی وضع کو معیوب جاننا سو معلوم کیا چاہیئے کہ بہتر کپڑا قیمتی پہننا یا بہتر قیمتی برتن مین اچھا کھانا یا بہتر مکان مین رہنا اور بہتر سواری پر سوار ہونا۔ بشرطیکہ وہ کپڑا یا کھانا یا برتن اور سواری حلال کی قسم سے ہو اور جس قدر جائز ہے اوسقدر زینت ممنوع نہین ہی بلکہ اگر شکر کے واسطے ہو تو بہتر ہے مگر نام اور نمود کیواسطے یا تکبر اور اترانیکی راہ سے ہو تو وہ مکروہ و حرام ہے پھر اگر نمود اور نام کیلیے یا تکبر اور اترانے کی راہ سے نہو مگر اوسمین کافرون یا فاسقون یا بدعتیون سے مشابہت ہو تو وہ کام ہی منع ہو جاتا ہے اگرچہ کرنیوالے کو مشابہت مقصود نہو اس زمانہ مین خصوصاً ہندوستان مین لوگ جو مکان اور پوشاک اور سواری اور اسباب خانہ داری مین تکلف اور زینت زیادہ کرتے ہین صرف اسیواسطے کہ نمود ہو اور بیحیثون مین ہمقوم برادری مین نام اور بڑائی ہو پھر یہانتک نوبت پہنچی کہ جائز ناجائز حرام و حلال کی تمیز ہی نہین رہی چنانچہ بعضے چیزین خود بنفسہ حرام ہین جیسے مکانون مین تصویرین لگانا اور فرش اور تکیے شیر ببر یا ببر کی کھال کے مرد کے حق مین اور ایسے ہی کمخواب اور طلس اور تماجی اور طاش بادلا دار ای اور پٹہ لور بہت سا گوٹا اور سرخ کسنبی یا زرد زعفرانی کپڑا یا ٹاٹ باٹی جوتہ انگوٹھیان چھلے سونیکے مرد کو پہننا اور عطر دان خاصدان اور نیکچو اور کابیان اور کٹورے اور آبخورے چاندی سونیکے استعمال کرنا اور عورتکو نہایت باریک کپڑا پہننا اور بعضی چیزین زینت کی کافرون اور فاسقونکی مشابہت کے سبب سے حرام ہین اور بعض اس سبب سے کہ اونکے سبب تکبر اور غرور ہوتا ہے اور نمود داری اور نام کیواسطے آدمی کرتا ہے اور جب ایسے کاموں مین آدمی پھنس جاتا ہے تو دنیا ہی کیطرف رجوع رہتا ہے اور اسے اور عاقبت سے غافل ہو جاتا ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ترجمہ فرمایا اللہ صفائی یعنے سورۂ آل عمران مین کہ رچھایا ہی لوگون کو مزے کی محبت پر عورتون اور بیٹیون اور ڈہیر جوڑے ہوئے سونیکے اور روپے کے اور گھوڑے پلے ہوئے اور مواشی اور کھیتی یہ برتنا ہے دنیا کی زندگانی کا اور اللہ جو ہے اوسی پاس ہے اچھا ٹہکانہ **ف** یعنی لوگونکو عورتون کے اور بیٹیونکی اور بہت سی شوقین چیزون کی اور اچھے گھوڑونکی اور گائے بہینس اونٹ بیل بکریون وغیرہ جانورونکی اور کھیتی کی خواہش ہی اور اونہین اونکو مزا آتا ہے سو ان چیزونکی محبت پر بھری ہوئی اور مشغول ہو رہے ہین رات دن اوسکے فکر مین لگے رہتے ہین اور انہین چیزون مین اپنی عزت اور زینت سمجھتے ہین جسقدر اشرفی روپیہ اونکے زیادہ ہون اور گھوڑے موٹے موٹے پلے ہوئے بہت ہون اور گائے بھینس اونٹ کثرت سے ہون اور کھیتی گانو علاقہ بہت ہو اوسیقدر اپنی عزت زیادہ سمجھتے ہین پھر اوس اشرفی روپے سے بڑے بڑے اونچے سنگین و سیمنٹ گلکاریون کے مکان بنانا پھر اونمین چھتین اور دیوانگیریان اور جھاڑ اور فانوس لٹکانا

تصویرین اور آئینے لگانا اور پردے بانانی لگانا اور تخت چوکیان کرسیان مشجر سے مسندی ہوئی بچھانا اور فرش طرح طرح کے اور قالین اور قنالیچے تصویرون کے بچھانا اور پلنگ اور سہان موقع موقع پر وہان بچھانا اور اوشیکے اور پلنگ پوش اقسام اقسام کے لگانا اور خاصدان اور پاندان عطردان اور رکابیان اور آبخورے اور گلاس چاندی سونیکے رکھنا اور استعمال کرنا اور کمخواب اور اطلس اور تمامی اور بادلہ اور تاش اور کمتان اور دارائی اور تن زیب اور خاصہ اور ململ پہننا اور بہت سے گھوڑے کوتل جلو مین رکھنا اور ہاتھیون اور بگیون پر سوار ہونا اور چوبدار اور نقیب اور نوبت نقارہ رکھنا اور محل مین بہت سی عورتین ہونا اور خزانہ بہت ہونا اور ملک بہت ہونا اپنا فخر لوگون سے جتانا حالانکہ یہ جتنا اسباب دنیا کا ہے اول تو ملتا نہین اوسکی تلاش مین کیا کیا محنتین مشقتین اوٹھاتے ہین اور ادنی ادنی اوسکی خوشامدین صبح سے شام اور شام سے صبح کرتے ہین اور سیکڑون طرحکے جھوٹ اور فریب کرتے ہین پھر اگر کسیکو یہ دنیا ہاتھ لگی تو رات دن اوسکی محافظت مین اور اوسکی افزائش مین لگے رہتے ہین اور ایک سر سے حسد اور بغض اور دشمنی پیدا کرتے ہین اور انجام اوسکا یہ ہے کہ بعضون اوسکی تلاش مین اور بعضے حاصل ہونیکے بعد مر جاتے ہین اور یہ کارخانہ یونہین پڑا رہتا ہے اسکے چھوٹنے کا افسوس ہاتھ لگتا ہے اور وہ عورتین بیٹے اور مال اور گھوڑے اور جانور اور کمتی کی کچھ کام نہین آتا ہے پھر ایسی چیز کی محبت مین کیون مشغول رہے جو چیز تھوڑی محنت سے تو ملے اور ہمیشہ باقی رہے اور عیش و آرام اوسمین زیادہ ہو کیون نہ حاصل کیجیے کہ وہ اللہ کے ہان ٹھکانہ ہے قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ تعالی یعنی سورہ یونس مین دنیا کا جیسا ہی کہاوت ہے جیسے مینہے پانی اوتارا آسمان سے پھر ایک مل نکلا اوسمین سے سبزہ زمین کا جو کھاوین آدمی اور جانور یہانتک کہ جب پکڑی زمین نے چمک اور سنگھار آئی اور اٹکلین زمین والون نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے پیچھے اوسپر ہمارا حکم رات کو یا دن کو یہ کڑوا لا اوسکو کاٹ کر ڈھیر گویا کل کو یہان نہ تھے بستے اسیطرح ہم کھولتے ہین پتے اون لوگون پاس جنکو دھیان ہے ف یعنے خشک زمین پر جیسے پانی آسمان سے برستا ہے تو زمین سے سبزہ کھیت ہین جمتا ہے کہ اوسمین سے غلہ اور ساگ وغیرہ آدمیون کے کھانیکا ہوتا ہے اور گھاس پھونس جانورون کے کام آتا ہے تو ازن کھیتون اور سبزہ کے سبب مین کورونق اور چمک ہوجاتی ہے کہ سون تک سبزہ اور گلزار نظر آتا ہے پھر جب اسیطرح سنگھار پر آتی ہے تو کھیتی والے اور کہانیوالی جانتے ہین کہ یہ اب ہمارے کام آویگی اوسکو دیکھکر خوش ہوتے ہین پھر یکایک کوئی فوج آن پڑی اوسنے اوس کھیتی اور سبزہ کو کاٹ کر ڈھیر کر دیا یا کوئی ہوا ایسی چلی یا کوئی کیڑا لگا یا دھوپ ایسی پڑے کہ وہ کھیتی اور سبزہ خشک ہوگیا گویا پچھلے دن مین وہان تھا ہی نہین اور وہ لوگ اسپر مین رہگئے ایسے ہی دنیا مین آدمی کی زندگی کا حال ہے کہ آدمی پہلے نہتا پھر بنا تو روح آسمان سے آئی بدن مین ملکر جو

غرق کر دینا اوسے درکار ہے
ایکدن مرنا اوسے ناچار ہے
۱۶۱

اور انسانی حیوانی کام کرنیلگا اور ہنر اور عقل اور سلیقہ مین پورا ہوا پر طرح طرح کی چیزین جمع کرنے لگا گھر
والون نے جانا اب ہمارے نصیب جگے اور اس سے گھر خوب درست ہوکر رونق پکڑیگا نا گاہ حکم الہی آیا رات کو
یا دن کو پھر تو وہ مرگیا اور اوسکو خاک مین برابر کردیا گویا پیدا ہی نہوا تھا اگر طبیب مسیح وقت اور لاکھ
حکیم لقمان ثانی موجود اور بالکل جہان کے علاج مہیا ہون اور خزانہ قارون کا پاس ہو ممکن نہین جو موت
ایک لحظہ ٹلجاوے اور زندگی معلوم نہین کہ کتنی ہے اور موت یقینی اور عمر آدمی کی ہر ہر لحظہ کم ہوتی جاتی
ہے لوگ جانتے ہین کہ زیادہ ہوتے ہی اور حال اوسکا ایسا ہے جیسے برف بیچنے والا کہ ہر دم اوسکا برف پگلنا
کم ہوجاتا ہے پگلنا یقینی اور بکنا موہوم پھر مرنے کے بعد وہ کارخانہ اسباب پڑا رہجاتا ہے اور اوسکے
چھوٹنیکا عمر اور اپنی کم عمری کا الم سالہ جاتا ہے اور گھر والون دوست آشنا ؤن کو افسوس باقی رہجاتا ہے یہ بیان اوسکے
واسطے ہے جسکو دنیا پیاری ہے اور جو قوف ضد کیوجہ نہانا اور اندہے کے آگے آئینہ کہنا فائدہ ہے پھر اسقدر زندگی کیلئے
اسباب اور تجمل بہت سا اکٹھا کرنا اور اپنا بہت سا بنا و سنگھار بنانا اور طرح داریان اور وضعین نکالنا ہوشمند سے بعید ہے

عاشق و عیاش ہر دو رہے بلکہ مسلمان کو یون جاننا چاہیے کہ دنیا کا عیش و آرام مخصوص کافرونکے واسطے ہے اور آخرت کی نعمت اور راحت ہمارے
لئے ہے پھر مسلمان دنیا کی لذتون مین کیون پھنسین جاوے قال اللہ تعالی وَلَوْلَآ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً
لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ وَلِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا
وَّسُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّکِئُوْنَ وَزُخْرُفًا وَاِنْ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ ترجمہ فرمایا اللہ تعالے نے یعنی سونا روپا زخرف مین کرا دیتے اگر
یہ لحاظ نہوتا کہ لوگ ہوجاوین گے ایک گروہ تو ہم کردیتے اُن کو جو منکر ہین رحمن سے اوسکے گھرونکی چھتین چاندی کی اور
جسپر چڑہین زینے اوسکے گھرونکے دروازے اور تخت جسپر تکیہ لگا بیٹھین سونیکے یہ سب کچھ نہین مگر دنیا کے جیتے اور آخرت
تیرے رب کے ہان اون کے نہین کو ہے جو پرہیزگارین ف جبھی کافرونکو آخرت مین عذاب ہوتا ہے دنیا مین تو کچھ آرام
و عیش کرلین مگر لحاظ یہ ہے کہ اور لوگ بھی کافرونکو زیادہ عیش و آرام مین دیکھکر اونہین کی راہ اختیار کرلیتے سب
ایک ہی گروہ ہوجاوین اس سبب سے کافرونکو زیادہ عیش دنیا مین نہدیا اور نہین تو دنیا مین کافرونکو اسقدر سونے کی
ہوتی کہ اون کے مکانونکی چھتین اور بالاخانہ کی سیڑہیان چاندی کی ہوتین سفید چمکتی ہوئی اور بڑے بڑے دروازے
سونیکے عالیشان ہوتے جہکتے ہوئے اور وہان تکیہ اتخت سونے کے بچھے ہوئے ہوتے اور اوپر یہ کافر بیٹھے ہوتے
اور یہ عیش اور آسودگی اونکو فقط دنیا ہی مین تھی چند روز مین یہ سب چھوڑکر مرجاتے ہان دوزخ کے عذاب مین گرفتار
ہوتے جیتے ہی تک یہ سب کچھ رہتا پھر آخر کو یہ سب خاتی تہا باقی ہمیشکی کے واسطے وہی آخرت کا گھر ہے
کہ وہان پرہیزگارونکو عیش و آرام دائمی ہوگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا کے عیش و عشرت اور شہری
روپیلی چھپرین اور بڑے بڑے عالیشان مکان اور دروازے کافرونکے ہی واسطے ہین مسلمان کا فر سے ہی

بنا کندن کا نہین غازیکو دہ داخل جنت کی دیتا ہے خبر ہ مثل خادم منکر اسکو آنکر روح لیجاتا ہیا اسکی عرش پر مستفیض حمت عطا ہی

زیادہ دنیا کے عیش و آسودگی کے لایق ہین متقی مسلمانونکو صرف گذران کرلینا چاہئے آخر کو بہشت مین عیش و عشرت نصیب ہوگی اور یہی دریافت ہوا متقی مسلمان کو چاہئے کہ دنیا کے عیش و عشرت سے پرہیز کرے اور جسقدر عیش و عشرت مین کافر دنکو دیکھے جانیکہ یہ اس کے واسطے کم ہے اسے بھی زیادہ کے لایق نہ تہا اور بعضے مسلمان کو جو کچہ بادشاہت اور حکومت اور امیری دنیا کی ملے تو اونکو اپنا علیفہ عشرت مقصود نہ تہا خلق اللہ کا فائدہ منظور رہتا اور کسی حق مین دنیا داری اور فقیر برابر تہی اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ الْبَذَاذَۃَ مِنَ الْاِیْمَانِ اِنَّ الْبَذَاذَۃَ مِنَ الْاِیْمَانِ ترجمہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابوامامہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنو سنو پرانے کپڑے پہننا اور بہت زینت نکرنا ایمانکی بات ہے اوپرانے کپڑے پہننا اور زیادہ بناؤ نکرنا ایمانکے کامونمین سے ہے ف یعنی جسکو آخرت کی نعمتونکی خواہش ہوتی ہے اور دنیا کی زیب و زینت خیال مین نہین آتی ہے تو دنیا کے بہت تکلف کو بیفائدہ جانتا ہے پہر اگر میسلا کپڑا ہے تو کچہ پرواہ نہین اور اگر پھٹا پرانا ہو نہ لگا ہے تو کچہ خیال نہین اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ وَھْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الثَّوْبَ جَمَالًا تَوَاضُعًا کَسَاہُ اللّٰہُ حُلَّۃَ الْکَرَامَۃِ ترجمہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ سوید ابن وہب نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم کے صحابہ کے بیٹون مین سے ایک ایک شخص اپنے باپ سے سنی ہوئی کہتا تہا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے چہوڑدیا زینت کا کپڑا بہتر و دانکسار کیلئے پہنانے کا وسکو اللہ جوڑا بزرگی کا اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَالَمْ یُخَالِطْ اِسْرَافٌ وَلَا مَخِیْلَۃٌ ترجمہ امام احمد و نسائی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عمر بن شعیب نے نقل کیا کہ میرا باپ ویسے سنی ہوئی کہتا تہا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاؤ اور پیو اور خیرات کرو اور پہنو اسقدر کہ نہ ملجاوے بیجا خرچ کرنہین اور اترانہین ف یعنی جو کہانا اور پہننا اور خیرات بیجا خرچ کے طور پر ہو کہ کسیکا حق متلف ہوتا ہو دنیا دین کا کچہ فائدہ نکلتا نہو نہین درست اور جسمین اترانا پن نکلتا ہو کہانا پینا بیشک بہی نہین درست اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِفَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ عَالِیْ اَرَاکَ شَثًا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰنَا اَنْ نَّتَرَصَّدَ کَثِیْرًا مِنَ الْاِرْفَاہِ قَالَ مَالِیْ لَا اَرٰی عَلَیْکَ حِذَاءً قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُنَا اَنْ نَّحْتَفِیَ اَحْیَانًا ترجمہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن بریدہ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے فضالہ بن عبید سے کہا کہ مین کیون تجکو دیکہتا ہون پریشان حال کہا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے ہمکو بہت سے

رضا ہی کہا میں کیون نہیں دیکھتا تیرے پاس جو تیان کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو فرماتے ہے کہ ہم ہا
کریں ننگے پانو کبھی کبھی ف بہت سا مرفع حال اور آسودہ ضع خواہ مخواہ مقطع بنانا حضرت کو خوش نہیں آتا تھا سو
فرمایا کہ مقید تکلف کے نہ رہو کبھی اگر ہا بوٹ نہیں کبھی نہیں خوشدہ نہیں لگائی سفید تکلف کے کپڑے نہیں ہوئے تو نہیں
ہی ہی بلکہ کبھی کبھی ننگے پانو بھی پھرا کرو تاکہ تکلف کی عادت جاتی رہے اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَ ابْنُ مَاجَةَ
عَنْ سَفِيْنَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ
عَلٰى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَاٰى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ فِيْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ فَتَبِعَتْهُ فَاطِمَةُ
قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَدَّكَ قَالَ لَهَا لَيْسَ لِيْ اَوْ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتًا مُّزَوَّقًا ترجمہ شکوہ کے
باب الولیمہ میں لکھا ہے کہ امام احمد اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ نبی سفینہ نے نقل کیا کہ نبی بی فاطمہ رضی کہا نا کھانا کھلو
بلایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سو آئے تو کیا دیکھے اپنے دونوں ہاتھ دروازے کے دونوں بازوؤں پر سو دیکھا پردہ لگا
ہے گھر کے کونے میں تو لوٹے حضرت تو چلیں اونکے پیچھے نبی بی فاطمہ اد کہا کہ یا رسول اللہ کس چیز نے تو یا تم کو فرمایا
کہ مجھکو یا کسی نبی کو نہیں لائق ہے کہ پہنے منقش و مزین گھر میں ف سبحان اللہ حضرت سید المرسلین اپنی بیٹی محبوبہ
سیدۃ النساء بی بی فاطمہ کے گھر میں صرف اس سبب سے کہ وہاں کونہ میں ایک پردہ لگا ہوا تھا اندر تشریف نہ لیگئے
اور پھر آئے اور فرمایا کہ پیغمبر کی شان یہ بعید ہے اور پیغمبر کو لائق نہیں کہ ایسے گھر میں داخل ہو تو اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مکان میں دیوار گیر یا ں لگانا اور آئینہ بندی کرنا اور جو ہار فانوس لٹکانا زیب و زینت کیواسطے یا گلکاری
کرنا درست نہیں اور پیغمبر کی پیروی مسلمان کو چاہئے کہ ایسے مکان میں نہ جاوے یہ کوئی مکان ہو دیوان خاص ہو
یا دیوان عام شب باشی کا مکان ہو یا دن میں نشست کا زنانے کا مکان ہو یا مردے کا برج ہو یا مقبرہ چاہے ہو یا درگاہ
ہو امیر کا ہو یا فقیر کا فاسق کا ہو یا متقی کا ہو مگر ہاں جو دینی کچھ ضرورت ہو وہ بات جدی ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ
اِنْ اَرَدْتِ اللُّحُوْقَ بِيْ فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَاِيَّاكِ
وَمُجَالَسَةَ الْاَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِيْ ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيْهِ ترجمہ ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ صدیقہ نے
نقل کیا کہ مجھسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو چاہے مجھسے ملے رہنا تو البتہ تجھکو کافی ہے
دنیا سے اسقدر جیسے مسافر سوار کا توشہ اور بچو پاس مٹھنے سے بڑے آدمیون کے اور اپنے کپڑے کو پرانا مت جانیو
جبتک پیوند نہ لگاوے ف اپنے کپڑے کو کہ جب پیوند لگین تب جانیو کہ پرانا ہوا تب تک اوسکا پہننا چھوڑ دیو اور بڑے
آدمیون کی پاس نہ بیٹھیو اونکو اپنے پاس بٹھلائیو اور دنیا کے اسباب سے اسقدر فائدہ اوٹھائیو اور اسیقدر اسباب کو
کافی جانیو جسقدر سوار اپنے رستہ کیواسطے توشہ لیتا ہے اور سوار بسبب تیز روی کے توشہ تھوڑا لیتا ہے بہ نسبت پیادے کے

یعنی جس قدر کم ہوسکے اوس قدر دنیا کی اسباب پر کفایت کیجیو تو دنیا اور آخرت مین میرا تیرا ساتھ رہیگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کا اسباب جمع کرنا اور پرانے پھٹے کپڑے کو بُرا جاننا اور نہ پہننا اور بڑے آدمیون کے پاس نشست برخاست کرنا اچھا نہین خصوصاً علما اور مشائخ کی حق مین بہرہت اپنی زینت کرنا اور صنعتین نکالنا تو کا ہمکو چاہیے اب معلوم کیا چاہیے کہ زینت کو کرنے کہی کفار سے مشابہت ہوجاتی ہے کبھی آدمی دارائی ریشمی کپڑا پہننے لگتا ہے کبھی کبھی کپڑا استعمال کرتا ہے کبھی مکاعین تصویرین لگاتا ہے کبھی تصویرونکا کپڑا پہنتا ہے کبھی پائجامہ ٹخنون سے نیچا اور لمبے آستینین اور نیچے نیچے انگرکھے قبائین پہنتا ہے کبھی ایسا کپڑا پہنتا ہے جس سے مشہور ہو کہ یہ ملان ہے یہ مشائخ ہے یہ فقیر ہے کبھی نہایت باریک کپڑے پہنتا ہے کبھی سونے کی انگوٹھیان جیلے پہنتا ہے اور کوئی چاندی سونے کی برتن استعمال کرتا ہے اور کوئی اپنی وضع عورتونکی سی بناتا ہے کوئی ہتیار ونکی بہت زینت کرتا ہے کوئی سواری کا بہت اہتمام کرتا ہے کوئی مکانکی بہت زیب زینت کرتا ہے کوئی خوشبوین بہت مصروف رہتا ہے کوئی اپنے بالونکا سنگھار کرتا ہے اور بعضی زینتین ایسی ہین کہ عورتونکو ہی ہین درست سوا ان سب زینتون سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مجمل اور مفصل سو محل پر ہر آخرجہ ابوداؤد والنسائی عن ابی ریحانۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عتیر والوشر والوشم والنتف وعن مکامعۃ الرجل الرجل بغیر شعار وعن مکامعۃ المرأۃ المرأۃ بغیر شعار وان یجعل الرجل فی اسفل ثیابہ حریرا مثل الاعاجم او یجعل علی منکبیہ حریرا مثل الاعاجم وعن النھبی وعن رکوب النمور ولبوس الخاتم الا لذی سلطان رجمہ ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ ابو ریحانہ نے نقل کیا کہ منع فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے دس باتون سے عورت کو دانت باریک کرنیسے اور نیلا گودنیسے اور بال اوکھاڑنیسے یعنے داڑھی کا یا آنکھ کا اور دودھ مزدوکے ساتھ سونیسے بے لباس اور دو عورتونکا ساتھ سونا بے لباس اور اسطرح کہ لگاوے مرد اپنے کپڑونکے نیچے ریشمی کسطرح اور اسطرح کہ لگاوے اپنے مونڈھون پر ریشمی عجمیونکی طرح اور منع فرمایا لوٹنے سے اور چیتے کی کہال پر سوار ہونیسے اور انگوٹھی پہننے سے مگر حکومت والے کو ف بعضے لوگ نمود اور شان کیواسطے موڈھون پر دبا اور لبادے اور فرغل وغیرہ کے ریشمین کپڑا دارائی وغیرہ لگاتے ہین جیسے یہان لوگ سمور لگاتے ہین اور بعضے آرام کیواسطے یا شان وشوکت کیلئے کپڑونکا استر دارائی اور اطلس وغیرہ ریشمی کا لگاتے ہین یا نیچے کا کپڑا جیسے فوجی وغیرہ ریشمی پہنتا ہین اور بعضے لوگ چیرہ کی جمر لگاتے ہین اور کوئی ایسی چیتے یا ستور وغیرہ کی کہال پہنا کرتا ہے اور اکثر لوگ سفید اڑا کی کہال کے اوکھاڑتے ہین بعضے عورتین ماتھے کے بال اوکھاڑتی ہین اور بعضین عورتین نیلا گودتی ہین اور بعضی عورتین اپنے بڑے سے مسواک کو ریت کر باریک اور برابر کرتی ہین اور اکثر لوگ مہر انگوٹھی زیب کیواسطے بلا حاجت پہنے رہتے ہین اور بعضے مرد مرد کیساتھ ننگے ہوکر سوتے ہین اور بعضی عورتین ننگی ہوکر عورت کیساتھ سوتی ہین اور بعضے لوگ کسبکا مال

لوٹ کر کہا لیئے ہین سو حضرت نے ان سب باتون سے منع فرمایا کہ یہ سب کام زینت اور شان شوکت اور غرور کے ہین
کہ دنیا کی طرف رجوع اور اللہ سے غافل کرتے ہین اخرجہ ابوداؤد و رواہ النسائی عن ابن مسعود
قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکرہ الصفرۃ یعنی الخلوق وتغییر الشیب وجرالازار والتختم
بالذھب والتبرج بالزینۃ لغیر محلھا مرجمہ مشکوۃ کے باب الخاتم مین لکھا ہے کہ ابوداؤد اور نسائی
نے ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا لگتا تہا زرد یعنی سلگا مرد کو لگانا اور سپید بالونکا
تغیر کرنا اور ازار لٹکانا اور سونے کی انگوٹھی پہننا اور بناؤ سنگہار کرنا عورت کا حرام جگہہ پر کہانیکو ف عرب
دستور ہے کہ لوگ عطران وغیرہ خوشبو جمع کرکے اوسکا زرد سلگا گا بناتے ہین سو اگر کوئی مرد سلگا لگاتا یا سفید
بالونکا سیاہ کرتا یا کوئی گہنے سے نیچے ازار پہنتا یا کوئی سونے کی انگوٹھی پہنتا یا کوئی عورت سنگار کرتی غیر دن کے دکہانیکے
واسطے یہ کام حضرت کو بُرے لگتے تہے تو مسلمان کو ان کاموں سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہیے کہ یہ سب زینتین
بیجا ہین جب مجمل زینتو نکا حال معلوم ہوچکا تو اب مفصل سنا چاہیے بعضے کام ایسے ہوتے ہین کہ آدمی انہین
زینت کیواسطے کرتا ہے تو اوس سے کافرون کے ساتہ شباہت ہو جاتا ہے اور مشابہت کفار کیساتہ کرنا منع ہے
سو سمجہنا چاہیے کہ جو کام اپنے دین کی بات جانکر کرین اور وہ بات مسلمانونپر فرض واجب ہو تو وہ بات
مسلمانکو کرنا چاہیے یا جو کام کافرونکا مخصوص ہو کہ وہ علامت اور نشانا اونکا ٹہہر جاوے تو وہ کام بہی
مسلمانکو کرنا منع ہو جاتا ہے پہر بعضے کام وہ ہوتے ہین کہ کافر جبتک اوس ملک مین رہین اور کام کرین
مین تبتک مسلمانونکو وہ کام منع رہتا ہے اور جب وہ کافر جاتے رہین تب وہ کام جائز ہو جاتا ہے اور بعضے
کام ایسے ہوتے ہین کہ مسلمانون کو جائز ہین اور اتفاقاً ایک ملک مین کافر غالب ہو گئے اور وہی کام اپنے
دین کی رو سے وہ کافر کرینگے تو وہ کام اوس ملک والے مسلمانونپر کافرونکی مشابہت کے سبب منع ہو جاتے
ہین اور جو کام ہمارے دین مین فرض واجب ہے اگر وہی کام کافر بہی کرنے لگین تو وہ کام کبہی چہوڑنا نچاہیے اور
جو کام مقتضائے بشریت اور آدمیت کا ہے اوسکام مین بہی کافرونکی مشابہت کا لحاظ نچاہیے جیسے کہانا
پینا سونا جاگنا نکاح کرنا مگر ان انکا مونین کا ڈکوئی وضع مخصوص اپنی نکالین تو وہ وضع مخصوص البتہ مسلمانکو
منع ہو جاوے گی غرضکہ مشابہت کفار کی بہر حال بچاہیے خواہ لباس مین شک مین ہو خواہ چال ڈہال وضع مین
خواہ مکان و سواری مین ہو یا رسوم و عادات مین ہو یا عبادات مین ہو اخرجہ احمد و ابوداؤد
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم ترجمہ امام احمد نے اور ابو
ذکر کیا کہ ابن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپکو مشابہ کیا کسی قوم سے تو وہ انہین مین سے
ف یعنی جو شخص جس قوم کے ساتہ مشابہ کرے پہر وہ قوم خواہ نصاری ہو خواہ مجوس خواہ ہنود ہو خواہ فساق خواہ
مرد ہو خواہ عورت ہو وہ شخص انہین لوگون مین شمار ہو جاتا ہے پہر اگر بالکل مشابہت اختیار کی تو بالکل ہو جاوے گا اوس قوم کے

کیا فخر کرتا ہو ایسی بوجھ پر روویگا محشر مین ایسی سوجھ پر ۔ کہتے ہین اسبات مین صاحب کتاب ۔ چار مذہب جیسے مین چارون کتاب

حق مین جاری ہوتے ہین ہی اوسپر بھی جاری ہوتی اور اگر تھوڑی مشابہت اختیار کی تو اسقدر احکام اوس قوم کے اوسپر جاری ہون گے مثلاً کوئی کافر اگر کسی مسلمان کی وضع بالکل عبادات اور معاملات اور عادات اور رسوم کی اختیار کرے اور اپنے کام چھوڑدے تو اوسکو مسلمان کہا جائیگا اور مسلمانون کیسا تہ جیسے معاملات کیے جاتے ہین ویسے ہی اوس کے ساتہ بھی کیے جائینگے پھر اگر دل سے بھی مسلمان ہوگا تو آخرت مین بھی مسلمانون کے ساتہ بہشت مین ہوگا اور اگر صرف ظاہرداری کیواسطے مسلمان ہے تو دنیا ہی مین اوسکو مسلمان جانینگے اسیطرح جو مسلمان کافرونکی وضع اختیار کرے تو اوسکو پھر اونہین مین شمار کرینگے اگر انصاری کی وضع اختیار کی تو نصرانی ہے اور اگر مجوسی کی وضع اختیار کی تو مجوس ہے اور اگر ہنود کی وضع اختیار کی تو ہنود ہے مسلمان نہین اخرجہ الترمذی عن رکانۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس رواہ ترمذی ۔ ذکر کیا کہ رکانہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرق ہمارے اور مشرکونکے درمیان یہ ہے کہ پگڑیان ٹوپیونپر

ف یعنے مکہ کے مشرک صرف پگڑی باندہا کرتے تہے اور اوسکے نیچے ٹوپی نہین رکہتے تہے اور مسلمان ٹوپی پر پگڑی باندہتے تہے سو فرمایا کہ ہمارے اور اونکے درمیان مین یہ فرق ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانونکا کافرون سے لباس مین فرق کرنا چاہیے اگرچہ ادنی بات مین ہو اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الیہود والنصاری لا یصبغون فخالفوھم رواہ الجماعۃ الا البخاری ومسلم ۔ ترجمہ بخاری اور مسلم مین نقل کیا کہ ابو ہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ یہود اور نصاری ڈاڑہی بیان نہین رنگتے سو تم مخالفت کرو اونکی یعنے رنگو ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضع مین کفار سے مخالفت کرنا چاہیے تو ان حدیثونکا مضمون دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ کسی امر مین کفار کی مشابہت کرنا چاہیے مثلاً ہولی کی خوشی کرنا ہندونسے ہولی کی ملاقات کرنا ہولی کہیلنا اپنے آدمیونکو ہولی کا انعام دینا دیوالی مین روشنی کرنا دیوالی کی کہیلین مٹہائی کہلونے آپس مین بانٹنا لڑکون لڑکیونکو بھی دینا دیوالی کا انعام نوکرون چاکرون کو دینا یا جیسے دیوالی مین روشنی کرتے مین شب برات مین بہت سی روشنی کرنا دسہرے مین نیل کنٹہہ دیکہنا مبارک سمجہنا نیل کنٹہہ دکہائی دیا لیکہ یا اپنے نوکرون چاکرون کو دسہرے کا انعام دینا دیوالی دسہرے مین جانور دنگا رنگنا بسنت مین بسنتی پوشاک پہننا بسنت کے سبب سے بسنتی رنگنا دسہرے بسنت نوروز گنگا ہردوار وغیرہ میلونمین جانا جیسے ہندو جنیو کنٹہے پہننے مین سیلیا کنٹہے پہنا چوٹیان رکہنا ڈاڑہی مونڈانا موچھین بڑی رکہنا ماتے پر قشقا ٹیکا لگانا گائے گنگا پیپل وغیرہ معابد ہنود کی تعظیم کرنا گائے گا گوشت نکہانا اوسکی تعظیم کے سبب برا سمجہنا دہوتی باندہنا عورتونکو لہنگا پہنانا چوکا دیکر کہانا گوبر کو پاک سمجہنا اپنے بچونکو راجہ کنور ٹہاکر کہلانا پیتل پیولکے اکثر برتنونکا استعمال کرنا لڑکونکو نوریہ نانا شادیمین کنگنا باندہنا ڈاہا یا مٹکے طور پر اور کچہ کپڑا کرنا ریشمی پوشاک کو مردے حق مین مضائقہ نہ سمجہنا اور استعمال کرنا یہ سب ہندو نکو

مشابہت اور نوروز کی خوشی کرنا یہود کی مشابہت اور کرسی میز لگا کر بیٹھنا منبر پر چھری کانٹے سے کھانا سینہ پر پیش رو گریبان رکھکر اوسمین بوتام لگانا اور تنگ تنگ کپڑے پہننا گلوبند لگانا گفتار رفتار میں انگریزی وضع اختیار کرنا یہ سب
دن کی تعظیم کرنا نصاریٰ کو اوسکی مبارکباد دینا بڑے دن کے سلام کو جانا اوس سبب سے نذر دینا ڈالیاں گذرانا کبھی
سیج گاڑی کی سواری اختیار کرنا دم بریدہ گھوڑوں پر سوار ہونا کوٹھیوں بنگلوں میں رہنا مکانوں کو فرش جہاز و
فانوسوں سے بہت آراستہ رکھنا چاندی سونکی برتنوں کا استعمال کرنا غم میں سیاہ پہننا داڑھی مونچھ منڈانا یہ سب
نصاریٰ کی مشابہت ہے اور اپنی شان و شوکت کیواسطے سب سے اونچے ہوکر بیٹھنا ماتھوں پر نمود کیواسطے سوار ہونا بہت
سے جلو سواری میں شان و شوکت کیواسطے رکھنا ڈنکا ماہی مراتب اور گھڑیال رکھنا کوئی جھک کر سلام آداب تسلیمات
بجالاوی یا سجدہ کرے آس پاس قربان ہووے اوس سے راضی ہونا زری کمخواب تاش بادلہ اطلس کا لباس
پہنا چاندی سونیکی ظروف کا استعمال کرنا یہ سب فیاسرہ اور اکاسرہ اور کفار متکبرین کی مشابہت ہے سو مسلمانوں
کو یہ امور ترک کرنا اور ان امور سے مخالفت چاہیے اور بعضے اسباب زینت کے وہ ہیں کہ مخصوص اونکے حق میں
حسین آلی ہیں اخرج الترمذی والنسائی عن ابی موسیٰ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احل
الذھب والحریر لاناث امتی وحرم علی ذکورھا ترجمہ ترمذی اور نسائی نے ذکر کیا ہے ابو موسیٰ سے
نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ حلال ہوا سونا اور حریر میری امت کی عورتوں پر اور حرام ہوا مردوں پر ف
عریا دس کپڑے کو کہتے ہیں جسکا تانا بانا مانا بالکل ریشم کا ہو یا بانا ریشم کا ہو ایسا کپڑا مرد کے حق میں اسکا استعمال
کرنا حرام ہے لوٹھا خواہ جوان خواہ لڑکا مگر لڑکا گنہگار نہیں ہوتا ہو اوسکو پہناوے وہ گنہگار ہوتا ہے اور عورتوں کو
جائز ہے اخرج الشیخان عن علی قال اھدیت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلۃ
سیراء فبعث بھا الی فلبستھا فعرفت الغضب فی وجھہ فقال انی لم اعطھا لتلبسھا انما بعثت بھا
لتشقھا فشققتھا بین النساء ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ علی رضے اللہ عنہ نے نقل کیا کہ
کسینے بھیجا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جوڑا کہ اوسمین ریشمین دھاریاں تھین سو بھیجا وہ اوسنوں نے مجکو
سو پہنا مینے اوسکو تو دریافت کیا مینے غصہ حضرت کے چہرہ پر تو فرمایا حضرت نے کہ مین نے نہین بھیجا تھا تجکو اسواسطے
کہ تو پہنے مینے تو اسواسطے بھیجا تھا تیرے پاس تاکہ تو پھاڑ دے اوسکی اوڑھنیان عورتون مین ف باوجودیکہ وہ کپڑا
بالکل ریشمی نتھا صرف اوسمین ریشمین دھاریان تھین سو حضرت علی رضہ کو پیغمبر خدا اپنے ہوتے دیکھکر غصہ ہوے
اور فرمایا کہ مین نے اسواسطے بھیجا تھا کہ اوسکو پھاڑ کر عورتونکے اوڑھنیان اوسکی بنا دو تو اس سے معلوم
ہوا کہ مرد کو ریشمی کپڑے میں کمال احتیاط چاہیے اخرج الشیخان عن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نھی عن لبس الحریر الا ھکذا او رفع رسول اللہ صلعم اصبعیہ الوسطی والسبابۃ وضمھما

سولوی فاضل ہو یا اُستاد و پیر، بادل باجیم یا شاہ و فقیر، زندہ یا مردہ ہو یا نزدیک و دور، خرق عادت یا کرامت ہو ظہور

ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عمر رضی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا پہننا ریشمی کپڑے کا مگدا
اور اوٹھائین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیان بیچکی اور شہادت کی اور بلایا اون ، دونون کو ف دریائی مشجر
جو کپڑا بالکل ریشمی ہووے اونگل چوڑا گوٹ سنجاف اوسکی لگا لیا درست ہے مرد کو اسیقدر زینت ہے اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِى اللّٰهِ مَا لَا خَلَاقَ لَهٗ
فِى الْاٰخِرَةِ ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہریگا
پہنیگا دنیا مین جسکو کچھ نصیب نہین آخرت مین ف یعنے جو مرد دنیا مین حریر پہنے وہ اوس جہان کی نعمتون سے محروم
رہیگا غرضکہ ان حدیثون سے حاصل ہوا کہ مرد کو دیبا اور حریر اور اطلس اور کمخواب اور گلبدن اور ریشمی عمل وغیرہ
لباس پہننا اور استعمال کرنا حرام ہے اور جو کرے وہ آخرت سے محروم ہے اَخْرَجَ اللُّؤْلُؤِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَعَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مُحْرِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ ترجمہ
ترمذی اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمر سے نقل کیا کہ نکلا ایک مرد اور اوسکے بدن پر دو کپڑے سرخ تھے سو
اوسنے سلام کیا پیغمبر خدا صلعم کو تو جواب نہ دیا حضرت نے اوسکے سلام کا وعلیک السلام ف اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ سرخ کپڑا پہننا مرد کو ایسا سخت حرام ہے کہ حضرت نے سرخ کپڑا پہنے ہوئے شخص کے سلام کا جواب نہ دیا حالانکہ
سلام کا جواب واجب ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کے سلام کا بھی جواب دینا ایسا نہین ہے کہ وہ بار
آوے بہر فاسق سے دوستی محبت رکھنے کا تو ذکر کیا ہے اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اشْتَرَتْ
نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ
فِىْ وَجْهِهِ الْكَرَاهَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا
وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِىْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ
ترجمہ مشکوۃ کے باب التصاویر مین لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضی نقل کیا کہ مین نے خرید ایک
غالیچہ کہ اوسمین تصویریں تھین پھر جب اوسکو دیکھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ پر کھڑے ہوے اور اندر
نہ گئے تو مین پہچانی پیغے اونکے چہرہ پر ناخوشی تو کہا مینے یا رسول اللہ مین توبہ کرتی ہون اللہ رسول کے روبرو کیا گناہ
کیا مینے تو فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کیسا ہی یہ غالیچہ پیغے کہا تمہارے لیے خریدا ہے کہ اسپر بیٹھو اور اسکا تکیہ بناؤ تو پیغمبر
خدا صلعم نے فرمایا کہ مصوران تصویرون والے عذاب مین پہنچین گے اور کہا جائیگا اونکو کہ جان ڈالو اون مین جو بنایا
تم نے اور فرمایا کہ جس گھر مین تصویر ہوتی ہے اوسمین فرشتے نہین آتے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زینت کیواسطے

تصویر کی جیز کا مکان مین رکھنا بچاہیے چہ جائیکہ تصویرین بالخصوص بنانا اور خریدنا اور مکان مین زیب کیواسطے
آئینون مین لگانا بلکہ بصیغہ تصویرون کو ناپاک سمجھکر مکان سے دور کیجیے کہ پیغمبر بھی خوش ہون اور متقی پرہیزگار ہو اور
پیغمبر اور فرشتے اوس مکان مین آوین اونکے سبب مکان کی رونق اور زینت ہو اور یہی معلوم ہوا کہ ایسے مکان
ہی مانوس ہونا بچاہیے جس مین تصویرین سامنے رکھی ہون اخرج الترمذی عن ابی طلحۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل قال اتیتک البارحۃ فلم یمنعنی ان اکون
دخلت الا انہ کان علی الباب تماثیل وکان فی البیت قرام ستر فیہ تماثیل وکان فی البیت
کلب فمر برأس التماثیل الذی علی الباب البیت فیقطع فیصیر کھیئۃ الشجرۃ ومر بالستر فلیقطع
فلیجعل وسادتین منبوذتین توطان ومر بالکلب فلیخرج ففعل رسول اللہ صلعم وقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج عنق من النار یوم القیمۃ لھا عینان تبصران واذنان تسمعان ولسان
یتکلم یقول انی وکلت بثلثۃ بکل جبار عنید وکل من دعا مع اللہ الھا اخر وبالمصورین
ترجمہ مشکوۃ کے باب التصاویر مین لکھا ہے کہ زید نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل کہا کہ آیا تھا مین تمہارے پاس کل سو نہ رکا تھا مجھکو کیسے نہ رکا تھا مین جانیسے مگر اس سبب سے
مین اندر نہ گیا کہ تھا مین دروازے پر تصویرین اور گھر مین تہا نگلین پردہ کہ اوسمین صورتین تھین اور گھر مین کتا
تھا سو حکم کر دیا کہ سر دور کر دئے جاوین اون تصویرون کے جو دروازے پر ہین ہو جاوین جیسے درخت کی تصویر ہے
اور حکم کر پردہ کو کہ پہاڑ جاوے تو بنائے بچھاوین دو تکیہ پڑے رہین پانو کے نیچے روندتے اور حکم کر کتے کیواسطے کہ
نکالدیا جاوے سو کیا رسول خدا نے ایسا ہی اور فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ نکلے گی ایک ٹہی گردن دوزخ سے
قیامت کے دن اوسکی دو آنکھین ہونگی دیکھتی اور دو کان ہونگے سنتے اور زبان ہوگی بولتی کہیگی مین متعین ہوا
تین شخص پر ہر مغرور ڈہیٹ پر اور بالکل ایسے لوگون پر جنہون نے ٹہرایا اللہ کے ساتہا اور معبود اور تصویر
بنانے والون پر ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر درخت کی تصویر ہو ایسی تصویر ہو کہ دلیل وخراب پانو کے نیچے
پڑی رہے اوس سے کچھ خوبصورتی زینت دیوار کی مقصود نہو اور وہ چیز بیہودہ نہو کی نہو جیسی بڑی بنتی ہو جیسے تکیہ وغیرہ
کسی چیز کے اندر تصویر ہو کہ ظاہر مین معلوم نہوتی ہو تو مضائقہ نہین مگر زیب وزینت کے لئے ہو مین تصویرین کرنا
خواہ دروازہ پر ہون خواہ مکان کے اندر ہون خواہ دیوار پر ہون خواہ کپڑے پر ہون اور دیوار گیریان لگانا اور
زینت کیواسطے کتے پالنا اور گھر مین رکہنا ایسا ہے کہ رحمت کے فرشتے اوس گہر مین نہین آتے اور زد قیامت
کو مصور اور کافر اور تکبر اور غرور اور سرکشی کرنیوالے لوگ ایک ساتھ دوزخ کے عذاب مین گرفتار ہونگے اور دوزخ کی
گردن دوڑ دوڑ کر اونکو پکڑے گی اخرج الشیخان عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صور

درجے مین کم نہین ہفتی کو قول سمجہنے یہ عبارت جامع الفتاوی کی ہے فرمایا عارف باللہ شیخ تاج الدین عثمانی نے

تَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۝ ترجمہ بخاری اور مسلم کی ذکر کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے لٹکایا اپنا کپڑا ازار اپنا تو نظر نہ کریگا خدا تعالیٰ اوسکی طرف قیامت کے دن ف اگر کپڑا یا جامہ یا قبا یا ہاتھ وغیرہ کپڑا التفاقاً نیچا ہو گیا تو وہ بات علیحدہ ہی مگر زینت اور وضعداری کیواسطے کپڑا ٹخنے سے نیچا کرنا حرام ہی کہ اوس شخص کے طرف اللہ تعالیٰ رحمہ بانی کی نظر نہ کریگا اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ ۝ ترجمہ بخاری ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ جو نیچے ہو ٹخنوں سے ازار وہ دوزخ میں ہی ف ازار کہتے ہیں لنگی اور پاجامہ کو اسمیں شامل ہی پاجامہ جس قدر کہ ٹخنے سے نیچا ہوا وتنا پاؤں دوزخ میں ڈالا جاویگا یعنے نیچا پہنا کام دوزخیوں کا ہی اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاِسْبَالُ فِي الْاِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۝ ترجمہ ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ فرمایا حضرت نے کہ نیچا کپڑا کرنا پاجامہ میں اور قمیص میں اور پگڑی میں منع ہی جسنے نیچا کیا انمیں کچھ ازار نے سے نظر نہ کریگا خدا اوسکی طرف قیامت کے دن ف لنگی پاجامہ وہی پنڈلی تک بہتر ہی اور ٹخنے سے اوپر تک جائز ہے اور آستین کہنی تک چاہیے اور درمیان نصف ساق تک چاہیے اور عمامہ پگڑ یکا شملہ آدھی پیٹھ تک درست ہی پر اس سے زیادہ نیچا کوئی کپڑا اگر کوئی تکبر کریگا تو اسکے طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے نظر رحمہ بانی کی نہ کریگا اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَهْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۝ ترجمہ امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کپڑا مشہور ہونیکا پہنا دنیا میں پہنا ویگا اوسکو خدا تعالیٰ کپڑا رسوائی کا قیامت کے دن ف یعنے جس نے ایسا کپڑا پہنا کہ اوسکے سبب مشہور ہو کہ یہ شخص ایسا ہی مثلاً سبز عمامہ اسواسطے باندھے ہے کہ لوگ جانیں کہ یہ سید ہی یا سیاہ پاسبز لباس اسواسطے پہنے ہے کہ لوگ حاجی جانیں یا اونچی اونچی ٹوپیاں تاج سر پر دھرنا اور سلیمانی اور کفنیاں پہننا اور لنگیاں باندھنا تاکہ لوگ فقیر جانیں یا ایسا لباس پہننا کہ لوگ جانیں کہ یہ میرے حاکم ہے کرتا جبا وغیرہ اسواسطے پہنے کہ لوگ جانیں کہ یہ مشائخ ہی عالم ہے بزرگ ہی خواہ کپڑا اس وضع کا ہو خواہ رنگ اس وضع کا ہو سب حرام ہی اور جزا اسکی قیامت کے روز رسوائی ہی مگر یہ معلوم رہے کہ سیاہیوں کی وردی اس سے باہر ہے وہ اور بات ہی اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ تَصْلُحْ اَنْ يُرٰى مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ ۝ ترجمہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ حضرت ابوبکر کی بیٹی

بی بی اسما آئین پیغمبر خدا صلعم کی پاس اور اونکے بدن پر باریک کپڑے تھے سو منھ پھیر لیا اونکی طرف سے حضرت نے اور فرمایا کہ
اے اسما عورت جب پہنچے جوانی کو ہرگز مناسب نہین اوسکو کہ دکھائی دے اوسکا بدن سوا اسکے اور اشارہ کیا حضرت نے
اپنے چہرے اور دونون ہتیلیون کیطرف **ف** یعنے ایسا باریک کپڑا جس سے بدن معلوم ہو پہننا نہین درست اور کوئی
عضو عورت کا کھلا رہنا چاہیے مگر چہرہ کا اور گٹے تک ہاتھ کھلا رہنا مضائقہ نہین ہر ہوتے جالی اور کاجیہ اور باریک اور لاسی اور
باریک چھولا وغیرہ ایسا کپڑا کہ جس سے بدن نظر آوے یہ نہا نہین درست اور وہ عورت کو یا مرد کو یہ جیسے سامنے عورت کو
ننگے پہرنا درست ہے اوسکے سامنے یہی روا ہے **اَخْرَجَ مَالِكٌ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ**
دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی عَائِشَةَ وَعَلَیْهَا خِمَارٌ رَقِیْقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا
كَثِیْفًا ترجمہ امام مالک نے ذکر کیا علقمہ ابن ابی علقمہ نے اپنی ماسے سنا ہوا نقل کیا کہ عبد الرحمن کی بیٹی
بی بی حفصہ آئین بی بی عائشہ پاس باریک اوڑنی باندھے ہوئے تو پھاڑ ڈالی بی بی عائشہ نے اوڑھنی اور اوڑھائی اونکو
گاڑھی اوڑھنی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو عورتکی بھی محفل مین ایسا باریک کپڑا پہنکر جانا درست نہین پہر دیو
جیٹھ خاوند کے بہائی بھتیجے وغیرہ مردون کا تو کیا ذکر ہے سو یہ جو اس ملک مین رسم ہے کہ عورتین دیو جیٹھ وغیرہ مردون سے
پردہ نہین کرتی ہین اور اونکے سامنے کہنیون تک ہاتھ اور گردن تک سر کھلے ہوئی بیدھڑک پہرا کرتی ہین یہ محض حرام ہے یا
کیا غیر مرد نہین اور ان مردونکے پردے کے معاملہ مین کچھ فرق نہین ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ شوہر
کے بہائی بھتیجون کے سامنے ہو نا عورت کا درست ہے یا نہ حضرت نے فرمایا کہ ایسے رشتہ دار عورت کے حق مین کیا موت ہین
یعنے جیسا لوگ موت سے ڈرتے اور بچتے اور پرہیز کرتے ہین ویسا ہی خاوند کے بہائیون وغیرہ سے عورت کو چہپنا اور پرہیز
کرنا چاہیے مگر معلوم رہے کہ خاوند کے باپ سے یا بیٹے سے پردہ ضرور نہین **اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ**
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِیْ یَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ
یَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰی جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَیَجْعَلُهَا فِیْ یَدِهٖ فَقِیْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَّقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ مشکوۃ کتاب الخاتم مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے دیکھی سونے کی انگوٹھی ایک شخص کے ہاتھ مین تو نکالا اوسکو اور پہینک دیا پھر فرمایا کہ متوجہ ہوتا ہے کوئی شخص تم مین
آگ کی چنگاری کی طرف تو لیتا ہے اوسکو اپنے ہاتھ مین پھر لوگون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھہ جانیکے بعد اوس آدمی سے
کہا کہ لے اپنی انگوٹھی کچھ فائدہ حاصل کر اسسے اوسنے کہا کہ نہ لونگا مین اوسکو کبھی کہ پہینک دیا ہے اوسکو پیغمبر صلعم نے
ف سبحان اللہ کامل مسلمان ایسے ہوتے ہین جیسا کہ یہ شخص تھا کہ اوسنے اپنی سونیکی انگوٹھی کو پھر نہ اوٹھایا اس لحاظ سے
کہ جب خود حضرت نے اوسکو میرے ہاتھ سے نکالکر پہینک دیا ہے تو نکہ اوسکو اوٹھاؤن باوجودیکہ اصحابون نے اوسکو کہا

جسکا کہا ئے یارو اوسکا گلہ پھر جزا اوسکی خدا سے پائے ؛ مدرسون مین شاہ کی بتفسیر ہے ؛ اس مسئلے کی دلیل تفسیر ہے

شاہ کا ہی نام تھا عبد العزیز ۱۲ دیکھو تفسیر اوکی کرتیرا پالسوا ہیں کوٹ صوا کہیں ۱۲ ہیں حصے سہیں بدعت یا نہیں ۱۲

اور حلال ہے اور کچھ خانہ جہاں کچھ ہو یعنی عورت کو دیکھ مگر اوس تک ہیں دینے نہ لی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کی انگوٹھی پہننا مرد کو حرام ہے اور گویا یہ دو رخ کی چنگاریاں ہیں اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ عَلِیٍّ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِیْرًا فَجَعَلَہٗ فِیْ یَمِیْنِہٖ وَاَخَذَ ذَھَبًا فَجَعَلَہٗ فِیْ شِمَالِہٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ھٰذَیْنِ حَرَامٌ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ ترجمہ مشکوۃ کی باب الخاتم میں لکھا ہے کہ امام احمد اور ابو داؤد نسائی نے ذکر کیا کہ علی رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا حریر اپنے داہنے ہاتھ میں اور لیا سونا بائیں ہاتھ میں پھر فرمایا کہ مقرر یہ دونوں حرام ہیں میری امت کے مرد ونپر ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو استعمال کرنا زینت کیواسطے حریر اور سونے کا حرام ہے مگر ان کوئی غرض صحیح اگر پیش آوے تو ناچار میں ہوڑی دیر لے لینا مضائقہ نہیں جیسے اشرفی ٹڑانے کو اور حریر بیچنے کو یا کیسے دکھلانیکو ہاتھ میں لے لینا مباح ہے اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّحْتَقِنَ جَمْرَۃً حَقْلَۃً مِنْ نَّارٍ فَلْیَحْتَقِنْ حَقْلَۃً مِنْ ذَھَبٍ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّطَوَّقَ جَمْرَۃً طَوْقًا مِّنْ نَّارٍ فَلْیُطَوَّقْ طَوْقًا مِّنْ ذَھَبٍ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّسَوِّرَ جَمْرَۃً سِوَارًا مِّنْ نَّارٍ فَلْیُسَوِّرْ سِوَارًا مِّنْ ذَھَبٍ وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِالْفِضَّۃِ فَالْعَبُوْا بِھَا الحدیث ترجمہ مشکوۃ کی باب الخاتم میں لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی جورو کو آگ کا بالا پہنانا چاہے تو بالا پہناوے سونیکا اور جو شخص اپنی جورو کے آگ کی ہنسلی ڈالا چاہے تو اوسکو چاہیئے کہ ہنسلی ڈالے سونیکی اور جو کوئی چاہے کہ کڑیکی کنگن پہناوے اپنی جورو کو آگ کی تو کڑا یا کنگن پہناوے سونیکا مگر جائز ہے پتر چاندی سکیل ہوا اوس سے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونیکا بالا اور یا ننھ کڑے کنگن چوڑیاں ہسلیاں عورتوں کو پہنا حرام ہے مگر اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سونا پہننا عورتوں کو جائز ہے اور مرد کو سونا چاندی دونو استعمال کرنا حرام ہے خواہ دونوں ملے ہوئے ہوں خواہ علیحدہ علیحدہ تو ان مضمون کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ یا یہ مطلب ہے کہ چاندی کا زیور عورتوں کو پہنا مطلق درست ہے اور سونا اگر نرا ہو جیسے کڑے ہسلی یا ننھ تو وہ نادرست ہے اور اگر اوسمیں چاندی ملی ہوا ملمع ہو یا جڑاؤ ہو تو جائز ہے اور مباح ہے یا یہ مطلب ہے کہ سونا ہی مطلق مباح ہے مگر استعمال اوسکا اچھا نہیں جیسے طلاق دینا جائز ہے پر اچھا نہیں یا یہ حدیث اوس زیور کے حق میں ہے جسکی زکوٰۃ ندی لیکن اس حدیث میں یوں فرمایا کہ سونیکا بالا اور ہنسلی اور کڑا گویا کہ آگ کا بالا اور ہنسلی اور کڑا ہے یعنے پہننے والے کو دوزخ میں جلیگا تو مسلمان کو ہر حال نرے سونیکے زیور سے پرہیز ہی کرنا چاہیئے صرف زینت کیواسطے چاندی کیا کم ہے اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ نَھَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اَنْ نَّشْرَبَ فِیْ اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ وَالذَّھَبِ وَاَنْ نَّاْکُلَ فِیْھَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَیْہِ ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ حذیفہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع فرمایا چاندی اور سونیکے برتن میں

۱۷۳

اور کھانے سے اور کپڑا پہننے اور اوسپر بیٹھنے سے ف دیباہم ہی ایک ریشمی کپڑا کا سودیبا اور دیباکی کا پہننا اور مسند پر اوسکے بیٹھنا اور سونے چاندی کے برتن مین کھانا پینا حرام ہی اور اوسمین داخل ہی چاندی کا عطردان اور پاندان خاصدان اور چمچے وغیرہ ظروف اور آلات چاندی سونیکے ان سبکا استعمال حرام ہی اَخْرَجَ اللّٰہُ اَرْقُطْنِیْ عَنْ اَبِیْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاءٍ ذَھَبٍ اَوْ فِضَّۃٍ اَوْ اِنَاءٍ فِیْہِ شَیْءٌ مِّنْ ذٰلِکَ فَاِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارًا جَھَنَّمَ ترجمہ مشکوۃ کی باب الاشربہ مین لکھا ہی کہ دارقطنی نے ذکر کیا کہ ابن عمر رضی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ جس نے پیا برتن مین سونے کے یا چاندی کے یا اوس برتن مین جس مین کچھ ہی سونا چاندی ہو سو وہ غرغر پیتا رہے اپنے پیٹ مین دوزخ کی آگ ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونیکا برتن ہو یا چاندی کا یا دونون سے ملا ہوا جس برتن پر سونے یا چاندی کا ملمع ہو یا گل بوٹے سونیکے بنے ہوئے ہون یا فقط تحریر ہی سونے کی یا چاندی کی ہون اوسمین کھانا پینا ایسا برا ہے کہ قیامتکے روز اوسکو دوزخ کی آگ پلائی جائیگی اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ ترجمہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ لعنت کی پیغمبر خدا صلعم نے عورت کی وضع بنے والے مردونکو اور مردکی وضع بنے والی عورت کو ف یعنے جو عورت عورتون کی وضع چھوڑکر مردانی وضع اختیار کرے اور جو مرد مردانی وضع چھوڑکر زنانی وضع اختیار کرے دونون پر لعنت ہے یعنے خدا کی طرف سے پھٹکار پڑتی ہی کہ وہ شخص جیسا اوسکو خدا نے بنایا ہے اوسپر راضی نہین دوسری قسم مین اپنے آپکو داخل کرتا ہی پہر یہ جو بعضے نام کے مرد اپنے آپکو مینجھرا خوجہ کرڈالتے ہین سر پر بڑی بڑی بال رکھکر ڈاڑھی منڈاکر مہدی مستی لگاکر پان کھاکر چلتے انکو مٹھان سرخ کپڑے پہنکر اپنے آپکو عورت بناتے ہین وہ سب اسمین داخل ہین اور جو شخص جسقدر عورتونکی وضع اختیار کرے وہ اوسقدر اوسمین شامل ہی بعضے عورت جو عورت گھوڑے پر سوار ہو مثلاً ساندھے یا نگر کہہ بنا ٹوپی پگڑی مردانہ لباس پہنے اور مردانی گفتگو کرے غرضکہ چال ڈھال وضع مردانی اختیار کرے تو اوسپر بھی لعنت ہی اور یہ بھی معلوم رہے کہ عورت کو سرمہ اور مہدی بہ لگانا خوشبو تہ ملنا اور باوجود میسر ہونیکے زیور اپنا نہ پہننا رنگین کپڑے نہ پہننا اور سوا اپنے دین کی بات کے اور لکھنا پڑھنا زیادہ ہنر سیکھنا عورت کو منع ہی اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ ترجمہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے مشابہت کرنیوالے مردون کو عورتون سے اور مشابہت کرنیوالی عورتونکو مردون سے ف مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے وضع مین لباس مین گفتگو مین چال مین نشست و برخاست مین مشابہت حرام ہی کہ مشابہت کرنیوالے پر لعنت پڑتی ہی اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثٌ قَدْ خَضَبَ یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ ھٰذَا قَالُوْا

بہت غفلت مین سوئے ہو جاگو اے خدا کے ہوتے بندون سے مانگو ؛ وہ مالک ہے سب آگر اوسکے لاچار ؛ نہین ہے کوئی اوسکے گھر کا مختار ؛

یَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ فَأَمَرَ بِهِ فَنُفِيَ إِلَى الْبَقِيعِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَقْتُلُهُ فَقَالَ إِنِّي نُهِيتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّينَ

ترجمہ ابوداؤد ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ لوگ لائے پیغمبر خدا صلعم کے پاس ایک مخنث کو اونسے رنگے تھے اپنے دونو ہاتھ اور دونون پاؤن مہدی سے سو فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ کیا ہے یہ شخص لوگون نے کہا کہ اپنے آپکو بنایا ہے عورتون کی طرح تو حکم کیا حضرت نے اوسکے لیے سو وہ نکالا گیا البقیع کیطرف پھر لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بھلا ہم اسکو قتل نہ کرین فرمایا کہ مجکو منع ہوا قتل کرنا نمازی کا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردون کو زنانہ بات مین یہی عورتون کی مشابہت کرنا نچاہیے کہ اوس شخص نے تو مہدی ہی ہاتھہ پاؤن مین لگائی تھی سو حضرت نے اوسکو نکلوا دیا اور بستی مین اوسکا رہنا گوارا نکیا پھر زینت کیواسطے مرد کو پان کھانا سرمہ لگانا یا کرتہ کا گریبان آگے عورتونکی طرح سے رکھنا یا نیچے نیچے پاجامہ پہننا یا بڑے بڑے بال سر پر رکھنا غرضکہ جس بات مین عورتون سے مشابہت پائی جاتی ہو مرد کو نچاہیے اور سرمہ مسکو لگانا مرد کیواسطے سنت ہے کہ اومین کچھہ زینت نہین صرف فائدہ مقصود ہے اور یہی اس حدیث سے دریافت ہوا کہ مخنث اور زنانے اور سدا سہاگن فقیر منھہ دیکھنے کے قابل نہین ہین بلکہ اگر بے نماز ہون تو قابل قتل کے ہین خروج ابن ماجہ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ فَرَأَى بِيَدِهِ قَوْسٌ فَارِسِيَّةٌ قَالَ مَا هَذِهِ الْقِيَهَا وَعَلَيْكُمْ بِهَذِهِ وَأَشْبَاهِهَا وَرِمَاحِ الْقَنَا فَإِنَّهَا يُؤَيِّدُ اللَّهُ لَكُمْ بِهَا فِي الدِّينِ وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ ترجمہ مشکوۃ کتاب اعداد آلات الجہاد مین لکھا ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ علی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم کے ہاتھہ مین ایک کمان عربی سو دیکھا ایک آدمی کو اوسکے ہاتھہ مین ایک کمان فارسی فرمایا کہ یہ کیا ہے پھینکدے اسکو اور اختیار کر ایسے اور سیطرحکی اور نیزہ کہ اس سے مدد کریگا اللہ تمہارے دین مین اور عمل دلیگا تمھارا ملک مین ف فارسی کمان سخت ہوتی ہے اور عربی کمان نرم ہوتی ہے سو فرمایا کہ ایسی فارسی کمان نکہنا چاہیے اسواسطے کہ فتح نصرت اللہ کی طرف سے ہے سو عربی کمانین اور تیر ہی کافی ہین کہ اسکے سبب اللہ مدد کریگا اور دین جاری ہوگا اور ملکون مین عمل ہوگا تو اس سے معلوم ہوا کہ اپنی شجاعت اور جوانمردی اور زور جنانیکے واسطے بڑے بڑے تیغے اور بڑی بڑی ڈھالین اور بھالی ہماری ہندوستان ہندوستان کمانین کہان چاہئے شجاعت دلسے تعلق ہے اور فتح اللہ کیطرف سے ہے ظاہری اسباب کیواسطے ہلکے ہلکے ہتیار کافی ہین اخرجہ ابوداؤد عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ إِبِلٌ لِلشَّيَاطِينِ أَمْثَالَ إِبِلِ الْغَيَاطِينِ فَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ بِالْبَعِيرِ مِنْهَا مُعْلَمًا قَدْ أَسْمَنَهَا فَلَا يَعْلُو بَعِيرًا مِنْهَا وَيُمِرُّ بِأَخِيهِ قَدِ انْقَطَعَ بِهِ فَلَا يَحْمِلُهُ ترجمہ مشکوۃ کے باب آداب سفر مین لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ ہونگے اونٹ شیطانون کے ہونے مین سو جیسے دیکھے کہ نکلتے ہین کہ جیسے شخص بہانڈ جان لیکر اپنے ساتھہ کہ اونکو موٹا کر رکھا ہو سو وہ سوار نہین ہوتے کسی اونٹ پر اونمین سے اور ہونکتے ہین اپنے بھائی پر کہ وہ تھک گیا چلنے سے تو

نہیں سوار کر لینے اوسکو ف یعنے جو لوگ شان اور شوکت کا کیواسطے اونٹ پالتے ہین یہ حلکو کیواسطے سواری مین
ساتھ لیکر چلتے ہین کہ نہ خود اوسپر چڑھتے ہین نہ اوروں کسی مسلمان بھائی کو اگر چہ وہ بیچارا منزل کا مارا تھکا ہو مگر اور سپر
چڑھا نہین لیتے یہ صرف شان کے لئے اون سانڈنیون کو کہلا کر موٹا سوٹا کرتے ہین سو وہ کسی کام تو آتی ہی نہین مگر
شیطانون کی بہر حالی ہین کہ شیطان اسبات سے خوش ہوتا ہے اس حدیث سے لوہا گیا کہ حلکو کی سانڈنیان اونٹ
شیطان کا کارخانہ ہے اور مسلمان کو چاہیئے کہ اوسکو شیطان کی سواری سمجھکر دور کرے اور اور کام مین لگاوے اور اپنے آپکو
شیطان کی ذریت مین داخل نکرے اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ الْخَیْلِ فَقَالَ ثَلَاثَةٌ هِیَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِیَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِیَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهُ وِزْرٌ
فَرَجُلٌ اِتَّخَذَهَا رِیَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلَی اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِیَ لَهُ وِزْرٌ وَاَمَّا الَّتِیْ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ یَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِیَ لَهُ سِتْرٌ وَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهُ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ
ترجمہ مشکوۃ ذکر کتاب الزکوۃ مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پوچھا گیا پیغمبر صلعم سے حال گھوڑونکا
فرمایا کہ گھوڑے تین طرحکے ہین ایک طرحکے گھوڑے آدمی کیواسطے گناہ ہین اور ایک گھوڑے آدمی کی حق مین موجب ثواب ہین
ہین اور ایک قسم کے گھوڑے آدمی کے لئے ثواب ہین سو وہ جو اوسکے لئے گناہ ہیں وہ یون ہے کہ آدمی نے گھوڑا باندھا
دکھانیکو اور بڑائی کو اور چڑھائی کرنیکو مسلمان پر سو وہ گھوڑے اوسکے لئے گناہ ہین اور وہ جو اوسکے لئے پردہ ہین سو وہ یون
ہے کہ آدمی نے گھوڑا باندھا اللہ کی راہ مین پر بھولا نہین اللہ کا اوسکی پیٹھ اور نہ اوسکی گردن مین یعنے کسیکو کبھی مانگے
بھی دے اور اوسکی زکوۃ بھی دے اور خیر خیری اوسکے کھانے پینے کی رکھے سو لیے گھوڑے آدمی کیواسطے موجب
عیب پوشی کا ہین کہ اوسکو کوئی محتاج نہین جانتا اور وہ جو اوسکے لئے اجر ہین سو وہ یون ہے کہ آدمی نے گھوڑا باندھا
اللہ کی راہ مین مسلمانون کی واسطے یعنے اسلئے کہ تا مسلمان اوپر سوار ہو کر جہاد کرین ف اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ نام کیواسطے اور فخر کے لئے گھوڑے رکھنا حرام ہین پر کوئی گھوڑے سوارلون کے ساتھ رکھنا تو صرف گناہ کا کام
ہے مگر ہین گھوڑے سواری کے لئے یا جہاد کیلئے یا جہاد کی نیت پر باندھنا درست اور بہتر ہے سو سواری کے گھوڑے مین
وہ حق اللہ بھی لگے ہوئے ہین ایک یہ کہ کبھی کسی مسلمان حاجتمند کو عاریتاً بھی سوار ہونیکو دیوے دوسرے یہ اگر وہ گھوڑے جنگل
سے چراتے ہون تو اوسکی زکوۃ بھی دے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اَلنَّفَقَةُ كُلُّهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَیْرَ فِیْهِ ترجمہ مشکوۃ کتاب المرقاق مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا
کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ خرچ سب اللہ کی راہ مین ہین سوا مکان بنانیکے سو اوسمین خیر نہین ف
اور جتنے خرچ ہین اپنی خانہ داری کی امور مین ہین اگر اون خرچون مین نیت ثواب کی ہو تو ثواب ملتا ہے مگر عمارت بنانے مین
اگر چہ نیت ثواب کی کرے مگر ثواب نہین ملتا مثلاً کسی نے کپڑا اپنے واسطے اس نیت پر بنایا کہ اوسکو پہن کر عبادت

لگا یا اپنی عورت لڑکیوں غلاموں چوکروں کو یا اور رشتہ داروں کو کہا نا کپڑا دیا اچھا اس نیت سے کہ یہ اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حق مجھ پر کہا ہے تو البتہ ثواب پاؤنگا اور مکان رہنے کا اگر حاجت ضروری سے زیادہ بنایا خواہ اپنے لئے خواہ جورو لڑکوں کے لئے اور ہیں ثواب ہیں مثلاً پر مکان کی بہت سے زینت کرنا وہ تو محض رائگاں ہے اخرج ابوداؤد عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوما ومعہ فرأی قبۃ مشرفۃ فقال ما ھذہ فقال اصحابہ ھذہ لفلان رجل من الانصار فسکت وحملھا فی نفسہ حتی جاء صاحبھا فسلم علیہ فی الناس فاعرض عنہ صنع ذلک مرارا حتی عرف الرجل الغضب فیہ والاعراض عنہ فشکی ذلک الی اصحابہ وقال واللہ انی لانکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا خرج فرأی قبتک فرجع الرجل الی قبتہ فھدمھا حتی سواھا بالارض فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فلم یرھا قال ما فعلت القبۃ قالوا اشتکی الینا صاحبھا اعراضک فاخبرناہ فھدمھا فقال اما ان کل بناء وبال علی صاحبہ الا ما لا بد منہ

ترجمہ مشکوٰۃ کی کتاب الرقاق میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے ایک دن درہم اونکے ساتھ تھے تو دیکھا ایک گول بلند گھر سو فرمایا کہ یہ کیا ہے اصحابوں نے کہا یہ فلانے آدمی کا ہے انصار میں سے تو چپ ہو رہے اور اوٹھا رکھا اسبات کو اپنے دل میں اوسوقت تک کہ وہ مالک اوسکا آیا تو سلام کیا حضرت کو لوگوں میں تو منہ پھیر لیا حضرت نے اوس سے کیا بات سو کیا یعنی بابا سو قصد گھر بنانے اوس آدمی نے غصہ اوسمیں اور منہ پھیرنا اپنی طرف سے سو شکوہ کیا اوسنے اسبات کا اصحابوں سے اور کہا قسم ہے خدا کی میں ناخوش پاتا ہوں رسول اللہ صلعم کو اصحابوں نے کہا کہ آپ نکلتے تھے سو تیر اگول گھر دیکھا تھا تو پھرا وہ آدمی اپنے گول گھر کی طرف سو کھود ڈالا اوسکو ایسا کہ برابر کر دیا زمین سے پھر نکلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اکیدن تو نہ دیکھا اوس گول گھر کو سو فرمایا کیا ہوا وہ گول گھر باروں نے عرض کیا کہ شکوہ کیا ہمارے سامنے اوسکے مالک نے آپ کے منہ پھیر لینے کا سو ہم نے خبر کر دی سو کھود ڈالا اوسنے وہ تو فرمایا حضرت نے خبردار رہو کہ کسی مکان بنانا گناہ ہے مکان والے پر مگر جو ضرور ہے اوسقدر جو لابد ہے ف یعنے جو مکان دن کے یا رات کے بیٹھنے رہنے کیواسطے ضروری ہے یا اسباب رکھنے کو جانور کے آرام کو ہو اوسکا مضائقہ نہیں یا جس مکانکے بنانیکا خدا اور رسول کا حکم ہو جیسے مسجد سو اسکے اور مکان بنانا یا اپنے مکان اونچے اونچے بلند ہمت بنانا وبال و گناہ ہے چنانچہ اوس مرد مسلمان انصار کا گول گھر بلند بنا ہوا دیکھکر حضرت ایسے ناخوش ہوئے کہ اوس کیطرف سے منہ پھیر لیا اور باوجود یکہ اوسنے کئی مرتبہ سلام کیا حضرت نے جواب نہ دیا پھر اوسنے حضرت کے ناخوش ہونے کے سبب وہ کھود ڈالا سو ہر مسلمان کو ایسا ہی چاہئے اخرجہ ابوداؤد عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتکونن بیوت یقال لھا الشیاطین قال سعید لا ارعاہ الا ھذہ الاحیاص التی

يستتر الناس بالله انتہا ترجمہ مشکوۃ کے باب اداب السفر میں کہا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ آنحضرت
خدا صلعم نے فرمایا کہ ہوتے ہیں بعضے گھر شیطانوں کے سعید نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں وہ گھر مگر یہی بیضہ ی
کہ پوشش دیوکی کرتی ہیں لوگ دیبا کی یعنے ریشمین یوف یعنی یہ لوگ بعضے حویلی مکان کو آراستہ کرتے ہیں کہ اوسکے
ریشمین دیوار گیریاں اور چھتیں اور پردہ لگاتے ہیں یا عماریون میں اور پالکیون میں نالکیون میں سیانو غیر
حریر وغیرہ لگا کر مزین کرتے ہیں سو یہی مکان شیطانی گھر ہیں المقصود مکان حاجت سے زیادہ یا بہت اونچا بنانا یا مکان
کو بہت آراستہ چھتون پر دون دیوار گیرون سے کرنا یہ سب شیطان کے امور ہیں کہ اپنے مسلمانون کو پرہیز کرنا چاہیے
اخرج الشیخان عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یذعفر الرجل ترجمہ بخاری اور مسلم
نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران لگانے سے مرد کو یوف یعنے مرد کو خوشبو کیواسطے
یا زینت کیلئے اپنے کپڑے میں یا بالونمیں یا ہاتھ پانون میں زعفران یعنے کیسر لگانے سے منع فرمایا سو مرد کو اسطرح پر زعفران
کا استعمال کرنا حرام ہے اخرج الترمذی والنسائی عن یعلی بن مرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
رای علیہ خلوقا فقال الک امراۃ قال لا قال اغسلہ ثم اغسلہ ثم اغسلہ ثم لا تعدہ
ترجمہ ترمذی اور نسائی نے ذکر کیا کہ یعلی ابن مرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا خلوق اوسکو لگا ہوا
فرمایا کیا تیری عورت ہے شاید عورت کے بدن سے اوسکے خلوق لگ گیا اوسنے کہا کہ نہ فرمایا اوسکو دھو پھر دھو پھر دھو پھر نہ
لگیو یوف عرب کی عورتیں کیسر وغیرہ کئی چیزیں خوشبو کی ملا کر اوسکی خوشبو بناتے ہیں جیسے ہندوستان میں سلاگا
سو وہ مرد کو لگانا حرام ہے سو حضرت نے بعلے کو لگائے ہوئے دیکھا تو تین بار دھلوایا اور آئندہ کو منع فرمایا اخرج ابوداؤد عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ صلوۃ رجل فی جسدہ شیء من خلوق ترجمہ
ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابی موسی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نہیں قبول کرتا نماز اوس شخص کی جسکے بدن
کچھ بھی خلوق ہو اخرج ابوداؤد عن عمار بن یاسر قال قدمت علی اھلی من سفر وقد تشققت
یداای تخلقون فی من زعفران فغدوت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسلمت علیہ
فلم یرد علی وقال اذھب فاغسل ھذا عنک ترجمہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ عمار نے نقل کیا کہ میں آیا اپنے گھر سفر سے اور
پھٹ گئے تھے میرے ہاتھ سو گھر والون نے میرے خلوق لگایا زعفران کا سو صبح کو میں آیا رسول خدا کے پاس تو سلام کیا
میں نے تو جواب دیا مجھکو اور فرمایا کہ جا دھو ڈال اسکو بدن سے اخرج الترمذی وابوداؤد والنسائی عن ابی
ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیب الرجال ما ظھر ریحہ وخفی لونہ وطیب النساء
ما ظھر لونہ وخفی ریحہ ترجمہ ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ
خوشبو مردوں کی وہ ہے جسکے کہلی ہوئی ہو اور جسکا رنگ اور خوشبو عورتوں کی وہ جسکا ظاہر رنگ اور چھپی ہو خوشبو

ف یعنی مرد کو ایسی خوشبو لگانا حلال اور بہتر ہے کہ جس کی خوشبو تو معلوم ہو اور رنگ نہ معلوم ہو جیسے عطر اور عورتوں کو ایسی خوشبو لگانا چاہیئے کہ جسکا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو نزدیک سے معلوم ہو جیسے زعفران اور صندل سے رنگا کپڑا اور بواسطر حکا ہو اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم قَالَ لِاَبِیْ جُحَیْفَۃَ وَفِرَاشُ رَجُلٍ وَفِرَاشُ اِمْرَاَتِہٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّیْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّیْطَانِ ترجمہ مسلم نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ ایک بچھونا مرد کیلئے اور ایک اوسکی عورت کے لئے اور تیسرا مہمان کے لئے اور چوتھا شیطان کیلئے ف یہ پس خوردہ مشکوۃ کے کتاب اللباس میں لکھی ہیں نشان کے لئے حاشیہ پر مسند سے ہے یعنے اپنے اور اپنی عورت کیواسطے ایک بچھونا اور مہمان کیواسطے ایک بچھونا زیادہ چاہیئے پھر جبکے ہاں مہمان اکثر آیا کرتے ہوں اور سقدر مکان اوسکو مضائقہ نہیں مگر اس تین قسم سے زیادہ بچھونا ہووہ بچھونا شیطان کیلئے ہوگا یعنے وہ ریا اور اسراف اور تکبر کے اسباب میں داخل ہے شیطان کا کام تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ کیسے کیسے پلنگ اور مسہریاں اور کوچین طیار بچھونے بچھائے ہوئے مکان میں زینت کیواسطے رکھا کرتے ہیں اور ہر مکان میں فرش بچھے رکھتے ہیں سو یہ سب سامان شیطانی ہیں اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَوْفُرُوا اللِّحٰی وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ ف بخاری اور مسلم نے ذکر کیا ابن عمر رضی نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ مخالفت کرو مشرکوں سے بڑے بڑے کرو ڈاڑھیاں اور کم کرو مونچھیں ف کافروں کے ملک میں اکثر انصاری ڈاڑھی مونچھیں منڈواتے ہیں اور سکھ ڈاڑھی مونچھ دونوں رکھتے ہیں اور ہندو اکثر ڈاڑھی منڈواتے اور بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں اور بعضے گل مچھے رکھتے ہیں اور بعضے خوبصورتی کیواسطے ڈاڑھی رکھکر مونچھیں ہی چیر کر کانوں پر باندھتے ہیں اور مسلمانوں کو کافروں سے مخالفت چاہیئے اور ڈاڑھی مونچھ دونوں کے چہرے پر ہوتی ہے اور پہلے چہرہ ہی پر خیال جاتا ہے سو فرمایا کہ ڈاڑھی مونچھ ہر طرح پر رکھو کہ کسیطرح کافروں سے مشابہ نہو کہ صورت ہی دیکھنے سے معلوم ہو جاوے کہ یہ شخص مسلمان ہے سو ڈاڑھیاں بڑی بڑی کرو یعنے ایسی کہ جس جگہ سے یہ معلوم ہو کہ یہ آدمی ہے دین سے اوسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہو کہ اوسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہو کہ اوسکے مونہہ پر ڈاڑھی ہی ہے سیاہی یا چونہ منہ پر نہیں لگاتا اور مونچھیں کم کرو یعنے جیسے ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑی ڈاڑھی کی علامت اور نشانی دین اسلام کی ہے بلکہ مسلمانکے وردی کے قائم مقام تھا ایک مدت سے ڈاڑھی کم کرنا یا مونچھیں بڑی کرنا علامت کفر کی ہے اور ڈاڑھی منڈانا یا تھوڑے پر کم اور چپ و راست زیادہ رکھنا یہ علامت اور نشانی شرک کی ہے اور اشعار اسلام بعید ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ اِلَّا عَنْ غَنْمٍ ترجمہ ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن مغفل نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے منع کیا کنکری کرنے سے مگر کبھی کبھی ف یعنے ہر روز کنکھی کرنا سر کے بالوں میں مگر کوڑا ہی میں یہ تکلف ہے اور محض زینت اور سنگار کیواسطے ہے سو یہ منع ہے ہاں کبھی کبھی ایک روز زیادہ دن یا

تین روز یا ہفتہ کے بعد کرلیا کرے تاکہ بال خراب نہو جاوین اخرجہ ابوداؤد عن عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنفوا الشیب فانہ نور
المسلم من شاب شیبۃ فی الاسلام کتب اللہ لہ بہا حسنۃ وکفر عنہ بہا خطیئۃ ورفعہ
بہا درجۃ ترجمہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ عمرو ابن شعیب نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ مت اوکھاڑو سفید
بال اسلئے کہ یہ نور ہی مسلمان کا جسکا سفید ہوا بال اسلامی کی حالت مین لکھتا ہی خدا اوسکے لئے اوس سفیدی کے
سبب نیکی اور معاف کرتا ہی اوس سے اوسکا گناہ اور بلند کرتا ہی اوس سے اوسکا مرتبہ ف معلوم ہوا کہ سفید بال ہونے
مسلمان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہی کہ ایک بال سفید ہونے سے اللہ تعالی کی طرف سے نور آتا ہی اور ایک نیکی کا ثواب
لکھا جاتا ہی اور ایک گناہ معاف ہوتا ہی اور ایک درجہ اللہ کے ہان اوسکا بلند ہوتا ہی تو جون جون اوسکے بال سفید
ہوتے جاتے ہین او تنا ہی نور بڑھتا جاتا ہی اور گناہ معاف ہوتے جاتے ہین اور درجہ بلند ہوتے جاتے ہین اور نیکیان
زیادہ ہوتی جاتی ہین سبحان اللہ جسکو حاجت توبہ کی ہو اوسکے واسطے بال سفید ہونا خود بخود توبہ ہی کہ اس سے گناہ
معاف ہوتے ہین اور عابدون کے لئے خود بخود مشقت عبادت ہی کہ ثواب زیادہ ہوتا جاتا ہی اور درجے بلند ہوتے
جاتے ہین اور نور بڑھتا جاتا ہی پھر جسکو سفید بال ڈاڑھی کا یا اپنے سر کا برا لگے اور وہ اوکھاڑے تو وہ شخص اپنے گناہ
معاف یا اپنا بلند درجہ اور زیادہ ثواب اور خدا کا نور نہین چاہتا بلکہ طالب برائیون کا ہی اخرج مسلم عن
عمر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای صبیا قد حلق بعض رأسہ وترک بعضہ
فنہاہم عن ذلک وقال احلقوا کلہ او اترکوا کلہ ترجمہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمر رضی نقل کیا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک لڑکے کو کہ مونڈا ہوا تھا تھوڑا سا سر اوسکا اور چھوڑا ہوا تھا تھوڑا سا سو منع
کیا اوسکے وارثون کو اس سے اور فرمایا کہ مونڈو سب سر اوسکا یا چھوڑ دو سب سر اوسکا ف اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ بچے یا بچی ہی یا خنثی ہوا کا کلین یا قلین یا چوٹیان الگ نکے سر پر رکھنا نہین درست باوجودیکہ لڑکے غیر مکلف
ہین مگر اوس سے اونکے وارثون پر گناہ ہوتا ہی سو اونکو چاہئے کہ اوسکا سر منڈا وین یا سب سر پر بال رکھین اور
جب لڑکے غیر مکلف کو اسطرح بال رکھنا بچا ہے تو بڑون کو تو درجہ اولی بچا ہے بلکہ ہر مسلمان کو مناسب ہی کہ جس مسلمان
جوان یا لڑکیکو اسطرح پر بال رکھے ہوئے دیکھے تو سنت کی پیروی کر کے منع کر دی اخرج ابوداؤد عن الحجاج
بن حسان قال دخلنا علی انس بن مالک فحدثتہ اختی المغیرۃ قالت وانت یومئذ
غلام ولک قرن او قصتان فمسح رأسک وبرّک علیک وقال احلقوا ہذین
او قصروہما فان ہذا زی الیہود ترجمہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ حجاج بن حسان نے نقل کیا کہ ہم گئے ہین انس
بن مالک رضہ پاس سو مجھسے ذکر کیا کہ میری بہن مغیرہ نے کہا کہ اون دنون تو لڑکا تھا اور تیری دو کاکلین تھین ہر ہر

پڑی ہوئی تین یا کہا کہ دو چوٹیاں تین سو انس نے تیری سر پر ہاتھ پھیرا اور مبارک اللہ کہا مجھکو اور فرمایا کہ منڈواؤ انکو یا کترواؤ انکو اسلئے کہ یہ وضع یہود کی ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کاکلین چوٹیاں رکھنا یہود کی علامت اور وضع ہے مسلمان کو بچنا چاہئے کہ اپنی اولاد کو کافروں کی سی اولاد بنا دے اور اگر کسی نے بچپن سے ایسے بال رکھے ہوں تو ضرور کروا منڈوا دے یا کتروا ڈالے ایسے کہ اور بالوں میں ملجاویں اور حضرت کے اصحاب جو بڑے بزرگ تھے جب وہ کاکل اور چوٹی رکھنے سے ناراض ہوتے تھے اور بزرگ چوٹیاں اور کاکلیں رکھنے سے کب خوش ہونگے بزرگوں کے نام کی چوٹیاں اور کاکلیں رکھنا اور زیادہ حماقت اور نادانی ہے بزرگوں کو بالوں سے کیا مطلب اخرج ابوداؤد عن ابی الخطلۃ رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الرجل خریم الاسدی لو لا طول جمتہ واسبال ازارہ فبلغ ذلک خریما فاخذ شفرۃ فقطع بہا جمتہ الی اذنیہ ورفع ازارہ الی انصاف ساقیہ ترجمہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلعم کے صحابوں میں سے کہا کہ ابن حنظلہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ کیا خوب آدمی ہے خریم اسدی اگر بڑی نہ ہوتی اوسکی چوٹی اور نہ لٹکتی ہوتی اوسکی ازار سو یہ خبر خریم کو تو اوسنے چھری پر کاٹی چوٹی دونوں کانوں تک اور اونچی کرلی ازار پنڈلیوں کے اوہ بیچ تک ف یعنے خریم اسدی ایک صحابی تھا ان کے حق میں حضرت نے فرمایا کہ اوسمیں سب خوبیاں ہیں اور بہت اچھا آدمی ہے مگر یہ دو نقصان ہیں ایک تو یہ کہ اوسکے بال سر کے بعض بعض ہیں دوسرے یہ کہ اوسکی ازار نیچی سو یہ خبر حضرت خریم کو پہنچی کہ حضرت نے میرے حق میں یوں فرمایا تو انہوں نے فوراً اپنے سر کے بال کاٹ کر دونوں کانوں تک رکھے اور ازار اونچی کرکے باندھی کہ پنڈلی کے درمیان میں رہی زانو سے نیچے ٹخنے سے اوپر زانو اور ٹخنے کے درمیان میں تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سر کے بال زیادہ لمبے نہ رکھنا اور ازار یعنے تہمد یا پاجامہ رکھنا ممنوع ہے بہتر یوں ہے جیسا حضرت خریم نے کیا اخرج ابوداؤد والنسائی عن النبی صلعم قال یکون قوم فی اخر الزمان یخضبون ہذا السواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ ترجمہ ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ ابن عباس سے نقل کیا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ہوگی ایک قوم اخیر زمانہ میں کہ خضاب کرینگے اس سیاہی سے جیسے سینہ کبوتر کا وہ نہ پاوینگے خوشبو بہشت کی ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب کرنا چکتا ہوا جیسے کبوتر کا سینہ حرام ہے اور کرنیوالے کو یہی بہشت کی نہ نصیب ہوگی مگر ہاں سرخ یا زرد خضاب جہاد میں اگر مسلمان کرے تاکہ کافر اوسکو بوڑھا نہ جانیں تو درست ہے سیاہ وہاں بھی درست نہیں اور اپنی زینت کے واسطے کیسا ہی خضاب ہو کرنا نہ چاہئے اخرج الشیخان عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ والواشمۃ والمستوشمۃ ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے بالوں میں جوڑ ملانیوالے پر اور ملوانیوالی پر اور

اور نیلا گودنے والے پر اور گدوانے پر ف یعنے خدا کی لعنت پڑتی ہے جسکے بال جوڑے ہوئے ہوں اوس عورت پر بھی اور جو عورت اپنے ہاتھ سے جوڑے اوسپر بھی اور جو اپنے بدن پر نیلا گودے اوسپر بھی اور جو اپنے ماتھہ سے گودے اوسپر بھی لعنت ہے اخرج الشیخان عن ابن مسعود قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ ترجمہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ لعنت کی اللہ نے اون عورتون پر جو نیلا گودین اور اپنے نیلا گودوین اور ماتھے کے بال اوکھیڑنے والیان اور جو خوبصورتی کے لئے دانت الگ الگ کرین کہ یہہ بدل ڈالنے والیان ہین اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو ف یعنے عورتون کے دانت بڑے بڑے ہوتے ہین سو وہ ریت کر چھوٹے الگ الگ کرتی ہین خوبصورتی کے لئے اور بعض عورتونکے سر کے بال ماتھے تک ہوتے ہین تو وہ اپنا ماتھا بڑا کرنیکو وہ بال اوکھاڑتے ہین اور بعضے عورتین نیلا گودتی ہین اور گودواتی ہین سو یہ سب خدا کی لعنت مین گرفتار ہین کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت بدل ڈالتے ہین اخرج ابوداؤد عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المترجلۃ من النساء ترجمہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابی بی عائشہ نے نقل کیا کہ لعنت فرمائی پیغمبر خدا صلعم نے مردبنے والی عورت پر ف یہ ہیں حدیثین مشکوۃ کے باب الترجل مین لکھی ہین فقیر اسکا ترجمہ پر بندسہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت مردونکا لباس پہنے قبا انگرکہہ جو تا مردونکا پہنے پگڑی منڈاسا ہتیار باندھے گھوڑے پر سوار ہووے مردون کی سی گفتگو کرے مردون کی طرح پائجامہ پہنے یا اور باتین مردون سی کرے تو اوسپر خدا کی لعنت پڑتی ہے پھر عورت کو اپنی زینت اور سنگھار نکرنا یعنی مہندی سرمہ نہ لگانا یہہ بھی گویا مردون کی وضع اختیار کرنا ہے ہر چند زینت کے متعلق اور بہت باتین ممنوع ہین کہ لوگونمین شایع ہین مگر بسبب خوف طول ہونے کتاب کے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اسیقدر پر کفایت کی اس خاکسار بیچدان مترجم نے بھی اسی لحاظ سے راہ اختصار کی اختیار کی ۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وعترتہ وعلی کل من وعلی کل من اتخذ سبیلہ وجعل القران ولیلہ کہ یہ ترجمہ اتمام کو پہنچا اللہ تعالے محض اپنے کرم سے قبول کرے اور اس گنہگار کو اور سب بھائی مسلمانونکو توفیق دے کہ عقیدہ توحید کا خوب درست کرین اور جمیع انواع شرک سے بچین اور سنت آل کریم کو اختیار کرین اور بدعات سے اجتناب رکھین اور تقدیر پر ایمان مضبوط کرکے ایمان اپنا ٹھیک کرین توکل اللہ پر کرین اور حضرت کے اصحاب اور اہلبیت بلکہ جمیع متوسلون سے محبت رکھین اور اون کے رویہ کو اختیار کرین اور بدعات قبور اور بدعات تقلید اور بدعات رسوم سے توبہ کرین اور اگر باجا متعلقہ اور اپنے نسب پر فخر کرنا اور شادیون مین بیجا خرچ کرنا اور بہت سی زینت دنیا کی امور مین کرنا ترک کرکے پاک باطن اور صاف ظاہر نرے مسلمان ہوجاوین اللہم آمین ثم آمین ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وازواجہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔

نقل خط جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب در جواب خط جناب ملا بغدادی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ من تفرد بالقدم فکل شئ حادث مسبوق بالعدم لا شریک لہ فی الخالقیۃ والتدابیر
لا اختلال لاحد فی ملکہ من النقیر والقطمیر حتی لا ینتفع الانبیاء الا بعد اذنہ ولا تجالا لاحد الا بلطفہ
ومنہ ونصلی علی افضل البرایا شفیع الامم الذی لولاہ ما اخرجت الدنیا من العدم والذی علمنا الہدیٰ
التوحید والاسلام واخرجنا من ظلمات الاشراک وعبادۃ الاصنام وعلی الہ واصحابہ وعلی ناصر دینہ
ومحبہ اما بعد فخص بالتحیۃ والسلام ذات من ترقی علی مدارج الاسلام سلالۃ السید المحبوب للحبوب
السید عبد اللہ البغدادی العالم الربانی لا یخفی علیکم انی لما رایت عوام مسلمی الہند قد انہمکوا بجہلہم فی الاشراک
والبدعات وتمسکوا بالشبہات الواہیات وجعلوا یجیدون القبور واہلہا وسالوہم حاجاتہم قلبا وجہا
الفت رسالۃ فی رد الاشراک باللہ واستدللت فیہا بستۃ وعشرین ایۃ من کلام اللہ وترجمتہا
بترجمۃ تسہیلا لاستفادتہم وکشفا للغطاء عن قبح تمسکاتہم واستدلالاتہم فحمد اللہ قد ہدی
الوفا من النساء والرجال فما ترد فیہا الا بعض المعاندین الجہال وبلغنی ان رسالتی ہذا تدور
بین یدیکم فقلت حری الا ان تساوی الاصنام وجمیع الناس والا ینبط فی باب الحلوانیۃ وعد
الاختیار والتکوین حقا واعلا فی العقیدۃ لذکرہ نوع من سوء الادب لا بد لہ من سند ودلیل
لان الصنم مجسم فکیف یذکر لسید الطاہرین صلحوا قول باللہ التوفیق ہذہ العبارۃ قد وقعت
فی رسالتی رد السوال العلوم حیث یقول ان الاستعانۃ والعبادۃ والسجدۃ انما ہی ممنوعہ
للاصنام لا للانبیاء الکرام والاولیاء العظام فقلت الاستعانۃ الحقیقیۃ لا تجی زعند العقل
الا من الذی لہ اختیار فی تدبیر العالم وقد ثبت من النصوص القطعیۃ القرآنیۃ ان الاختیار
لغیر اللہ فلیس للانبیاء والاولیاء فی ہذا الامر الخاص عنی استحقاق السجدۃ وانزال المطر واعطاء
الاولاد علی الاصنام وجمیع الناس ترجیحہم اعاقرب الانبیاء عند اللہ تعالی وکمالاتہم وفضائلہا
التی لا یصل دون سرادقاتہا غیرہم فتسلم وہو ام اخرا لا دخل لہ فی الربوبیۃ والالوہیۃ انتہی
والعجب کل العجب من جنابکم انکر اقرارہم ان ہذا الامر حق داخل فی العقیدۃ ثم قلتم انہ سوء الادب
لیت شعری اذا کان ثابتا من البراہین داخلا فی العقیدۃ کیف یتصور انہ سوء الادب فکلامکم
یشیر الی اجتماع الضدین والسند یطلب لما لا یثبت بالدلیل وہذا الامر ثابت اجمالا فی القرآن
فالحرم فی تفصیل الاجمال ومع ذلک فقد قال اللہ تعالی لنبیہ فی القرآن قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی

انما الهكم الله واحد ولا يخفى ان المخاطبين بقوله انما انا بشر مثلكم هم المشركون فكيف مثل الله تعالى في البشرية نبيه بالمشركين الذين ثبت نجاستهم في القرآن حيث قال الله تعالى انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام والاصنام من حيث انها احجار وجمادات لا نجاسة فيها والا يلزم ان يكون كل حجر نجسا انما النجاسة فيها بسبب المشركين الذين صوروها وجعلوها معبودين فالمشركون اشد نجاسة من الاصنام فافهم وتامل ان قيل وان كان هذا الامر ثابتا ولكن ما الضرورة في ذكره قلت الضرورة في ذكر رد شبهاتهم الخ حيث يزعمون ان الانبياء والاولياء يتصرفون في العالم يفعلون ما يشاؤن هذا وقد تحقق عندي ان الرجل الفجاني يوسوسكم فياشيخ انك لست تعلم حالة فانه رجل مخبط العقل مختل الحواس غبي جاهل ويزعم لنفسه انه محرر فاضل لا يدري اليمين عن الشمال فانه في الحقيقة تايب الدجال لانه يقول تارة انا عبد المحبوب السبحاني وتارة يقول ان عبد القادر هو الرزاق معاذ الله من هذه الكلمات الكفرية التي لا يجترئ بها الجهلاء فضلا عن العلماء فالسؤال من جنابكم ان لا تصدقوا كلامه في امري لانه رجل سامري هداه الله الصراط المستقيم وثبتنا واياكم على دينه القويم وصلى الله على سيدنا ومطاعنا وشفيعنا محمد المصطفى وعلى اله شموس الهدى واصحابه بدار الدجى فقط تم هذا المكتوب حين كنت تريد في الكانفور سنة الف ثمانين واربعين الى السيد البغدادي الكجين وسوء الجهال فبعد قراءته كتب هذا جاء مني متعمدا او قال لقد صدقت فيما القيت في رسالتك وما قلت فيها كان من علم دلوية كلامك كلامك في رسالتك كان شفاء وانا رجل عربي لا افهم الهندي والرجل الفجاني قال افتري عليك واغلط في الترجمة كثيرا فلا تغضب ٭ غفت

واضح ہو کہ یہ خط بطارب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا ہے کیفیت اسکی اسطرح پر ہے کہ سید بغدادی صاحب نے مولانا مغفور کو کانپور میں خط لکھا کہ یہ جا بہ جواب اسکا مولانا مرحوم نے کانپور سے بغدادی صاحب کی طرف دہلی میں روانہ کیا بغداد صاحب اوس خط کو مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم کو سنایا مدرسہ میں کہ یہ بغدادی صاحب مدرسہ میں مولانا محمد یعقوب صاحب کے رہتے تھے اوسوقت دو تین شخص حاضرین مجلس نے اوس خط کی نقل کرلی بعدہ مولوی نصیر الدین صاحب و مولوی محبوب علی صاحب نے بھی اوس خط کی نقل کرلی تھی بعد ازاں اسی عاجز نے بھی مولوی نصیر الدین صاحب مرحوم کے خط سے نقل کر لیا تھا۔ الراقم العاجز محمد نذیر حسین ٭ فقط ٭

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی ۔ مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

لجنۂ
جامعہ ثمانیہ

۱۔ ۔۔۔